انا خاتم النبیین لانبی بعدی ۔ الحدیث
عقیدۂ ختم نبوت پر علمائے اسلام کی تحقیقی کتب و رسائل کا انسائیکلوپیڈیا
عقیدۃ ختم النبوۃ
جلد پندرھویں
الناشر
الادارۃ لتحفیظ العقائد الاسلامیۃ
کراتشی باکستان

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ۔ الحدیث

پینتیس علمائے اسلام کی تحقیقی کتب و رسائل کا انسائیکلوپیڈیا

عقیدہ ختمِ نبوّت

جلد نمبر ۱۵

ناشر
الادارۃ لتحفیظ العقائد الاسلامیۃ

آفس نمبر 5، پلاٹ نمبر Z-111، عالمگیر روڈ، کراچی

www.aqaideislam.org
www.khatmenabuwat.com

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ

الآية ۴۰ سورة الاحزاب

الله
رسول
محمد

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

قَصِیْدَہ بُردَہ شرِیف

از: شیخ العرب والعجم امام محمد شرف الدین بوصیری مصری شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اے میرے مالک و مولیٰ درود و سلامتی نازل فرما ہمیشہ ہمیشہ تیرے پیارے حبیب پر جو تمام مخلوق میں افضل ترین ہیں۔

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سردار اور ملجاء ہیں دنیا و آخرت کے اور جن و انس کے اور عرب و عجم دونوں جماعتوں کے۔

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّ فِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمِ

آپ ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام پر حسن و اخلاق میں فوقیت پائی اور وہ سب آپ کے مراتب علم و کرم کے قریب بھی نہ پہنچ پائے۔

وَکُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں ملتمس ہیں آپ کے دریائے کرم سے ایک چلو یا باران رحمت سے ایک قطرے کے۔

اظہار تشکر

ادارہ ان تمام علمائے اہلسنّت،

اہل علم حضرات اور تنظیموں کا

تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے

جنہوں نے اب تک عقیدہ ختم نبوت کے

موضوع پر مواد کی تلاش اور جمع کرنے میں

ادارے کے ساتھ مخلصانہ تعاون کیا

اور باقی مواد کی تلاش میں مشغول عمل ہیں

ادارے کو ان کی مزید علمی شفقتوں کا

انتظار رہے گا۔

الادارۃ لتحفیظ العقائد الاسلامیۃ

نام کتاب	عقیدۃ ختم النبوۃ
ترتیب و تحقیق	حضرت علامہ مفتی محمد امین قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ
جلد	پندرھویں
سن اشاعت (اول)	1434ھ / 2012ء
قیمت	450/-

14 جلدوں میں مطبوعہ کتب کی فہرست اور مکتبوں کے ایڈریس کتاب کے آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

نوٹ: "عقیدہ ختم نبوت" کے سلسلے میں حتی الامکان سنین کے اعتبار سے کتابوں کی ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ مگر طباعت کے تقاضوں کے پیش نظر بعض کتب میں اس ترتیب کو برقرار نہیں رکھا جاسکا ہے۔ (ادارہ)

ناشر الادارۃ لتحفیظ العقائد الاسلامیۃ

آفس نمبر 5، پلاٹ نمبر Z-111، عالمگیر روڈ، کراچی

www.aqaideislam.org

www.khatmenabuwat.com

فہرست

قاطع فتنۂ قادیان

جناب بابو پیر بخش لاہوری

(بانی انجمن تائید الاسلام، ساکن بھاٹی دروازہ، مکان ذیلدار، لاہور)

○ حالاتِ زندگی

○ ردِّ قادیانیت

جناب میاں بابو پیر بخش صاحب لاہوری

جناب بابو پیر بخش کا شمار اہلسنّت و جماعت کی ان علمی شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے تحریر و تقریر کے ذریعے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیا۔ محترم بابو پیر بخش بھاٹی دروازہ، لاہور کے رہنے والے تھے۔ موصوف نے ذریعہ معاش کے لئے محکمہ ڈاک کی ملازمت اختیار کی۔ تبلیغ دین واشاعت اسلام کی خاطر ابتداء میں اپنے دوست بابو چراغ دین صاحب کے ساتھ ''انجمن حمایت الاسلام'' کی بنیاد رکھی اور اس میں سیکرٹری کی خدمات انجام دیں۔ پھر ''انجمن تائید الاسلام'' قائم کی اور اس کے تحت ایک ماہنامہ رسالہ بنام ''تائید الاسلام'' کا اجراء کیا۔

جب بابو پیر بخش صاحب ملتان ہیڈ پوسٹ آفس میں ہیڈ کلرک کے عہدے پر معین تھے اس زمانے میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے دوستوں نے ہر جگہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلام کا حامی اور خیر خواہ مشہور کیا ہوا تھا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایک دوست منشی الٰہی بخش بھی ملتان شہر کے رہنے والے تھے جن کی وساطت سے جناب بابو پیر بخش مرزا غلام احمد قادیانی کی مشہور کتاب ''براہین احمدیہ کا خریدار بنے اور مرزا غلام قادیانی کے مداحین میں شامل ہوئے۔ جولائی ۱۹۲۶ء کے انجمن تائید الاسلام کے شمارے کے ایک مضمون ''حالات مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کاذبہ لایعنی'' میں اپنے اس زمانے کو ذکر کرتے ہوئے جناب بابو پیر بخش لکھتے ہیں:

''براہین احمدیہ کے خریدار بنانے کے واسطے اور پیشگی قیمت وصول کر کے مرزا صاحب کے پاس بھیجنے کے واسطے منشی الٰہی بخش اکونٹینٹ و منشی عبدالحق صاحب اکونٹینٹ دورہ کے واسطے

نکلے۔ میں اس زمانے میں ملتان ہیڈ پوسٹ آفس میں بعہدۂ ہیڈ کلرک معین تھا۔ میرے پاس یہ صاحبان پہنچے۔اور چونکہ منشی الٰہی بخش صاحب ملتان شہر کے رہنے والے تھے، انہوں نے دعوت بھی کی اور مجھ کو خریدار بھی بنایا۔ اور میں بھی سلک معاونین و مداحین مرزا میں منسلک ہوا۔غرض مرزا صاحب کو جو کچھ بنایا مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے دوستوں نے مبالغہ آمیز مدح سرایاں کیں۔ مرزا صاحب کو اسلام کا حامی و خیر خواہ مشہور کر دیا۔اور ہر کہ و مہ مرزا صاحب کو اسلام کا پہلوان اور عقائد اسلام کا حامی کہنے لگا۔اور مرزا صاحب کا وجود ہر ایک مسلمان اسلام کے واسطے غنیمت یقین کرنے لگا۔اور مولوی محمد حسین نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں براہین احمدیہ ریویو مبالغہ آمیز خیالات میں کیا۔''

فروری ۱۹۱۲ء میں جناب بابو پیر بخش کو اپنے فرائض منصبی سے فرصت ملی اور وہ پنشن پر آ گئے۔ ملازمت سے فراغت کے بعد انہوں نے غلام احمد قادیانی کی کتب کا مطالعہ کیا اور اس فتنہ سے اچھی طرح آگاہ ہو گئے۔ بالآخر اس فتنہ کی سرکوبی کی ٹھان لی اور اسی سال رد قادیانیت پر کتاب ''معیار عقائد قادیانی'' تحریر فرمائی۔

معیار عقائد قادیانی کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''امابعد احقر العباد بابو پیر بخش پوسٹ ماسٹر حال گورنمنٹ پنشنر ساکن لاہور، بھاٹی دروازہ۔ برادران اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ مجھ کو بہت مدت سے مرزا صاحب کی صفات سن کر اشتیاق تھا کہ ان کی تصنیفات کا مطالعہ کروں اور ممکن فائدہ اٹھاؤں۔مگر چونکہ یہ کام فرصت کا تھا۔اور مجھ کو ملازمت کی پابندی تھی۔اور میرا محکمہ ڈاک بھی ایسا تھا کہ مجھ کو فرائض منصبی سے بہت کم فرصت ہوتی تھی جو کہ ضروریات انسانی میں بھی مکتفی نہ تھی۔ اسی واسطے میں اپنے شوق کو پورا نہ کر سکا۔مگر اب مجھ کو بفضل خدا تعالیٰ بہ تقریب پنشن ماہ فروری ۱۹۱۲ء

سے فرصت تھی۔ میں نے مرزا صاحب کی تصانیف دیکھی اور ان کی کتابیں فتح الاسلام، توضیح المرام، ازالۂ اوہام، حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ پڑھیں۔قریباً تمام کو دعویٰ مسیح موعود اور آسمانی نشانات سے مملو پایا۔''

معیار عقائد قادیانی کی تصنیف کے بعد محترم بابو پیر بخش نے اس بے دین گروہ کے ہر پمفلیٹ اور ہر اشتہار کا جواب تحریر فرمایا اور قلیل عرصہ میں غلام احمد قادیانی کے ہر ہر دعوے کے رد پر مستقل کتب تحریر فرما دیں۔ جناب بابو پیر بخش مرحوم کی جملہ تصانیف نہایت سلیس اور مدلل ہیں۔ اب تک ادارہ تحفظ عقائد اسلام کو مصنف علام کی نو (۹) کتابیں حاصل ہو چکی ہیں جن کی سنین کے اعتبار سے ترتیب اس طرح ہے:

۱...... معیار عقائد قادیانی	۱۳۳۱ھ	۱۹۱۲ء
۲...... بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی	۱۳۳۷ھ	۱۹۱۸ء
۳...... کرشن قادیانی	۱۳۳۹ھ	۱۹۲۰ء
۴...... مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی	۱۳۴۱ھ	۱۹۲۲ء
۵...... تحقیق صحیح فی تردید قبر مسیح	۱۳۴۱ھ	۱۹۲۲ء
۶...... الاستدلال الصحیح فی حیاۃ المسیح	۱۳۴۳ھ	۱۹۲۴ء
۷...... تردید نبوت قادیانی	۱۳۴۴ھ	۱۹۲۵ء
۸...... حافظ الایمان (فارسی / اردو)	۱۳۴۴ھ	۱۹۲۵ء
۹...... مجدد وقت کون ہو سکتا ہے؟	......	......

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ مصنف موصوف کے رد قادیانیت پر درج ذیل پانچ کتب و رسائل کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

۱...... لامھدی الا عیسیٰ ۔

۲...... اسلام کی فتح اور مرزائیت کی تازہ ترین شکست ۔

۳...... تفریق درمیان اولیاء امت اور کاذب مدعیان نبوت ورسالت ۔

۴...... ایک جھوٹی پیشین گوئی پر مرزائیوں کا شور وغل ۔

۵...... حافظ الایمان (عربی)

اگر کسی کے پاس مصنف موصوف کے تفصیلی حالات زندگی اور مذکورہ بالا پانچ رسائل موجود ہوں تو ادارے کو ارسال فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

جناب بابو پیر بخش کی ان تصانیف کا تعارف اکثر ماہنامہ تائید الاسلام کے آخری صفحہ پر پیش کیا جاتا تھا۔ تائید الاسلام بابت جنوری ۱۹۳۲ء کے آخری صفحہ پر تردید نبوت قادیانی کا تعارف اس طرح پیش کیا گیا ہے:

تردید نبوت قادیانی

میر قاسم علی مرزائی کی ایک ہزار روپیہ انعام والی کتاب کا جواب

''برادران اسلام! میر قاسم علی مرزائی کی طرف سے ایک کتاب مسمی بہ کتاب ''النبوۃ فی خیر الامت'' شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیوں اور رسولوں کا آنا نہ صرف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ جن لوگوں کا یہ اعتقاد ہے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس سے چلا آرہا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی یا رسول نہ آئے گا اور ان کو مغضوب ومجذوم کہا ہے۔ اور عقلی ڈھکوسلے لگا کر مسلمانوں کو بہت دھوکے دیئے ہیں جن کا اظہار کرنا اور جواب دینا نہایت ضروری تھا۔ اسی لئے الحمدللہ کہ کتاب مذکور کا جواب ''تردید نبوت قادیانی'' ۲۳۲ صفحات پر خاکسار نے لکھ کر چھپوائی ہے۔''

ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک میں آباد مسلمانوں کو فتنہ قادیانیت سے آگاہی کے لئے جناب بابو پیر بخش صاحب کی بعض تصانیف کے عربی، فارسی اور انگریزی تراجم بھی کئے گئے اور انہیں افغانستان، مصر، شام، عراق اور افریقہ وغیرہ میں مفت تقسیم کیا گیا۔ ماہنامہ تائید الاسلام بابت دسمبر ۱۹۲۵ء میں لوگوں سے اس طرح گزارش کی گئی ہے:

ضروری گزارش

''برادران اسلام! خدا کے فضل سے یہ سال بھی ختم ہوا۔ اب آئندہ سال کے اخراجات کے واسطے انجمن کو سرمائے کی سخت ضرورت ہے۔ کیوں کہ اس سال معمولی اخراجات رسالہ کے ماہوار ایک کتاب ۴۸ صفحات کی مسمی بہ ''حافظ ایمان از فتنہ قادیان'' فارسی زبان میں تصنیف کی گئی اور ۲۰×۲۲ سائز پر لکھوا کر چھپا کر مفت مسلمانان کابل وقندھار وبخارا وبلوچستان وخوست وغیرہ علاقہ جات میں مفت تقسیم کی گئیں۔ کیوں کہ مرزائیوں کی طرف سے ان علاقہ جات میں خاص طور پر جدوجہد شروع ہوگئی تھی۔ اور فارسی زبان میں انجمن تائید الاسلام کی طرف سے کوئی کتاب شائع نہ ہوئی تھی۔

(۲) اسی کتاب کا ترجمہ عربی زبان میں کرا کر علاقہ مصر وشام وبیت المقدس وبصرہ وبغداد وغیرہ میں مفت تقسیم کی گئیں۔ جیسا کہ نقول چٹھیات سے آپ پر ثابت ہوگا۔

(۳) اسی کتاب کا انگریزی ترجمہ چھپوا کر علاقہ بمبئی، مدراس، مالابار (ملبار)، بنگال، رنگون وبرہما (برما) میں تقسیم کرایا گیا۔ یہ تمام اخراجات کا بوجھ انجمن کے مستقل سرمائے پر پڑھا۔''

تحریر وتصنیف کے علاوہ جناب بابو پیر بخش تقریر کے میدان میں بھی ایک خاص مقام کے حامل تھے۔ ۲۰ مارچ ۱۹۲۱ء کو منعقد ہونے والے ''جلسہ اسلامیان قادیان'' کی روداد بیان کرتے ہوئے محرر لکھتے ہیں:

’’جناب بابو صاحب موصوف نے اپنی ۱۶ صفحات کی نہایت مدلل اور دلچسپ مطبوعہ تقریر’’اثبات حیات مسیح‘‘، مختصر مگر منکسرانہ تمہید کے بعد سنانی شروع کی۔ اس تقریر کی لطافت نے جلسہ میں ایک خاص شان پیدا کردی۔ لفظ لفظ پر تحسین وآفرین کی صدائیں بلند ہوتی تھی۔‘‘ ’’درحقیقت جس تحقیق سے ایک مدلل اور مکمل بحث بابو صاحب نے’’اثبات حیات مسیح‘‘ پر کی ہے، یہ انہیں کا حصہ تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے’’لکل فن رجال ولکل قول مقال‘‘ بابو صاحب کی طبیعت میں مناظرہ کا خاص ملکہ ودیعت ہے۔‘‘

جناب بابو پیر بخش نے ایک دینی ادارے انجمن تائیدالاسلام کی بنیاد رکھی اور اس کے تحت ماہنامہ رسالہ بنام’’تائیدالاسلام، لاہور‘‘ جاری کیا۔ انجمن کے تحت فتنہ قادیان کی جانب سے جاری ہونے والے اشتہارات اور پمفلیٹ اور مضامین اور تقاریر کا رد کیا جاتا اور عوام الناس کو حقائق سے آگاہ کیا جاتا۔ ماہنامہ رسالہ میں رد قادیانیت پر مضامین اور اقتباسات شائع کئے جاتے اور علماء اہلسنّت کی رد قادیانیت پر مطبوعہ کتب سے بھی عوام و خواص کو مطلع کیا جاتا۔ انجمن تائیدالاسلام کی ۱۹۱۷ کی ایک اشاعت کے سرورق کے اردگرد یہ اطلاع درج ہے:

’’حجۃ اللہ البالغہ یعنی سیف چشتیائی مصنفہ علامہ زمان قطب دوران حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب (زاداللہ فیوضہم)۔ دنیا بھر کے علماء نے تسلیم کیا ہے کہ عالمانہ نظر میں مرزا قادیانی کا رد اس سے بہتر نہیں کیا گیا۔‘‘

رسالہ تائیدالاسلام ماہوار بابت ماہ نومبر ۱۹۲۰ء کے سرورق پر یہ اطلاع تحریر ہے:

’’اطلاع: افادۃ الافہام مولفہ حضرت مولانا محمد انوار اللہ صاحب مرحوم (صدر الصدور، حیدرآباد، دکن) تردید مرزا میں یہ دو جلدوں کی ضخیم بے نظیر کتاب جو بڑی جستجو سے

تین (۳) نسخے بہم پہنچائے گئے ہیں۔ علماء فوراً منگا لیں۔‘‘

جب مصنف موصوف نے بعض مصلحتوں کے تحت کچھ عرصہ کے لئے رسالہ تائید الاسلام کی اشاعت روک دی تو حضرت علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی (مصنف کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی) نے اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار’’انقلاب زفاف حاضرہ‘‘ میں ان الفاظ میں فرمایا:

’’ہمارے محترم دوست مولوی بابو پیر بخش صاحب نے رسالہ تائیدالاسلام لاہور کو بند کردیا اور نہایت اہم دینی کام کو چھوڑ دیا۔‘‘ (مطبوعہ رسالہ انجمن نعمانیہ، لاہور، ماہ جنوری ۱۹۲۸ء)

جناب بابو پیر بخش ۱۹۱۲ء میں اپنے عہدے سے فراغت کے بعد سے مسلسل سولہ سال تک مرزا قادیانی کے فتنے کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کے ہر فریب و دھوکہ دہی کا منہ توڑ جواب دیتے رہے۔ اپنی کتب، رسائل، مضامین اور اہلسنّت کے دیگر بزرگوں کی تصانیف کے ذریعے لوگوں کے اس فتنہ سے مطلع و آگاہ کرتے رہے۔ جناب بابو پیر بخش نے اپنے انتھک مشن کے ذریعے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلافِ اسلام دعاوی، عقائد باطلہ اور گمراہ کن الہامات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔ آخرکار عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کرتے ہوئے مئی ۱۹۲۷ء میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

جناب بابو پیر بخش کے وصال کے بعد مئی ۱۹۲۷ء سے مئی ۱۹۳۲ء یعنی پانچ سال تک رسالہ تائید الاسلام کے اجراء کی ذمہ داری جناب میاں قمر الدین صاحب نے سنبھالیں۔ رسالہ تائیدالاسلام، بابت ماہ جون ۱۹۳۲ء کے شمارے میں جناب بابو پیر بخش کی خدمات کو سراہتے ہوئے مضمون نویس رفیق محترم تحریر کرتے ہیں:

’’تردید مرزائیت میں جن حضرات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان میں رسالہ تائیدالاسلام کے بانی محترم جناب بابو پیر بخش صاحب مرحوم و مغفور ایک امتیازی خصوصیت رکھتے ہیں۔

جناب میاں صاحب نے پوسٹماسٹر کے عہدے سے پنشن لینے کے بعد بھاٹی دروازہ لاہور سے تردید مرزائیت کے لئے رسالہ تائید الاسلام کا اجراء کیا اور ان کی ذاتی قابلیت سے اس رسالہ کو یہاں تک ترقی دی کہ رسالہ نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند مثلاً افغانستان، افریقہ، مصر، شام، برما وغیرہ ممالک میں کثرت سے جانے لگا۔ میاں صاحب مرحوم نے اپنے مشن کو رسالہ تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ تردید مرزائیت میں کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ عربی اور انگریزی میں رسالے شائع کئے تاکہ اسلامی ممالک اور یورپ میں مرزائی حقیقت سے پورے طور پر آگاہ ہو جائیں۔ میانصاحب موصوف باوجود پیرانی سالی کے، جس جوان ہمتی سے اور تندہی کے ساتھ سولہ سال برس تک کا طویل عرصہ اس عظیم الشان کام کو سرانجام دیتے رہے، یہ انہیں کا کا حصہ تھا۔ یقیناً نصرت الٰہی ان کی مددگار اور مؤید تھی۔ اسی لئے ان کا مشن دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرتا گیا۔ مرزائیوں سے پوچھئے جن کے سینے پر ان کی تحریریں مونگ دلتی رہتی رہیں اور ہر میدان میں مرزائیوں کو میاں صاحب کے مقابلہ میں ذلیل ترین شکست نصیب ہوتی رہی۔ آخر وہ وقت آ پہنچا کہ جب ہر ایک انسان دنیوی تعلقات کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی کے ہاں جانے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ وفات سے پہلے میاں صاحب نے رسالہ کا فنڈ اور کتب خانہ ٹرسٹیز مقرر فرمانے کے بعد محترمی ومکرمی جناب میاں قمر الدین صاحب رئیس اچھرہ کے سپرد فرمادیا اور خود مئی ۱۹۲۷ء میں دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ادارہ اپنی اس پندرھویں جلد میں جناب بابو پیر بخش مرحوم کی چار کتب شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے اور مزید کتب، رسائل اور مضامین سولھویں جلد میں انشاء اللہ طبع کئے جائیں گے۔ اس مجموعہ میں چند کتب کی اصلاح طلب عبارات کی تصحیح کی گئی ہے۔

کرشن قادیانی

جس میں
ثابت کی گیا ہے کہ اگر مرزا صاحب کرشن جی کا اوتار
تھے تو مسلمان نہ تھے۔

(سن تصنیف: ۱۳۳۹ھ بمطابق 1920ء)

تصنیف لطیف

قاطع فتنۂ قادیان

جناب بابو پیر بخش لاہوری

(بانی انجمن تائید الاسلام، ساکن بھاٹی دروازہ، مکان ذیلدار، لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ناظرین! مرزا صاحب پہلے خدا بن گئے تھے۔ اور پھر کسی نامعلوم وجہ سے عہدۂ خدائی سے معزول ہو کر پیغمبر ورسول بنائے گئے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود قرار دیئے گئے تھے۔ پھر مقام محمدی سے گرا کر نائب عیسیٰ علیہ السلام بنائے گئے۔ اور فنا فی الرسول کے مرتبہ عالی سے تنزل کر کے نائب عیسیٰ ہوئے۔ پھر نائب عیسیٰ علیہ السلام کے مرتبہ سے بھی تنزل کر کے ایک صحابی بنے یعنی حضرت علی بنائے گئے۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنی وحی جو مرزا صاحب کو دی تھی واپس لے لی۔ اور ایسے شخص کا بروز بنایا جو خود فرماتا ہے: اَلا وَاِنِّیْ لَسْتُ نَبِیًّا وَلَا یُوْحٰی اِلَیَّ یعنی ''نہ میں نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی کی جاتی ہے''۔ اب ظاہر ہے کہ مرزا صاحب جس شخص کا بروز قرار دیئے گئے جب اس کو وحی نہ ہوتی تھی تو مرزا صاحب جو اس سے کم مرتبہ میں تھے۔ کیونکہ مثیل ہمیشہ اپنے مماثل سے صفات میں کم ہوا کرتا ہے۔ تو ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بروز ہونے کی حالت میں وحی الٰہی ہونا بالکل باطل ہے۔ کیونکہ جب حضرت علی کو وحی نہ ہوتی تھی تو مرزا صاحب جو اس کے بروز ومثیل بنتے ہیں ان کو کس طرح وحی ہو سکتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نے ترقی معکوس کی، کہ خدا سے محمد بنے اور محمد سے نائب عیسیٰ بنے اور نائب عیسیٰ سے حضرت علی بنے۔ مگر اس تنزل میں اسلام سے خارج نہ ہوئے تھے۔ اور توبہ کا دروازہ کھلا تھا۔ مگر افسوس مرزا صاحب نے بجائے توبہ کے ایک ایسا الہام تراشا کہ اسلام ہی سے نکل گئے۔ اور کرشن جی کا روپ دھارا۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم سے منہ موڑ کر اہل ہنود کا مذہب اختیار کیا۔ اور افسوس ان کا خاتمہ ایمان پر نہ

ہوا۔ کیونکہ کرشن جی مہاراج اہل ہنود کے ایک راجہ تھے۔ اور تناسخ کے ماننے والے تھے۔ اور قیامت اور یوم حشر کے منکر تھے۔ چنانچہ تمام گیتا جو کرشن جی کی اپنی تصنیف ہے، انہیں مسائل اواگون واوتار وجزا سزا بذریعہ تناسخ حلول ذات باری وممانعت گوشت خوری سے پر ہے جس کو مرزا صاحب ''الہامی کتاب'' مانتے ہیں اور کرشن کو پیغمبر۔ اور فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو الہام کیا کہ: ''ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے''۔ جب گیتا مرزا صاحب نے خدا کا کلام مان لیا۔ تو جو جو مسائل اس میں درج ہیں وہ ضرور ماننے ہوں گے۔ اور چونکہ وہ مسائل بالکل تمام انبیاء علیہم السلام کے دین کے برخلاف ہیں۔ اس لئے نہ تو کرشن مسلمان اور پیغمبر ہو سکتے ہیں اور نہ ان کا بروز واوتار مسلمان کہلا سکتا ہے۔ اب ہم پہلے مرزا صاحب کی اصل عبارت نقل کرتے ہیں تاکہ کسی مرزائی کو انکار وتاویل کی گنجائش نہ رہے اور یہ نہ کہے کہ مرزا صاحب پر بہتان ہے اور جھوٹ لکھا ہے، کیونکہ مرزائیوں کا آج کل قاعدہ ہو رہا ہے کہ جس الہام یا عبارت میں مرزا صاحب پر اعتراض کیا جائے جھٹ انکار کر دیتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے ایسا نہیں لکھا، اصل عبارت دکھاؤ۔ کیونکہ کچھ جواب ان کے الہامات خلاف شرع کا ان سے نہیں بن پڑتا۔ اصل عبارت مرزا صاحب یہ ہے (دیکھو لیکچر مرزا صاحب ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء جو سیالکوٹ میں دیا تھا) ''ایسا ہی میں (مرزا صاحب) راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ روحانی حقیقت کے رو سے میں وہی ہوں یہ میرے قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین وآسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ اور خدا کا وعدہ تھا کہ آخر زمانہ میں اس کا (کرشن کا) بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ یعنی منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت یہ بھی الہام ہوا کہ: ''ہے

کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے''...... (الخ)

ناظرین! بہ فحوائے آیہ کریمہ ﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ﴾ یعنی ''پچھلی بات بہتر ہے پہلی سے''۔ مرزا صاحب کے تمام دعاوی اور الہامات سے یہ آخر کا الہام و دعویٰ بہتر ہے۔ اور ان کی ذات کے واسطے خیر ہے۔ پس مرزا صاحب محمد ﷺ و عیسیٰ علیہ السلام ومریم وغیرہم انبیاء علیہم السلام کے دعاوی سے دست بردار ہو کر کرشن بھی بنتے ہیں یعنی اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ جب تک محمد ﷺ کے پیرو تھے بروز محمد تھے۔ اب کرشن کے پیرو ہیں اور بروز کرشن ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا۔

ناظرین! یہ دعویٰ مرزا صاحب کا تمام انبیاء علیہم السلام کے برخلاف ہے۔ اور جس قدر انبیاء حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم النبیین محمد ﷺ تک ہوئے، کسی ایک نے نہ ''اوتار'' کے مسئلہ کو حق جانا اور نہ کسی نے ''رام چندر وکرشن ومہادیو'' وغیرہ بزرگان اہل ہنود کو سلسلۂ انبیاء میں شمار کیا۔ کیونکہ ان کا مذہب انبیاء علیہم السلام کے بالکل برخلاف تھا۔ اور اب تک ان کی تعلیم وعمل کا نمونہ موجود ہے۔ کہ تمام فرقہ ہائے اہل ہنود قیامت ویوم الحساب وحشر اجساد کے منکر ہیں۔ اور ''آواگون'' (تناسخ) مانتے ہیں۔ اور توحید کی بجائے بت پرست ہیں۔ چنانچہ ''گیتا'' میں جو کرشن جی کی اپنی تصنیف ہے اس میں تناسخ کی تعلیم ہے اور اوتار کا مسئلہ بھی گیتا میں ہے۔ اور کسی فرقہ اہل اسلام میں سے کسی مسلمان کا یہ اعتقاد نہیں کہ ایک مشرک ہندو راجہ گئو اور برہمن کی پوجا کرنے والا وید وشاستر کا پیرو قیامت کا منکر، پیغمبر و رسول ہو سکے۔ اس لئے ہم مرزا صاحب کے اس الہام اور دعویٰ پر آزادی سے بحث کریں گے۔ اور گیتا سے ہی ثابت کریں گے کہ مرزا صاحب کا یہ الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں

تھا۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تو ماسبق انبیاء علیہم السلام کے موافق ہوتا۔ قرآن شریف میں ''متقین'' کی صفت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ط اُولٰئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ترجمہ: ''وہ لوگ جو تحقیق آخرت کا یقین کرتے ہیں، وہی لوگ ہدایت پر ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں''۔ مگر جو کرشن اور اس کا بروز واوتار ہونے کا دعویٰ کرے وہ ہرگز ''مُفْلِحُوْن'' میں سے نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ''تناسخ'' کا ماننے والا قیامت کا منکر ہے۔ اور مرزا صاحب مان چکے ہیں کہ بغیر متابعت تامہ کے کوئی بروز نہیں ہوسکتا۔ اور میں بسبب پیروی محمد ﷺ کے بروز محمد ﷺ ہوں۔ تو اب ثابت ہوا کہ پیروی کرشن تامہ سے بروز کرشن ہوئے اور حضرت محمد ﷺ کی پیروی سے نکل گئے۔ اور کرشن کے پیرو ہوئے۔ اور چونکہ کرشن آخرت کا منکر اور تناسخ کا قائل تھا، مرزا صاحب بھی آخرت کے منکر اور تناسخ کے قائل ثابت ہوئے۔ اس عبارت مرزا صاحب میں مفصلہ ذیل امور لائق بحث ہیں۔

۱...... ''میں راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں، یا یوں کہنا چاہیے کہ روحانی حقیقت کے رو سے میں وہی (کرشن) ہوں''۔

۲...... ''وہ خدا جو زمین وآسمان کا خدا ہے۔ اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا''۔

۳...... ''آخر زمانہ میں کرشن کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے یہ وعدہ میرے آنے سے پورا ہوا''۔

۴...... ''الہام کہ تیری مہا گیتا میں لکھی گئی ہے''۔

اب چاروں امروں پر الگ الگ غور کرنے سے معلوم ہوجائے گا کہ یا تو یہ الہام غلط ہے یا مرزا صاحب کا خاتمہ اسلام پر نہیں ہوا۔

مرزا صاحب ''درثمین'' جو ان کی اپنی تصنیف ہے اس میں لکھتے ہیں۔ شعر

وارثِ مصطفیٰ شدم بہ یقین شدہ رنگیں برنگ یار حسین

یعنی میں (مرزا صاحب) مصطفیٰ کا وارث ہوں اور یقین اور ایمان سے ہوں۔ اور خوبصورت دوست (محمد ﷺ) کے رنگ سے رنگین ہوگیا ہوں۔ ''حقیقۃ الوحی استفتا'' کے صفحہ ۱۷ میں لکھتے ہیں: لیس فی جبی الا انوارہ (محمد ﷺ) ترجمہ: ''میرے جبے یعنی وجود میں سوائے نور محمد ﷺ کے نہیں ہے''۔ پھر لکھتے ہیں: ''آخر زمانہ کا آدم درحقیقت ہمارے نبی کریم ﷺ اور میری نسبت اس جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے''۔ پھر لکھتے ہیں: ''اس نبی کریم ﷺ کا لطف اور وجود میری طرف کھنچا یہاں تک کہ میرا وجود اس (نبی کریم) کا وجود ہوگیا''۔ پھر لکھتے ہیں: ''پھر اس روحانیت کے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔ پس میں وہی مظہر ہوں۔ حتیٰ کہ ''ھو الذی ارسل رسولہ'' کا نام بھی پایا۔ (دیکھو خطبہ احمدیہ)

مرزا صاحب کی ان عبارات سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود ومظہر تھے۔ اور انہیں کے رنگ سے رنگین تھے۔ اگر مرزا صاحب محمد رسول اللہ ﷺ کے رنگ سے رنگین ہوتے تو پھر کرشن راجہ اہل ہنود کے رنگ سے کس طرح رنگین ہوئے۔ رنگ عرض ہے جوہر نہیں، ایک رنگ کبھی قائم نہیں رہ سکتا، جب تک اس کو یک رنگی نہ ہو۔ اور دوسرا رنگ ہرگز اس کے پاس تک نہ آئے۔ ورنہ دونوں رنگ خراب ہوجائیں گے۔ مثلاً: اگر سیاہ رنگ ہے تو تب تک ہی سیاہ ہے جب تک اسکے ساتھ سرخ رنگ شامل نہ ہو۔ اور اگر سرخ رنگ سیاہ کے ساتھ شامل ہوجائے، تو دونوں رنگوں کی اصلیت جاتی رہتی ہے۔ اور جوہر وجود جس پر وہ رنگ چڑھائے ایک تیسرا رنگ قبول کرلیتا ہے۔ یعنی نہ پہلا رنگ قائم

رہتا ہے۔ اور نہ دوسرا بلکہ تیسرا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ اب غور کرنا چاہیے کہ جب مرزا صاحب محمد ﷺ کے رنگ سے رنگین تھے اور پھر کرشن کے رنگ سے رنگین ہوئے، تو محمدی رنگ ان میں نہ رہا۔ اور اسلام سے خارج ہو کر ''اہل ہنود'' کا رنگ مرزا صاحب پر چڑھا۔ مگر افسوس کہ ہندوؤں نے بھی مرزا صاحب کو کرشن نہ مانا۔ اب تیسرا رنگ مرزا صاحب کا یہ ہوا کہ نہ مسلمان رہے نہ ہندو۔ حدِ اوسط کا رنگ اختیار کیا، جس طرح سرخ وسیاہ رنگ مل جائے تو نسواری، تیسرا رنگ پیدا ہو جاتا ہے، اسی طرح مرزا صاحب کفر واسلام کے رنگ میں رنگین ہو کر۔ شعر

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم — نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے

نام کے مسلمان، اوتار کے قائل یعنی حلول ذات باری کے مسئلہ کو مانا، بت پرستی کی بنیاد ڈالی اور اپنی تصویر جائز کی، ''گیتا'' کو خدا کا کلام مانا، تناسخ کے مسئلہ کو مانا۔ کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ وہی شخص جو تناسخ واوتار آریہ دھرم کو نابود کر دینے کا ٹھیکہ دار بن کر اپنے آپ کو رستم ہند جانتا تھا، آج خود ہی کرشن جی بن گیا۔ اور وہ تمام عقائد باطلہ جن کی تردید کرتا تھا۔ خود ہی ماننے لگ گیا۔ اور وہ مسائل نامعقول جو آریہ خود ان سے انکار کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی دیکھا دیکھی ترک کر رہے ہیں، وہی جاہلانہ مسائل مسلمانوں میں رواج دینا چاہتا ہے۔ بایں ہمہ دینی دعوے مجدد وامام الزمان

ع برعکس نہند نام زنگی کافور

کیا امام زمان ومجدد ومسیح موعود کی یہی تعریف ہے کہ مسئلہ اوتار مان کر کرشن جی کا بروز یعنی اوتار بنے۔ جب کرشن کا اوتار ہوئے تو حقیقت محمدی ﷺ سے خالی ہو گئے۔ یا یہ ماننا پڑے گا کہ ایسے الہامات دماغ کی خشکی کا نتیجہ ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ آسمانی

صحائف وقرآن میں تو حلول واوتار کے مسائل کی تردید کرے اور قیامت وتوحید کی تعلیم دے اور گیتا میں اس کے برخلاف کہے۔ پس گیتا خدا کا کلام نہیں۔ اور نہ کرشن، پیغمبر ورسول ہے۔ اگر کرشن، پیغمبر ورسول ہوتا، تو اس کی تعلیم دیگر انبیاء کے مطابق ہوتی۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے: عن ابی ھریرۃ ان النبی ﷺ قال الانبیاء اخوۃ العلات امھاتھم شتیٰ دینھم واحد اخ یعنی ''ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہیں کہ فروعی احکام ان کے مختلف ہیں اور دین ان کا ایک ہے''۔ یعنی توحید وایمان بروز جزا ویوم آخرت اور دعوت الی الحق۔ جب کرشن جی قیامت کے منکر ہیں اور حلول ذات باری کے قائل ہیں تو پھر وہ انبیاء علیہم السلام میں سے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنی پڑی جمانے کے واسطے ان کو بھی نبی ورسول کہنا شروع کر دیا کہ کسی طرح میں نبی ورسول ثابت ہو جاؤں۔ اور اس بات پر عمل کیا کہ ''من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو'' مگر افسوس کہ مرزا صاحب کی چال کارگر نہ ہوئی۔ ایک ہندو نے بھی نہ مانا کہ مرزا صاحب کرشن تھے۔ مرزا صاحب خود ہی پھسل گئے۔ اور اوتاروں کا مسئلہ ''اہل ہنود'' کا مان کر مسلمانوں کو گمراہ کر گئے۔ کس قدر غضب الٰہی کی بات ہے۔ کہ تعلیم یافتہ ''اہل ہنود'' جن کے آباؤ اجداد ہزاروں برسوں سے یہ مسائل مانتے چلے آئے تھے، وہ تو نئی تعلیم کے اثر سے اور نئی روشنی سے منور ہو کر انکار کریں کہ یہ محال عقلی ہے کہ خدا تعالیٰ ایک عورت کے پیٹ میں داخل ہو کر پیدا ہو، اور انسانی قالب اختیار کرے۔ مگر مسلمانوں میں ۱۳۰۰ برس کے بعد ایک، بناوٹی فنافی الرسول کا مدعی ان کفریات کو اسلام میں داخل کرے۔ شعر

گر مسلمانی ہمیں است کہ مرزا دارد — وائے بر عقل مریداں کہ امامش خوانند

اب اوتار کے مسئلہ کی بحث شروع ہوتی ہے اور گیتا سے جو مرزا صاحب کے نزدیک خدا کا کلام ہے اور قرآن کے برابر ہے، اسی سے اوتار کا مسئلہ لکھا جاتا ہے۔

ا......اوتار کے معانی: اوتار کا لفظ سنسکرت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دنیا میں بشکل آدمی آنا (دیکھو سرہنگ مجموعہ سخن)۔ اوتاروں کا مسئلہ اہل اسلام کے کسی فرقہ نے نہیں مانا اور نہ کوئی سند شرعی ظاہر کرتی ہے۔

۲...... یہ کہ اوتاروں کا مسئلہ درست نہیں۔ قرآن مجید میں کوئی آیت نہیں جس میں لکھا ہو کہ خدا تعالیٰ کسی انسانی جسم میں حلول کرتا ہے۔ اور جس جسم میں حلول کرے وہ خالق ہر دو جہاں کا اوتار بن جاتا ہے۔ اور نہ کسی حدیث، اور اجتہاد ائمہ دین میں یہ مسئلہ اوتار درج ہے۔ یہ مسئلہ اوتار ''اہل ہنود'' کا ہے۔ اور ان کے اعتقاد میں خدا تعالیٰ انسانی جامہ پہن کر دنیا میں اپنا ظہور دکھاتا ہے۔ چنانچہ منجملہ دیگر اوتاروں کے کرشن جی کو بھی پرمیشر کا اوتار ''اہل ہنود'' نے مانا ہوا ہے۔ اور ''گیتا'' میں اس مسئلہ اوتار کا معنی درج بھی ہے، چنانچہ ''گیتا'' میں لکھا ہے۔ شعر

چو بنیاد دیں سُست گردد بسے   نمائیم خود را بشکلِ کسے

دیکھو صفحہ ۳۳، مترجم فیضی ادہائے چہارم: یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''جب دنیا میں دہرم کی ابتری ہوتی ہے تو میں کسی شخص کی شکل اختیار کر کے دنیا میں آتا ہوں اور دھرم کی حمایت کرتا ہوں اور ظالموں اور دہرم کے مخالفوں کو تہ تیغ کر کے نابود کرتا ہوں''۔ چنانچہ فرماتے ہیں: شعر

بریزیم خون ستم پیشگان   جہاں را نمائیم دار الامان

یعنی ہم ظالموں کا خون بہاتے ہیں اور جہاں میں امن قائم کرتے ہیں۔

''بھاگوت گیتا'' مترجم ''دوارکا پرشاد افق'' کے ادہیائے ۴، اشلوک ۶ میں خدا نے اپنی تعریف میں لکھا ہے: ''مجھے بقا ہے مجھے فنا نہیں، کل ذی روحوں کی آتما، کل مخلوقات کا ایشور میں ہوں، مگر اپنی مایا سے اپنی مرضی کے موافق اوتار لے لیا کرتا ہوں''۔

پھر اشلوک ۷، ادہیائے ۴: ''جس زمانہ میں دھرم کا ستیاناس ہو جاتا ہے، اور دھرم کی گرم بازاری ہونے لگتی ہے۔ اس زمانہ میں، میں اوتار لے کر کسی نہ کسی قالب میں دنیا کو جلوہ دکھاتا ہوں۔ مراد یہ کہ نراکار اور نرگن روپ سے شگن روپ میں جامہ انسانی قبول کرتا ہوں''۔

پھر اشلوک ۸، میں لکھا ہے: ''ست جگ ترتیا دواپر کل جگ میں ساد ہو۔ سنتوں کی حفاظت اور بداعمالوں کی سرکوبی کیلئے میرے اوتار ہوا کرتے ہیں''۔

پھر اشلوک ۹، میں لکھا ہے کہ: ''میرا جنم اور کرم ایک کرشمۂ قدرت ہے''۔ الخ

پھر ادہیائے ۷، اشلوک ۲۱ میں لکھا ہے: ''کوئی کسی اعتقاد سے کسی دیوتا کی سروپ کی پرستش کرے تو میں اس دیوتا کے سروپ میں موجود ہو کر اس کے اعتقاد کو پختہ کرتا ہوں''۔

پھر ادہیائے ۷، اشلوک ۲۴ میں لکھا ہے: ''کم عقل لوگوں کو میرے لازوال جلوے کی شناخت نہیں ہو سکتی، میرا اناشی واتم سروپ سب سے جدا ہے۔ ان کو سمجھنے کا وقوف نہیں، کہ اس اناشی اور لازوال ذات نے اس قالب میں ظہور فرمایا ہے''۔

ادہیائے ۱۰، اشلوک ۱، سری کرشن جی ارجن کو فرماتے ہیں: ''ارجن میری باتوں کو گوش ہوش سے سنو''۔

اشلوک ۲: ''میری پیدائش سے دیوتا اور بڑے بڑے رشی بھی واقف نہیں۔ وجہ

یہ کہ دیوتاؤں اور مہرشیو کو میں ہی پیدا کرتا ہوں یعنی کرشن ہی خالق ہے''۔ مرزا صاحب بھی خالق زمین وآسمان بنے۔ کیوں نہ ہو، کرشن کا اوتار جو ہوئے۔

اشلوک ۸، ادھیائے ۱۰: ''عقل مند بھگت مجھ ہی کو خالق کائنات اور ذریعہ آفرینش یقین کر کے مجھ میں دل لگاتے ہیں''۔

ادھیائے ۱۰، اشلوک ۱۹، سری کرشن جی نے فرمایا: ''میری قدرتوں کا کچھ حساب وشمار نہیں''......الخ۔

ادھیائے ۱۲، اشلوک ۶ و ۷: ''جس شخص نے اپنے تمام عمدہ کرم میرے ارپن کر دیئے اور معاوضہ کا خواہش مند نہ ہو اور میرے ہی تصور میں لگا رہے، میری ہی ذات پر بھروسہ رکھے میں اس کو نجات دے کر موت کے سمندر سے بیڑا پار کر دیتا ہوں۔ برہم کی جو قدرت اور قوت آفرینش ہے، وہ میری روشنی ہے۔ اسی روشنی قوت کاملہ کا کام لے کر میں موجودات عالم کو خلعت ظہور پہناتا ہوں''۔

اشلوک ۳، ادھیائے ۱۴: ''تمام انوار قدرت سے جو جو شکلیں نمودار ہوتی ہیں۔ ان میں اصلی جلوہ میرا ہی ہے''۔

اشلوک ۴، ادھیائے ۱۴: ''برہم اور ابناشی میری ہی ذات ہے۔ پرم آنند سروپ میرا ہی ہے۔ راحت دائمی کا سرچشمہ میں ہی ہوں''۔

اشلوک ۲۷، ادھیائے ۱۴: ''جن کو میری حقیقت سے آگاہی ہے۔ مجھے پرماتما اور پرشوتم کے خطاب سے یاد کرتے ہیں، ہمیشہ ہر حالت میں میرا ہی پوجن کرتے ہیں''۔ اشلوک ۱۹، ادھیائے ۱۵۔

ناظرین! صرف خدائی کا دعویٰ نہیں بلکہ اپنی پوجا بھی کرشن کرواتے ہیں اور یہی بت پرستی

کی بنیاد ہے کہ بعد میں اسی دیوتا اور اوتار کی مورت پوجی جاتی ہے۔ ''جو مجھ کو برہم سروپ سروبیاپک جان لیتا ہے، وہ میری ذات میں مل جاتا ہے''۔ (اشلوک ۵۵، ادھیائے ۱۸)۔ ''اے ارجن اگر تم مجھ پر سچے دل سے فریفتہ رہو گے تو تمہارے تمام دکھ میری خوشی سے دور ہو جائیں گے۔ اگر خودی وغرور سے میری بات نہ مانو گے تو تباہی ونیستی میں شک نہیں''۔ (اشلوک ۵۸، ادھیائے ۱۸)۔

ناظرین! مذکورہ بالا حوالہ جات گیتا سے ثابت ہے۔ کہ اوتار کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ رب العالمین خالق ہر دو جہاں قادر مطلق واجب الوجود بے انتہا وبے مانند انسانی قالب میں حلول کرتا ہے۔ یعنی ایک عورت کے پیٹ میں داخل ہو کر اسی راستہ سے پیدا ہوتا ہے۔ جس راستہ سے دوسرے انسان پیدا ہوتے ہیں۔ اور انسانوں کی مانند حوائج انسانی کا محتاج ہوتا ہے۔ اور لڑکپن کی حالت سے بوڑھا ہوتا ہے۔ اور کھانے پینے بول براز کرنے کے بعد جب مر جاتا ہے۔ تو پھر اپنی خدائی کے تخت پر متمکن ہو جاتا ہے۔ اور مرزا صاحب بھی بروز بروز پکار رہے ہیں۔ بروز سے بھی ان کا اوتار مطلب ہے۔ چنانچہ ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخر زمانہ میں اس کا (کرشن کا) بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ (لیکچر مرزا صاحب جو سیالکوٹ میں ۲، دسمبر ۱۹۰۴ء میں دیا) اب مرزا صاحب نے بروز کے معنی خود کر دیئے کہ بروز سے ان کا مطلب اوتار ہے پس بروز واوتار ایک ہی ہیں۔ اب بحث اس پر ہونی چاہیے۔ کہ اوتار ہو سکتا ہے یا نہیں اگر کسی امر کا امکان ہی ثابت نہ ہوا، تو پھر اس کا ظہور بالبداہت غلط ہوگا۔ پہلے ہم اس بات پر بحث کرتے ہیں کہ آیا خدائے تعالیٰ کا انسانی جسم میں حلول اور آدمی کے بدن میں سمائی ممکن ہے یا نہیں۔ اگر ممکن ہے تو کرشن جی بھی خدا کا یا پرمیشر کا اوتار ہو سکتے ہیں اور پھر مرزا صاحب بھی۔ اور

اگر ممکن ہی نہیں تو پھر مرزا صاحب کا یہ دعویٰ بھی کہ ''میں راجہ کرشن کا اوتار ہوں''، دوسرے دعووں، رسول و نبی و مسیح موعود وغیرہ کی طرح باطل ہے۔

پہلے ہم خدا تعالیٰ کی ذات وصفات جن پر اہل اسلام کا اتفاق ہے اور جن کا یقین کرنا عین جزو ایمان ہے، بیان کرتے ہیں، تا کہ معلوم ہو کہ اوتار کا مسئلہ بالکل غلط اور باطل ہے۔ وھو ھذا:

۱..... خدا تعالیٰ کی ذات پاک عرض نہیں۔ یعنی اس کا ہونا کسی دوسرے وجود پر موقوف نہیں۔ جیسا کہ رنگ کا قیام کپڑے کی ذات سے وابستہ ہے۔ اگر اوتار ہو کر کسی عوت کے پیٹ میں داخل ہو تو عرض ہو جائے گا، اس واسطے اوتار باطل ہے۔

۲..... خدا تعالیٰ کی ذات پاک جسم وجسمانی نہیں۔ جس وقت اوتار ہوگا۔ تو جسم اور جسمانی ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ مسئلہ اوتار غلط و باطل ہے۔

۳..... خدا تعالیٰ کی کوئی صورت وشکل نہیں۔ جب اوتار بنے گا تو صاحب صورت وشکل ہوگا۔ اور یہ امر صفات خدائی اور شان الوہیت کے خلاف ہوگا کہ خدا انسانی شکل اختیار کرے۔ پس مسئلہ اوتار باطل ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ یعنی اس کے مانند کوئی چیز نہیں۔

۴..... خدا تعالیٰ کی حقیقت و ماہیت اس کی اپنی ہی ذات کے ساتھ ہے۔ جب قالب انسانی میں حلول کرے گا تو اس کی ماہیت وحقیقت اس کی ذات کے مغائر ہوگی اور یہ محال ہے کہ خدا کی ماہیت ممکنات یعنی مخلوق میں سے ہو۔ پس ثابت ہوا کہ مسئلہ اوتار و بروز باطل ہے۔

۵..... خدا تعالیٰ کا تعلق مخلوقات سے بالذات نہیں ہے، صرف خالقیت کا تعلق ہے۔ جیسا فاعل کا فعل سے ہوتا ہے۔ اگر خدا اوتار لے اور انسانی قالب میں داخل ہو تو خالق کا تعلق

مخلوق کے ساتھ ذاتی ہوگا اور یہ باطل ہے۔ پس مسئلہ بروز و اوتار باطل ہے۔

۶..... خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ نسبتی تعلق نہیں رکھتا۔ جس کو فلسفی لوگ تضائف کہتے ہیں۔ جیسا کہ دو بھائیوں میں نسبت ہوتی ہے کہ ایک کا بھائی ہونا دوسرے اور دوسرے کا بھائی ہونا اس پر منحصر ہوتا ہے یعنی اگر خدا تعالیٰ اوتار لے گا تو دوسرے اور لڑکے جو اسی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوں گے، وہ خدا کے بھائی ہونے کی نسبت رکھیں گے۔ اور یہ باطل ہے کہ خدا کا کوئی بھائی ہو۔ اس کی ذات تو وحدہٗ لاشریک ہے۔ پس اوتار اور بروز باطل ہے۔

۷..... اوتار لینے کی حالت میں خدا تعالیٰ واجب الوجود سے تنزل کر کے ممکن الوجود ہوتا ہے، اور یہ محال ہے کہ خدا تعالیٰ خدائی سے تنزل کر کے انسان بنے۔ اور اگر کہو کہ پیٹ میں بھی واجب الوجود تھا، تو یہ باطل ہے کہ واجب الوجود ممکن الوجود کا محلول محدود و مقید ہو۔ پس مسئلہ بروز و اوتار باطل ہے۔

۸..... خدا تعالیٰ کی ذات پاک تغیر سے پاک ہے۔ مگر جب اوتار لے کر انسانی قالب میں آئے گا، تو متغیر ہوگا، اور یہ باطل ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات کو تغیر ہو۔ یعنی خدا کی ذات میں تبدیلی ممکن نہیں کیونکہ تبدیلی کے واسطے کوئی اور وجود تبدیل کرنے والا ماننا پڑے گا اور خدا تعالیٰ کے اوپر کوئی وجود نہیں۔ اس لئے مسئلہ بروز و اوتار باطل ہے۔

۹..... خدا تعالیٰ کے جتنے کام ہیں، سب کے سب بالواسطہ ہوتے ہیں۔ خود بذاتہ کوئی کام خدا نہیں کرتا۔ انسان پیدا ہوتے ہیں تو ترکیب عناصر سے ہوتے ہیں۔ دیگر تمام مخلوقات اسی طرح امتزاج عناصر سے ہوتی ہے۔ اور یہ ہی سنت اللہ تعالیٰ ہے کہ بالواسطہ بذات خود کچھ نہیں کرتا، چنانچہ مشاہدہ ہے کہ جمادات، نباتات، حیوانات، چرند و پرند میں سے کبھی کسی کو خدا تعالیٰ اپنی خاص ذات میں تغیر دے کر نہیں بناتا، تو یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ کرشن جی کے یا

دیگر اوتاروں کے پیدا کرنے کے واسطے اپنی ذات میں تغیر دے کر خود ہی حلول کرے۔ پس مسئلہ بروز و اوتار باطل ہے۔

۱۰..... خدا تعالیٰ کی ذات پاک جزین نہیں ہوسکتی۔ اگر اوتار کا مسئلہ صحیح مانا جائے تو پھر واجب الوجود یعنی خدا کی ہستی لائق تجزیہ ثابت ہوگی اور یہ باطل ہے کہ خدا تعالیٰ کی کل و جزو ہو۔ مسمات دیو کی والدہ کرشن جی کے پیٹ میں اگر کل خدا آیا تو ناممکن ہے کہ ۹ مہینے بلکہ جب تک کرشن جی زندہ رہے، خدائی کون کرتا رہا؟ اور اگر یہ مانیں کہ خدا تعالیٰ اپنی حالت پر بھی رہا اور عورت کے پیٹ میں بھی داخل ہوا، تو خدا کی جزین ہوئی اور یہ باطل ہے۔ پس روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ مسئلہ بروز و اوتار بالکل لغو و ناممکن و محال و باطل ہے۔ اور مدعی اوتار جھوٹا اور اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے کہ میں اوتار ہوں۔ دراں حال یہ کہ وہ اوتار نہیں۔ یہ اوتاروں اور دیوی دیوتاؤں کے مسائل اہل ہنود میں زمانہ جہالت و تاریخی میں مانے جاتے تھے اور اسی اوتار کی بنا پر رام چندر، مہادیو، کرشن جی وغیرہ کے بت بنا کر پوجا کی جاتی تھی۔ مگر اب تو اہل ہنود خود ان مسائل نامعقول کی تردید کر رہے ہیں۔ اور جو شخص ایسے ایسے نامعقول مسائل مانے اس کو جاہل اور کم عقل جانتے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب اہل ہنود میں سے لکھتے ہیں: ''کیا کرشن مہاراج پرمیشر کا اوتار ہے؟ سب پرمیشر کو ماننے والے آستک لوگ اس کو سرو دیاپک (سب جگہ حاضر ناظر) سرو شکتی مان (قادر مطلق) اجنما (پیدائش سے بری) امرنا (ناقابل) انادی (ہمیشہ سے موجود) اننت (بے حد) وغیرہ صفات سے موصوف مانتے ہیں۔ پھر ایسی صورت میں یہ مسئلہ کس طرح درست ہوسکتا ہے کہ قادر مطلق پرماتما (خدا) کو اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انسان کا جسم اختیار کرنے کی ضرورت پڑے۔ انسانی جسم میں آنے سے تو وہ محدود ہو جاتا ہے اور سب جگہ میں حاضر ناظر نہیں رہتا۔ کیا ایشور کا اوتار ماننے

والے ہم کو یہ بتا سکتے ہیں کہ جس زمانہ میں سری کرشن مہاراج کے جسم میں پرماتما نے اوتار لیا تھا۔ اس زمانہ میں باقی کائنات کا انتظام کون کرتا تھا؟'' ...... (الخ)۔ (دیکھو سوانح عمری کرشن، مصنفہ لالہ راجپت رائے فصل ۳۴ صفحہ ۲۲۷)

ناظرین! کس قدر غضب الٰہی کے وارد ہونے کی بات ہے کہ مشرک و بت پرست و کفار بے دین غیر مسلم تو زمانہ حال کی روشنی سے مؤثر و منور ہو کر ایسی مشرکانہ و مجہولانہ عقائد و مسائل سے انکار کریں، جن کے آباؤ اجداد ہزارہا پشتوں سے ایسے ایسے اعتقاد رکھتے تھے۔ اور اہل اسلام میں ایک ایسا شخص پیدا ہو کہ جس کو بچپن سے توحید سکھائی گئی اور جس کو ماں کے پیٹ سے باہر آتے ہی اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی آواز کان میں ڈالی گئی ہو۔ تیس سپارے قرآن مجید کے اور تمام احادیث کی کتابیں اور فقہ و تصوف کی کتابیں اور تمام انبیاء کے صحیفے اور بزرگان دین کے تعامل پکار پکار کر بلند آواز سے حلول ذات باری کسی مخلوقات میں ناجائز و ناممکن و محال کہہ رہے ہوں۔ اور جو خود پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر بحالت نماز پڑھتا ہے کہ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ ترجمہ: اللہ ایک ہے اور اللہ پاک ہے۔ نہیں جنتا اور نہیں جنا گیا۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ اور مجدد ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور امام زمان و رسالت و نبوت کا مدعی ہو کر ایسا مشرکانہ جاہلانہ اعتقاد رکھتا ہے۔ اور مسئلہ اوتار کو خود مانتا ہے۔ اور تمام اہل اسلام کو پاکیزہ عقائد اسلام سے مرتد کر کے پھر مشرک ہندو بنانا چاہتا ہے، جو ۱۳ سو سال سے مسلمان چھوڑ چکے تھے، پھر منواتا ہے۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ: ۲۳ کروڑ مسلمان اس واسطے کافر ہیں کہ مجھ کو رسول و نبی نہیں مانتے اور میرے بدعتی عقائد اوتار و ابن اللہ و خالق زمین و آسمان اور میرا خدا کے پانی (نطفہ) سے ہونا نہیں مانتے

اور جب تک مسلمان مجھ کو اور میرے الہامات خلاف شرع محمدی نہ مانیں۔ وہ کافر ہیں اور ان کی نجات نہیں ہوگی چاہے قرآن پر عمل کریں اور ارکان اسلام بجالائیں۔

اب ہم سورۂ اخلاص جس کو ہم نے اوپر درج کیا ہے کہ مرزا صاحب پانچ وقت نماز میں جو پڑھتے تھے، اس کی تشریح ذیل میں کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یا تو مرزا صاحب کا یہ الہام غلط ہے اور وسوسہ شیطانی ہے کہ: ”ہے رودہر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے“۔ اور مرزا صاحب کا کرشن ہونا باطل ہے، یا مرزا صاحب دل سے ہندو تھے، اوپر سے مسلمان بنے ہوئے تھے۔ اور دکھاوے کی نمازیں پڑھتے تھے۔ کیونکہ مسلمان اور عقیدہ اوتار بروز کا ماننا اجتماع نقیضین ہے۔ شعر

دل بصورت ندہم تا شدہ سیرت معلوم　　بندہ نظم وہفتاد وملت معلوم

جس شخص کے کہنے اور کرنے میں فرق ہے، وہ ایسا ہی رہبر اور امام ہے جس کی شان میں ایک شاعر نے کہا ہے۔ شعر

رہنماؤں میں کئی بندے بنے ہیں رہزن　　سوئے تبت ہم کو دکھاتے ہیں وہ راہ حجاز

کیا امام زمان ومجدد اسی کا نام ہے کہ بجائے توحید کے شرک سکھائے اور بجائے قرآنی تعلیم اور عقائد کے ویدوشاستر کی تعلیم دے۔ اور اوتار کا مسئلہ بہ تبدیل الفاظ بروز کہہ کر در پردہ اسلام کی بیخ کنی کرے۔ اور منہ سے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کہے اور دل سے اپنے آپ کو کرشن ورام چندر وغیرہ اوتاروں کو خدائے تعالیٰ قدوس کا کھلوو (جائے نزول) تعین کرے اور مریدوں کو کرائے۔ اور فنافی الکرشن ہو کر جس طرح کرشن اپنے آپ کو خدا کہتا تھا، امام زمان بھی ہوا اور خدا بھی ہوا۔ دیکھو کشف مرزا صاحب کہ: ”میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ (ص۹۹، کتاب البریہ، مصنفہ مرزا صاحب)۔ **لاحول ولاقوۃ الا**

باللہ۔

ع　من از دہن مار شکر می طلبم

ایسا شخص کبھی مجدد وامام زماں مانا جاسکتا ہے؟

ع　بر عکس نہند نام زنگی کافور

سورۂ اخلاص میں خداتعالیٰ نے ایسے ایسے تمام عقائد باطلہ کی تردید فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف حسب ذیل الفاظ میں فرمائی ہے۔

۱...... اَحَدٌ، صَمَدٌ، لَمْ یَلِدْ، لَمْ یُوْلَدْ، لَمْ یَکُنْ لَّهٗ، کُفُوًا اَحَدٌ:

اوّل: خداتعالیٰ کی ذات پاک اَحَد ہے۔ اَحَد اس کو کہتے ہیں جس کا نصف بھی نہ ہوا۔ کیونکہ ایک کی جزو نصف وچوتھائی ہوسکتی ہے۔ مگر خداتعالیٰ کی ذات جزیں نہیں ہوسکتی، اس واسطے اَحَد کا لفظ فرمایا تاکہ ثابت ہو کہ خدا کی ہستی لائق تجزیہ نہیں ہے۔ جب جزنہیں ہوسکتی تو نصاریٰ کے عقیدہ کی تردید ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام بحیثیت الوہیت حضرت مریم کے پیٹ میں تھا۔ چونکہ پیٹ میں سمانے والا کبھی خدا نہیں ہوسکتا، اس واسطے الوہیت مسیح کا مسئلہ غلط ہوا۔ اسی طرح اَحَد کے لفظ نے اوتاروں کے مسئلہ کو بھی باطل کردیا، کیونکہ اَحَد یعنی وحدہٗ لاشریک کی شان سے بعید ہے کہ اس کا کچھ حصہ ایک عورت کے پیٹ میں حلول فرماکر پیدا ہوا اور باقی حصہ خدائی کرتا رہے۔

۲...... ”صَمَدٌ“ کے لفظ سے خداتعالیٰ کی ذات پاک کا حوائج سے پاک ہونا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”صَمَد وہ ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو۔ اور سب اس کے محتاج ہوں۔ اور وجود کا سلسلہ بغیر ایسی ایک ذات کے جو صَمَد کی صفت سے موصوف ہو، قائم نہیں رہ سکتا۔ جب خداتعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے اور کسی کی محتاج نہیں تو پھر اوتار

کا مسئلہ جو شخص مانتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے ظہور کے واسطے عورت کے پیٹ کا محتاج ہے۔ اور اسی گندے راستہ کا محتاج، جہاں سے گزر کر ہر ایک انسان باہر آتا ہے، (نعوذ باللہ) خدا تعالیٰ کی ذات پر اس قسم کے لغو خیالات، کہ وہ انسانوں کی طرح گندے مخرجوں سے گزرکرتا ہے اور انسانی قالب میں ظہور پکڑتا ہے۔ یہ قرآن سے انکار نہیں تو اور کیا ہے اور اوتار کا قائل کافر ومشرک نہیں تو اور کیا ہے۔

۳...... ''لَمْ یَلِدْ'' سے اس بات کی تردید ہے کہ کوئی وجود خدا تعالیٰ کو پدری نسبت نہیں دے سکتا۔ یعنی کوئی شخص خدا تعالیٰ کو اپنا باپ قرار نہیں دے سکتا، جیسا کہ نصاریٰ خدا تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اس نسبت پدری سے حضرت مریم خدا کی جورو قرار پاتی ہے، اور خدا تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ اس کی کوئی جورو ہو۔ اس لفظ لَمْ یَلِدْ سے خدا تعالیٰ نے اپنا اختلاط اور حلول ہونا غیر ممکن فرمایا ہے۔ اور ایسا ہی مرزا صاحب کے الہامات ''انت منی بمنزلة ولدی'' ترجمہ: تو مجھ سے بمنزلہ بیٹے کے ہے۔ ''وانت من مائنا'' ترجمہ: تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے۔ قرآن کریم کے لَمْ یَلِدْ کے برخلاف ہیں۔ اس واسطے یہ الہامات وساوس ہیں۔ اور ایسا ہی کرشن کا اوتار بھی ایک مسلمان کا ہونا باطل ہے۔

۴...... ''لَمْ یُوْلَدْ'' سے تو خدا تعالیٰ نے صاف صاف مسئلہ اوتار کی تردید کردی ہے۔ اس میں تو مرزا صاحب کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی ہے۔ اوتار کے مسئلہ میں مانا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ شکل انسانی قبول کرنے کے واسطے عورت کے پیٹ میں سے ہوکر پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ کرشن جی مسماۃ دیوکی زوجہ باسدیو کے آٹھویں گربھ یعنی حمل سے پیدا ہوئے تھے۔ اور پھر قادیان میں وہی کرشن جی مہاراج مرزا صاحب، غلام مرتضیٰ کے گھر میں مرزا صاحب کی

والدہ کے پیٹ میں سے پیدا ہوئے اور غلام احمد کے نام سے نامزد ہوئے۔ جب خدا تعالیٰ کا جنم لینا کوئی شخص مانتا ہے، تو صاف ظاہر ہے کہ وہ قرآن کا منکر ہے۔ جس میں خدا تعالیٰ کی ذات لَمْ یُوْلَدْ بتائی گئی ہے۔ جب قرآن کا منکر ہے، تو پھر مسیح موعود وامام زمان ومجدد کس طرح ہوا۔ پس یا تو اوتار کا دعویٰ غلط ہے یا مسلمانی کا دعویٰ غلط ہے۔

۵...... ''لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ'': یعنی نہیں ہے کوئی اسکے واسطے برابری کرنے والا یعنی خدا تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کوئی برابری کا دم نہیں مار سکتا۔ مگر جب اوتار کا مسئلہ مانیں گے اور خدا کا بروز انسانی قالبوں میں تسلیم کریں گے، تو جس قدر اوتار ہوئے ہیں، سب آپس میں برابر ہوں گے۔ اور جس جس عورت کے پیٹ میں خدا تعالیٰ نے حلول کیا اس عورت کے پیٹ سے جس قدر اور لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں، سب خدا کے بہنیں اور بھائی ہوئے۔ جیسا کہ پریم ساگر میں لکھا ہے کہ: ''کرشن جی مہاراج آٹھویں گربھ دیوکی سے پیدا ہوئے۔ تو پہلے بھائی جو کرشن کے پیدا ہونے سے پہلے پیدا ہوئے، ضرور سات بھائی خدا کے ساتھ برابر ہوئے۔ کیونکہ بھائی بھائی آپس میں پیدائش میں اور ذات میں برابر ہوتے ہیں۔ پس جو شخص اوتاروں کا مسئلہ مانتا ہے وہ قرآن کے ﴿لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ﴾ کا منکر ہے۔ اور قرآن کا منکر ہرگز مسلمان نہیں۔ پس یا تو مرزا صاحب کا دعویٰ کہ میں کرشن ہوں، باطل ہے یا یہ دعویٰ باطل ہے۔ شعر

ما مسلمانیم از فضلِ خدا   مصطفیٰ ﷺ مارا امام و پیشوا

کیا مصطفیٰ علیہ السلام نے بھی کسی حدیث میں فرمایا ہے کہ میں کرشن ہوں؟ حالانکہ کرشن ان سے پہلے ہوگزرا ہے۔ اور کہیں محمد ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ میں اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہوں اور نائب عیسیٰ ہوں؟ اگر نہیں۔ تو پھر ایسے ایسے الہامات خلاف قرآن ورسولِ

عربی کے برخلاف دماغ کی خشکی سے مانیں گے۔ یا اس خدا کی طرف سے جو قرآن شریف
میں ایسے ایسے باطل الہامات کی تردید کر رہا ہے۔ دو باتوں سے ایک ضرور ہے۔ یا تو قرآن
مجید جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا، وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ یا مرزا صاحب کے
الہامات اسی خدا کی طرف سے نہیں جو محمد ﷺ کا خدا تھا۔ اور جس نے قرآن میں اتخاذِ ولد
کی نسبت یعنی خدا کا بیٹا مجازی و حقیقی و استعاری ہونا ناجائز قرار دیا تھا۔ کیونکہ قرآن و
الہامات مرزا صاحب، آپس میں ضد اور بالکل برخلاف ہیں۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کے کلام
میں اختلاف نہیں ہوتا۔ پس مرزا صاحب کے الہامات خدا کی طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتے
ہیں جو قرآن میں ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ واتخاذ ولد اپنی ذات کی نسبت ناجائز قرار دے
چکا ہے۔ ہرگز نہیں۔

دوم: روحانی حقیقت کے رو سے اگر مرزا صاحب کرشن ہوتے تو کرشن کے پیرو ہوتے۔
کیونکہ وہ مان چکے ہیں کہ میں بسبب پیروی محمد رسول اللہ ﷺ کے اپنے اندر حقیقت محمدی
رکھتا ہوں اور اب اخیر میں کہتے ہیں کہ میں اپنے اندر حقیقت کرشن رکھتا ہوں۔ تو ثابت ہوا
کہ اب مرزا صاحب محمد ﷺ کی پیروی چھوڑ کر اسلام سے روگردان ہو کر کرشن کی پیروی کر
کے کرشن کا بروز واوتار ہوئے۔ کیونکہ کرشن کی تعلیم محمد ﷺ کی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے۔
بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے برخلاف ہے کہ تناسخ واوتاروں کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور دوزخ
وبہشت ویومِ آخرت وحشر ونشر وحسابِ آخرت سے انکاری ہیں اور گیتا میں لکھتے ہیں کہ:
''نیک وبد اعمال کی جزا وسزا اسی دنیا میں بذریعہ تناسخ یعنی آواگون ہوتی ہے''۔ گیتا وہ
کتاب ہے جس کو مرزا صاحب خدا کی طرف سے مان کر فرماتے ہیں: ''تیری (مرزا صاحب
کی) مہما گیتا میں لکھی گئی ہے اور یہ میرا خیال وقیاس نہیں بلکہ خدا کا وعدہ ہے''۔ اس مرزا

صاحب کی عبارت میں صاف ہے کہ خدا کا وعدہ ہے اور وعدہ گیتا میں ہے۔ تو گیتا خدا کا
کلام ہے۔ جب خدا کا کلام ہے تو مرزا صاحب کے اعتقاد میں گیتا وقرآن برابر ہوئے۔
جب گیتا خدا کا کلام ہے تو مرزا صاحب کا عمل گیتا پر ضرور ہونا چاہیے اور جب گیتا پر عمل ہوا
تو مرزا صاحب اسلام سے خارج ہوئے اور اہل ہنود کے مذہب کے پیرو ہوئے۔ اگر کوئی
مرزائی انکار کرے تو ہر ایک مسلمان کا جواب یہ ہے کہ جب مرزا صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ
پیرویٔ محمد ﷺ سے محمد ہوا ہوں۔ تو جب کرشن ہوا اور اپنے اندر حقیقت کرشن رکھتا ہے، تو
پیرویٔ کرشن لازم ہے۔ ورنہ یہ دعویٰ غلط ہے کہ میں بہ سبب پیروی تامہ کے محمد ﷺ وظلی و
بروزی محمد ہوں اور کرشن بھی ہوں۔ کیونکہ جب مرزا صاحب نے اصول مقرر کیا ہے کہ
متابعتِ محمد ﷺ سے محمد ہوا ہوں تو ضرور ہے کہ اخیر جو کرشن ہوا، تو ضرور پیروری کرشن کی، کی
ہوگی۔ تب ہی تو کرشن کا اوتار بنا اور حقیقتِ کرشن اس کے اندر بجائے حقیقتِ محمد ﷺ کے
متمکن ہوئی۔ اب اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ یا تو یہ الہام وسوسہ تھا۔ کہ مرزا صاحب کو
اسلام سے خارج کر کے مرزا صاحب کو اوتار کرشن بناتا ہے۔ یا مرزا صاحب محمد ﷺ کی
پیروی سے نکل کر کرشن کی متابعتِ تامہ سے کرشن ہوئے۔ دونوں باتوں سے ایک ضرور
ہے۔ یا تو مرزا صاحب، محمد ﷺ کی امت وپیرو نہیں رہے۔ یا کرشن کے اوتار نہیں۔ اگر محمد
ﷺ کی متابعت میں ہیں اور پیرو محمد ﷺ ہیں، تو کرشن سے کیا کام۔ اور اگر کرشن کے پیرو
ہیں، تو اب محمد ﷺ سے کیا واسطہ جب محمد ﷺ سے واسطہ نہیں، تو پھر مسلمان نہ رہے۔ اور
جب مسلمان نہ رہے تو پھر کافر ہونے میں کیا شک رہا، اور کافر کی بیعت کرنی کسی مسلمان کو
جائز نہیں اور نہ کوئی مسلمان کسی کافر کو جو یومِ آخرت اور جزا سزا قیامت سے منکر ہو اور تناسخ و
اوتار کا قائل ہو، اس کو اپنا پیشوا، مرشد و پیرِ طریقت وامام ومجدد مان سکتا ہے۔ شعر

ای بسا ابلیس آدم روئے ہست　　　پس بہروستی نباید داد دست

اسی واسطے مولانا روم نے کئی سو برس پہلے سے مسلمانوں کو تنبیہ کی ہے کہ بغیر امتحان شرعی کے کسی شخص کی بیعت نہ کریں۔ پس یا تو مرزائی صاحبان یہ ثابت کریں کہ کرشن مسلمان تھا۔ مگر یہ ہرگز ثابت نہ کرسکیں گے۔ کیونکہ گیتا کرشن کی کتاب تصنیف موجود ہے۔ جس میں اوتار اور تناسخ کا ثبوت بڑے زور سے دیا ہے۔ پھر مرزا صاحب نے جب کرشن جی کا روپ دھارا تو محمد ﷺ کے دروازہ سے دور جا پڑے۔ اگر کوئی مرزائی جواب دے کہ مرزا صاحب مسلمان بھی رہے اور کرشن بھی بن گئے تو یہ محال ہے کہ کوئی شخص ایک ہی وقت میں مسلمان بھی ہو اور ہندو بھی ہو۔ جب کوئی شخص قیامت کا منکر اور تناسخ کا قائل ہو، تو پھر وہ ہندو ہے۔ کیونکہ جب کرشن جی کا بروز و اوتار ہوگا تو کرشن جی کی تعلیم وعقائد جو گیتا میں مندرج ہیں، پابند ہوگا۔ اور گیتا میں تناسخ کی تعلیم ہے۔ چنانچہ کرشن جی گیتا میں لکھتے ہیں: شعر

زکار نکو میبرد در بہشت　　　بقعرِ جہنم برد کار زشت

بقید تناسخ کند داورش　　　بانواع قالب دروں آورش

بہ تنہائے معہود در میروند　　　بجسم سگ و خوک در میروند

(صفحہ ۱۲۶،۱۳۶ گیتا مترجمہ فیضی)۔ اگر فیضی کے ترجمہ میں کچھ شک ہو تو دیکھو گیتا مترجمہ ’’دوارکا پرشاد افق، اشلوک ۱۳ اور ۱۲، ادھیائے ۲، بھگوت گیتا‘‘ سری کرشن جی ارجن کو فرماتے ہیں: ’’سوچ لو ہم تم اور سب راجے مہاراجے پیشتر کبھی تھے یا نہیں، آئندہ ان کا کیا جنم ہوگا۔ ہم سب گذشتہ جنموں میں بھی پیدا ہوئے تھے اور اگلے جنموں میں بھی پیدا ہوں گے، جس طرح انسانی زندگی میں لڑکپن، جوانی، بڑھاپا ہوا کرتا ہے، اسی طرح انسان بھی مختلف قالب قبول کرتا ہے اور پھر اس قالب کو چھوڑ دیتا ہے‘‘۔

۲..... ’’جس طرح انسان پوشاک بدلتا ہے، اسی طرح آتما بھی ایک قالب سے دوسرے قالب کو قبول کرتی ہے‘‘۔ (اشلوک ۲۲، ادھیائے دوم گیتا)

۳..... ’’سری کرشن جی! ہمارے تمہارے قالب نامعلوم کتنے بدل چکے ہیں، اس امر سے تو میں واقف ہوں تمہیں علم نہیں‘‘۔ (اشلوک ۵ ادھیائے ۴)

۴..... ’’جن جوگیوں نے جوگ میں کمال حاصل نہیں کیا۔ کرپا پن ٹوٹا ہے، عرصے تک اچھے لوگ میں رہ کر پھر کسی اعلیٰ خاندان میں پیدا ہوتے ہیں۔ خواہ باکمال جوگیوں کے گھرانے میں ان کی پیدائش ہوتی ہے۔ دنیا میں اس طرح کا جنم ملنا بھی مشکل ہے۔ جب وہ یہاں پیدا ہوئے تو اگلے جنم کے مزاولت سے عمدہ عقل پاکر کمالات حاصل کرنے کیلئے کوشش عمل میں لاتے ہیں۔ پچھلے جنم کی مشق اور مزاولت سے نفس ان پر غالب نہیں ہونے پاتا۔ جوگ کی مشق بڑھا کر بید آگیا سے عبور کر جاتے ہیں۔ جوگی جوگ میں محنت کر کے پاپ سے خالی ہوکر مختلف جنموں کے بعد مکتی کا درجہ حاصل کرتے ہیں‘‘۔ (اشلوک ۴۱، ۴۵ تک ادھیائے ۴)

۵..... ’’متعدد جنموں میں صاف دل اور پاک باطن ہوکر مجھ میں مل جاتے ہیں‘‘۔

(اشلوک ۱۹، ادھیائے ۷)

۶..... ’’جو صاحب کمال ہوگئے، جنہوں نے فضیلتیں حاصل کرلیں اور میری ذات میں مل گئے ہیں، ان کو جینے مرنے کی تکلیفات سے پھر سابقہ نہیں ہوتا‘‘۔ (اشلوک ۱۵، ادھیائے ۸)

۷..... ’’اندھیرے اور اُجالے پاکھوں کی تاثیر قدیمی ہے۔ اجب پاکھ سے آواگون یعنی جنم مرن کا سلسلہ جاری ہوتا ہے‘‘۔ (اشلوک ۲۶، ادھیائے ۸)

۸..... ’’جن کو اس بدیا یعنی (روح بدیا) کا اعتقاد یا اس سے دلچسپی نہیں، ان میں سے مَیں بہت دور رہتا ہوں۔ اور ان کو آواگون کے چکر سے نجات نہیں ملتی‘‘۔ (اشلوک ۳، ادھیائے ۹)

۹...... ''جب مقدس اور معظم بیکنٹھ میں پُن کے پہلوں سے عیش وعشرت کا زمانہ گزر جاتا ہے، تو انسان کی پھر دنیا میں پیدائش ہوتی ہے۔ خواہشات میں پھنس کر جو تینوں ویدوں کی ہدایات کے موافق جگیہ وغیرہ کرتے ہیں ان کو آواگون سے نجات نہیں ہوتی''۔

(اشلوک ۲۱، ادھیائے ۹)

۱۰...... ''آتما مختلف قالبوں میں مختلف صورتوں سے ظہور پذیر ہے۔ جس نے ہر قالب میں اس کو یکساں دیکھ لیا۔ اس کو نجات مل گئی''۔ (اشلوک ۳۱، ادھیائے ۱۳)

۱۱...... ''یہی گیان ہے جس کا عامل میرے سروپ کو پہنچ کر آواگون سے نجات پا جاتا ہے''۔

(اشلوک ۲، ادھیائے ۱۴)

۱۲...... ''جو شخص رجوگن کے غلبے کی حالت میں چولا چھوڑتا ہے۔ اس کی پیدائش، نیک افعال لوگوں کے گھرانے میں ہوتی ہے۔ تموگن کی حالت میں مرنے والے کو جاہلوں میں قالب ملتا ہے''۔ (اشلوک ۱۵، ادھیائے ۱۴)

۱۳...... ''اس قسم کے (مغرور) دنیا ساز بگلا بھگت کے ذلیل نالائق بدمعاش اور بے حیاؤں کو میں راچھسوں کی نسل میں پیدا کرتا ہوں''۔ (اشلوک ۵، ادھیائے ۱۶)

۱۴...... ''کرم کے پھل (اعمال کا بدلہ) تین قسم کے ہوتے ہیں: 'نرگ جونی' یعنی انشٹ، 'دیو جونی' یعنی اشٹ، 'نیس جونی' یعنی مُرت، مراد یہ کہ انسان کرموں سے سرگ میں جاتا ہے، یا نرگ میں، یا مُرت۔ لوگ (دنیا) میں جو اشخاص پھل یا نتیجے کی خواہش و آرزو میں کرم کرتے ہیں ان کو کرموں کی اچھائی برائی کے موافق سرگ ملتا ہے یا نرگ یا مرت''۔

(اشلوک ۱۲، ادھیائے ۱۸)

ناظرین! یہ گیتا کی تعلیم ہے جو قرآن کے بالکل برخلاف ہے۔ اور کرشن کی اپنی تصنیف

ہے۔ قرآن تو اعمال کا بدلہ قیامت کے دن بعد حساب و میزان عمل دوزخ و بہشت ہونا فرماتا ہے، بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام قیامت اور توحید کی تعلیم کے واسطے مبعوث ہوتے رہے۔ اور ان کے مقابل کفار قیامت کا انکار اور شرک پر اصرار کرتے آئے اور انبیاء علیہم السلام کی یہی تعلیم چلی آئی ہے کہ جو شخص روز جزا کا رحشر بالا جساد کا منکر ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور تمام قرآن روز آخرت پر ایمان لانے کے واسطے بار بار تاکید فرماتا ہے، بلکہ ہر ایک نبی و رسول قیامت کا ہونا برحق بتاتا آیا ہے۔ اور جو قیامت کا منکر اور تناسخ کا ماننے والا ہو۔ اس کو کافر جانتا آیا ہے۔

مگر افسوس! آج ۱۳ سو برس کے بعد، کہ حضرت آدم علیہ السلام سے اس وقت تک کے بعد مرزا صاحب ایک ہندو راجہ، قیامت کے منکر، تناسخ کے قائل اور حلول ذات باری اپنے وجود میں ماننے والے اور تعلیم دینے والے کو رسولِ برحق مان کر اس کے بروز ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگرچہ ہر ایک مسلمان کو معلوم ہے کہ تمام قرآن مجید تعلیم یوم الحساب وقیامت کے اثبات میں بھرا ہوا ہے۔ مگر تھوڑی سی آیتیں لکھی جاتی ہیں، تاکہ معلوم ہو کہ مرزا صاحب در پردہ اسلام کے مخالف ہیں۔ اور طرح طرح کے بیہودہ مسائل کی ملاوٹ سے اسلام کی خالص توحید کو مکدر کرنا چاہتے ہیں۔ اور دینداری کے لباس میں اور فنافی الرسول کی دھوکہ دہی سے باطل عقائد مسلمانوں کو منواتے ہیں اور گمراہ کرتے ہیں۔ دیکھو قرآن مجید کیا فرماتا ہے: ﴿ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عَالِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ترجمہ: ''پھر تم اس خدائے دانا بینا کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے، پس جیسے عمل تم دنیا میں کرتے رہے ہو، وہ تم کو بتا دے گا''۔ پھر کیا ہوگا: ﴿وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''جیسے جیسے عمل کرتے رہے ہو، ان ہی کا بدلہ پاؤ

گے"۔ ان اعمال کا بدلہ کیسے ملے گا: ﴿بَلٰی مَنۡ کَسَبَ سَیِّئَةً وَّاَحَاطَتۡ بِهٖ خَطِیۡٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۚ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ﴾ "واقعی بات تو یہ ہے کہ جس نے پلے باندھی برائی اور اپنے گناہ کے پھیر میں آ گیا، تو ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں کہ وہ ہمیشہ (ہمیشہ) دوزخ ہی میں رہیں گے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل (بھی) کئے، ایسے ہی لوگ جنتی ہیں اور وہ ہمیشہ (ہمیشہ) جنت ہی میں رہیں گے۔

دوسرا امر: وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے، اس نے مجھ پر ظاہر کیا، یہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر خدا کی طرف سے ہوتا تو قرآن کے برخلاف مرزا صاحب کو اوتار کرشن نہ فرماتا۔ خدا تعالیٰ تو قرآن میں قیامت کا ہونا برحق اور تناسخ کو باطل فرماتا ہے۔ پس یہ غلط ہے کہ خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کو کرشن جی کا اوتار فرمایا۔

تیسرا امر: یہ میرا خیال نہیں، خدا کا وعدہ تھا۔

ناظرین! خدا کا وعدہ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ گیتا میں کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے اعتقاد میں گیتا بھی خدا کا کلام ہے۔ جو صریح غلط ہے کہ: "تیری (مرزا صاحب) مہما گیتا میں لکھی گئی ہے"، کیونکہ گیتا میں کوئی ایسا اشلوک نہیں۔ اگر کوئی ہے تو مرزائی صاحبان دکھا دیں۔ مگر تعجب ہے کہ مرزا صاحب محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی تامہ کا دعوے کرتے ہیں اور عمل ان کے برخلاف کرتے ہیں۔ کبھی محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اوتار کا مسئلہ مانا ہے؟ تناسخ مانا ہے؟ گیتا کو کتب سماوی میں سے بتایا ہے؟ ہرگز نہیں۔ حالانکہ کرشن و گیتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ہزاروں برس پہلے دنیا میں موجود تھے۔ بس جب مرزا صاحب محمد ﷺ کی تعلیمِ قرآنی کے برخلاف گیتا کی تعلیم مانتے ہیں۔ تو مسلمان

کرشن قادیانی

کس طرح رہے؟ مسیح موعود نبی و رسول ہونا تو بڑی بات ہے، جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ اہل اسلام میں گیتا بھی خدا کا کلام مانا گیا ہے، تب تک دعویٰ بلا دلیل ہے۔ پس مرزائی صاحبان گیتا کو خدا کا کلام ثابت کریں اور پھر گیتا میں یہ دکھا دیں کہ راجہ کرشن جیسا ودوان، راجہ بزرگ پرمیشر کی بھگتی اور تپ کرنے والا، جس کے مذہب میں گوشت خوری بدترین گناہ ہے۔ اور جس نے دھرم کی حفاظت میں کئی جُدھ یعنی جنگ کئے اور دشمنان دھرم کو نابود کر دیا۔ وہی کرشن جی اپنی تعلیم و عقائد کے برخلاف بقول اہل ہنود ملیچھ اور دشٹ مسلمانوں کے گھر میں جنم لے کر غلام احمد نام پائے گا۔ اور بچپن سے ماس (گوشت) خور ہوگا۔ پلاؤ، قورمہ، بریانی، گوشت، مرغ سے اوقات بسر کرے گا اور ساٹھ برس تک خلاف صفات کرشن و عقائد اہل ہنود تردید کر کے بقول کرشن جی ادنیٰ حیوانات کے جسم میں اس جنم کی کرنے کی سزا پائے گا۔ تو ہم مرزا صاحب کو کرشن مان لیں گے۔ اگر گیتا میں یہ نہ ہوا اور یقیناً نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے اول سے آخر تک گیتا کو دیکھا ہے۔ کہیں نہیں لکھا کہ کرشن جی مہاراج مسلمانوں کے گھر جنم لیں گے۔ تو پھر مرزا صاحب کا الہام صریح خلاف واقعہ ہے۔ اور خلاف واقعہ الہام کبھی خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ اور عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ کی شان سے بعید ہے کہ وہ خلاف واقعہ الہام کرے۔ جب گیتا میں درج نہیں ہے کہ کرشن جی آخر زمانہ میں مسلمانوں کے گھر جنم لیں گے تو پھر مرزا صاحب نے کس طرح کہہ دیا کہ گیتا میں خدا کا وعدہ تھا۔ جب یہ صورت ہے تو مرزا صاحب کا الہام بھی کہ "تو مسیح موعود ہے" کیوں کر سچا ہو سکتا ہے۔

دوم: کرشن ہونے کا الہام اس کے بعد ہوا تھا۔ اور یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ پہلے الہام یا حکم کا ناسخ مابعد کا الہام و حکم ہوتا ہے۔ پس جب مرزا صاحب کرشن جی کے اوتار ہوئے تو مسیح

موعود نہ رہے۔ کیونکہ کسی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ مسیح موعود کرشن کا بروز بھی ہوگا۔ اور مورتی
پوجن وتناسخ وگیتا کو مسلمانوں میں رواج دے گا۔ اور اپنی فوٹو مریدوں میں تقسیم کرے گا۔
اور تناسخ واوتار بروز باطل مسائل کو مانے گا اور مسلمانوں کو منائے گا۔ مرزا صاحب کو مسئلہ
اوتار کا علم نہیں تھا۔ ورنہ وہ ہرگز اوتار ہونے کا دعویٰ نہ کرتے۔ اہل ہنود کے مذہب کے
مطابق جب زمین پر بہت ظلم وگناہ اور قتل وخون ریزی ہو تو اس وقت پرتھی گائے کا روپ
دھار کر اندر کی سبھا میں سر جھکا کر فریاد کرتی ہے۔ تو اس وقت اندر کے حکم سے دیوی اور دیوتا
میں سے کسی کا اوتار ہوتا ہے۔ (دیکھو...... پریم ساگر، صفحہ ادھیائے اول)

ناظرین! اصلی عبارت میں مضمون طول کے خوف سے اختصار سے کام لیا جاتا ہے۔ راجہ
کنس چونکہ بڑا ظالم تھا۔ جب رعایا بہت ستائی گئی اور دھرم کا ستیاناس ہونے لگا، تو ہندو
دھرم کے اصول کے مطابق اندر کی بارگاہ میں فریاد ہوئی تب برما دیوتاؤں کو سمجھانے لگے کہ
تم سب دیوی دیوتا برج منڈل جائے متھر انگری میں جنم لو پیچھے چار سروپ دہر نہر ہے اوتار
لیں گے۔ باسدیو کے گھر دیوکی، کی کوکھ میں کرشن جنم لیں گے۔ اب کرشن کا جنم دیوکی، کی
کوکھ میں ہوا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: ''سمی بہادوں بری اشٹمیں برہ مابروہی نختر میں آدھی
رات کو سری کرشن نے جنم لیا اور باسدیو اور دیوکی کو درشن دیا۔ وہ دیکھتے ہی ان دونوں (ماں
باپ) نے ہاتھ جوڑ کر بینتی کر کہا: ہمارے بڑے بھاگ جو آپ نے درشن دیا۔ اور جنم مرن کا
نیڑا کیا۔ اور جو جو ظلم راجہ کنس نے ان پر کئے تھے، تمام بیان کئے۔ تب سری کرشن چندر
بولے کہ: تم اب کسی بات کی چنتا من میں مت کرو، کیونکہ میں نے تمہارے دکھ کے دور
کرنے ہی کو اوتار لیا ہے''۔ (ادھیائے چوتھا، پریم ساگر، صفحہ ۱۵)

ناظرین! مذکورہ بالا عبارت میں مفصلہ ذیل امور غور طلب ہیں:

ا...... بالکل اہل اسلام کے مذہب اور اصول کے برخلاف ہے۔ کسی مسلمان کا یہ اعتقاد ہو کہ
دیوی دیوتا خدا کے حضور میں پڑے رہتے ہیں۔ اور اوتار لیتے ہیں۔ اوتار کا مسئلہ مسلمانوں
کی کسی کتاب میں نہیں۔ اگر قرآن یا حدیث یا آئمہ اربعہ یا مجتہدین وصوفیائے کرام کی کسی
کتاب میں اوتار کا مسئلہ ہے، تو مرزائی صاحبان بتادیں۔ ورنہ دعویٰ مرزا صاحب کا باطل
مانیں، مگر مرزائی ہرگز نہ دکھا سکیں گے، کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام اور محمد رسول اللہ ﷺ بتوں
اور دیوی دیوتاؤں کی تردید کرتے رہے۔ پس کوئی شخص مسلمان اوتار کا مسئلہ نہیں مان سکتا۔
جو مانے وہ مسلمان نہیں۔

ناظرین! افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ آریہ سماجی ہندو ہو کر، ہندوؤں کی اولاد ہو کر
ایسے ایسے لغو اور باطل عقائد چھوڑتے جاتے ہیں۔ مگر مرزا صاحب ۱۳ سو برس کے بعد
مسلمانوں کو پھر ہندو بنانا چاہتے ہیں۔ اور ایسے عقائد خلاف عقل مسلمانوں کو تعلیم دیتے
ہیں۔ آریہ تو اوتاروں کے مسئلہ سے انکار کریں۔ اور مسلمان مانیں، کیسا ظلم ہے! اور پھر اس
پر امام زمان کا دعویٰ اور دین محمدی کی تجدید کی شیخی۔ بیت

گر تو قرآن بریں نمط خوانی ببری رونق مسلمانی

دوم: امر یہ کہ مرزا صاحب کی والدہ ماجدہ کے شکم میں کرشن مہاراج ۹ ماہ رہے۔ اور بعد
گزرنے مدت حمل نو ماہ کے پیدا ہو کر غلام مرتضیٰ کے بیٹے کہلائے اور مسلمانوں کے گھر جنم
لے کر گوشت وغیرہ ممنوعات اہل ہنود کھاتے پیتے رہے، یہ تو کرشن جی مہاراج کی شان
سے بعید ہے کہ کسی مسلمان مغل زمیندار کے گھر پیدا ہوں اور بجائے مندر کے مسجد میں نماز
پڑھیں اور مالا چھوڑ کر تسبیح پکڑیں۔ وید وشاستر کی جگہ قرآن پڑھیں اور پھر آریہ اور ہندو
دھرم کے خلاف ہندو مذہب کا کھنڈن کریں۔ کیونکہ کرشن جی کا مذہب وہی تھا، جو آج کل

کے پرانے اہل ہنود کا ہے، جو سناتن دہرم ہے۔ چنانچہ کرشن جی مہاراج فرماتے ہیں:

''ہمارا یہی کرم ہے کہ کھیتی بنج کریں۔ گئو، برہمن کی سیوا میں رہیں۔ بید کی آگیا ہے کہ اپنی کل ریت نہ چھوڑے۔ جو لوگ اپنا دہرم تیج اور کا دہرم پالتے ہیں۔ سو ایسے ہیں کہ کل برہمو پر پرکھ سے پریت کرے، اس سے اب اندر کی پوجا چھوڑ دیجئے اور پربت کی پوجا کیجئے۔ سب پکوان آن مٹھائی لے چلو اور گوبردہن کی پوجا کرو''۔ (انتہی، دیکھو صفحہ ۴۲، پریم ساگر، مطبوعہ نول کشور کانپور)

مہابھارت میں لکھا ہے کہ: ''کرشن جی نے دس سال تک تپ کیا۔ کرشن اپنے زمانہ کا پرم دودان تھا اور وید و شاستر سے خوب واقفیت رکھتا تھا''۔ (سوانح عمری کرشن، صفحہ ۹۸، ۹۹، مصنفہ لالہ لاجپت رائے)

اب ظاہر ہے کہ ان کرموں میں سے مرزا صاحب نے ایک بھی نہیں کیا۔ اگر پوشیدہ پوشیدہ چھپ کر گئو اور برہمن اور گوبردہن کی پوجا کرتے ہوں اور وید و شاستر پر عمل کرتے ہوں تو خبر نہیں، ظاہراً تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتے ہیں۔ جس سے ثابت ہے کہ مرزا جی کرشن جی کا اوتار نہ تھے۔

تیسرا امر: کرشن جی بڑے بہادر اور ہندو دہرم کے حمایتی تھے۔ کئی ظالم راجوں کو شکستیں دیں۔ اور مارا اور دہرم کی حفاظت کے لئے جودھ (جنگ) کئے۔ راجہ کنس کو مارا۔ راجہ بھراسنگھ کو شکست دی، راجہ پراگ جوتش کو مارا، راجہ بان دالئے کرناٹک کو مارا، پونہ راجہ بنارس سے لڑائی کی اور اس کو مارا، جنگلی قوم میں پشاچ راکشن، دیپ، ناگ، اسر، گندھر، دیکش، وانو کو مارا''۔ (دیکھو......سوانح عمری کرشن، صفحہ ۱۱۹، مصنفہ لالہ لاجپت رائے)

مرزا صاحب بجائے حفاظت دھرم کے ہندو دھرم کی کھنڈن یعنی تردید کرتے

رہے، تو پھر وہ کرشن کا اوتار کس طرح ہوئے؟ جب ایک صفت بھی کرشن کی مرزا صاحب میں نہ تھی تو پھر کس قدر غلط ہے کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ: ''روحانی حقیقت کے رو سے میں کرشن ہوں''، حالانکہ روحانی حقیقت کے رو سے ہی محمد ﷺ بنے ہوئے تھے۔

چوتھا امر: مرزا صاحب نے اوتار کے وقت اپنی والدہ کو درشن دے کر نہیں بتایا کہ میں کرشن ہوں۔ اور میں نے تمہارے گھر میں اس واسطے اوتار لیا ہے۔ جیسا کہ پہلے اپنی والدہ دیوکی کو کہا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ کرامت مرزا صاحب کی اخباروں میں شائع ہوجاتی کہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے گھر میں کرشن جی نے اوتار لیا ہے۔ جیسا کہ باسدیو اور دیوکی کے گھر جنم لینے سے ہوا تھا۔ اور تمام اہل ہنود مرزا صاحب کے درشن کے واسطے تمام ہندوستان سے آتے۔ مگر یہاں تو بالکل معاملہ برعکس ہوا کہ مرزا صاحب کو خود پچاس ساٹھ برس تک اپنا کرشن ہونا معلوم نہ ہوا۔ اور وہ بجائے حمایت دھرم کے، دھرم کی تردید کرتے رہے۔ اور اوتار کی علت غائی کے برخلاف اور اصول اہل ہنود کے برعکس کبھی مثیل عیسیٰ علیہ السلام، کبھی نائب عیسیٰ، کبھی بروز محمد ﷺ، کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ، کبھی مریم، کبھی موسیٰ علیہ السلام، کبھی مجدد، کبھی رجل فارسی، کبھی مصلح، کبھی امام زمان، کبھی خاتم اولیاء۔ غرض ہندو دھرم کے مقابل جو بزرگ وانبیاء علیہم السلام تھے، بنتے رہے۔ اور اس نگارخانہ عالم میں آکر ایسے محو حیرت ہوئے کہ ایک جان اور کئی دعوے، اور ثبوت ایک کا بھی نہیں۔ مگر خیر آخری عمر میں خود شناسی ہوئی اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کی منزل طے کر کے کرشن جی بن گئے۔ اور کرشن ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ ایسا عظیم الشان دعویٰ تھا کہ پہلے تمام دعوے باطل ہوگئے، کیونکہ کفر واسلام یکجا جمع نہیں ہوسکتے۔ جیسا کہ اجتماع نقیضین محال ہے۔ اسی طرح کفر واسلام کا اجتماع بھی محال ہے۔ اب کھرے خاصے کرشن بن کر اسلامی دنیا کو درشن دیا۔

خودستائی کے نشہ میں دل ہزاراں چور ہیں   جس جگہ تھا نورِ ایمان اب وہاں ہے آواگون

مگر افسوس یہ ناموزوں دعویٰ ایک ہندو نے بھی نہ مانا اور جس مطلب کے واسطے یہ الہام تراشا تھا، وہ مطلب بھی پورا نہ ہوا۔ غرض تو یہ تھی کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کو دام میں لانے کے واسطے تو مسیح موعود و مہدی بنا، ہندوؤں کو کس طرح پھسایا جائے؟ اس واسطے ہندوؤں کی خاطر کرشن جی کا اوتار بنے، مگر کام پھر بھی نہ بنا۔ کیا کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ کسی ہندو نے مرزا صاحب کو کرشن مانا، ہرگز نہیں۔ مسلمانوں سے تو کرشن بن کر نکلے اور آگے ہندوؤں نے جگہ نہ دی۔ یہ کس قدر حسرت کا مقام ہے کہ ہندو بھی بنے، اوتار کا مسئلہ بھی مانا، تناسخ بھی تسلیم کیا، مورتی پوجن کی بھی بنیاد ڈالی اور اپنی فوٹو کھچوائی اور مریدوں میں تقسیم کی، مگر مقصود کی گوپی پھر بھی ہاتھ نہ آئی، ایک ہندو بھی نہ پھنسا۔ مگر اس پر طرفہ یہ ہے کہ اپنی جماعت الگ کر کے ۳۳ کروڑ مسلمانوں کو کافر فرمارہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جو میرے ایسے الہام، خدا کی طرف سے برحق نہ مانے، مسلمان نہیں، حالانکہ قرآن میں شریعت محمدی کے رو سے ایسے الہاموں کا ملہم خود مسلمان نہیں۔

اب ہم نیچے کرشن جی کا نسب نامہ درج کرتے ہیں، تاکہ معلوم ہو کہ کرشن جی پشت در پشت ہندو تھے۔ کوئی مرزائی مسلمان کو دھوکہ نہ دے کہ کرشن جی مسلمان اور رسول و پیغمبر تھے۔ کرشن جی کا نسب نامہ باپ کی طرف سے راجہ بج، پرتھو، بدورتہ، سوسین، باسدیو۔

(کرشن، صفحہ۸، پریم ساگر دیوکی، آٹھویں گربھ سے)

کرشن جی ماتا کی طرف سے چندوبنسی نسل سے یادوا کھشتریوں کے دوہترے تھے۔ ماتا کی طرف سے کرسی نامہ حسب ذیل بتایا جاتا ہے:

روسی، ایوس، نہوش، بیاتی، یارو، دوربہ، اندہک، اہوک۔ (دیکھو صفحہ ۵۲، ۵۳، سوانح عمری

کرشن جی، مصنفہ لالہ لاجپت رائے)

اب ظاہر ہے کہ سری کرشن جی مہاراج اہل ہنود میں سے تھے۔ اور ان کا مذہب بھی ویدشاستر کے مطابق تھا۔ جیسا کہ اوپر درج کیا گیا ہے کہ تناسخ آواگون کے معتقد تھے۔ اور ان کا اعتقاد و تعلیم یہی تھی کہ اعمال کا بدلہ تناسخ کے چکر میں ڈال کر خدا تعالیٰ اسی دنیا میں دیتا ہے۔ دوزخ، بہشت، روزِ جزا و سزا کوئی الگ نہیں اور چونکہ یہ تعلیم واعتقاد تمام انبیاء علیہم السلام کے برخلاف ہے۔ اس لئے کرشن جی مہاراج ہرگز ہرگز پیغمبر و رسول نہ تھے۔

یہ بالکل دھوکہ ہے کہ چونکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ یعنی ہر ایک قوم کا ہادی و راہبر ہے۔ ﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾ ہر قوم یا زمانہ میں ایک ڈرانے والا گزر چکا ہے۔ اس پر دلیل دیتے ہیں کہ کرشن جی و رام چندر جی وغیرہ کو رسول نہ مانیں تو قرآن پر اعتراض وارد آتا ہے کہ ہندوستان میں کون کون پیغمبر ہوا۔ مگر اس جگہ دھوکہ یہ دیا جاتا ہے کہ قرآن میں لفظ قوم وامت ہے۔ اور پیش کرتے ہیں کہ ہندوستان، جو کہ بالکل غلط ہے۔ یہ کہاں قرآن میں ہے کہ ہم نے ہر ایک ملک میں رسول بھیجا ہے، تاکہ ہندوستان میں رسول الگ ہو۔ وہاں تو قوم وامت کا لفظ ہے۔ پس دنیا میں جو جو قومیں وامتیں ہیں مشرک و بت پرست، سب میں رسول آئے۔ اور جو انبیاء کی رسالت و نبوت پر حق یقین کر کے یوم قیامت یوم آخرت پر ایمان لاتے آئے ہیں، وہ مسلم ہیں۔ اور جو جو قومیں وامتیں مشرک و بت پرست، قیامت سے انکار کر کے اسی دنیا میں سورگ و نرگ مان کر تناسخ کا چکر یقین کرتی آئی ہیں، وہ تمام قومیں غیر مسلم چلی آئی ہیں۔ تمام آسمانی کتابیں قیامت کا برحق ہونا بتاتی آئی ہیں۔ اور کفار عرب و ہند، عراق و شام، ترکستان افغانستان وغیرہ وغیرہ دنیا بھر کے پیغمبروں کے مقابل بت پرستی و تناسخ پر زور دیتے آئے ہیں۔ یعنی

صابئین (ستارہ) پرست ومنکران قیامت تمام عالم میں اپنا اپنا وعظ کرتے ہیں۔ یہ عظیم دھوکہ دیا جاتا ہے کہ ہند کا پیغمبر کون تھا۔ یہ قرآن میں ہرگز نہیں لکھا کہ ہر ایک دیار یعنی ہر ایک ولایت میں رسول بھیجا ہے۔ اس طرح تو ہر ایک ملک کا پیغمبر الگ ہونا چاہیے تھا۔ اگر ہند کا پیغمبر کرشن ورام چندر جی وغیرہ وغیرہ تھے، تو پھر عرب ودیگر ممالک میں بت پرستی کس طرح مروج ہوئی۔ یہ بالکل فاسد عقیدہ ہے کہ چونکہ ہر ایک ملک میں پیغمبر کا ہونا ضروری ہے۔ اس واسطے کرشن جی کو ضرور پیغمبر مان لو۔ حالانکہ کرشن جی کی تعلیم تناسخ واوتار بتا رہی ہے کہ اوتار وتناسخ ماننے والے وہی پرانے بت پرست ومنکر قیامت ہیں، جنہوں نے حضرت نوح، ابراہیم، سلیمان، موسیٰ وغیرہ انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ کیا اور اہل ہنود بھی انہیں میں سے ہیں۔ اور انہیں ملکوں سے ہند میں آکر آباد ہوئے۔ اور آریہ کہلاتے تھے۔ اور یہی مذہب وید وشاستر وتناسخ کا ساتھ لائے تھے۔ اور جنہوں نے اپنے اپنے وقت کے پیغمبر کو نہ مانا۔ اور تناسخ وبت پرستی پر اڑے رہے۔ ہند کی شمال مغرب کی پہاڑیاں کوہ سلیمان کے نام سے مشہور ہیں۔ (دیکھو...... تاریخ ہند، صفحہ ۶۱،۶۲)۔ پس ہند کا پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام ثابت ہوئے۔ اور تخت سلیمان وپری محل اب تک حضرت سلیمان علیہ السلام کی یادگار کشمیر میں موجود ہے۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ: ''اسلام سے پہلے اہل ہند کا کفارِ عرب وبت پرستان مکہ سے میل جول تھا''۔ چنانچہ اصل عبارت یہ ہے۔ **"براهم هندوستان پیش از ظهور اسلام جهت زیارت خانه کعبه وپرسشش اصنام همیشه آمد وشدمی کردند وآں موضع را بهترین معابدی پند اشتند"** (دیکھو مقالہ ۶)

پھر تاریخ فرشتہ مقالہ اول، جلد اول، صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے: **"که درزمان حضرت ختمی پناه یتے بزرگ راکه سومنات نام داشت از خانه کعبه**

بر آورده دبداں جا آورده بنام او آں شهر را بنا کردند" یعنی سومنات شہر سومنات کی مورتی سے جو کہ مکہ سے لائی گئی تھی۔ اس کے نام پر شہر سومنات آباد اور نامزد ہوا۔

اہل ہنود وآریہ بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ تمام دنیا میں پہلے سب قوم بت پرست وستارہ پرست تھی، اور ہر ایک قوم میں بت پرستی اور تناسخ کا رواج تھا، اور قیامت کا انکار تھا۔ اصل عبارت یہ ہے: ''اس میں کوئی شک نہیں کہ مکہ مہادیو جی کا مندر تھا اور یہی سبب ہوا کہ سومنات میں مکرر اسی مورتی پوجک لوگوں نے قائم کیا۔ اور پھر بدستور وہی پیروان شیو اُس کے پوجارے بنے۔ (دیکھو حاشیہ ۴۴۲، ثبوت تناسخ)

اب ثابت ہوا کہ ہند کے بت پرست بھی دوسرے ملکوں سے آئے ہیں، جن میں وقتاً فوقتاً پیغمبر ورسول آتے رہے۔ تاریخ ہند میں لکھا ہے کہ آریہ قوم دوسرے ملکوں سے ہند میں آئی ہے۔ ''تاریخ انگلستان'' کے صفحہ ۱۱ پر بحوالہ کاہیر صاحب لکھا ہے کہ: ''قدیم مسری، یونانی، رومی اور انگریزی تناسخ یعنی آواگون کو مانتے تھے''۔ کیا ایشیا کے ایرانی، آریہ، چینی، جاپانی اور ترک لوگ۔ اور کیا یورپ کے یونانی، وڑدو، رومی، جرمنی والے۔ کیا افریقہ کے قبطی پانٹر اور راج خاندان کے بزرگ۔ اور کیا امریکہ کے تانبے رنگ والے پہلی یعنی سورج ہنسی، پیرو، میکسو کے پروہت اور اچاریہ اور اپرہن خاندان کے پیشوا سارے کے سارے تناسخ کو مانتے تھے اور ارواح کو انادی مانتے تھے۔ (صفحہ ۴۴۰، ثبوت تناسخ)

اب روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ اہل ہند انہیں قوموں میں سے ہیں جن میں پیغمبر ورسول آتے رہے۔ اور اسی واسطے قرآن میں فرمایا کہ کوئی قوم نہیں جس میں نذیر نہ آیا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ایک پیغمبر ورسول بت پرستی کے مٹانے کے واسطے اور یوم آخرت سے

ڈرانے کے واسطے تشریف فرما ہوتا رہا۔ اور بت پرستوں اور معتقدان تناسخ کے ہاتھوں ظلم وستم اٹھاتا رہا۔ حضرت نوح علیہ السلام خاص بت پرستی کے برخلاف وعظ فرماتے رہے۔ جب بت پرستوں مشرکوں نے نہ مانا تو غضب الٰہی سے عذابِ طوفان نازل ہوا۔ اور سب کے سب ہلاک کئے گئے۔ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیم و وعظ سے واحد خدا کی پرستش ہوتی رہی اور جس جس جگہ اور ملکوں میں حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد جاکر آباد ہوئی ان ان ملکوں میں پہلے توحید جاری تھی۔ چنانچہ ''توریت، باب ۱۰، پیدائش آیت ۳۲ میں لکھا ہے: ''طوفان کے بعد قومیں انہیں (نوح کے بیٹوں) سے پھلیں''۔ آیت ۱۸، ۱۹، ۲۰، باب ۹ میں لکھا ہے: ''نوح کے بیٹے جو کشتی سے نکلے سم، حام اور یافت تھے۔ اور حام کسان کا باپ تھا، نوح کے یہی تین بیٹے تھے۔ اور انہیں سے تمام زمین آباد ہوئی''...... (الخ)۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹوں میں حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیم تھی۔ اور نوح علیہ السلام کے بیٹوں سے تمام قومیں بنیں تو پھر ثابت ہوگیا کہ ہر ایک قوم میں نذیر و ہادی آیا۔ حضرت نوح علیہ السلام اور اس کی اولاد میں پھر بت پرستی و انکارِ قیامت کے مذہب نے رواج پایا۔ اور مرورِ ایام سے جب بہت زور پر ہوا تو پھر پیغمبر کی ضرورت ہوئی اور حضرت ابرہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور انہوں نے بت پرستی کو مٹایا اور توحید قائم کی، تناسخ کو رد کیا اور یوم الحساب اور جزا پر لوگوں کو یقین دلایا۔ نمرود سے جو بڑا بادشاہ تھا، مناظرہ کیا۔ پھر زمانہ کے گزرنے سے بت پرستی و تناسخ کا جب زور ہوا، تب ہی وقتاً فوقتاً پیغمبر و رسول مبعوث ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ خاتم النبیین ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ ان کے مقابل علاوہ مشرکین و بت پرستان و صائبین کے یہود و نصاریٰ بھی تھے۔ جن کو رحمۃ اللعالمین نے جامِ توحید پلایا اور بعث بعد الموت کے یقین و ایمان سے دوبارہ زندگی بخشی اور تمام دیار و امصار میں دینِ اسلام پہنچایا اور ظلمت، کفر و شرک کی، اسلام کی پاک روشنی سے دور ہوئی اور اہل ہند بھی نورِ اسلام سے

منور ہوئے۔ سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت گوسالہ بنایا اور اس کی پرستش کی بنیاد ڈالی جو کہ اب تک اہل ہند بھی گئو کی پرستش کرتے ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ گئو اور بچھڑے کی پرستش کرنے والی قوم اسی ملک اور قوم سے جدا ہو کر آئی جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ ''تاریخ مصر'' کے صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے: ''فیساغورث حکیم نے تناسخ کا مسئلہ مصریوں سے لیا تھا''...... (الخ)۔ پس مصر سے اہل تناسخ کا آنا ثابت ہوا۔ اور مصر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہو کر فرعون کی طرف آئے تھے۔ پس ہندوستان میں جو اہل تناسخ موجود ہیں، ان کا پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام ثابت ہوئے۔ اور یہ بالکل صحیح ہوا کہ ہر ایک امت و قوم میں نذیر آیا۔ قیامت کا منکر ہرگز نذیر نہیں ہوسکتا۔ پس یہ کہنا کہ اہل ہند کا کوئی پیغمبر نہیں غلطی اور دھوکہ دہی ہے، کیونکہ حضرت نوح و حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ و محمد رسول اللہ علیہم السلام سب کے سب اثبات قیامت کا وعظ فرماتے رہے اور تناسخ و بت پرستی کی تردید کرتے رہے۔ اگر کوئی شخص کرشن جی کو رسول صرف اس واسطے کہے کہ کرشن جی اہل ہنود کے لیڈر و پیشوا تھے۔ تو یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ نمرود و شداد، قارون، فرعون، وغیرہ وغیرہ بھی تو دیگر ممالک اور قوموں کے لیڈر و پیشوا اور حاکم اور راجہ تھے۔ کیا ان کو بھی رسول کہا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر کرشن و رام چندر جی وغیرہ رہبران و پیشوایان و راجگان ہندوستان کو کس طرح رسول کہا جائے۔ اور نبی مان کر ان کا اوتار بن سکے۔ کیونکہ نبی و رسول ہونے کے واسطے ضرور ہے کہ جو تعلیم انبیاء کی تھی وہی تعلیم دوسرے نبی و رسول کی بھی ہو۔ ورنہ سخت فاسد عقیدہ ہے کہ غیر نبی و رسول کو رسول و نبی کہا جائے۔ ﴿فَإِذَا جَآءَ أَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ پر یہ سراسر غلط ہے کہ ہندو قوم میں کوئی رسول نہیں آیا پیغمبر و رسول تو آئے مگر ان اقوام نے اپنا پرانا مذہب آباؤ اجداد کا عزیز کر کے پیغمبروں و رسولوں کی تعلیم سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اور ہندوستان اور دیگر ممالک میں

جا کر آباد ہوئیں۔ چنانچہ اب تک ان اقوام کے نشانات افریقہ، ایشیاء، یورپ، امریکہ،
چین، برہما، سیام، انام، تبت، لنکا، چینی تا تار وغیرہ جگہوں میں موجود ہیں۔ شعر

کاروانیم ہمہ بگزشت زمیدانِ شہود ہمچو نقش کف پانام ونشانم باقیست

اور یہ اقوام بت پرست تناسخ کے ماننے والی قیامت سے انکار کرنے والی
حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ۶۳۰ برس پہلے مہاتما بدھ کی پیرو بھی تھیں، جو کہ قوم سے راجپوت
تھا۔ مہاتما بدھ کے پیرو اس وقت بھی دنیا میں کروڑہا موجود ہیں۔ اگر کسی شخص کو اس کے
پیروؤں کی کثرت یا اس کے پیشوا ہونے کی حیثیت سے پیغمبر ورسول ماننا ہو سکتا ہے، تو پھر
مہاتما بدھ کو کیوں رسول و نبی نہ مانا جائے۔ مگر چونکہ مہاتما بدھ کی تعلیم بھی اسلامی تعلیم کے
برخلاف تھی، اس واسطے وہ نبیوں ورسولوں کی فہرست میں نہیں آسکا، حالانکہ یہ شخص حضرت
موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان کے عرصہ میں ہوا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام
سے چھ سو تیس برس پہلے ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۴سو برس پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
سے ہو گزرے تھے۔ مگر نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گوتم بدھ کی نبوت کی تصدیق کی اور نہ
حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے گوتم بدھ وکرشن جی وغیرہ کی نبوت بتائی۔ اور نہ تصدیق کی۔
اب اس جگہ ایک لازمی سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن وتورات وانجیل وزبور آسمانی کتابوں
نے مہاتما بدھ اور سری کرشن جی مہاراج وغیرہم کی نبوت ورسالت کیوں نہیں بیان کی۔ اور
حضرت آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ وغیرہم علیہم السلام کی کیوں بیان وتصدیق کی۔ اس کی
وجہ کیا ہے؟ اس سوال کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ ان بزرگواروں کی تعلیم چونکہ انبیاء علیہم السلام
کی تعلیم کے برخلاف تھی، اس واسطے ان کو نبی ورسول کسی زمانہ میں نہیں مانا گیا۔ جس طرح
انبیاء علیہم السلام قیامت وتوحید کی وعظ، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر کرتے چلے آئے۔ اسی
طرح پیشوایان اہلِ ہنود بت پرستی اور تناسخ کی وعظ کرتے چلے آئے ہیں، جس کا نتیجہ اب

تک یہ ہے کہ تمام فرقہ ہائے اسلامی سے دنیا میں ان کی تعداد زیادہ ہے اور یہ ان مہاپرشوں
کی تعلیم اور کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج تک بت پرستی اور تناسخ کا اعتقاد اور تعلیم جاری چلی
آرہی ہے۔ اگر کسی اسلامی واعظ نے اثبات قیامت اور روزِ جزا وسزا سے ڈرایا تو اس کے
مقابل حامیان تناسخ نے اس کی تردید شروع کر دی اب دیکھ لو! کیا ہو رہا ہے۔ آریہ سماج کی
طرف سے کس قدر تناسخ کی تعلیم اور قیامت کے انکار پر زور دیا جاتا ہے۔ اور سوامی دیانند
نے کس قدر اہل ہنود میں مذہبی جوش پیدا کیا کہ ایک ترقی یافتہ قوم نظر آتی ہے۔ کیا سوامی جی
کے اس کام کو جو انہوں نے اپنی قوم کو زندہ کیا، اور تناسخ وانکارِ قیامت پر تمام زور ووقت وزر
خرچ کیا اور اپنی قوم کو ابھارا، ان کو نبی ورسول کا لقب دو گے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ قیامت کا
منکر اور تناسخ کا معتقد کبھی نبی نہیں ہو سکتا۔ ہاں اس کی اپنی قوم جو چاہے اس کو کہے، مگر کوئی
مسلمان قرآن اور محمد ﷺ پر ایمان رکھنے والا تو ہرگز قیامت کے منکر اور تناسخ کے معتقد کو
رسول و نبی نہیں کہہ سکتا۔ اور نہ اس کا بروز ہو سکتا ہے۔ پس کرشن جی مہاراج چونکہ وید وشاستر
کے پیرو تھے اور قیامت کے منکر تھے۔ اور تناسخ کے قائل تھے، اس واسطے وہ ہرگز ہرگز نبی و
رسول نہ تھے۔ کوئی مرزائی مہربانی کر کے مسلمان بھائیوں کو سمجھا دے کہ تناسخ ماننے والے،
روح کو ازلی ابدی ماننے والے، قیامت سے انکار کرنے والے کا کوئی شخص اوتار و بروز ہو کر
محمد رسول اللہ ﷺ کا بروز کس طرح رہا۔ اور جب حقیقت روحانی کے رو سے کرشن ہو گیا
ہے، تو اس کی بیعت کس شرعی دلیل سے فرض ہے اور جو شخص کرشن جی کا بروز ہے اور اوتار
ہے، اس کی بیعت نہ کرنے سے تمام روئے زمین کے مسلمان کس دلیل سے کافر ہیں۔

تمام شد

☆☆☆☆☆

مُباحثۂ حقّانی

فی ابطالِ رسالتِ قادیانی

یعنی "مباحثہ لاہور" کی سچی سچی کیفیت جو مابین
مولوی غلام رسول صاحب مرزائی آف راجیکی اور سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور
جون ۱۹۲۱ء میں ہوا تھا اور مولوی غلام رسول مرزائی نے غلط بیانی کر کے
مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالا تھا۔ اس کا جواب الجواب
مع شہادات عہدہ داران مسلمہ فریقین۔

(سنِ تصنیف: ۱۳۴۱ھ بمطابق 1922ء)

تصنیفِ لطیف

قاطعِ فتنۂ قادیان

جناب بابو پیر بخش لاہوری

(بانی انجمن تائیدالاسلام، ساکن بھاٹی دروازہ، مکان ذیلدار، لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عُہدہ داران جلسہ مباحثہ کی شہادتیں!

شہادت اول:

رسالہ ''مباحثہ لاہور'' کے ص ۷،۸ پر جو مولوی غلام رسول صاحب احمدی مباحث نے جو میری نسبت تحریر فرمایا ہے کہ جلسہ مباحثہ میں میں نے مولوی صاحب کی تقریر سن کر کلماتِ تحسین وآفرین کہے، بالکل غلط ہے۔

(خاکسار عبدالکریم مختار عدالت پریذیڈنٹ جلسہ مباحثہ مسلمہ فریقین)

دوسری شہادت:

مولوی حاجی شمس الدین صاحب شائق پریذیڈنٹ جلسہ مباحثہ مسلمہ فریقین:

مولوی غلام رسول صاحب احمدی مباحث نے چونکہ خود میری شہادت طلب کی ہے۔ اس لئے میں بحکمِ قرآنی سچی شہادت کو چھپا نہیں سکتا۔ اور سچ سچ کہتا ہوں کہ مباحثہ کے آخیر دن ۲۷ جون ۱۹۲۱ء کو جب میں جلسہ مباحثہ میں حاضر تھا تو مولوی غلام رسول صاحب نے دیروزہ اعتراضات کا جواب دینا شروع کیا اور حضرت پیران پیر کے قصیدے کے اشعار پڑھ کر سنائے۔ اور کہا کہ اگر مرزا صاحب نے خلافِ شرع باتیں کیں، تو دوسرے اولیائے اللہ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ بابو پیر بخش صاحب نے جواب دیا کہ بحث خاتم النبیین پر ہے اور اولیاء اللہ میں سے کسی نے بھی نبوت ورسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ آپ اصل بحث امکان نبی بعد از حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر بحث کریں اور جدید نبی کا پیدا ہونا، بعد آنحضرت ﷺ کسی نصِ شرعی سے ثابت کریں۔ حاضرین جلسہ کی بھی یہی رائے ہے۔ چنانچہ ایک متفقہ آواز اُٹھی کہ مولوی صاحب اصل بحث پر آؤ۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ

مجھ کو وقت کافی نہیں ملتا اور میں نے باہر جانا ہے۔ میں ''امکان نبی بعد از حضرت خاتم النبیین'' پر کتاب لکھوں گا۔ بابو پیر بخش صاحب اس کا جواب دیں، اس طرح پبلک کو خود بخود معلوم ہوجائے گا۔ اسی قرارداد پر جلسہ ختم کیا جائے۔ پس اسی قرارداد پر میں نے جلسہ ختم کردیا۔ یہ غلام رسول قادیانی نے ٹھیک تحریر نہیں فرمایا کہ میں نے یا اہل مجلس غلام رسول قادیانی کی تقریر وعلم کی کسی تعریف کی۔ حق بات تو یہ ہے کہ غلام رسول قادیانی نے کوئی آیت یا حدیث ایسی پیش نہ کی جس سے ثابت ہوسکتا کہ بعد از محمد رسول اللہ نبی آخرالزمان ﷺ کوئی جدید نبی و رسول ہوگا۔ یوں ہی کج بحثی کرتے رہے اور بابو صاحب بھی ایسا ہی تعاقب کرتے رہے بلکہ مولوی حافظ محمد حسین صاحب مسجد چینیانوالی نے غلام رسول قادیانی کوایک حدیث کے غلط پڑھنے پر روکا تھا۔

(**دستخط** : مولوی حاجی شمس الدین صاحب شائق بقلم خود)

تیسری شہادت :

بابو پیر بخش صاحب اور غلام رسول قادیانی کے درمیان جو مباحثہ ہوا، میں اس میں موجود تھا۔ فریقین کے باہم جو وقت مباحثین کو دیا جانا قرار پایا تھا وہ برابر لیتے رہے۔ غلام رسول قادیانی کا یہ کہنا غلط ہے کہ ان کو وقت کم ملتا تھا۔ یہ سوال قبل مباحثہ طے ہونا چاہئے تھا۔ اس لئے ''مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد''۔

مباحثہ نبوت مرزا اور حضرت رسالتمآب ﷺ کے بعد نبی کے آنے پر تھا۔ مگر غلام رسول قادیانی اپنا وقت دائیں بائیں کی باتوں میں صرف کر کے قلت وقت کی شکایت کرتے تھے۔ جس سے حاضرین جلسہ پر واضح ہوگیا کہ وہ آیت یا حدیث مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اور آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے پر نہ لاسکے۔ جس طرح

مرزا جی کی مثالیں فرار اور بہانہ جوئی کی سینکڑوں موجود ہیں مثلاً واقعہ حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب سے مرزا جی کی فراری والی داستان شہرۂ آفاق ہے کہ مرزا نے جملہ شرائط مباحثہ طے کرنے کے بعد جب دیکھا کہ حضرت پیر صاحب مقام مناظرہ (لاہور) آپہنچے، تو کہہ دیا کہ مجھے الہام ہوگیا ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب سے مناظرہ مت کرو۔ ایسے ہی غلام رسول قادیانی نے بھی ان کی اتباع کر کے جواب کتاب میں لکھنا کہہ کر بابو پیر بخش سے پیچھا چھڑالیا۔

(**دستخط** : حبیب اللہ صاحب منشی فاضل (جو کہ رپورٹ نویس جلسہ مباحثہ تھے))

چوتھی شہادت :

مجھ کو اس مباحثہ میں فریقین نے اپنی اپنی متفقہ رائے سے منصف منظور کیا تھا۔ اس مباحثہ میں غلام رسول قادیانی نے بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کسی نبی کے پیدا ہونے کے امکان پر بحث کرنی تھی اور قرار پایا تھا کہ قرآن وحدیث کے سوا کچھ پیش نہ کیا جائے گا۔ مگر افسوس! غلام رسول قادیانی نے عربی شعر ''لافتی الا علی ولا سیف الا ذوالفقار'' اور قصیدہ غوثیہ اور مرزا قادیانی کے تصنیف کردہ اشعار پیش کر کے سوال از ریسماں و جواب در آسماں کے مصداق بنے اور بابو پیر بخش صاحب نے بھی تعاقب غلام رسول قادیانی میں وقت ضائع کیا۔ آخر غلام رسول قادیانی نے کہا کہ مجھ کو وقت کافی نہیں ملتا۔ جب وقت یکساں ہے تو پھر یہ عذر معقول نہیں۔ آخر غلام رسول قادیانی نے وعدہ فرمایا کہ میں امکان نبی بعد از حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر کتاب لکھوں گا اور بابو پیر بخش صاحب اس کا جواب دیں گے۔ اس پر جلسہ ختم ہوا اور سب نے منظور کیا کہ کتاب لکھو۔ مگر افسوس کہ غلام رسول قادیان نے وعدہ وفا نہ کیا اور کتاب نہ لکھی اور کہلا بھیجا کہ بابو پیر بخش کتاب لکھیں، میں جواب دوں گا۔ چنانچہ

بابو صاحب موصوف نے عدم امکان نبی پر رسالہ شائع کیا اور قادیانی نے جواب لکھا۔ جس کا جواب الجواب یہ کتاب ہے۔

(**دستخط**: محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری انجمن مجاہدین لاہور)

جواب مباحثہ لاہور

غلام رسول قادیانی کی طرف سے سات ماہ کے بعد جواب شائع ہوا ہے۔ یہ جواب کیا ہے؟ غلام رسول قادیانی کی شرافت، حسن اخلاق اور بضاعت علمی کا ثبوت ہے۔ غلام رسول قادیانی نے بجائے جواب دینے کے اپنے پیر ومرشد مرزا غلام احمد قادیانی کے حسب طور ہمیں گالیاں دے کر اپنا دل خوش کر لیا ہے اور اپنے قابو یافتگان کو حق کے قبول کرنے سے محروم رکھنے کی کوشش کی ہے۔ میں سب سے پہلے غلام رسول قادیانی کی تہذیب اور حسن خلق کے اظہار کی غرض سے جو کچھ انہوں نے خاکسار کے حق میں گل افشانی کی ہے، لکھتا ہوں تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ مرزائیوں کے پاس سوائے گالی گلوچ اور ہتک آمیز اور دل آزاری کے الفاظ کے کوئی اور دلیل نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ سبیل الرشاد بنائے اور ان کی حالت پر رحم کرے۔ ان کے دلائل علمی، شرافت اور حسن اخلاق اور تہذیب کے زوردار الفاظ ذیل میں ملاحظہ ہوں، جو انہوں نے میری نسبت استعمال فرمائے ہیں:

۱.....تقوی اور دیانت کے برخلاف	۲.....بیباکی کے خوگر
۳.....خیانت سے کام لیا	۴.....شرم آفرین
۵.....خیانت آمیز	۶.....کذب بیانی
۷.....محجوب النفس	۸.....دشمن صداقت
۹.....خائن طبع	۱۰.....بزدلی

۱۱.....کھلی جہالت	۱۲.....مجسم جہالت
۱۳.....جسد لہ خوار	۱۴.....خرافات
۱۵.....ہذیان	۱۶.....ژاژ خائی
۱۷.....ذلت	۱۸.....ہزیمت وشکست
۱۹.....لغو	۲۰.....وزدِ صداقت
۲۱.....دشمنِ دیانت	۲۲.....علمِ ناتمام
۲۳.....دشمنِ علم وفضل	۲۴.....لچر پوچ
۲۵.....فضول	۲۶.....جہالت کا نمونہ
۲۷.....جہالت کے بعد دوسری جہالت	۲۸.....افترا پردازی
۲۹.....لعنتی افترا	۳۰.....جھوٹا، وغیرہ وغیرہ۔

یہ الفاظ کئی بار استعمال کئے ہیں حالانکہ خود ہی صفحہ ۸ سطر ۵ پر یہ عبارت لکھتے ہیں: ”طرفہ یہ کہ بابو پیر بخش صاحب، **ایڈیٹر رسالہ تائید اسلام** نے مجھے سلام کہہ کر مصافحہ کرنا چاہا اور میرا ہاتھ پکڑ کر میری تقریر اور میری قوت بیانیہ اور میرے علم کی تعریف کی“۔ حالانکہ بالکل غلط لکھا ہے! میں نے صرف یہ کہا تھا کہ آپ کی نسبت جیسا کہ سنا جاتا تھا ویسا ہی پایا۔ یعنی کج بحث اور خارج از بحث فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے والا۔ مگر مولوی صاحب نے یہ الفاظ اپنے پاس سے بڑھا لئے۔ ”میری تقریر، میری قوتِ بیانیہ اور میرے علم کی تعریف کی“۔ افسوس اگر میں ایسا کرتا تو مولوی صاحب اسے یہودیانہ حرکت کہتے۔ میرا مطالبہ ہے کہ مولوی صاحب قسم کھا کر کہیں کہ میں نے ان کے حق میں یہ الفاظ کہے تھے۔ ورنہ خوف خدا کریں۔ مولوی صاحب نے دھوکہ دہی کی غرض سے یہ بھی بالکل غلط لکھا

ہے کہ: ''مباحثہ منشی عبدالکریم صاحب مختار عدالت کے مکان پر ہوا'' حالانکہ صرف ایک دن مباحثہ منشی صاحب موصوف کے مکان پر ہوا اور دو دن یعنی ۲۷، ۲۸ جون ۱۹۲۱ء کو مسجد بلند واقع لکڑ منڈی میں مباحثہ ہوا تھا، لیکن مولوی صاحب نے مسجد کا نام تک نہ لیا۔ کیا مولوی صاحب قسمیہ کہہ سکتے ہیں کہ مسجد میں مباحثہ نہیں ہوا۔ مولوی صاحب نے یہ بھی سفید جھوٹ لکھا ہے کہ ''سامعین نے ان کے علم وفضل وتقریر کی تعریف کی''۔ سامعین تو اس قدر بیزار تھے کہ آپ کی تقریر کا نام یاوہ سرائی اور ژاژ خائی کہہ کر بلند آواز سے کہتے تھے کہ مولوی صاحب اصل بحث کی طرف آؤ اور بیہودہ باتیں نہ کرو۔ مولوی حافظ محمد حسین صاحب نے، جب آپ نے حدیث غلط پڑھی تو آپ کی تعریف کی تھی یا ہجو؟ اگر اس کا نام تعریف ہے تو پھر ذلت ورسوائی کس کا نام ہے؟ مشہور ہے کہ ایک مولوی صاحب شاہی دربار میں آئے اور اپنے علم وفضل کی تعریف لکھی اور لکھ دیا کہ: ''از قابلِ آدم''، جس کے جواب میں بادشاہ نے لکھا کہ: ''قابلیت شما از قافِ قابل معلوم شد'' ایسا ہی مولوی غلام رسول صاحب کی قابلیت دیکھئے کہ لکھتے ہیں کہ: ''خاکسار ابوالبرکات غلام رسول راجیکی تنزیل قادیان'' یہ تو مولوی صاحب کی عربی میں لیاقت ہے کہ لفظ ''تنزیل'' غلط ہے۔ آپ کی اردو بھی ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں کہ: ''منشی صاحب نے مجھے مخاطب ہوکر فرمایا'' گویا دو سے تیسرا لفظ غلط کہتے ہیں۔ باوجود اس کے اپنی تعریف لکھتے وقت ان کو خیال نہ آیا۔ ع

درثنائے خود بخود گفتن نزیبد مرد دانارا   چوزن پستان خود مالد حظوظ نفس کہ یابد

اب میں برادران اسلام سے پوچھتا ہوں کہ مولوی صاحب کی شرافت دیکھیں کہ جو شخص ان کی تعریف کرتا ہے یہ اس کو گالیاں دیتے ہیں، گویا اپنی شرافت کا ثبوت دیتے ہیں۔ جب مولوی صاحب کی شرافت اراکینِ انجمن نے دیکھی تو مختلف قسم کی فرمائش مجھ

سے کی گئی۔ کوئی کہتا تھا کہ ایسا سخت اور زبردست جواب دو کہ مولوی صاحب کو چھٹی کا دودھ یاد آجائے، کوئی کہتا تھا کہ نرالی بات نہیں، انہوں نے مرزا صاحب سے یہی سیکھا ہے۔ مرزا صاحب خود کیا کرتے رہے۔ جھوٹے کا نشان ہی یہ ہے کہ جب لاجواب ہوتا ہے تو بدزبانی پر اُتر آتا ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ

ع   کلوخ انداز را پاداش سنگ است

کوئی کہتا تھا "**کالائے بد بریش خاوندش باید زد**" کوئی کہتا تھا ''ہوشیار رہنا غصہ میں آکر بحث رہ جائے گی''۔ اور یہی مرزائیوں کا ہتکنڈا ہے کہ مخالف گالیوں کا جواب گالیوں میں دے گا اور اصل بحث سے سبکدوشی ہو جائے گی۔ صرف "**عطائے شما بلقائے شما**" کہہ کر اصل بحث پر چلے چلو۔ میرا بھی اتفاق اسی پر ہوا ہے اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر لکھ کر اصل بحث کی طرف آتا ہوں وہ شعر یہ ہے: شعر

تواں کرد بانا کساں بدرگی   ولیکن بناید ز مردم سگی

تشریح اس شعر کی یہ ہے کہ ایک زاہد عابد کو کتے نے کاٹ کھایا۔ زاہد بیچارہ درد سے چیختا ہوا گھر آیا اور ہائے وائے کر رہا تھا، اس کی لڑکی نے پوچھا بابا جان کیا ہوا ہے؟ زاہد نے کہا کہ مجھ کو کتے نے دانت سے کاٹا ہے۔ تب لڑکی نے کہا کہ:

ع   کہ آخر تر نیز دنداں نبود

ابا جان کیا آپ کے دانت نہ تھے؟ تو اس کے جواب میں زاہد نے فرمایا تھا کہ: ''کتے کے ساتھ انسان کتا نہیں ہوسکتا''۔ ان سب غصہ پر اور بدزبانی کی وجہ مولوی صاحب نے یہ بیان کی ہے کہ پیر بخش نے کیفیت مباحثہ لکھنے کے وقت اختصار سے کیوں کام لیا اور مولوی صاحب کی تقاریر جو خارج از بحث تھیں پوری پوری درج نہیں کیں۔ مگر افسوس جو اعتراض و

الزام مولوی صاحب نے مجھ پر کیا ہے اسی کے مورد خود بنے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بھی میری تقریریں پوری پوری نہیں کیں۔ ذیل میں ان مضامین کی فہرست درج کی جاتی ہے جو مولوی صاحب نے چھوڑ دیئے ہیں:

۱...... میں نے ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کے جواب میں کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی تمام نمازوں میں ہر دن رات یہی سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے، کیا وہ بھی نبوت مانگتے تھے؟ کیا وہ نبی نہ تھے یا تحصیل حاصل تھی جو کہ باطل ہے۔

۲...... جب آپ نے لا فتیٰ الا علی شعر پڑھا تھا تو میں نے کہا تھا کہ یہ شرائط مسلمہ فریقین کی دفعہ ۳ کے برخلاف ہے، جس میں قرار پایا تھا کہ قرآن وحدیث کے سوا کچھ اور نہ پیش کیا جائے، مگر مولوی صاحب نے شرائط مباحثہ کو بھی درج نہ کیا۔

۳...... میں نے کہا تھا کہ اگر ''سورۃ فاتحہ'' میں دعا سکھائی گئی ہے کہ اے خدا ہم کو نبی بنا اور ۱۳ سو برس میں کوئی نبی نہ ہوا تو جس مذہب میں کروڑوں بندگان خدا کی دعا قبول نہ ہو وہ مذہب ردّی ہے، یا آپ بتائیں کہ ۱۳ سو برس میں کون سچا نبی ہوا؟

۴...... یہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہتک ہے کہ امت موسوی میں تو ہزاروں نبی ہوں اور امت محمدی میں صرف ایک ہی نبی ہو۔

۵...... آپ نے خلاف شرائط مباحثہ مرزا صاحب کے اشعار پڑھنے شروع کئے تو روکا گیا۔

۶...... میں نے بحوالہ ''حمامۃ البشریٰ''، ص۸۹۲، مرزا صاحب کی تشریح لا نبی بعدی جس میں مرزا صاحب نے صاف صاف لکھا ہے کہ خدا نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے، جس سے ثابت ہو گیا تھا کہ کسی قسم کا نبی بعد محمد ﷺ کے نہ ہوگا۔

۷...... آپ نے جو جواب دیا تھا کہ ایک اعلیٰ عہدہ پر پہنچنے سے پہلے کی مرزا صاحب کی یہ تحریر ہے۔

۸...... میرا جواب کہ اگر نبی تھے تو پھر مجدد ومہدی ومریم ہونے کے کیوں مدعی تھے؟ پٹواری سے اگر کوئی ترقی کر کے لاٹ صاحب ہو جائے تو لاٹ صاحب ہونے کی حالت میں اپنے آپ کو پٹواری نہیں کہہ سکتا۔

۹...... آپ نے محلِ نبوت کی تکمیل کے جواب میں جو جواب دیا تھا کہ ایک اینٹ عیسیٰ علیہ السلام کی کھینچی جائے تو اوپر کی سب اینٹیں گر پڑیں گی۔ اور میں نے جواب دیا تھا کہ محل نبوت گارے اور اینٹوں کا نہیں یہ استعارہ ہے جس پر صدائے آفریں بلند ہوئی اور آپ پر حاضرین نے ہنسی اڑا کر جہالت کا سرٹیفکیٹ دیا۔

۱۰...... میں نے حضرت شیخ پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کشف بیان کر کے مرزا صاحب کا غلطی پر ہونا ثابت کیا تھا۔

کیوں جی مولوی صاحب! آپ نے ان دس اور اسی قسم کی اور بیسیوں باتوں کا کیوں ذکر نہیں کیا؟ اب مجھے بھی حق تھا کہ آپ کی گت بناؤں۔ مگر میں معاف کرتا ہوں تا کہ اصل بحث دور نہ جا پڑے، ورنہ میرے بھی منہ میں زبان ہے اور ہاتھ میں قلم۔ اب میں اصل بحث کی طرف آتا ہوں اور آپ کے اعتراضات کے جواب دیتا ہوں۔

چونکہ آپ نے پہلے وعدہ کیا تھا کہ میں پہلے دلائلِ امکان نبی بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے لکھوں گا اور پھر آپ نے وہ نہ لکھے۔ اور پھر کہا کہ تم پہلے لکھو میں جواب میں اپنے دلائل لکھوں گا۔ اس واسطے میں نے تمام تقریریں آپ کی نہ لکھیں کیونکہ آپ نے خود لکھنے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ آپ نے لکھی ہیں۔ اب اس میں میرا کیا قصور کہ آپ نے میری

اس قدر ہتک کی اور سخت کلامی اور سخت الفاظی سے میرا دل دکھایا۔

اب آپ کے جوابوں کے جواب الجواب عرض کرتا ہوں:

پہلی آیت: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کے جواب میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے خارج از بحث ہے۔ آپ نے میرے استدلال کو درج نہیں فرمایا اور اپنی طرف سے طول وطویل عبارت لکھ کر جواب سمجھ لیا ہے، اگر میں ایسا کرتا تو آپ اس کا نام بددیانتی رکھتے۔ لہٰذا میں پھر اپنا استدلال لکھتا ہوں اور صحیح جواب طلب کرتا ہوں۔ (دیکھو ص۸، رسالہ تائید اسلام ماہ ستمبر ۱۹۲۱ء)۔ یہ آیت لکھ کر بعد ترجمہ میں نے لکھا تھا کہ یہ آیت قطعی نص ہے کہ بعد حضرت خاتم النّبیین کے کوئی نبی پیدا نہ ہوگا کیونکہ خداتعالیٰ نے بیٹے کا نہ ہونا دلیل وعلت گردانا ہے خاتم النّبیین کا۔ یعنی محمد ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں، اس کی علت غائی یہ ہے کہ سلسلۂ نبوت اس کی ذات پاک پر ختم۔ اگر بیٹا ہوتا تو وہ بھی نبی ہوتا۔ تب آپ خاتم النّبیین نہ رہتے اس واسطے خداتعالیٰ نے بیٹے کو زندہ نہ رکھا، تاکہ سلسلہ نبوت ختم ہو جائے۔ آپ نے اصل استدلال کا تو جواب نہ دیا اور نہ حسبِ شرط قرآن کی آیت یا حدیث پیش کی جس کے یہ معنی ہوئے کہ سلسلہ نبوت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم نہیں ہوا۔ اور ہمیشہ کے لئے جاری ہے، البتہ اپنے قیاس اور رائے سے جواب دیا ہے جو کہ قابل قبول نہیں۔ کیونکہ جب شرط ہو چکی ہے کہ فریقین قرآن وحدیث سے جواب دیں گے اور قرآن وحدیث کے معانی میں اگر اختلاف ہوگا تو سلف صالحین کے معانی، مقبول فریقین ہوں گے۔ لہٰذا میں، خاتم النّبیین کے معنی جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کئے ہیں لکھتا ہوں تاکہ آپ کی تسلی ہو جائے کہ آپ غلطی پر ہیں: "قال ابن عباس: يريد لو لم اختم به النبيين لجعلت له ابناً ويكون بعدهٗ نبياً وعنه قال: اِنَّ اللّٰهَ لما

حكم أن لا نبى بعده، لم يعطه ولدًا ذكرًا يصير رجلاً ﴿وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا﴾ أى دخل فى علمه أنه لا نبى بعده. فإن قلت: قد صح أن عيسىٰ عليه السلام ينزل فى آخر الزمان بعده وهو نبى، قلت إن عيسىٰ عليه السلام ممن نبىء قبله وحين ينزل فى آخر الزمان ينزل عاملاً بشريعة محمد ﷺ ومصلياً الٰى قبلته كأنه بعض أمته" (دیکھو تفسیر خازن، ص۴۸۶، جلد دوئم)۔ مولوی جی یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وہی ہیں جن کی مرزا صاحب نے ''ازالہ اوہام'' میں تعریف کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں قرآن فہمی کی دعا کی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کے تمام دلائل کا جواب دے دیا ہے اور تردید کر دی ہے، کیونکہ اصالتہً نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ثابت ہے۔ اس سے حیات مسیح بھی ثابت ہوئی، کیونکہ فوت شدہ اس دنیا میں دوبارہ نہیں آتے۔ اب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فیصلہ حسبِ شرط قبول کرو۔ اب میں آپ کے دلائل اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کر کے جواب، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فیصلہ سے دوں گا:

آپ نے زید اور اس کی بیوی مطلقہ کا قصہ جو شان نزول ہے، لکھا ہے کہ: ''حضرت کا نکاح اس مطلقہ سے کرنا موجب طعن وتشنیع نہیں، کیونکہ زید حضور علیہ السلام کا صلبی بیٹا نہ تھا''۔ درست ہے، مگر یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ: ''رسول اللہ ہونے کی حیثیت سے آنحضرت کا روحانی باپ ہونا''، اور اس کے بعد فقرہ: ''خاتم النّبیین نے آنحضرت کی روحانی ابوت کے سلسلہ کو قیامت تک کے زمانہ تک وسیع اور لمبا کر دیا، کیونکہ پہلے نبیوں کے متعلق تو یہ بات تھی کہ جب پہلے نبی اور رسول کے بعد دوسرا نبی ورسول آتا، تو پہلے نبی کی ابوت کا سلسلہ ختم ہو جاتا، لیکن چونکہ آنحضرت کے بعد کسی مستقل نبی اور آپ کی شریعت

کے ناسخ رسول نے قیامت تک نہیں آنا، اب جو نبی بھی آپ کے بعد آئے گا، باپ ہوکر آئے گا۔ ہاں آپ کے روحانی فرزندوں یعنی آپ کی امت کے افراد میں سے آئے گا''۔ بالکل غلط ہے اور من گھڑت تفسیر بالرائی ہے جو کہ شریعت اسلامی کے رو سے ناجائز ہے۔ غلط ہونے کی وجوہات یہ ہیں:

اول: قصہ جو شان نزول ہے وہ جسمانی تنازعہ ظاہر کرتا ہے اور آپ نے بھی قبول کیا ہے کہ زید آنحضرت ﷺ کا صلبی وجسمانی بیٹا نہ تھا۔ جب صلبی اور جسمانی بیٹے کی بحث ہے تو روحانی بیٹے کا ڈھکوسلا غلط ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سخت ہتک ہے، کہ پہلے رسولوں کو خدا نے بیٹے دیئے اور وہ رسول ونبی ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو خدا نے بیٹا نہ دیا اور نہ اس کو رسول بننے دیا۔ اگر آنحضرت ﷺ کے بیٹے کا زندہ نہ رہنا رسولوں کے سلسلہ ختم ہونے کی وجہ سے نہیں تو پھر (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ رسولوں سے ادنیٰ درجہ کے ہوئے اور افضل الرسل نہ رہے، نہ خاتم النبیین ہونے کی فضیلت آپ کو ملی جس کے باعث آپ کا بیٹا زندہ نہ رہا۔

دوم: اگر روحانی بیٹا زیر بحث فرض کیا جائے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ ہر ایک نبی کی امت اس کی روحانی اولاد ہے۔ حضور علیہ السلام کی کچھ خصوصیت وفضیلت نہیں اور فقرہ ''خاتم النبیین'' مہمل وبے معنی ہوگا۔

سوم: چونکہ زید بھی مسلمان تھا اور آنحضرت ﷺ کا روحانی بیٹا تھا، اس لئے خدا کے کلام میں کذب وارد ہوتا ہے جو فرماتا ہے کہ محمد ﷺ کسی مرد کا باپ نہیں، حالانکہ ہزاروں بیٹے روحانی موجود تھے اور محمد ﷺ ان کا روحانی باپ تھا اور زید بھی ان میں شامل تھا۔

چہارم: روحانی بیٹے تو حضور علیہ السلام کے ہزاروں لاکھوں موجود تھے، جس وقت یہ آیت

نازل ہوئی تھی، پھر خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ محمد ﷺ کسی مرد کا باپ نہیں، دروغ ثابت ہوتا ہے۔

پنجم: زید کی مطلقہ سے جو حضور علیہ السلام نے نکاح کیا، تو بقول آپ کے روحانی بیٹی تھی اور بیٹی سے نکاح حرام ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ روحانی بیٹے اور روحانی اولاد کا ڈھکوسلا غلط ہے۔

آپ کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ: ''خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی ابوت کا سلسلہ دنیا کے آخر تک قائم رہا''۔ کیونکہ ابوت جسمانی ہے جس کی تائید حدیث کرتی ہے کہ: ''لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً یعنی اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا''۔ (ابن ماجہ) جب حضور علیہ السلام نے خود فیصلہ فرمادیا کہ جسمانی بیٹا مراد ہے تو آپ کے روحانی بیٹے کے معنے غلط ہوئے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے مقابل آپ کے من گھڑت معنے کچھ وقعت نہیں رکھتے۔

آپ کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ: ''اب جو نبی بھی آپ کے بعد آئے گا باپ ہوکر نہیں آئے گا''۔ کیونکہ جب بابِ نزول جبرائیل علیہ السلام جو نبی بنانے والا ہے مسدود ہے، تو پھر افرادِ امت سے جدید نبی کا ہونا باطل ہے اور حدیث ''لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ'' کے صریح خلاف ہے۔

آپ کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ: ''حضرت ابراہیم فرزندِ رسول، کے نبی ہونے کے لئے آنحضرت کا خاتم النبیین ہونا روک نہیں تھا بلکہ اس کی وفات روک تھی''۔ یہ خوب دلیل ہے آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا روک نہیں تو پھر خدا نے زندہ کیوں نہ رکھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہ ہو، اس واسطے ابراہیم کو خدا نے زندہ نہ رکھا''۔ اب بتاؤ آپ کے معنی کہ

خاتم النّبیین روک نہیں، غلط ہوئے یا نہیں؟ کیونکہ آپ کی تردید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کررہے ہیں۔ افسوس آپ بلا سند بڑھ ہانک دیتے ہیں، کوئی سند ہے تو پیش کرو کہ سلف صالحین میں سے کوئی آپ کے ساتھ ہے۔

آپ کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ: ''مسیح موعود کی نبوت مسلم کی حدیث سے ثابت ہے جس میں چار دفعہ نبی اللہ کا لفظ استعمال کر کے اسے نبی قرار دیا ہے''۔ کیونکہ یہ حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصالتہً نزول کی نسبت ہے مسیح موعود من گھڑت عہدہ ہے اس حدیث میں آپ نے مغالطہ دینا چاہا ہے، حدیث میں یہ فقرے ہیں:

اول: ویُحصَرُ نبی اللّٰہ عیسٰی و اصحابه.

دوم: فیرغب نبی اللّٰه عیسٰی و اصحابه.

سوم: یَهْبِطُ نبی اللّٰه عیسٰی و اصحابه.

چهارم: .فیرغب نبی اللّٰه عیسٰی و اصحابه الی الارض.

اس حدیث میں چار جگہ نبی اللہ کا لفظ ہے اور چار ہی جگہ ساتھ ہی عیسیٰ علیہ السلام کا نام درج ہے، جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ناصری آخری زمانہ میں آنے والا ہے، اس لئے ''نبی اللہ'' اسی کو کہا گیا ہے، یہ نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اللہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ میں مولوی صاحب کی تسلی کے واسطے دوسری حدیث جو اس حدیث کی تائید کرتی ہے اس کے بھی دو تین فقرے درج کرتا ہوں: ''انی اولی الناس بعیسٰی ابن مریم لانه لم یکن نبی بینی وبینه وانه نازل، یعنی میں قریب تر ہوں عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مریم کے اور تحقیق کوئی نبی نہیں میرے اور اس کے درمیان اور بیشک وہی اترنے والا ہے''۔ تیسری حدیث: ''عن عبد اللّٰه بن عمرو قال قال رسول اللّٰه

ینزل عیسٰی ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمساً واربعین سنةً ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسٰی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر (رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء) ترجمہ: روایت ہے عبداللہ بن عمرو سے کہ کہا، فرمایا رسول خدا ﷺ نے اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے طرف زمین کی، پس نکاح کریں گے اور پیدا کی جائے گی ان کیلئے اولاد اور ٹھہریں گے اس میں ۴۵ برس پھر وصال کریں گے عیسیٰ علیہ السلام پس دفن کئے جائیں گے بیچ مقبرے میرے کے۔ پس اٹھوں گا میں اور عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر میں سے درمیان ابی بکر وعمر کے''۔ جو کہ اس مقبرہ میں مدفون ہیں نقل کی یہ حدیث ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں۔ مولوی صاحب! اس حدیث نے جس کو مرزا صاحب بھی مان گئے ہیں، دیکھو ان کی کتاب نزول مسیح کا صفحہ۳، امور ذیل کا فیصلہ کردیا ہے:

اول: آنے والا جس کو مسیح موعود کہتے ہو عیسیٰ بیٹا مریم کا ہے نہ کہ غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ، اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ ''مرزا صاحب ابن مریم تھے'' یہ صریح نصِ قرآنی کے خلاف ہے۔ دیکھو! ﴿ادعُوهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (سورۃ احزاب) یعنی ''جس کا بیٹا ہو اسی کے نام پر پکارو۔ کیونکہ یہ اللہ کے نزدیک انصاف کی بات ہے''۔ پس مرزا صاحب کو ابن مریم کہنا سخت گناہ ہے۔

دوم: آسمان سے اترے گا زمین کی طرف جیسا کہ انجیل وقرآن سے ثابت ہے نہ کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوگا، جس طرح مرزا صاحب ہوئے۔

سوم: شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی۔ مرزا صاحب اگرچہ ''یتزوج ویولدلہٗ'' کو اپنے اوپر چسپاں کیا اور شادی کو اپنی منکوحہ آسمانی سمجھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ثابت کردیا کہ

مرزا صاحب نہ نبی اللہ عیسیٰ تھے اور نہ مسیح موعود۔ کیونکہ باوجود بیس برس کی کوشش کے وہ اعجازی شادی ظہور میں نہ آئی۔

چہارم: حیات عیسیٰ علیہ السلام بھی ثابت ہوئی، کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دوسرے نبیوں کی طرح فوت ہوجاتے تو رسول اللہ ﷺ "ثم یموت فیدفن معی" نہ فرماتے۔

پنجم: آنے والے حضرت عیسیٰ ابن مریم نبی ناصری ہے، جس کے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں، نہ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ جب آنے والے کی خصوصیات اور تشخصات مرزا صاحب میں نہیں ہیں، تو پھر وہ نہ مسیح موعود ہیں اور نہ نبی اللہ۔ اور نہ آپ کا کہنا درست ہے کہ: ''مسلم کی حدیث میں مسیح موعود کو نبی اللہ کہا ہے''، نبی اللہ تو وہی عیسیٰ ابن مریم ہے جس کے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں، یعنی وہ نبی جو محمد ﷺ سے چھ سو برس پہلے تھا اور وہ ہی دوبارہ آنے والا ہے، جیسا کہ انجیل وقرآن و حدیث سے ثابت ہے جس کو مرزا صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے۔ دیکھو اصل عبارت مرزا صاحب: ''اور جب مسیح نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کریں گے''۔ الخ۔ (براہین احمدیہ، صفحہ ۵۰۵)

یہ، مرزا صاحب کا لکھنا الہامی ہے اور مطابق اس حدیث کے فقرے "ینزل الی الارض" کے ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مذہب کے مطابق ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے: "وسیرجع علیٰ هذه الدنیا حکما عادلا"، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں واپس آئیں گے حاکم عادل ہوکر۔ غرض جس کو حضور علیہ السلام نے نبی اللہ فرمایا ہے وہ تو وہی نبی اللہ ہے جو مریم کا بیٹا مسیح ناصری ہے جس کو نبوت ورسالت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے چھ سو برس پہلے مل چکی تھی۔ الٹی منطق کہ امت میں سے جو مسیح

موعود ہو وہ نبی اللہ ہے، غلط ہے۔ اگر یہ آپ کی دلیل درست ہے تو بتاؤ کہ ''فارس بن یحیٰ'' جس نے مصر میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور ''ابراہیم بزلہ'' جس نے خراسان میں دعویٰ مسیح موعود ہونے کا کیا اور سندھ وغیرہ میں جو مدعیان مسیح موعود ہوئے سب نبی اللہ تھے؟ ہرگز نہیں۔ تو مرزا صاحب مسیح موعود ہونے کے مدعی ہوکر کیوں کر سچے نبی اللہ ہوسکتے ہیں۔ یہ الٹی منطق تو کسی زبان میں بھی جائز نہیں کہ مقرر کردہ خصوصیات وتشخصات ایک غیر شخص مدعی کو بعد دعویٰ حاصل ہوں۔ ہزاروں مثالیں اس قسم کی ہیں کہ آنے والے کی صفات اس کے آنے سے پہلے اس میں ہوتی ہیں نہ کہ بعد میں آکر وہ صفات اس میں آتی ہیں۔ اگر کہا جائے ڈاکٹر نبی بخش آنے والا ہے تو وہ پہلے سے ہی ڈاکٹر ہوگا۔ یہ نہیں کہ آکر وہ ڈاکٹر بنے گا۔ ایسا ہی آنے والا نبی اللہ ہے، جس کو نبوت، محمد ﷺ سے چھ سو برس پہلے مل چکی ہے، جس کا قصہ قرآن میں ہے۔ آپ کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ: ''حدیث میں اماکم منکم اپنی امت کے روحانی فرزندوں سے ظاہر کیا''۔ کیونکہ حدیث میں یہ ہرگز نہیں لکھا کہ آنے والا امت میں سے ہوگا۔ مولوی صاحب آپ کو تو فضیلت کا دعویٰ ہے مگر آپ نے حدیث کے کن کن الفاظ سے سمجھا ہے کہ آنے والا امت کے روحانی فرزندوں سے ہوگا یا تحریف کر کے اپنا مطلب نکالنے کے لئے مسلمانوں کو دھوکا دیا ہے، حدیث کے الفاظ تو یہ ہیں: "**عن ابی هريرة قال قال رسول اللّٰه كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السماء فيكم وامامكم منكم**". (رواہ البیہقی فی کتاب الاسماء والصفات)

ترجمہ: ''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے: کیا حالت ہوگی تمہاری جب ابن مریم عیسیٰ علیہ السلام تمہارے میں آسمان سے اتریں گے اور تمہارا امام بھی تم میں سے ہوگا''۔ مولوی صاحب! اگر آپ سچے ہوتے تو ساری حدیث نقل کرتے جس سے سارا

قادیانی طلسم ٹوٹ جاتا۔ دیکھو ذیل کے دلائل:

اوّل: ابن مریم کے لئے لفظ **"ینزل فیکم"** فرمایا، یعنی آسمان سے اترے گا تم میں۔

دوم: **"امامکم"** کے لئے **"منکم"** فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم تمہارے بیچ اترے گا اور امام تمہارے میں سے ہوگا، جس سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو شخص الگ الگ ہوں گے۔ واؤ جو عطف کی ہے ظاہر کر رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ واؤ تفسیری ہے، جو شخص نازل ہوگا، وہی امام ہوگا۔ جو کہ بالکل غلط ہے، کیونکہ ایک حدیث کی تشریح دوسری حدیث کرتی ہے۔ دیکھو: **"عن جابر قال فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول أمیرھم تعال صل لنا. فیقول لا. اِنّ بعضکم علی بعض أُمرَآء. تکرمۃَ اللّٰہ ھذہ الأمّۃ"**. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ''روایت ہے جابر سے کہا اس نے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے اتریں گیا عیسیٰ بیٹے مریم کے پس کہے گا امیر، امت کا، (یعنی امام مہدی عیسیٰ سے)، آؤ نماز پڑھاؤ (کیونکہ تم نبی ورسول ہو) پس کہیں گے عیسیٰ علیہ السلام اس امیر سے (یعنی امام مہدی سے) کہ نہیں میں امامت کراتا تمہاری بہ سبب بزرگی رکھنے خدا کے اس امت مکرمہ کو''۔ (نقل کی یہ مسلم نے)۔ مولوی صاحب یہ بتادیں کہ اگر اترنے والا عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی الگ الگ وجود نہیں تو کس نے کہا کہ نماز پڑھاؤ اور کس نے کہا کہ نہیں؟ اس حدیث نے واؤ تفسیری کی بھی تردید کردی ہے۔

سوم: یہ بھی ثابت ہوا کہ آنے والا پہلے ہی سے نبی اللہ ہے۔ جس کو امام مہدی جماعت کرانے کے واسطے کہیں گے، تو ثابت ہوا کہ مرزا صاحب جو کہتے ہیں کہ: ''میں مہدی بھی ہوں''۔ ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ ان کا کرشن ہونا، کیونکہ یہ کسی حدیث میں نہیں کہ کرشن آخری زمانہ میں بروزی رنگ میں نازل ہوگا۔ آپ کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ: ''اگر ان کے نزدیک

یعنی مسلمانوں کے، آیت **"خاتم النبیین"** اور حدیث **"لانبی بعدی"** کے ہوتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے بعد آنے والے مسیح کا نبی اللہ ہونا مستثنیٰ ہے، تو جس طرح ایک استثناء کر کے ایک نبی کے آنے کے لئے گنجائش نکال لی ہے، کیوں اسی طرح ایک نبی کے لئے استثناء پیدا کرنا جائز نہیں؟'' جس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آیت **"خاتم النّبیین"** اور **"لا نبی بعدی"** کے نازل ہونے سے چھ سو برس پہلے نبی ورسول ہو چکے تھے۔ دیکھو! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا جواب دے دیا ہے کہ: ''اگر کہا جائے جیسا کہ حدیثوں میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آخر زمانہ میں نازل ہوں گے تو وہ نبی نہیں، تو میں جواب دیتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام پہلے سے نبی ہیں اور بعد نزول آخر زمانہ میں شریعتِ محمدی پر عمل کریں گے۔ اور اسی قبلہ کی طرف نماز پڑھیں گے''۔ پس **"لا نبی بعدی"** میں کسی قسم کی استثناء نہیں۔ مرزا صاحب آپ کے مرشد تو فرماتے ہیں کہ: ''خدا نے ہمارے نبی کریم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے''۔ جب کہ آپ کے مرشد نے استثناء کی تردید کی ہے، تو آپ اپنے مرشد کے برخلاف کس طرح استثناء جائز قرار دے سکتے ہیں؟ مرزا صاحب، چونکہ بعد حضرت خاتم النّبیین کے پیدا ہوئے، اس واسطے ان کے لئے کسی قسم کی استثناء کی گنجائش نہیں اور مسلمانوں کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ خواہ مخواہ ایک امتی کو نبی بنادیں اور استثناء کی تلاش کریں۔ آپ کا یہ لکھنا بھی من گھڑت ہے کہ: ''مرزا صاحب مسیح محمدی کا نبی ہونا بہ سبب روحانی فرزند ہونے کے آنحضرت ﷺ کی شان ختمیت کو دوبالا کرتا ہے''، کیونکہ اس میں سراسر حضرت خاتم النّبیین کی ہتک ہے کہ ایک ان کا غلام ان کے ہم رتبہ بنایا جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے شان ختمیت میں کچھ فرق نہیں آتا، کیونکہ وہ پہلے نبی ہو چکے تھے اور بطور مقدمۃ الجیش کے تھے۔ جب حضرت خاتم النّبیین

سب کے آخر تشریف لے آئے، تو اب جدید نبی کا آنا بالکل ناممکن ہے، کیونکہ اگر وہ بھی نبی ہو، تو پھر خاتم الانبیاء وہ ہوگا۔ اور جو فضیلت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے وہ ان سے چھن جائے گی اور وہ مرزا صاحب جدید نبی کو مل جائے گی۔ اس صورت میں افضل الرسل بھی مرزا صاحب ہی ہوں گے اور یہ باطل ہے کہ محمد ﷺ پر کسی امتی کو فضیلت ہو، امتی شان فرزندی سے شان ابوت میں آئے۔ پس جس طرح جسمانی بیٹا کبھی باپ نہیں ہوسکتا اسی طرح روحانی بیٹا کبھی روحانی باپ نہیں ہوسکتا۔

آپ کا یہ لکھنا کہ: ’’پس خاتم النّبیین کی آیت آنحضرت کے بعد کسی نبی کے آنے کے لئے مانع ہوسکتی ہے تو وہ ایسے ہی نبیوں کے لئے جو آنحضرت کی امت اور آپ کی روحانی اولاد سے نہ ہوں، لیکن آپ کے روحانی فرزندوں کے لئے بوجوہ متذکرہ بالا مانع نہیں‘‘۔ یہ بھی غلط ہے، کیونکہ روحانی فرزندوں کی نسبت آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: ’’سیکون فی امّتی کذّابون ثلثون کلّھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی‘‘ (الخ) یعنی ’’میری امت میں (یعنی روحانی فرزندوں میں) تیس جھوٹے ہوں گے جو کہ گمان کریں گے کہ وہ نبی اللہ ہیں، حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں، کوئی نبی بعد میرے نہیں‘‘۔ اس حدیث نے فیصلہ کردیا ہے کہ امتی محمد ﷺ، جس کا نام آپ نے روحانی اولاد رکھا ہے، ان میں سے جو مدعی نبوت ورسالت ہوگا، جھوٹا دجال ہے اور تیرہ سو برس سے اسی پر اجماع اُمت چلا آرہا ہے۔ دیکھو! ملا علی قاری، شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں: ’’ودعویٰ النبوۃ بعد نبینا کفر بالاجماع‘‘ یعنی ’’امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے، مدعی نبوت اجماع امت سے کافر ہے‘‘۔ اگر آپ کا ڈھکوسلا مان لیا جائے کہ روحانی فرزندوں کو نبوت مل سکتی ہے، تو پہلا فرزند روحانی مسیلمہ کذاب تھا۔ دوسرا

فرزند اسود عنسی تھا۔ جس کے متابعت الٰہی مرزا صاحب سے زیادہ تھے، کیونکہ اس نے حج بھی کیا تھا۔ تیسرا فرزند طلیحہ بن خویلد تھا۔ چوتھا ’’لا‘‘۔ یہ شخص ایسا روحانی فرزند تھا کہ علاوہ قرآن شریف کے، حدیثوں کا ایسا پیرو تھا کہ حدیث ’’لا نبی بعدی‘‘ کی تعظیم کرکے اپنا نام لا رکھ دیا اور جس طرح مرزا صاحب نے حدیثوں کا سہارا لے کر مسیح موعود بن کر مدعی نبوت ہوئے، اسی طرح لا نے بھی امت محمدی میں رہ کر دعویٰ نبوت کیا۔ پانچواں روحانی فرزند مختار ثقفی تھا، یہ بھی کامل نبی ہونے کا مدعی نہ تھا، تابع محمد ﷺ مرزا صاحب کی طرح، نبی بھی تھا اور امتی بھی تھا۔ کہتا تھا کہ میں حضرت محمد ﷺ کا صرف مختار ہوں اور ان کی تابعداری سے نبوت ملی ہے۔ غرض اختصار کے طور پر صرف پانچ نام لکھے ہیں۔ مولوی صاحب فرمائیں کہ اگر امت کے روحانی فرزند بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے نبی ہوسکتے ہیں، تو یہ مدعیان کیوں کاذب سمجھے گئے اور خود حضرت خاتم النّبیین ﷺ نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو کیوں کافر فرمایا اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم صادر فرمایا اور صحابہ کرام نے ان کو قتل کیا۔ اس میں تو بقول آپ کے شان ختمیت دوبالا ہوتی تھی۔ جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا حکم اور صحابہ کرام کا عمل اسی پر ہے کہ جو شخص امت محمدی میں سے مدعی نبوت ہو اس کو کافر سمجھو، تو پھر بموجب حدیث ’’ما انا علیہ واصحابی‘‘ کے مسلمان جو مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو کافر کہتے ہیں حق پر ہیں یا آپ؟ اقرار کریں کہ سب مدعیان نبوت بعد حضرت محمد خاتم النّبیین ﷺ کے، مسیلمہ سے لے کر مرزا صاحب تک سب کے سب سچے نبی اللہ ﷺ تھے۔ مرزا صاحب کے بعد ان کے مریدوں نے جو نبوت کا دعویٰ کیا ان کو کیوں کافر کہتے ہو وہ بھی مرزا صاحب کی شان بقول آپ کے دوبالا کرنے والے ہیں۔

آپ کا یہ لکھنا کہ: ''کوئی مسیح محمدی بھی امت محمدی سے ہونے والا تھا'' غلط ہے، ورنہ حدیث ہے تو پیش کرو۔ سب حدیثوں میں ایک ہی شخص مسیح عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ مذکور ہے۔

دوسری آیت: ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ﴾ یہ آیت پہلی آیت کی تائید میں ہے کیونکہ نبی ورسول ضرورت کے وقت آتا ہے اور ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب کہ موجودہ مذہب اور دین میں کوئی نقص ہو۔ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت پڑے، تو ثابت ہوگا کہ دین اسلام کامل نہیں اور یہ بھی ثابت ہوگا کہ نعمت نبوت بھی پوری نہیں ہوئی، کیونکہ جدید نبی کچھ نہ کچھ ضرور لائے گا، تو ثابت ہوگا کہ اس چیز کی کمی دین اسلام میں تھی جو جدید نبی لایا ہے، کیونکہ جدید نبی کے آنے سے نہ دین کامل رہا اور نہ نعمتِ نبوت تمام ہوئی۔ (انتہی)۔

جواب مولوی صاحب راجیکی: اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ تم لوگ مسیح اسرائیلی کے آنے کے منتظر ہو وہ خدا کے نبی ہیں، وہ تمہارے لئے خدمتِ اسلام کے لئے آئیں گے اور تبلیغِ اسلام کریں گے۔ جب خاتم النّبیین کے بعد ایک نبی کا آنا مانتے ہو اور ایسا نبی جو اسلام میں کمی بیشی نہ کرے۔ تو ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا نبی ہو کر آنا انہیں اغراض ومقاصد کیلئے ہے لا غیر۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسیح اسرائیلی کے آنے سے تو اکمال دین اور اتمام نعمتِ نبوت میں کچھ فرق نہ آئے اور مسیح محمدی کے آنے سے فرق آجائے...... (الخ)۔ ...... بطور اختصار ......

جواب الجواب: آپ کا جواب کسی قرآن کی آیت سے نہیں اور نہ کسی حدیث سے متمسک ہے۔ آپ نے تو خود مان لیا کہ اگر کوئی نبی بعد آنحضرت ﷺ کے آئے اور دین

میں کمی بیشی کرے تو وہ سچا نبی نہیں۔ جب مرزا صاحب نے دین میں کمی بیشی کی تو وہ بقول آپ کے نبی اللہ نہ رہے۔ دیکھو ذیل میں کمی بیشی اسلام میں جو مرزا صاحب نے کی ہے لکھتا ہوں:

اول: ابن اللہ کا مسئلہ جس کی تردید قرآن شریف میں ہے، مرزا صاحب کے الہاموں سے دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے۔ دیکھو الہام مرزا صاحب: ''انت منی بمنزلة ولدی، انت منی بمنزلة اولادی'' (حقیقۃ الوحی، انت من ماءنا وھم من فشل اربعین نمبر۳ صفحہ ۴۳)

دوم: اوتار کا مسئلہ اہل ہنود کا مرزا صاحب نے اسلام میں داخل کیا اور خود کرشن جی کا، جو ہندو مذہب کا راجہ تھا۔ اس کے اوتار لیتے یعنی لکھتے ہیں کہ: ''حقیقت روحانی کی رو سے میں کرشن جو ہندو تھا، وہ ہوں''۔ (دیکھو لیکچر مرزا صاحب ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء)۔ پھر دیکھو الہام مرزا صاحب: برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، صفحہ ۹۷)۔ یہاں مرزا صاحب برہمن اوتار ہیں، یعنی ہندو اور برہمن ہیں۔ مولوی صاحب بتائیں کہ مرزا صاحب نے کون سے دین کی تبلیغ کی اسلام کی یا عیسائیت کی یا آریہ مذہب کی۔

سوم: جہاد نفسی کو حرام کردیا۔ اب آپ بتائیں مرزا صاحب نے جب قرآن میں کمی بیشی کی تو آپ کے اقرار سے نبی اللہ نہ ہوئے، کیونکہ ایک آیت قرآن مجید کو منسوخ کردیا۔

افسوس! آپ کا اقرار تھا کہ قرآن وحدیث سے جواب دوں گا۔ مگر آپ نے کوئی آیت وحدیث پیش نہیں کی جس کے معنی یہ ہوں کہ بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے جدید نبی پیدا ہوگا۔ سوائے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے خاتم النّبیین کی مہر سلامت رہتی ہے، کیونکہ وہ پہلے سے نبی ہیں، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جواب پہلے عرض کیا گیا ہے۔

جواب مولوی صاحب کا۔ آیت ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ﴾ سے اکمال دین اور اتمام نعمت کا سلسلہ صرف قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں تک ہی محدود نہ تھا، بلکہ اس کا دامن قیامت تک وسیع ہے اور مسیح کا آنا اسی غرض کی تکمیل کیلئے ہے۔ (الخ)

جواب الجواب: اس جواب سے مولوی صاحب نے خود کسی جدید نبی کا عدم امکان مان لیا، کیونکہ قیامت تک نعمتِ نبوت ختم ہونے کا سلسلہ وسیع ہے۔ جب قیامت تک آنحضرت ﷺ کی نبوت کا اثر ہے، تو جدید نبی کیوں آئے، کیونکہ دین اسلام کی تکمیل جدید نبی کے امکان کی مانع ہے۔

تیسرا جواب مولوی صاحب: یہ وہی جواب ہے جو ہر ایک مرزائی نے حفظ کیا ہوا ہے اور مرزا صاحب کا گھڑنت ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ﴾ امت میں امکان نبوت کے امکان اور تحقیق نبوت میں پیش ہوسکتی ہے نہ کہ خلاف اس کے، اس طرح کہ پہلے نبیوں کے وقت نہ یہ نعمت تمام ہوئی اور نہ اکمال دین ہوا اور نہ ان کی امتوں کو صدیقیت وشہیدیت وصالحیت کے سوا انعام ملتا تھا، مگر آنحضرت کی اطاعت کے صلہ میں آپ کی امت کے لئے انعام علاوہ انعامِ صدیقیت وشہیدیت وصالحیت کے، نبوت کا انعام زیادہ دینے سے ایک طرف اکمال دین فرمایا، دوسری طرف اتمام نعمت بھی کر دیا۔ (الخ)۔ یہ ہے خلاصہ مولوی صاحب کے تیسرے جواب کا۔

جواب الجواب: مولوی صاحب کے جواب میں اول نقص تو یہ ہے کہ یہ تفسیر بالرائے ہے کہ آپ اطاعت محمد ﷺ ذریعۂ حصول نبوت گردانتے ہیں، حالانکہ اس کی کوئی سند پیش

نہیں کی کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے نبوت مل سکتی ہے۔ جس آیت سے مولوی صاحب نبوت کا امکان بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جب یہ مسلّمہ اصول ہے کہ قرآن کی تفسیر کرنے میں قرآن کی دوسری آیتوں کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے، تا کہ قرآن میں تعارض نہ ہو۔ کیونکہ جس کلام میں تعارض ہو وہ خدا کا کلام نہیں ہوسکتا۔ پس یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک طرف خداتعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو خاتم النّبیین فرمائے اور دوسری طرف فرمائے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے نبوت مل سکتی ہے۔ تو یہ تعارض ہے۔ حالانکہ آیت پیش کردہ مولوی صاحب میں لکھا ہے کہ: ''امت محمدی کے افراد نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوں گے''۔ یہ نہیں لکھا کہ نبی ہو جائیں گے۔ مگر مولوی صاحب ﴿وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقًا﴾ دیکھتے تو اس آیت سے کبھی تمسک نہ کرتے ''مع'' کے معنی ''ساتھ'' کے ہیں نہ کہ ہم رتبہ ہونے کے ﴿اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ یعنی اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ تو کیا مولوی صاحب کے نزدیک صبر کرنے والے خدائی کے مرتبہ کو پہنچ جاتے ہیں اور خدا کہلاتے ہیں یا خدا انسان بن جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر مع النّبیین سے نبی ہونا بھی باطل ہے۔ ایک اعتراض مولوی صاحب نے کیا ہے کہ جو ایک مرزائی کیا کرتا ہے کہ جب امت محمدی میں صدیق شہید اور صالحین ہوسکتے ہیں تو نبی کیوں نہ ہوں؟ جس کا جواب یہ ہے کہ قرآن شریف نے صدیقوں اور شہیدوں وصالحین کا امت محمدی کے انعامات میں اجازت دی ہے کہ امت میں صدیق وشہید وصالحین ہوں گے، جیسا کہ آیات ذیل سے ثابت ہے: دیکھو سورۃ الحدید رکوع ۲ کا اخیر: ﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ﴾ ترجمہ: ''اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اسکے رسولوں پر، وہی

صدیقین اور شہداء ہیں اپنے رب کے نزدیک''۔سورۃ العنکبوت رکوع ۱: ﴿وَالَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِیْ الصَّالِحِیْنَ﴾ ترجمہ: ''اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کئے، ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں''۔مگر چونکہ نبیین ہونا متعارض تھا قرآن کی آیت خاتم النّبیین کے، اس واسطے امت محمدی میں نبی ہونے اور کہلانے کی اجازت نہ دی، بلکہ خاتم النّبیین فرما کے آئندہ کے لئے دروازۂ نبوت بند فرمادیا۔آپ کوئی آیت پیش کریں جس میں لکھا ہو کہ بعد حضرت محمد ﷺ کے نبی ہوں گے۔

دوسرا نقص: یہ ہے کہ اس آیت کی رو سے جس طرح امت محمدی میں صدیق وشہید وصالحین ہوں گے اسی قدر نبی بھی ہونے چاہئیں، مگر آپ تو صرف مرزا صاحب کو نبی بتاتے ہیں۔

تیسرا نقص: یہ ہے کہ نبوت جو وہبی ہے اور اللہ تعالیٰ بغیر عوض اطاعت کے عنایت فرماتا ہے۔دیکھو آیت: ﴿وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ یَشَاءُ﴾ یعنی ''نبوت کی نعمت اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ سے دیتا ہے''۔نہ کسی نبی کی اطاعت سے۔اگر اطاعت سے نبوت ملتی ہے تو جن کی مرزا صاحب سے بڑھ کر اطاعت ہوگی وہ ہی نبی ہوں گے پھر مرزا صاحب کو کچھ نہ ملے گا، کیونکہ مرزا صاحب کی اطاعت ناقص ہے، انہوں نے نہ جہاد نفسی کیا ہے اور نہ حج کیا ہے اور نہ ہجرت کی ہے۔پس جس کی اطاعت میں تین نقص ہیں اس کے مقابل جس نے سب رکنِ دین ادا کئے، یعنی جہادِ نفسی بھی کیا، حج بھی کیا اور ہجرت بھی کی، وہ مرزا صاحب سے زیادہ اہل ہیں نبوت کا لقب پائیں گے۔مگر جب صحابہ کرام جن کی اطاعت اکمل تھی وہ نبی نہ ہوئے تو مرزا صاحب کی کیا حقیقت ہے کہ نبی ہوسکیں۔

چوتھا نقص: یہ ہے کہ آیت کے پہلے ﴿مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ﴾ ہے، یعنی مَنْ عام ہے اگر

آپ کے معنی درست تسلیم کئے جائیں تو جس قدر امت محمدی ہے اور جو جو اطاعت کرتا ہے، نبی ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ امتی کوئی نہ ہوگا سب نبی ہوں گے۔

اعتراض مولوی صاحب: یہ جو کہا جاتا ہے کہ مع کے معنی ساتھ کے ہیں اور صرف معیت نصیب ہوگی نہ کہ نبوت، تو پھر ''النبیین'' کے بعد تینوں معطوف یعنی ''وَالصّدّیقین والشُّهدآء وَالصَّالِحِیْن'' بھی اپنے معطوف علیہ کے حکم میں ہوں گے یا شہداء وصدیقین والصالحین کو بھی صرف معیت ہوگی نہ کہ اصل درجہ ملے گا۔اور ﴿تَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ﴾ کے معنی بھی معیت ہوگی، نہ اصلیت۔اس کا جواب ہو چکا ہے کہ نبوت کا عہدہ ملنے کی قرآن میں اجازت نہیں اور شہداء اور صدیقوں اور صالحین کے عہدے ملنے کی اجازت ہے، جیسا کہ اوپر آیتیں نقل کی گئی ہیں۔اگر کسی آیت میں النّبیین بھی لکھا ہے تو مولوی صاحب بتائیں۔مولوی صاحب کا ''توفنا مع الابرار'' اس موقع پر پیش کرنا، قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ بحث عہدہ نبوت میں ہے نہ کہ ابرار میں، ابرار تو ایسا عام لفظ ہے کہ جس کا مستحق ہر ایک مسلمان ہے اور ظاہر ہے کہ نیک تو ہر ایک ہوسکتا ہے، مگر نبی چونکہ خاتم النّبیین کے متعارض ہے اس واسطے کوئی نہیں ہوسکتا۔

مسلمانوں کے ایک اعتراض کا جواب مولوی صاحب کی طرف سے: یہ جو کہا جاتا ہے کہ اگر بعد حضرت خاتم النّبیین کے کوئی نبی بن سکتا ہے تو تیرہ سو سال میں کون کون نبی ہوا اور دعائے سورۂ فاتحہ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ میں اگر نبوت کے واسطے دعا سکھلائی گئی ہے تو سب کی دعا کیوں قبول نہ ہوئی اور کیوں نبی نہ بنائے گئے؟ اس کا جواب مولوی صاحب نے یہ دیا ہے کہ انعام نبوت وانعام سلطنت یہ دونوں قسموں کے انعام شخصی انعام نہیں ہوتے اور ایسی طویل عبارت لکھی

ہے کہ **المعانی فی بطن الشاعر** کا مصداق ہے۔

پس آپ کی طویل بیانی اور خارج از بحث باتوں کا کچھ فائدہ نہ ہوا اور کولہو کے بیل کی طرح جہاں سے روانہ ہوئے وہیں آ کھڑے ہوئے۔

ع چوگادیکہ عصار چشمش بہ بست

کے مصداق ہوئے۔ اب ہم چیدہ چیدہ فقروں کے جواب دیتے ہیں جو ان کے گل سبد ہیں۔ اور مایہ ناز اس طویل عبارت میں ہیں:

فقرہ اول: انعام نبوت شخصی انعام نہیں، قومی انعام ہوتے ہیں...... (الخ)۔

جواب: اگر قومی انعام ہیں تو پھر تمام مسلمان اس انعام کے مستحق ہوئے۔ آپ نے بجائے تردید کے الٹا ثابت کر دیا کہ کل افراد امت یعنی قوم مسلمانان اس انعام نبوت کے مستحق ہیں، حالانکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ صرف مرزا صاحب ہی نے یہ انعام پایا اور نبی ہوئے۔

دوسرا فقرہ: سورۂ مائدہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَی لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُواْ نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنبِيَآءَ وَجَعَلَكُم مُّلُوكًا﴾ دیکھو! اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کو مخاطب کر کے نبوت اور سلطنت کو قومی انعام بتا رہے ہیں۔

اس کا جواب: یہ ہے کہ اگر نبوت و سلطنت قومی انعام ہے تو مرزا صاحب کی سلطنت بتاؤ ورنہ ان کو ان لوگوں میں سمجھو جو غیر منعم علیہ ہیں۔

تیسرا فقرہ: جب قومی انعام ہے تو اس امت کو ضرور ملنے کا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے قانون ”اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ“ اور حدیث ”**کیف تھلک امۃ انا فی**

اولھا والمسیح ابن مریم فی آخرھا“ اسی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ آنحضرت سے مسیح موعود تک درمیان میں کوئی نبی آنے والا نہیں۔

اس کا جواب: یہ ہے کہ اپنے اس استدلال سے آپ خود مان گئے کہ بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے کوئی نبی نہ پیدا ہوگا، صرف مسیح موعود آئے گا۔ اب بحث اصل بحث سے منتقل ہوگئی کہ اگر مرزا صاحب سچ مچ مسیح ہیں تو نبی اللہ ہیں اور اگر ان کا مسیح موعود ہونا ثابت نہ ہو تو پھر وہ نبی اللہ نہیں۔ الحمد للہ! کہ آپ نے خود ہی ہمیشہ رسولوں اور نبیوں کے آنے کی تردید کر دی۔ اب مطلع صاف ہے اگر مرزا صاحب عیسیٰ ابن مریم نبی ناصری نہیں تو آپ کے اقرار سے نبی اللہ بھی نہیں۔ اس کا فیصلہ قرآن شریف کی ایک آیت اور رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کرتی ہے جو کہ انجیل کے مضمون رفع نزول عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق میں ہیں:

”**عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی ویقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا وما فیھا ثم یقول ابوھریرۃ فاقرو ان شئتم** ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ ترجمہ: روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے قسم ہے اس خدا کی کہ بقائے جان میری کا اسی کے ہاتھ میں ہے، اتریں گے تم میں عیسیٰ بیٹے مریم کے درحال کہ حاکم عادل ہوں گے پس توڑ دیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے سور کو اور معاف کر دیں گے ٹیکس اور بخشش کے مال یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا کوئی یہاں تک کہ ہوگا ایک سجدہ بہتر دنیا اور تمام چیزوں سے جو اس میں ہیں، پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: پڑھو اگر چاہو قرآن کی آیت کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: نہ ہوگا کوئی اہل

کتاب مگر کہ ایمان لائے گا عیسیٰ علیہ السلام پر، عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے۔ (روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے)۔ اس حدیث نے بالکل فیصلہ کر دیا ہے کہ مسیح ناصری ہے جس پر انجیل نازل ہوئی اور جس کا رفع آسمان پر ہوا اور قرب قیامت میں نزول زمین پر ہوگا۔ جیسا کہ وہ جاتا ہوا فرما گیا تھا، دیکھو انجیل اعمال، باب ۱ آیت ۹ سے: ''اور وہ یہ کہہ کر ان کے دیکھتے ہوئے اوپر اٹھایا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپالیا اور اس کے جاتے ہوئے جب سب آسمان کی طرف تک رہے تھے''۔ دیکھو...... ''دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس کھڑے تھے اور کہنے لگے کہ اے جلیلی مردو تم کیوں آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کی طرف جاتے دیکھا تھا، پھر وہ آئے گا۔

پھر دیکھو انجیل متی، باب ۲۴ آیت ۳ سے: ''اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا، اس کے شاگردوں نے خلوت میں اس پاس آ کے کہا: ہم سے کہو کہ یہ کب ہوگا اور تیرے آنے کا اور زمانہ کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے؟ تب یسوع نے جواب میں ان سے کہا: خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے، کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کریں گے...... (الخ)۔

اس انجیل کے بیانات کی تصدیق قرآن شریف نے ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا﴾، ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ اور ﴿وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ اور ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ سے فرمادیا اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث نے صاف صاف حضرت مسیح کی صفات اور کام حدیثوں میں فرما دیئے۔ مگر چونکہ ایک اولو العزم رسول کی پیشگوئی ہے کہ بہتیرے میرے نام پر آئیں گے اور جھوٹ کہیں گے کہ وہ مسیح ہیں اور بہتوں کو

گمراہ کریں گے۔ اس واسطے آٹھ شخصوں نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ از انجملہ ''فارس بن یحییٰ، ابومحمد خراسانی، ابراہیم بزلہ'' وغیرہ وغیرہ ہیں۔ اور اب مرزا غلام احمد نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ جب مرزا صاحب میں صفات مسیح نہیں اور نہ کام مسیح کے کئے، تو جیسے پہلے نو جھوٹے مسیح گزر چکے ہیں ویسے ہی یہ ہیں۔ جب جھوٹے مسیح ہیں تو سچے نبی کبھی نہیں ہو سکتے۔ چونکہ بحث امکان نبوت بعد حضرت خاتم النبیین ﷺ کے مسئلہ میں تھی اور مولوی صاحب نے اپنی عادت کے موافق مسیح کی بحث چھیڑ دی، اس لئے مجھ کو بھی تعاقب کرنا پڑا، ظاہر کرنا پڑا کہ مرزا صاحب کی نبوت بنائے فاسد علی الفاسد ہے جو کہ اہل علم کے نزدیک باطل ہے، کیونکہ مرزا صاحب مسیح نہیں تو نبی اللہ بھی نہیں۔ اسی طرح مولوی صاحب تقریری مباحثہ میں کج بحثی کرتے رہے اور مسیح موعود کی بحث بیچ لے آئے اور آخر جب مرزا صاحب پر حملے ہوئے تو گھبرا گئے اور تحریری جواب کا وعدہ کیا کہ خاتم النبیین پر بحث لکھوں گا، اب پھر ویسا ہی کیا۔ اس واسطے مجھ کو بھی جواب دینا پڑا۔ اب اصل بحث کی طرف پھر آتا ہوں:

تیسرا فقرہ مولوی صاحب: مطابق حدیثِ نبوی جو صحیح بخاری میں کتاب التفسیر میں ہے اسی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت سے مسیح موعود تک درمیان میں کوئی نبی نہیں آنے والا، جیسا کہ ''لیس بینی وبینه نبی'' سے ظاہر ہے۔

جس کا جواب: یہ ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے ''لیس بینی وبینه نبی'' فرمایا، مگر آپ کے ہاتھ کیا آیا یہ تو الٹا ثابت ہوا کہ آنے والا مسیح وہ ہے جس کے اور میرے درمیان نبی نہیں۔ اور وہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ناصری ہیں، نہ کہ غلام احمد پنجابی قادیانی۔ مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے چھ سو برس پہلے اگر پیدا ہو چکا

تھا تو کوئی ثبوت دو۔ثبوت دیتے ہوئے مسئلہ تناسخ سے ڈرتے رہنا کہیں تناسخ ثابت نہ ہو
جائے کہ وہی عیسیٰ نبی ناصری نبی اللہ آکر قادیان میں پیدا ہوا تو تناسخ ثابت ہوگا۔ مولوی
صاحب آپ کا اور ہمارا اقرار ہے کہ اگر تنازعہ ہوگا تو سلف صالحین کا فیصلہ منظور ہوگا۔ میں
ایک حدیث جو اس حدیث کی شرح کرتی ہے لکھتا ہوں اور انصاف چاہتا ہوں اور وعدہ کی
وفا کا بھی آپ سے خواہاں ہوں کہ پھر نہ بھولنا اور رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ منظور کرنا: ”عن
ابی هريرة ان النبی ﷺ قال: الأنبياء اخوة لعلات أمهاتهم شتی ودينهم
واحد وان اولى الناس بی عيسىٰ ابن مريم لانه لم يكن نبی بينی وبينه وانه
نازل“ (الخ) (رواہ احمد وابوداؤد)

ترجمہ: یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تمام نبی علاتی
بھائیوں کی طرح ہیں، فروعی احکام ان کے مختلف ہیں اور دین ان کا ایک ہے اور میں قریب
تر ہوں عیسیٰ بن مریم کے اس لئے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہی آنے
والا ہے۔ (روایت کی احمد وابوداؤد نے)

مولوی صاحب! بتاؤ ”انہ“ کی ضمیر آپ کی تردید کر رہی ہے کہ مسیح موعود نبی اللہ
ہے جو سابقہ انبیاء میں سے نبی ہے جو سب سے آخر اور محمد ﷺ سے پہلے ہے، نہ کہ مرزا
صاحب جو تیرہ سو برس بعد میں پیدا ہوئے۔ جب مرزا صاحب وہ نبی اللہ نہیں جو کہ حضرت
محمد رسول اللہ ﷺ سے چھ سو برس پہلے گزر چکے، تو بتاؤ مسیح موعود کس طرح ہوئے؟

چوتھا فقرہ: اور دعائے فاتحہ میں بھی قومی لحاظ رکھا ہے اور بجائے صیغہ واحد کے صیغہ
جمع کا استعمال فرمایا ہے تا کہ امت محمدیہ کی مشترکہ دعا ساری امت کیلئے مفید ہو سکے، اب
اس صورت میں نبوت کا انعام اس امت کو ملنے کا ہے اور ضرور ملنے کا ہے۔

جواب الجواب: جب انعام نبوت ساری قوم مانگتی ہے اور دعاء کے قبول ہونے کا
وعدہ بھی ساری قوم سے ہے اور صیغے بھی جمع کے استعمال ہوئے، تو آپ کے اس جواب
سے ثابت ہوا کہ تمام افرادِ امت کو ضرور نعمت نبوت ملنی چاہیے۔ تو پھر مسلمانوں کا اعتراض
بحال رہا کہ اگر بعد حضرت خاتم النبیین ﷺ کے امت میں ان کی دعاء کے مطابق تیرہ سو
برس کے عرصہ میں کون کون نبی ہوا؟ اگر کوئی نہیں ہوا اور سچ یہی ہے کہ تیرہ سو برس کے عرصہ
میں کوئی سچا نبی نہیں ہوا، تو ثابت ہوا کہ آپ کا جواب غلط ہے کہ جمع کے صیغے استعمال ہوئے
تو بہت سے نبی ہونے چاہئے تھے، مگر کوئی نہ ہوا۔ تو ثابت ہوا کہ سب کی دعا رد ہوئی۔ جس
سے ثابت ہوا کہ اسلام سچا مذہب نہیں کہ کروڑوں مسلمانوں نے نبوت مانگی اور کسی کو نہ ملی۔
بلکہ آپ کے اس جمع کے صیغے میں عورتیں بھی شامل ہیں، جو سورۂ فاتحہ پڑھتی ہیں۔ ان میں
سے بھی نبیہ ہونی چاہئیں۔ یا یہ تسلیم کریں کہ سورۂ فاتحہ میں یہ دعا نہیں کہ خدایا ہم کو نبی بنا۔
آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ جو یہی دعا ہر ایک نماز میں پڑھتے
اور نبوت مانگتے تھے، تو ثابت ہوا کہ وہ بھی نبی نہ تھے۔ مولوی صاحب! مرزا صاحب کی
نبوت ثابت کرتے کرتے حضرت خلاصۂ موجودات محمد ﷺ کی نبوت کو بھی کھو بیٹھے۔

بیچارہ خر تلاش دم کرد نایافتہ دم دو گوش گم کرد

کے مصداق بنے۔ مولوی صاحب کو بعد میں ہوش آیا کہ یہ تو میں نے الٹا جواب دیا۔ اور
بہت سے نبیوں کا آنا تسلیم کرلیا۔ کیونکہ جمع کے صیغے بہت افراد امت کی نبوت ثابت کرتے
ہیں۔ تو پہلو بدلا اور لکھتے ہیں:

”لیکن اللہ تعالیٰ کے قانون ”اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ“ کی رعایت کے
ماتحت اور حدیث كيف تهلك امة انا فی اولها والمسيح ابن مريم فی آخرها

کے مطابق صرف مسیح موعود کو ہی نبوت عطا ہوئی‘‘۔

جس کا جواب: یہ ہے کہ یہ جواب آپ کے پہلے دلائل کی تردید کرتا ہے۔ جس میں آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب کو محمد رسول اللہ ﷺ کی متابعت سے نبوت ملی ہے۔

دوم: حدیث جو آپ نے پیش کی ہے یہ بھی آپ کے مدعا کے برخلاف ہے۔ اگرچہ آپ نے آخری حصہ کو چھوڑ دیا ہے۔ پوری حدیث یوں ہے: ’’**کیف تھلک امۃ انا فی اولھا وعیسٰی فی اٰخرھا والمھدی من اھل بیتی فی وسطھا**‘‘ یعنی کیوں کر ہلاک ہوگی وہ امت جس کے اول میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ اور وسط میں مہدی۔ (دیکھو مسلم کی یہ حدیث ہے)۔ جس سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب کو اگر عیسیٰ فرض کریں تو ان کے پہلے وسط میں مہدی کوئی نہیں ہے۔ اس لئے مرزا صاحب نہ مسیح موعود تھے اور نہ نبی ہو سکتے تھے۔

دوم لکھا ہے کہ: ’’مسیح کے زمانے میں تمام دین ہلاک ہو جائیں گے اور دجال قتل ہوگا‘‘۔ مرزا صاحب کے زمانے میں یہ بھی نہ ہوا۔ نہ مرزا صاحب حاکم عادل ہوئے نہ انہوں نے جزیہ معاف کیا۔ پس جب مسیح موعود کے کام اور صفات مرزا صاحب میں نہ تھے تو مسیح بھی نہ تھے، اور جب مسیح نہ تھے تو نبی اللہ بھی نہ تھے۔ مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ: ’’مسلمان کہلانے والوں کا یہ اعتراض کرنا کہ کیوں آنحضرت کے بعد امت محمدیہ میں صرف مسیح موعود ہی نبی ہوا۔ اور کیوں اس کے سوا بہت سے لوگ نبی نہ ہوئے۔ ایسے لوگوں کا اعتراض ہم پر نہیں، قرآن حدیث پر ہے اور بالفاظ دیگر خدا پر ہے‘‘۔

جس کا جواب: یہ ہے۔ مسلمانوں کا اعتراض نہ خدا پر ہے نہ رسول ﷺ پر ہے۔ کیونکہ خدا اور رسول ﷺ نے تو صاف صاف آنے والا عیسیٰ بیٹا مریم کا نبی اللہ جس کے اور محمد ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں تھا، آنے والا فرمایا ہے۔ اعتراض اس پر ہے جو کہتا ہے کہ

مُبَاحثہ حقّانی

سلسلۂ نبوت بعد حضرت خاتم النبیین ﷺ کے جاری ہے اور متابعت خدا اور رسول اللہ ﷺ سے نبوت مل سکتی ہے۔ اخیر میں مولوی صاحب جواب دینے سے عاجز آ کر تمام مسلمانوں کو یہود صفت کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ: ’’ہماری طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ یہ لوگ ہم سے کیوں ایسا کہتے ہیں۔ جا کر خدا سے پوچھیں کہ کیوں اس نے ایسا کیا‘‘۔ یعنی مرزا صاحب کو صرف نبوت کا مرتبہ دیا اور دوسرے افراد امت کو ۱۳ سو برس میں کسی ایک کو نہ دیا، جس کا جواب یہ ہے کہ: ’’جب مسلمان مرزا صاحب کی نبوت و مسیحیت کو نہیں مانتے۔ اور آپ نبی کا امکان ہی ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔ پس ہم خدا سے کیوں پوچھیں‘‘۔

دوم: یہود صفت وہ ہے جس میں یہود کی صفتیں ہوں۔

پہلی صفت یہود کی یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار بدیں الفاظ میں کیا: ’’پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ (دیکھو ضمیمہ انجام، ص ۷)۔

دوسری صفت یہود کی یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیتے تھے۔ مرزا صاحب نے گالیاں بھی دیں اور لکھا کہ: ’’مسیح کی تین دادیاں، نانیاں زنا کار تھیں۔ شیطان کے پیچھے جانے والا، شرابی، حرام کی کمائی کا عطر ملوانے والا، کنجریوں سے میل وجول رکھنے والا‘‘۔ (دیکھو ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، ۹ تک) یہاں تک اختصار کی غرض عبارات نقل نہیں ہو سکیں۔

تیسری صفت یہود کی یہ تھی کہ مسیح کی وفات کے قائل تھے۔ مرزا صاب بھی وفات مسیح کے قائل ہیں اور ان کے مرید بھی۔

چوتھی صفت یہود کی یہ تھی کہ کہتے تھے کہ ہم نے مسیح کو صلیب دی۔ مرزا صاحب بھی

اپنی کتابوں ''ازالہ اوہام'' اور ''حقیقت'' وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ: ''مسیح صلیب پر لٹکایا گیا۔
پانچویں صفت یہود کی یہ تھی کہ تورات کی تحریف کر کے اپنے مطلب اور ہوائے نفس کے معنی کرتے تھے۔ مرزا صاحب اور آپ کے مرید بھی بے محل آیات پیش کر کے ہوائے نفس کی تفسیر کر کے تفسیر بالرائے کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ بھی جس قدر آیات اور احادیث پیش کرتے ہیں، کسی ایک سے امکان نبی بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ ثابت نہیں۔ اور آپ بھی ''لا نبی بعدی'' اور آیت ''خاتم النبیین'' کی تفسیر و معانی ہوائے نفس سے کر کے امکان آنے جدید نبی کا ثابت کرنے کی یہودیانہ طریق پر بے سود کوشش کرتے ہیں اور صریح نصوص کارڈ کرتے ہیں۔ آخر میں مولوی صاحب نے ایک عجیب جواب دے کر اعتراض کیا ہے، جس سے انہوں نے اپنی کوشش کو خاک میں ملا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ: ''اگر تم کو یہ اعتراض ہے کہ امت محمدیہ میں صرف آج تک کیوں ایک ہی نبی ہوا؟ اسی طرح اعتراض ہو سکتا ہے کہ کیوں امت میں حضرت ابوبکرؓ ہی صدیق ہوئے؟ کیوں عمر اور عثمان اور علی اور سید عبدالقادر ابوبکر کی طرح صدیق نہ ہوئے؟ اسی طرح خلفائے اربعہ کو کیوں مجدد اور مہدی نہ بنایا گیا؟ پس جو جواب اس کا تم دے سکتے ہو، وہی ہماری طرف سے ہے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ بحث عہدہ نبوت میں ہے نہ کہ عہدہ صدیقیت وغیرہ میں، یہ قیاس مع الفارق ہے جو کہ اہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ کجا بحث امکان نبی بعد از خاتم النّبیین۔ پہلے یہ بتاؤ کہ بحث کس مسئلہ میں ہے۔ یہ ہمارے مفید مطلب ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کسی کو نہیں ملی اور آنحضرت ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا مانع رہا۔ جب صحابہ کرام کو بسبب متابعت تامہ نبوت نہ ملی، تو مرزا صاحب جن کی متابعت بھی ناقص ہے، ان کو نبوت کا ملنا ناممکن ہے۔ اور یہی ہمارا مقصود تھا۔ باقی رہا آپ کا یہ سوال کہ تمام مسلمان صدیق و شہید وغیرہ

وغیرہ کیوں نہ ہوئے؟ مسلمانوں کا اعتراض تو آپ پر یہ ہے کہ اگر متابعت رسول اللہ ﷺ سے نبوت ملتی ہے، تو جو لوگ مرزا صاحب سے بڑھ کر تابعدار تھے وہ کیوں نبی نہ ہوئے۔ جب کہ نبی ہونے کے واسطے دعا بھی کرتے رہے اور خدا کا وعدہ بھی ہے کہ: ''تم دعا کرو میں قبول کروں گا''۔ آپ اس اعتراض کا جواب تو نہ دے سکے اور سوال پر اپنا سوال کر دیا کہ سب صدیق کیوں نہ ہوئے؟ یہ سوال اس وقت ہو سکتا تھا جبکہ مسلمانوں کا سوال یہ ہوتا کہ تمام مسلمان نبی کیوں نہ ہوئے۔ مسلمان تو کہتے ہیں کہ خاتم النّبیین کی مہر مانع ہے، ورنہ موسیٰ علیہ السلام کی امت میں سے جس قدر نبی ہوئے۔ اس سے زیادہ اس امت میں ہوتے، کیونکہ یہ امت خیر الامم ہے۔ مسلمان تو خاتم النّبیین ﷺ کے بعد کسی جدید نبی کا آنا ہی جائز نہیں رکھتے۔ آپ جو کہتے ہیں کہ خاتم النّبیین کے بعد جدید نبی آسکتے ہیں۔ آپ جواب دیں صدیق و شہید و صالحین تو ہوئے۔ جیسے جیسے ان کے عمل تھے، ان کے مطابق عہدے پائے۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد   گر فرق مراتب نکنی زندیقی

چونکہ نبوت و رسالت وہبی ہے۔ اور متابعت سے کوئی نبی کبھی نہیں ہوا۔ اس واسطے امت محمدی ﷺ میں سے بعد آنحضرت ﷺ کوئی نبی نہ ہوا۔ اور آپ کا کہنا غلط ہوا کہ متابعت رسول اللہ ﷺ سے نبوت ملتی ہے۔ پس آپ جواب نہیں دے سکتے۔ اور مسلمانوں کا اعتراض بحال رہا۔ اگر متابعت سے نبوت ملتی ہے تو امت میں سے تیرہ سو برس کے عرصہ میں کس قدر نبی ہوئے؟

تیسری آیت: ﴿وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ کی آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعد کے لوگوں کے زمانہ کے بھی مُعلّم اور مُزکّی ہیں، کتاب اور

حکمت سکھانے والے ہے۔اس کے بعد کوئی نبی ورسول نہ ہوگا۔ بفرض محال اگر کوئی جدید نبی بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے مانا جائے،تو ذیل کے نقص وارد ہوں گے:

اول: دین اسلام اولین اور آخرین کے واسطے نہ ہوا، کیونکہ آخرین کا نبی الگ آیا۔

دوم: آنحضرت ﷺ آخرین کے مُزَکّی نہ رہے۔ اور جدید نبی کی وحی ذریعہ نجات ہوگی۔

سوم: ثابت ہوگا کہ آنحضرت ﷺ کی قدسی طاقت محدود ہے کہ آخرین امت کے واسطے الگ نبی ورسول بھیجا۔

چہارم: خدا تعالیٰ کا وعدہ خلاف ثابت ہوگا، کہ آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین فرما کر آخرین کے واسطے الگ نبی ورسول بھیجا۔

پنجم: رحمت للعالمین کے لقب سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ محروم ہوں گے، بلکہ ثابت ہوگا صرف اپنے عالم کے واسطے رحمت تھے۔

جواب مولوی صاحب

میاں پیر بخش صاحب کے سب وجوہ پیش کردہ کا ماحصل یہ ہے کہ اگر آخرین کے لئے کوئی جدید نبی آجائے تو نقائص مذکورہ لازم آتے ہیں۔جس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ ”**جدید**“ سے تمہاری کیا مراد ہے؟اگر آپ کی یہ مراد ہے کہ جدید نبی ناسخ شریعت محمدی اور اطاعت سے منحرف کرنے والا۔اور اس کا معلمِ کتاب اور حکمت ہونا، رسول اللہ ﷺ کے معلمِ کتاب اور حکمت ہونے کے برخلاف ہو،تو ایسے نبی کے ہم بھی قائل نہیں۔ نہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت۔ پھر آپ لوگوں کو ہمارے متعلق ایسی شکایت کیوں؟ (بطور اختصار)

جواب الجواب: افسوس! مولوی صاحب نے کسی جدید نبی کے پیدا ہونے کے امکان پر کوئی دلیل نہیں دی اور نہ ہمارے پانچ اعتراضوں کا جواب دیا ہے۔ہاں کج بحثی کی جو عادت ہے اس کے مطابق دوسری بحث شروع کردی ہے، کہ ایسے نبی کو جو شریعت محمدی کے برخلاف ہو،تم نبی نہیں مانتے اور نہ ان کی جماعت مانتی ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ ہم ثابت کریں کہ مرزا صاحب شریعت محمدی کے برخلاف ہیں،تاکہ معلوم ہو کہ مولوی صاحب کا جواب بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ مولوی صاحب! ذیل کے مسائل جو مرزا صاحب نے بذریعہ اپنے ”الہامات اسلام“ میں درج کئے ہیں،شریعت محمدی میں کہاں جائز ہیں۔

اول اوتار کا مسئلہ: دیکھو الہام مرزا صاحب ہے:”اروہر کرشن گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے“۔ (دیکھو لیکچر سیالکوٹ،مصنفہ مرزا صاحب،۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء)

دوم ابن اللہ کا مسئلہ: دیکھو الہام مرزا صاحب:”انت منی بمنزلۃ ولدی وانت منی بمنزلۃ اولادی“۔ (حقیقۃ الوحی،مصنفہ مرزا صاحب،ص ۴۸۶،۴۲)

سوم تجسم خدا کا مسئلہ: دیکھو مرزا صاحب لکھتے ہیں:”انت منی وانا منک“،یعنی اے مرزا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ جب مرزا صاحب سے خدا پیدا ہوا۔ تو خدا مجسم ہوا، کیونکہ مرزا صاحب خود مجسم تھے۔

چہارم حلول کا مسئلہ: یعنی مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:”خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا“۔ دیکھو اصل عبارت:”خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا اور میرا غضب میرا حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہوگیا“...... (الخ)۔
(دیگر آئینہ کمالات اسلام،ص ۵۶۴،۵۶۵)

پنجم قرآن مجید کی آیات کو منسوخ کرنا: دیکھو قرآن مجید کی آیت:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ﴾ کو منسوخ کر دیا۔ منسوخ ہی نہیں بلکہ ''تحفہ قیصریہ'' میں لکھتے ہیں کہ: ''میں نے جہاد کو حرام کر دیا ہے''۔ خاتم النبیین کی آیت کو منسوخ کر کے نبیوں کا سلسلہ تیرہ سو برس کے بعد پھر جاری کر دیا۔ اور خود مدعی نبوت ہوئے۔ مولوی صاحب نے بالکل جھوٹ لکھ دیا ہے کہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت، ناسخ مسائلِ اسلام نہیں۔

جواب مولوی صاحب:

تمہیں اسلام اور نبی اسلام کے موعود سے جو مسیح موعود اور نبی ہو کر آنے والا ہے اس سے بھی انکار ہے۔ جس کے انکار سے خدا کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا انکار بھی لازم آتا ہے۔ اور یہی وہ سیرت یہود ہے۔

جواب الجواب: یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا منکر وہ ہے جو غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ کو مسیح موعود مانتا ہے، کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ نے تو عیسیٰ ابن مریم نبی ناصری جو کہ محمد ﷺ سے چھ سو برس پہلے ہو گزرا ہے۔ جس کا اصالتاً نزول حضور علیہ السلام نے فرمایا ہوا ہے۔ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو (نعوذ باللہ) سچا نہ سمجھ کر بجائے عیسیٰ بیٹے مریم کے غلام احمد بیٹے غلام مرتضیٰ کو مسیح موعود سمجھے، وہ مکذب رسول اللہ مخبر صادق ہے۔ اگر قیامت کو خدا تعالیٰ ہم مسلمانوں سے پوچھے گا کہ تم نے غلام احمد ابن غلام مرتضیٰ کو کیوں مسیح موعود نہیں مانا تو ہم کہیں گے کہ مخبر صادق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا جو کہ رسول صاحب کتاب انجیل تھا، آئے گا۔ مگر مدعی ہوا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ۔ اس واسطے ہم نے مخبر صادق ﷺ کی پیروی کی اور غلام احمد کو نہ مانا۔ مگر جب مزائیوں سے خدا پوچھے گا کہ تم نے غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ کو بجائے عیسیٰ ابن مریم کے مسیح موعود کیوں مانا اور ہمارے رسول کو کیوں جھٹلایا؟ تو پھر آپ لوگ کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔

جواب مولوی صاحب: ''وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ'' سے وہ لوگ مراد ہیں جو کہ فارسی النسل ہیں۔

جواب الجواب: مرزا صاحب فارسی النسل نہ تھے اور مغل چنگیز خان کی اولاد تھے۔ مغل کو جو مسیح موعود مانتا ہے، صریح رسول اللہ ﷺ کا مخالف اور منکر ہے۔ مولوی صاحب کا نائب رسول اللہ ﷺ کا ڈھکونسلا بھی غلط ہے، کیونکہ نائب اپنے افسر کی تردید نہیں کرتا، اور مرزا صاحب نے تردید کی ہے۔ حضرت محمد رسول ﷺ تو فرمائیں کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا آنے والا ہے۔ اور نائب کہے کہ نہیں جی عیسیٰ تو مر چکا۔ نہ آپ کو قرآن آتا ہے اور نہ آپ کو حقیقت دجال و مسیح موعود معلوم ہے۔ آنے والا تو میں ہوں۔ بتاؤ یہ شخص نائب ہے یا مکذب و مخالف محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ غرض مولوی صاحب نے امکان نبی بعد حضرت خاتم النبیین ﷺ کا کچھ جواب نہیں دیا۔

چوتھی آیت: ﴿هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾

اس آیت کے رو سے آنحضرت ﷺ سے وعدہ ہے کہ آپ دین اسلام کو سب ادیان باطلہ پر غالب کر دیں گے۔ لیکن اگر کوئی آپ کے بعد جدید نبی آئے تو پھر وہ اپنے دین کو غالب کرے گا۔ ﴿عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ سے صاف ظاہر ہے کہ دین اسلام کے سوا کوئی دین ذریعہ نجات نہیں۔ جب دین اسلام ذریعہ نجات ہے، تو پھر جدید نبی کا آنا باطل ہے۔

جواب مولوی صاحب: اس کا جواب بھی وہی ہے، جو آیت سوم کے جواب میں دیا گیا۔

جواب الجواب: آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پانچ وجوہ نقص میں سے جو کہ جدید

نبی کے آنے سے پیدا ہوتے ہیں، ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔ جب اس آیت کا بھی ویسا ہی جواب ہے، تو ثابت ہوا کہ آپ کے پاس جواب اس آیت کا بھی نہیں۔ مولوی صاحب کا یہ کہنا غلط ہے کہ چونکہ آنحضرت کے وقت اظہار علی الدین بوجہ عدم اسباب تکمیل اشاعت میسر نہ تھا، اس لئے یہ صورت پورے طور پر مسیح موعود کے زمانہ میں ظہور پذیر ہوگی۔ شکر ہے کہ مولوی صاحب خود ہی تفسیروں کا نام لے کر زد کے نیچے آگئے۔ اب ان کو تفسیروں کا لکھا قبول کرنا پڑے گا۔ کہ آخری زمانہ میں کون آنے والا ہے۔

دیکھو تفسیر کبیر، مطبوعہ مصر، جلد ۳ صفحہ ۳۴۰: ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾ رَفَعَ عِیْسٰی اِلَی السَّمَآءِ. یعنی حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے۔

دیکھو تفسیر ابن جریر، جلد ۱۰ صفحہ ۷۲ اور جلد ۲۸ صفحہ ۵۴۰: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: ”جب عیسیٰ آئے گا تو کل دین اس کے تابع ہو جائیں گے“۔

دیکھو تفسیر نواب صدیق حسن خان، تفسیر ترجمان القرآن: سب اس بات پر متفق ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے، بلکہ آسمان پر اسی حیات دینوی پر باقی ہیں۔ مولوی صاحب! نواب صدیق حسن خاں اور دیگر مفسرین جن کا نام آپ نے خود لیا ہے، فرماتے ہیں کہ: ”وہ ہی مسیح ناصری آخر زمانہ میں آنے والا ہے“۔ مرزا صاحب اقرار کر چکے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ جانا ثابت ہو جائے تو ہمارے سب دعاوی جھوٹے۔ اصل عبارت مرزا صاحب کی لکھی جاتی ہے تا کہ آپ کا عذر کوئی بھی باقی نہ رہے۔

دیکھو تحفہ گولڑویہ، ص ۱۱۴، مصنفہ مرزا صاحب: ”اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعویٰ جھوٹے اور دلائل ہیچ ہیں“۔ مولوی صاحب! اب تفسیروں سے حیات مسیح ثابت ہے۔ پھر مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح موعود جھوٹا ہے۔ جب وہ مسیح موعود نہیں تو

نبی اللہ بھی نہیں۔ جب نبی اللہ نہیں، تو پھر ثابت ہوا کہ غلبۂ دین بھی حضرت عیسیٰ ابن مریم کے اصالتاً نزول کے بعد ہوگا۔

جواب مولوی صاحب: اگر حضرت مسیح موعود جو دین اسلام کے غلبہ کی غرض سے ہی مبعوث ہونے والے ہیں، جب وہ خدمت اسلام اور اسلام کے غلبہ کے لئے ہی آنے والے ہیں اور نجات کا ذریعہ بھی اسلام کو قرار دینے والے ہیں، تو پھر اس صورت میں ایسے نبی کا بعد آنحضرت کے آنا کیوں کر قابل اعتراض ہے؟

جواب الجواب: مرزا صاحب کے وقت بجائے غلبۂ اسلام کے اور سب دینوں پر غالب آنے کے اسلام مغلوب ہوا۔ اور مسلمان دینی اور دنیاوی برکات سے محروم کر دیئے گئے۔ حتیٰ کہ مقامات مقدسہ بھی انکے ہاتھ سے نکل گئے۔ اور اسلامی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نابود کی گئی۔ خلافت اسلامی کو بے اختیار کیا گیا کہ اسلام کی حدود جاری نہ کر سکے۔ عیسائیت اور صلیب کو اس قدر غلبہ ہوا کہ لاکھوں مسلمان بے خانماں ہوئے۔ مسجد گرجے بنائے گئے۔ اور عیسائیوں نے اس قدر ظلم وستم و جبر تعدی اہل اسلام پر روا رکھی کہ سُن کر ہر ایک مسلمان کے بدن میں لرزہ آتا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان جنگ بلقان و یورپ میں دین اسلام کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر عیسائی ہوگئے۔ جو عیسائی نہ ہوئے ان کو تلوار کی گھاٹ اتار دیا گیا۔ یہ ہے سچے اور جھوٹے بناوٹی مسیح موعود میں فرق۔ اگر مرزا صاحب سچے مسیح ہوتے تو جیسا کہ حدیثوں میں لکھا ہے کہ کسر صلیب ہوتا اور اسلام کا غلبہ ہوتا مگر مرزا صاحب کے قدوم سے دنیا پر بجائے خیر و برکت کے بیماریاں آئیں۔ قحط اور وبائیں پڑیں۔ اور حضرت مخبر صادق ﷺ کے فرمان کے برخلاف سب کچھ ہوا۔ تو پھر جو مسلمان ایسے شخص کو مسیح موعود کہتا ہے، حضرت مخبر صادق محمد رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتا ہے۔ اور

اس کو (نعوذ باللہ) دروغ گو یقین کرتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ تو فرماتے ہیں کہ مسیح، حاکم عادل ہو کر آئے گا۔ اور آیا محکوم ہو کر ایسی ذلیل حالت میں کہ عیسائیوں اور آریوں کی عدالتوں میں بحیثیت ملزم مارا مارا پھرتا رہا۔ پس یا تو مرزا صاحب جھوٹے ہیں، یا (نعوذ باللہ) حضرت مخبر صادق ﷺ نے سچی خبر نہیں دی۔ پس جو شخص مرزا صاحب کو سچا مسیح موعود کہتا ہے اور اس کے ضمن میں نبی اللہ مانتا ہے، وہ رسول اللہ کو سچا نہیں مانتا۔ اعوذ بک ربی۔

جواب مولوی صاحب: مرزا صاحب نے اسلام کو ذریعہ نجات قرار دیا ہے۔

جواب الجواب: یا تو مولوی صاحب کو گھر کی خبر نہیں۔ یا جان بوجھ کر دھوکہ دینے کی غرض سے صریح جھوٹ بولتے ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب تو لکھتے ہیں کہ: ''اب میری وحی پر نجات ہے''۔ دیکھو اصل عبارت مرزا صاحب تاکہ کوئی مرزائی یا مولوی غلام رسول صاحب انکار نہ کرسکیں۔ ''اب خدا تعالیٰ نے میری وحی، میری تعلیم اور میری بعثت کو مدارِ نجات ٹھیرایا ہے''۔ (دیکھو اربعین، نمبر۴ صفحہ۶، مصنفہ مرزا صاحب)

مولوی غلام رسول صاحب فرمائیں! کہ مرزا صاحب کی جب وحی ذریعہ نجات ہے، تو محمد ﷺ کی وحی منسوخ ہے یا نہیں؟ اور قرآن شریف ناقابل عمل ہوا یا نہیں؟ شریعت محمدی عیسائیوں کی طرح لعنت ہوئی یا نہیں؟ کیونکہ مرزا صاحب کی بیعت سے نجات ملتی ہے، جس طرح مسیح کے کفارہ پر نجات عیسائیوں کی ہے۔ پس یہ ناپاک جھوٹ ہے جو کہ مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے مدار نجات اسلام پر رکھا ہے۔ جب مرزا صاحب کی اپنی تعلیم ذریعہ نجات ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم تو ذریعہ نجات نہ رہی۔ مولوی صاحب شاید یہ کہہ دیں کہ آنحضرت کی تعلیم اور مرزا صاحب کی تعلیم ایک ہی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔ کیونکہ محمد ﷺ کی تعلیم ہے کہ: ''خدا تعالیٰ کی ذات پاک،

اولاد اور بیوی بچوں سے پاک ہے''۔ مگر مرزا صاحب کا الہام ہے کہ: ''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے مگر وہ حیض نہیں بچہ بن گیا ہے اور ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ پھر مرزا صاحب کا الہام ہے: ''انت منی بمنزلۃ اولادی''۔ پھر یہ الہام ہے: ''انت من ماء نا وھم من فضل'' کہ اے مرزا تو ہمارے پانی یعنی نطفہ سے ہے۔ (اربعین نمبر ۳،ص۳۴) جب مرزا صاحب کے حیض سے خدا کے بیٹے پیدا ہوتے ہیں تو مرزا صاحب اسکی بیوی ہوئے۔ اب مولوی صاحب کا الہام ''انت منی بمنزلۃ اولادی'' ساتھ ملا کر بتائیں کہ خدا تعالیٰ نے جو اپنی اولاد کے ساتھ نکاح کیا اور اس سے بچے پیدا ہوئے جو بمنزلہ اطفال اللہ ہیں، تو پھر مرزائی تعلیم، تعلیم محمد ﷺ کے کیوں کر مطابق ہے۔ کیا محمد کرشن بنا تھا۔ اور برہمن اوتار بنا تھا۔ خدا کی بیوی بنا تھا۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر آپ کا یہ کہنا جھوٹ ہوا کہ مرزا صاحب نائب محمد ﷺ ہیں، اس واسطے آپ کی نبوت جائز ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں: ''اور جو شخص حکم ہو کر آتا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پاکر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پاکر ردّ کردے۔

(دیکھو تحفہ گولڑویہ، ص۱۰، مصنفہ مرزا صاحب)

اب مولوی صاحب بتائیں کہ ایسا شخص نائب ہے یا دشمن؟ آخر میں ہم مولوی صاحب کی فرمائش کے مطابق ناظرین کو مرزا صاحب کی کتابوں کی سیر کراتے ہیں۔ یہ مضمون اس قدر طویل ہوسکتا ہے کہ کئی جلدیں لکھی جائیں، مگر مختصر طور پر بطور نمونہ چند ایک نمونے لکھے جاتے ہیں۔

اول: ﴿لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ﴾ کے بارے میں لکھتے ہیں: ''حکیم مطلق نے میرے پر یہ راز سربستہ کھول دیا ہے کہ یہ تمام عالم معہ اپنے جمیع اجزا کے اس علت العلل کے کاموں اور

ارادوں کی انجام دہی کے لئے سچ مچ اس اعضاء کی طرح واقع ہے جو خود بخود قائم نہیں، بلکہ ہر وقت اس وجود اعظم سے قوت پاتا ہے۔ جیسے جسم کی تمام قوتیں جان کی طفیل سے ہوتی ہیں اور یہ عالم جو اس وجود اعظم کے لئے قائم مقام اعضاء کا ہے۔ غرض یہ مجموعۂ عالم خدا تعالیٰ کے لئے بطور ایک اندام واقعہ ہے...... (الخ)۔ (دیکھو توضیح المرام، ص ۴۳)

مولوی غلام رسول صاحب فرمائیں کہ یہی آریوں کا مذہب ہے یا نہیں، جو کہتے ہیں کہ: ''یہ عالم تب سے ہے جب سے خدا ہے''۔ اور جب بقول مرزا صاحب یہ عالم خدا کے اعضاء اور جسم کی طرح ہے تو خدا کے ساتھ ہمیشہ سے ہوئے۔ کیونکہ ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالیٰ کبھی اپنے جسم اندام اور اعضاء سے الگ رہے۔ پس جب سے خدا تب سے عالم تو عالم حادث نہ رہا، انادی ہوا۔ کیا قرآن اور محمد رسول اللہ ﷺ کی بھی تعلیم ہے۔ قرآن شریف تو فرماتا ہے: ''خدا کی کوئی مثل نہیں''۔ مگر مرزا صاحب لکھتے ہیں: ''قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے، جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں''۔ مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب کی کشتی نوح سے ان کی تعلیم دیکھو۔ اس لئے ہم مسلمانوں کو کشتی نوح مرزا صاحب کی بھی سیر کراتے ہیں۔ مگر پہلے مولوی صاحب سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ حمل مرد کو ہوا کرتا ہے یا عورت کو؟ سنئے مرزا صاحب قادیانی فلاسفی چھانٹتے ہیں اور ابن مریم کس طرح بنتے ہیں، کہ نواب واجد علی شاہ مرحوم والی لکھنؤ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مسلمانوں ہوش بجا کرلو اور اپنی طبیعت کو دوسرے خیالات سے خالی کر کے متوجہ ہو جاؤ اور قادیانی نبی کی کایا پلٹتی دیکھو کہ آپ لکھتے ہیں:

''گو اس نے یعنی خدا نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ

براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں پرورش پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے: مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھیرایا گیا۔ اور آخر کے مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا''۔ پھر اسی صفحہ کے اخیر میں لکھتے ہیں: پھر مریم کو جو مراد اس عاجز یعنی مرزا صاحب سے ہے دردزہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی''...... (الخ)۔

(دیکھو ص ۴۶، ۴۷، کشتی نوح، مصنفہ مرزا صاحب)

مرزا صاحب کے اس بیان میں ایک کمی تھی جو ان کے ایک مرید نے پوری کردی اور وہ کمی یہ تھی کہ حمل نہیں ہوتا جب تک مرد عورت سے جماع نہ کرے۔ پس اس الہامی واستعاری حمل کی تکمیل اس طرح ایک مرزائی نے کی ہے، وہ لکھتا ہے:

''جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقعہ پر اپنی حالت ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کیلئے اشارہ کافی ہے۔ (دیکھو ٹریکٹ موسومہ اسلامی قربانی نمبر ۳۴۔

(ج) مولفہ قاضی یار محمد صاحب مرزائی بی، اے پلیڈر نور پور ضلع کانگڑہ پوری ۱۹۰۱ء مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)۔

مولوی غلام رسول صاحب جواب دیں کہ یہ کاروائی خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کے ساتھ حالت خواب یعنی کشف میں اسی مریمی حالت میں کی تھی اور عیسیٰ کی روح پھونکی تھی یا کسی اور موقعہ پر؟ اور یہ بھی فرمائیں کہ وہ جو بار بار لکھتے ہیں کہ: ''مرزا صاحب کی تعلیم بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے''۔ کہاں تک دروغ بے فروغ ہے۔ کیونکہ کسی حدیث یا تاریخ سے ایسی گندی تعلیم رسول خدا ﷺ کی ثابت نہیں۔ اور نہ کہیں ایسا کشف ہے کہ (نعوذ باللہ

تعالیٰ) اللہ تعالیٰ نے کسی اپنی مخلوق پر طاقت رجولیت کا اظہار فرمایا۔

پانچویں آیت: ﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ﴾ یہ آیت قطعی فیصلہ کرتی ہے کہ کوئی جدید نبی بعد آنحضرت خاتم النّبیین ﷺ کے پیدا نہ ہوگا۔ اگر کوئی جدید نبی بعد آنحضرت ﷺ کے پیدا ہونا ہوتا، تو ﴿مِنْ قَبْلِکَ﴾ کی قید نہ لگائی جاتی یا پھر یوں فرمایا جاتا: ﴿بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِن قَبْلِکَ وَمِنْ بَعْدِکَ﴾۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ”اَلْحَمْد“ سے ”وَالنَّاس“ تک سارا قرآن مجید دیکھ جاؤ ”مِنْ بَعْدِکَ“ کہیں نہیں پاؤ گے۔ سب جگہ ”مِن قَبْلِکَ“ ہی لکھا ہے۔

جواب مولوی صاحب:

بطور اختصار سوائے فضولیات کے جو کہ خارج از بحث ہیں:

مولوی صاحب کا جواب یہ ہے کہ ”مِنْ بَعْدِکَ“ کی ضرورت نہیں، خدا تعالیٰ بابو پیر بخش کے قول سے ”مِنْ بَعْدِکَ“ کا فقرہ لانے کے واسطے مجبور نہیں، بلکہ اگر وہ ”مِنْ بَعْدِکَ“ کی جگہ اسی مطلب اور مفہوم کو فقرہ ”وَبِالْاٰخِرَۃِ“ سے ادا کرنا چاہے تو وہ مختار ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ ”وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ“ کے بعد اس نے ”وَبِالْاٰخِرَۃِ“ کے فقرہ کو لاکر بتا دیا کہ جس طرح قبل والی وحی کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح آخری وحی کے ساتھ ایمان اور ایقان لانا ضروری ہے۔ آپ غور کر کے دیکھ لیں کہ آیۃ: ”وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ“ میں زمانہ حال اور ماضی اور مستقبل کا ذکر ہے کہ ”اِلَیْکَ“ میں آنحضرت کی وحی جو زمانہ حال کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور ”قَبْلِکَ“ سے پہلے انبیاء کی وحی ہے جو زمانہ ماضی سے تعلق رکھتی ہے اور ”بِالْاٰخِرَۃ“ سے مسیح موعود کی وحی

جو زمانہ مستقبل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور یہ وہم کہ ”اَلْاٰخِرَۃ“ سے مراد قیامت ہے، بلحاظ سیاق کلام کے درست نہیں۔ اس لئے کہ قیامت پر ایمان لانا کوئی خدا اور اس کے رسول سے بڑھ کر نہیں...... (الخ)۔

جواب الجواب: یہ جواب مولوی صاحب کا منگھڑت ہے۔ مولوی صاحب نے باوجود دعویٰ فضیلت اور عربی دانی کے میاں محمود صاحب کی تفسیر بالرائے کو پیش کر کے اپنی فضیلت پر بٹہ لگایا۔ قرآن شریف میں ۹۷ دفعہ یہ لفظ استعمال ہوا ہے اور سوائے آخرت یعنی یوم القیامت اور روز جزاء و سزا کے کہیں وحی مسیح موعود مراد نہیں لئے گئے۔ آپ جو ﴿وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ﴾ کے معنی وحی آخرت کرتے ہیں، بالکل غلط بلکہ اغلط ہیں۔ کیونکہ آخرت کی تے (ت) تانیث کی ہے اور وحی مذکر ہے۔ مولوی صاحب! آپ کس قاعدہ عربی سے وحی الٰہی کو مؤنث بتاتے ہیں؟ اس کتاب کا حوالہ دیں جس میں لکھا ہو کہ وحی مؤنث ہے۔

دوم: سیاق وسباق یہ بتارہا ہے کہ ﴿بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ﴾ قرآن شریف سے دیکھو ابتدائی آیات ﴿ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَo الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَo وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَo اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

سورۂ بقرہ کی ابتداء میں پہلے ذکر ”قرآن شریف“ فرمایا۔ دوم اس کی تعریف کی ﴿ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ﴾، سوم فرمایا کہ ہدایت ہے متقین کے واسطے۔ چہارم مومنین کی تعریف فرمائی کہ وہ لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ پنجم نمازیں پڑھتے ہیں، اور جو

کچھ کہ ہم نے ان کو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں یعنی زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ لوگ ہیں جو قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں اور تیرے سے جو پہلی کتابیں ہیں ان پر ایمان لاتے ہیں۔ ﴿بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ﴾ سے کتاب ہی مراد ہے جسکا ذکر ابتداء میں آچکا ہے بار بار کتاب کتاب کہنا چونکہ غیر فصیح تھا اس لئے اس کا بدل ﴿بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ﴾ اور ﴿اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ﴾ سے کیا۔ جیسا کہ ضمیر قائم مقام مرجع کے ہوتا ہے۔ ایسا ہی ﴿بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ﴾ بدل ہے مبدل منہ کا، جو کہ کتاب ہے، جس کی تعریف ہے ﴿لَا رَیْبَ فِیْہِ﴾ آخری آیت تک۔ مولوی صاحب کا یہ کہنا "بالآخرۃ" سے آخری وحی مرزا صاحب ہے، بوجوہ ذیل غلط ہے:

اول: چونکہ مرزا صاحب کوئی کتاب نہیں لائے۔ اور بقول آپ کے غیر تشریعی نبی ہیں۔ اور مرزا صاحب خود لکھتے ہیں مصرعہ

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب

تو اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کی وحی ﴿بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِن قَبْلِکَ﴾ میں شامل نہیں۔ جب مرزا صاحب کی وحی ﴿بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِن قَبْلِکَ﴾ میں شامل نہیں تو پھر ﴿وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ﴾ کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوسکتا کہ مرزا صاحب کی وحی، وحی آخرت ہے۔ کیونکہ میاں محمود صاحب اور آپ بھی مانتے ہیں کہ مرزا صاحب نہ کوئی کتاب لائے ہیں اور نہ کوئی الگ ہدایت یعنی شریعت لائے۔ صرف ظلی و بروزی غیر مستقل وغیر تشریعی نبی بنے۔ بقول آپ کے۔

دوم: جب متقدمین مفسرین جو کہ بعض صحابی اور بعض تابعین اور بعض تبع تابعین سے کسی ایک نے بھی ﴿بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ﴾ کے یہ معنی نہیں کئے کہ آخری وحی مسیح موعود ہوگی۔

جس سے تو ثابت ہوا کہ یہ تفسیر بالرائے اور ہوائے نفس ہے، اس لئے باطل ہے۔ ورنہ کسی تفسیر کا نام لکھو، جس میں ایسا لکھا ہو۔

سوم: جب اس پر اجماع امت ہے کہ وحی رسالت جس کا دوسرا نام ﴿بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِن قَبْلِکَ﴾ ہے۔ مسیح موعود پر نازل نہ ہوگی اور وہ شریعت محمد ﷺ پر عمل کرے گا۔ اور اسی کے تابع ہوگا۔ چنانچہ مرزا صاحب خود ''ازالہ اوہام'' حصہ دوم، ص ۷۶۱ پر لکھتے ہیں: ''باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے''...... (الخ)

جب جبرائیل کا آنا ہی مرزا صاحب مسدود مانتے ہیں تو پھر یہ کہنا غلط ہوا کہ "بالاخرۃ" سے وحی آخرت مراد ہے۔ کیونکہ جس نے وحی آخرت بقول آپ کے لانی ہے اس کا آنا ہی بعد خاتم النبیین ﷺ کے باجماع امت بمعہ مرزا صاحب مسدود ہے، تو پھر آخرت کی وحی کا ہونا ناممکن ہے۔

چہارم: مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ: ''مسیح موعود پر ایمان لانا جزو ایمان نہیں اور نہ رکن دین ہے''۔ تو مرزا صاحب کی تحریر سے ثابت ہوا کہ "بِالْاٰخِرَۃِ" سے وحی آخرت مسیح موعود مراد نہیں، کیونکہ آخرت پر اگر ایمان نہ ہو، ایسا شخص مسلمان نہیں۔ مگر مرزا صاحب کی تحریر سے ثابت ہے کہ مسیح موعود اور اس کی وحی پر ایمان لانا جزو ایمان و رکن دین نہیں۔ (ازالہ اوہام، حصہ اول)۔ تو روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ آخرۃ کی وحی مراد نہیں۔ آخرت سے قیامت مراد ہے۔

پنجم: واؤ عطف کی جو ہے ظاہر کر رہی ہے کہ آخرۃ پر ایمان ﴿بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِن قَبْلِکَ﴾ کے غیر ہے۔ کیونکہ معطوف اور معطوف الیہ ایک دوسرے کے عین نہیں ہوا کرتے۔ جیسا کہ آگے کی آیت میں ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ

وَبِالْيَوْمِ الآخِرِ﴾ جیسے کہ اللہ اور یوم الآخر ایک دوسرے کے عین نہیں۔ اسی طرح "بِمَآ اُنْزِلَ اور آخرۃ" ایک نہیں۔ دیکھو ﴿بِالآخِرَةِ هُمْ كَافِرُوْن﴾ (سورۂ ہود، پارہ۱۲) ﴿اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الآخِرَةِ اِلَّا النَّار﴾ (سورۂ ہود، پارہ۱۲)۔

مولوی صاحب کا یہ فرمانا بالکل غلط ہے کہ جب اللہ اور رسول پر ایمان کے لئے فقرہ ﴿بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ﴾ کافی سمجھا گیا ہے، تو کیوں قیامت کے لئے بھی یہی فقرہ کفایت نہیں کرسکتا؟

جس کا جواب یہ ہے: کہ سب سے پہلے ایمان کی صفت جو مومن کو تعلیم دیجاتی ہے، اس میں قیامت کا اقرار ضروری ہے، حالانکہ "اٰمنت باللّٰہ وملائکته وکتبه ورسله" پر پہلے ایمان ہوچکا ہے۔ مگر "والیوم الاٰخر والبعث بعد الموت" کا الگ ذکر ہے، ورنہ کہا جاسکتا ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسولوں اور کتابوں پر ایمان ہے، تو یوم آخرۃ کا کیوں الگ ذکر ہوا۔ اور جب "یوم الآخرۃ" مانا تو پھر "بعث بعد الموت" کا کیوں الگ ذکر ہوا۔ غرض یہ جاہلانہ حجتیں ہیں جو مولوی صاحب صریح نص "لانبی بعدی" کے مقابل پیش کرتے ہیں۔ اور کوئی تسلی بخش قرآن مجید وحدیث سے جواب نہیں دے سکتے۔ اپنے ڈھکونسلے لگاتے ہیں جو کہ غلط ہیں۔ مولوی صاحب کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ: "آنے والے مسیح موعود کو، جب کہ اس کا آنحضرت بعدیت میں آخری زمانہ میں ظہور ہوگا۔ اور اسے خدا کی طرف سے وحی ہوگی۔ چنانچہ صحیح مسلم جیسی معتبر کتاب میں وہ حدیث اس طرح آئی ہے"۔

اس کا جواب یہ ہے: کہ اس حدیث کا پہلے جواب ہوچکا ہے۔ مگر مولوی صاحب ایسے گھبرا گئے ہیں کہ بار بار ایک ہی بات دہراتے جاتے ہیں۔ اور جھوٹ کو کھرا کرنا چاہتے

ہیں۔ مگر چونکہ بقول شخصے

خشت اول چوں نہد معمار کج تا ثریا میرود دیوار کج

پہلے ہی بنائے فاسد علی الفاسد ہے کہ مرزا صاحب غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی پنجاب کے رہنے والا عیسیٰ بن مریم آنے والا مسیح موعود ہے۔ اسی بنائے فاسد پر یہ دعویٰ باطل کیا کہ اس کو وحی ہوگی۔

جس کا جواب یہ ہے: مولوی صاحب جو حدیث پیش کرتے ہیں اسی سے مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مولوی صاحب نے حدیث بھی پوری اسی واسطے نقل نہیں کی کہ ڈھول کا پول ظاہر نہ ہو۔ ہم ذیل میں اس حدیث کے فقرات لکھتے ہیں، جس سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوجائے گا کہ مرزا صاحب نہ مسیح موعود ہیں اور نہ صاحبِ وحی۔ سب بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

"اِذَا اُوْحَی اللّٰہ اِلٰی عیسٰی اِنّی قد أخرجتُ عبادًا لی لا یدان لأحدٍ بقتالهم فحرّزْ عبادی اِلَی الطُّور" ترجمہ: "خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجے گا میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ ان سے لڑائی کی کسی کو طاقت نہیں، سو میرے بندوں کو کوہ طور کی طرف پناہ میں لے جا"۔ اس حدیث سے تو ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ پہلے رسول اللہ تھے، ان کو بعدِ نزول یہ وحی خاص کی جائے گی کہ "میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جاؤ۔ کیونکہ میں ایسی مخلوق نکالنے والا ہوں کہ ان سے کوئی جنگ نہیں کرسکتا"۔ خدا تعالیٰ نے خود آپ کے منہ سے حق بات ظاہر کروادی کہ آپ نے اس حدیث کو پیش کردیا، ورنہ اگر ہم اس حدیث کو پیش کرتے تو آپ نہ مانتے، اور ضعیف وغیرہ کہہ کر ٹال دیتے۔ اس حدیث سے مفصلہ ذیل امور ثابت ہیں:

اول: آنے والا مسیح موعود عیسیٰ نبی ناصری ہے جو مریم کا بیٹا ہے نہ کہ جو مثیل عیسیٰ غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ۔

دوم: مسیح جنگ جدال ظاہری اسباب حرب سے کریگا۔ اور جسمانی جنگ ہوگی، کیونکہ قتال کا لفظ حدیث میں ہے جو مولوی صاحب نے خود نقل کیا ہے۔ مرزا صاحب نے جب قتال کو حرام ہی کر دیا تو وہ مسیح موعود نہ ہوئے۔ جب مسیح موعود نہ ہوئے تو نبی اللہ بھی نہیں۔

سوم: مومنوں کو بسبب خروج یاجوج ماجوج کے کوہ طور کی طرف لے جانا، مرزا صاحب کی زندگی میں نہ تو یاجوج ماجوج نے خروج کیا اور نہ مرزا صاحب مسلمانوں کو کوہ طور کی طرف لے گئے۔ اور نہ کوئی جسمانی جنگ ثابت ہوئی۔ دیکھا مولوی صاحب! فرق یوں ظاہر ہوتا ہے، اب ظاہری جسمانی جنگ ثابت ہوئی اور مرزا صاحب اگر آپ کا کہنا کہ مسیح قلمی جہاد اور جنگ کرے گا، غلط ہوا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ: ’’ان کے ہاتھ کوئی قتال نہ کر سکے گا‘‘۔

چہارم: یہ امر ثابت ہوا کہ بعد حضرت خاتم النّبیین کے کسی جدید نبی کو نہ خدا پیدا کرے گا اور نہ اس کو وحی ہوگی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے ہی سے صاحب کتاب انجیل ہیں۔ جن پر وحی آنحضرت ﷺ سے چھ سو برس پہلے نازل ہوتی رہی اور اس میں وحی کی صفت یا ملکہ، جو کچھ کہو پہلے ہی سے موجود ہے۔ جدید طور پر اس کو وحی نہ ہوگی۔ افسوس آپ کو اپنے گھر کی خبر نہیں۔ دیکھو مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ’’وحی کی طاقت نبی کو رحمِ مادر میں ہی دی جاتی ہے‘‘۔ (توضیح مرام، صفحہ ۳۷)

اصل عبارت مرزا صاحب کی یہ ہے:

اول: ’’یہ کہ جب رحم میں ایسے شخص کے وجود کے لئے نطفہ پڑتا ہے جس کی فطرت کو اللہ

جل شانہ اپنی رحمانیت کے تقاضا سے، جس میں انسان کے عمل کو کچھ دخل نہیں، ملہمانہ فطرت بنانا چاہتا ہے تو اس پر اسی نطفہ ہونے کی حالت میں جبرئیلی نور کا سایہ ڈال دیتا ہے۔ تب ایسے شخص کی فطرت الہامی خاصیت پیدا کر دیتی ہے‘‘...... (الخ)۔

پس جب بقول مرزا صاحب رحمِ مادر میں ہی جبرئیلی نور سے فطرت نبی میں وحی کی طاقت یا صفت دی جاتی ہے تو پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اسی فطرت وحی کے ساتھ نازل ہوں گے، جو ملکہ ان کی فطرت میں آنحضرت ﷺ سے چھ سو برس پہلے رکھا گیا تھا۔ تو اس صورت میں مسیح موعود کی وحی آخرت کی وحی نہ ہوگی۔ اور نہ اس کا وحی پانا خاتم النّبیین کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ پرانا رسول اور نبی اپنی پرانی صفت وحی کے ساتھ نازل ہوگا۔ جب جدید وحی نہ ہوگی، تو پھر آخرت کی وحی اس کا نام رکھنا غلط بلکہ اغلط ہے۔ مولوی صاحب کی شرافت دیکھئے کہ پیر بخش کو جب برا بھلا کہتے کہتے تھک گئے تو تمام اراکین ’’انجمن تائید الاسلام‘‘ کی طرف لپکے، لکھتے ہیں کہ: ’’من قبلک کی جس قدر آیات قرآن مجید کی پیر بخش نے لکھی ہیں، ان کو کسی نے نہ روکا‘‘۔ مولوی صاحب کے الفاظ ایسے پیارے ہیں کہ اصل ہی لکھ دینے کو دل چاہتا ہے، اگرچہ مضمون طویل ہی ہو جائے، سنئے کیا لکھتے ہیں: ’’کاش انجمن کے ممبروں سے کوئی بھی عقل اور علم والا ہوتا، جسے قرآن سے کچھ بھی مس ہوتی یا وہ کم از کم اتنا ہی سمجھنے کی قابلیت رکھتے‘‘...... (الخ)۔

جس کا جواب یہ ہے: کہ بیشک علماء اسلام قرآن فہمی کی قابلیت جو مرزا اور مرزائیوں جیسی، نہیں رکھتے کہ مریم کے معنی مرزا غلام احمد کریں اور داڑھی والے مرد کو عورت سمجھ کر سیاق وسباق دانی قرآن کا ثبوت دیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو عیسیٰ کے پیٹ سے بعد حمل اور دردِ زہ تفسیر کریں۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب ’’کشتی نوح‘‘ میں لکھا ہے۔

اول: آنے والا مسیح موعود عیسیٰ نبی ناصری ہے جو مریم کا بیٹا ہے نہ کہ جو مثیل عیسیٰ غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ۔

دوم: مسیح جنگ جدال ظاہری اسباب حرب سے کریگا۔ اور جسمانی جنگ ہوگی، کیونکہ قتال کا لفظ حدیث میں ہے جو مولوی صاحب نے خود نقل کیا ہے۔ مرزا صاحب نے جب قتال کو حرام ہی کر دیا تو وہ مسیح موعود نہ ہوئے۔ جب مسیح موعود نہ ہوئے تو نبی اللہ بھی نہیں۔

سوم: مومنوں کو بسبب خروج یاجوج ماجوج کے کوہ طور کی طرف لے جانا، مرزا صاحب کی زندگی میں نہ تو یاجوج ماجوج نے خروج کیا اور نہ مرزا صاحب مسلمانوں کو کوہ طور کی طرف لے گئے۔ اور نہ کوئی جسمانی جنگ ثابت ہوئی۔ دیکھا مولوی صاحب! فرق یوں ظاہر ہوتا ہے، اب ظاہری جسمانی جنگ ثابت ہوئی اور مرزا صاحب اگر آپ کا کہنا کہ مسیح قلمی جہاد اور جنگ کرے گا، غلط ہوا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ: ''ان کے ہاتھ کوئی قتال نہ کر سکے گا''۔

چہارم: یہ امر ثابت ہوا کہ بعد حضرت خاتم النّبیین کے کسی جدید نبی کو نہ خدا پیدا کرے گا اور نہ اس کو وحی ہوگی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے ہی سے صاحب کتاب انجیل ہیں۔ جن پر وحی آنحضرت ﷺ سے چھ سو برس پہلے نازل ہوتی رہی اور اس میں وحی کی صفت یا ملکہ، جو کچھ کہو پہلے ہی سے موجود ہے۔ جدید طور پر اس کو وحی نہ ہوگی۔ افسوس آپ کو اپنے گھر کی خبر نہیں۔ دیکھو مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''وحی کی طاقت نبی کو رحمِ مادر میں ہی دی جاتی ہے''۔ (توضیح مرام، صفحہ ۳۷)

اصل عبارت مرزا صاحب کی یہ ہے:

اول: ''یہ کہ جب رحم میں ایسے شخص کے وجود کے لئے نطفہ پڑتا ہے جس کی فطرت کو اللہ

جل شانہ اپنی رحمانیت کے تقاضا سے، جس میں انسان کے عمل کو کچھ دخل نہیں، ملہمانہ فطرت بنانا چاہتا ہے تو اس پر اسی نطفہ ہونے کی حالت میں جبرئیلی نور کا سایہ ڈال دیتا ہے۔ تب ایسے شخص کی فطرت الہامی خاصیت پیدا کر دیتی ہے''...... (الخ)۔

پس جب بقول مرزا صاحب رحمِ مادر میں ہی جبرئیلی نور سے فطرت نبی میں وحی کی طاقت یا صفت دی جاتی ہے تو پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اسی فطرت وحی کے ساتھ نازل ہوں گے، جو ملکہ ان کی فطرت میں آنحضرت ﷺ سے چھ سو برس پہلے رکھا گیا تھا۔ تو اس صورت میں مسیح موعود کی وحی آخرت کی وحی نہ ہوگی۔ اور نہ اس کا وحی پانا خاتم النّبیین کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ پرانا رسول اور نبی اپنی پرانی صفت وحی کے ساتھ نازل ہوگا۔ جب جدید وحی نہ ہوگی، تو پھر آخرت کی وحی اس کا نام رکھنا غلط بلکہ اغلط ہے۔ مولوی صاحب کی شرافت دیکھئے کہ پیر بخش کو جب برا بھلا کہتے کہتے تھک گئے تو تمام اراکین ''انجمن تائید الاسلام'' کی طرف لپکے، لکھتے ہیں کہ: ''من قبلک کی جس قدر آیات قرآن مجید کی پیر بخش نے لکھی ہیں، ان کو کسی نے نہ روکا''۔ مولوی صاحب کے الفاظ ایسے پیارے ہیں کہ اصل ہی لکھ دینے کو دل چاہتا ہے، اگرچہ مضمون طویل ہی ہو جائے، سنئے کیا لکھتے ہیں: ''کاش انجمن کے ممبروں سے کوئی بھی عقل اور علم والا ہوتا، جسے قرآن سے کچھ بھی مس ہوتی یا وہ کم از کم اتنا ہی سمجھنے کی قابلیت رکھتے''...... (الخ)۔

جس کا جواب یہ ہے: کہ بیشک علماء اسلام قرآن فہمی کی قابلیت جو مرزا اور مرزائیوں جیسی، نہیں رکھتے کہ مریم کے معنی مرزا غلام احمد کریں اور داڑھی والے مرد کو عورت سمجھ کر سیاق وسباق دانی قرآن کا ثبوت دیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو عیسیٰ کے پیٹ سے بعد حمل اور دردِ زہ تفسیر کریں۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب ''کشتی نوح'' میں لکھا ہے۔

کاش! کوئی مرزائیوں میں سے نہیں سمجھتا کہ یہ ڈھکونسلے جو مرزا صاحب نے اپنے مطلب منوانے کے واسطے گھڑے ہیں، ان کی کوئی سند بھی ہے۔ ایسے حقائق و معارف سے خدا مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ یہ ایسے ہی قرآن فہم ہیں جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے کہا تھا کہ ''میری نبوت و رسالت کی خبر قرآن مجید میں ہے''۔ دیکھو الرحمن قرآن میں ہے۔ اور جس طرح مرزا صاحب نے اپنا نام غلام احمد سے عیسیٰ بن مریم رکھ لیا۔ اسی طرح اس نے بھی اپنا نام رحمٰن رکھ لیا اور اس کی جماعت فرقہ صادقیہ رحمانیہ کہلانے لگی۔ سچ ہے

گر تو قرآں بدیں نمط خوانی ببری رونق مسلمانی!

آخرت سے وحی آخرت کی کوئی نظیر ہے تو کسی آیت قرآن یا حدیث نبوی سے بتاؤ۔ یا کسی مجتہد یا امام نے لکھی ہے تو دکھاؤ۔ ورنہ ''ایجاد بندہ سراسر خیال گندہ'' اس کا نام درست ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ﴿وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ﴾ سے اونٹوں کا بے کار ہونا مسیح کا نشان سمجھنا غلط ہے۔ جو شخص اتنا ہی نہیں جانتا کہ عشار اور قلاص میں کیا فرق ہے وہ مسیح موعود اور قرآن کے حقائق اور معارف جاننے کا مدعی! اور ﴿تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا﴾ سے یہ سمجھے کہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ پیسہ اخبار اور الفضل اخبار ہے۔ اس کی قرآن دانی کے سامنے ہفوات المجانین بھی شرمندہ ہوں اور وہ قرآن دانی کا دعویٰ کر کے علمائے اسلام کے علم و فضل پر حملے کریں۔

ع بت بھی دعویٰ کریں خدائی کا ہے

مضمون طویل ہوتا ہے، ورنہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کی قرآن دانی اور جہل مرکب کو ایسے واضح طور پر بیان کروں کہ ترکی تمام ہو جائے۔ مولوی صاحب نے اپنی لیاقت کا اور ایک نمونہ آخیر میں پیش کیا ہے کہ جو ختم نبوت کے قائل ہیں وہ ایسے ہی ہیں جیسا

کہ کفار کہتے تھے کہ ''یوسف علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا: ﴿قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا﴾ ایک قوم کا قول اسی عقیدہ پر دلالت کرتا ہے، جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ اب ان کے بعد کوئی رسول مبعوث نہ ہوگا''......(الخ)۔

جس کا جواب یہ ہے: کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے خاتم النّبیین نہیں فرمایا تھا۔ اور ان لوگوں کے کہنے کی خدا تعالیٰ نے تردید کی اور قصہ کے طور پر ان کا قول نقل کیا۔ اگر مولوی غلام رسول صاحب ''قلتم'' کا لفظ دیکھتے تو غلط فہمی ان کو نہ ہوتی۔ قصہ کی آیت کو پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ جنہوں نے خاتم النّبیین کے بعد ''لا نبی بعدی'' پر عمل کر کے یہ عقیدہ بنا لیا، وہ انہیں کفار جیسے ہیں جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد ایسا عقیدہ بنا لیا تھا۔ ہم حیران ہیں کہ جس جماعت کے ایسے ایسے عالم ہوں اور ایسی موٹی بات نہ سمجھیں کہ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ: ''تم نے کہا'' ماضی کا صیغہ ہے۔ اس کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو کہ آخر الانبیاء ہیں، اس کی امت پر چسپاں کرنا تھا۔ قیاس مع الفارق ہے۔ جو کہ اہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ اگر حضرت یوسف علیہ السلام خاتم الانبیاء ہوتے اور آسمانی کتاب میں ان کو خاتم النّبیین فرمایا جاتا، تب مولوی صاحب اس کے مطابقت پیش کر سکتے تھے۔ پس جیسا کہ مولوی صاحب زبانی تقریر میں اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے ٹالتے تھے، ایسا ہی تحریر میں کرتے ہیں۔ ایک بات بھی مطلب کی نہیں، جس سے ثابت ہو کہ بعد خاتم النّبیین کے کسی جدید نبی کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ افسوس! قادیانی کمپنی نے بھی جن کی امداد سے یہ جواب لکھا گیا ہے، معقول بات پیش نہ کی۔ سچ ہے!

ع خفتہ را خفتہ کہ کند بیدار

چھٹی آیت: ﴿وَالَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ﴾ (سورہ محمد)۔ اس آیت سے یہی ثابت ہے کہ جو محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے یعنی قرآن مجید، وہی حق ہے۔ اور وہ ہی ذریعہ نجات اخروی ہے۔ اور قرآن کامل کتاب ہے۔ تو پھر نہ کسی جدید نبی کی ضرورت ہے اور نہ کوئی سچا نبی ہو سکتا ہے۔

جواب مولوی صاحب

''اس آیت میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ آنحضرت پر جو کچھ اتارا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حق ہے۔ اب اس کو اس بات سے کیا تعلق کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا''۔

جواب الجواب: اس بات کا تعلق خاتم النّبیین سے یہ ہے کہ جب ایک کامل وحی مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے اور **من کل الوجوہ** کامل ہے تو پھر جدید نبی کیوں آئے؟ نبی اور رسول ایک مقنن ہوتا ہے۔ جب قانون کامل ہے تو جدید قانون کی حاجت نہیں۔ اور نہ ضرورت ہے تو پھر جدید مقنن کا آنا بھی باطل ہے۔ باقی مولوی صاحب کا وہی میاں مٹھو جگ جگ جی ہے کہ تمہارا مسیح موعود آئے گا تو نبی اللہ ہوگا۔ جس کے اور محمد کے درمیان چھ سو برس کا فرق ہے۔ جس وقت خدا تعالیٰ نے کسی نبی کو خاتم النّبیین کا اعزاز نہ بخشا تھا۔ اور وہ تمام انبیاء مقدمۃ الجیش حضرت خاتم النّبیین کے تھے۔ جب آخر سب کے خاتم النّبیین تشریف لائے تو بعد میں جو جدید نبی ہوگا جھوٹا ہوگا۔

ساتویں آیت: ﴿وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ﴾ (الخ)۔ اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی ذریعہ نجات ہے۔ کسی جدید نبی کی ضرورت نہیں۔

جواب مولوی صاحب:

اس آیت کو اپنے مدعا کے ثابت کرنے کیلئے پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی خوش فہم حضرت نوح، ہود، صالح، لوط، شعیب کے قول سے جو سورۂ شعراء میں بدیں الفاظ نقل ہے: ''اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ٥ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ'' یعنی ''لاریب میں تمہارے لئے رسول امین ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری ہی اطاعت کرو''۔ ان کے اس قول سے کہ ''میری ہی اطاعت کرو''۔ یہ سمجھ لے کہ چونکہ ان رسولوں کی اطاعت ذریعہ نجات بنائی گئی ہے، اس لئے ان کے بعد اب کسی قسم کا نبی و رسول ہو کر آنا درست نہیں ہو سکتا۔

جواب الجواب: مولوی صاحب ان انبیاء کو جن کے نام آپ نے تحریر فرمائے ہیں کسی ایک کو خاتم النّبیین نہیں فرمایا۔ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ''خاتم النّبیین'' فرمایا۔ اس لئے آپ کا جواب قیاس مع الفارق ہے جو کہ باطل ہے۔ آپ نے تو حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے یعنی پیدا ہونے کا امکان ثابت کرنا تھا، مگر آپ ان انبیاء علیہم السلام کو پیش کرتے ہیں جو کہ حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے کئی سو برس پہلے ہو گذرے تھے۔ اگر حضرت خاتم النّبیین ﷺ نہ ہوتے اور آپ کے بعد کسی جدید نبی کا پیدا ہونا جائز ہوتا، تو پے در پے نبی آتے جیسا کہ آپ قبول کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا گیا: ﴿وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ﴾ اور پے در پے رسول آئے، ایسا ہی اگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد سلسلہ رسالت جاری رہتا، تو پے در پے رسول آتے۔ صرف ایک جدید نبی کے آنے سے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سخت ہتک ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی پیروی سے تو ہزاروں نبی ہوئے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے صرف ایک قادیانی ادھورا نبی، جو خود دعویٰ کرنے میں بزدل ہے اور لکھتا ہے: ''یہ ہو سکتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام

سے خارج ہوں۔ جو خاتم النّبیین کے بعد دعویٰ نبوت کرے، اس کو خارج از اسلام اور کاذب جانتا ہوں''۔ (دیکھو دین الحق، ص۲۹)

جو مسیح موعود کے دعوے میں ہی مذبذب ہے۔ اور ''ازالہ اوہام'' میں لکھا ہے کہ:

''میرا کب دعویٰ ہے کہ مثیل مسیح ہونا میرے پر ختم ہو گیا ہے، میں کہتا ہوں کہ دس ہزار مثیل مسیح آسکتے ہیں اور حدیثوں کے مطابق دمشق میں آجائے''۔ مولوی صاحب! بتائیں کہ مسیح موعود تو ایک ہی شخص ہے، جس کا آنا علامات قیامت سے ایک نشان ہے، اگر دس ہزار مثیل آنے والے ہیں تو مرزا صاحب اپنے اقرار سے وہ مسیح موعود نہیں جو حدیثوں میں مذکور ہے۔ اور دوسری طرف مرزا صاحب سے ایک کام بھی مسیح موعود کا نہ ہوا اور ناکام فوت ہو گئے۔ مرزا صاحب مر بھی گئے اور خدا کے فضل نے ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب وہ سچے مہدی اور مسیح موعود نہ تھے، جس کا وجود اسلام کے غلبہ اور مسلمانوں کے فلاح کے دن ہوں گے، بلکہ الٹا اسلام مغلوب ہوا۔ جس سے مرزا صاحب کا سچا مذہب مسیح موعود نہ ہونا ثابت ہوا۔ جب مرزا صاحب مسیح موعود نہیں تو نبی اللہ اور آخری رسول بھی نہیں۔

آفرین! مولوی صاحب اپنے مرض سے لاچار ہو کر اپنی اور اپنی جماعت کی حالت دوسروں کی طرف منسوب کر کے اپنی دیانت ولیاقت کا ثبوت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''مجھے حیرت ہے کہ ان غیر احمدی مخالفوں کو کیا ہو گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں ان کی عقل اور مت کیوں ماری گئی ہے''۔

جس کا جواب یہ ہے: کہ عقل کے مارنے والی حجت ہوتی ہے نہ کہ مخالفت۔ دیکھو مرزا صاحب کی حجت نے آپ کو کیسا سیاہ دل اور کورِ باطن بنا دیا کہ صریح نصوصِ قرآنی وحدیثی کا انکار کر کے ان کو نبی بنانے کی کوشش کرتے ہو اور اسلام سے خارج ہوتے ہو۔

مُباحثۂ حقّانی

آٹھویں آیت: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾ (سورۂ نساء)۔ اس آیت کے نیچے کی باتیں لکھی ہیں جن کو جواب کی غرض سے ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے:

اول: اس آیت کے موافق آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ''بنی اسرائیل پر انبیاء علیہم السلام حکومت کرتے تھے۔ جب کسی نبی کا انتقال ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور سیاست کریں گے''۔ (بخاری، ص۴۹۱)۔ پس رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں کہلا سکتا۔

دوم: صحابہ کرام اور خلفائے امت کا اس پر اتفاق رہا ہے، امت سے کسی ایک نے بھی نبی کا لقب نہیں پایا۔

سوم: تاریخ اسلام بتا رہی ہے کہ امت محمدیہ سے جس شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا، خلیفہ اسلام نے اور علمائے اسلام نے اس پر کفر کا فتویٰ دیا۔

چھارم: ''مسیلمہ کذاب'' اور ''اسود عنسی'' مدعی نبوت ہوئے تھے، اور نبوت بھی وہی جس کے مرزا صاحب مدعی تھے، یعنی غیر تشریعی، مگر رسول اللہ ﷺ نے خود ان کو کافر کہا اور اس پر قتال کا حکم دیا۔ ایسا ہی دیگر مدعیان نبوت جیسے مختار ثقفی، ابن مقنع خراسان کا مدعی نبوت، جس کو خلیفہ منصور نے ہلاک کر دیا۔ خلیفہ متوکل کے زمانہ کی مدعیہ کی نبوت کاذبہ۔

جواب مولوی صاحب:

یہ آیت بھی منافی نبوت نہیں اس طرح کہ خدا اور رسول کے حکم کے مطابق آنے والا مسیح موعود جس پر ایمان لانا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے، دوسرے فقرہ ﴿وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾ کی وسعت میں مسیح موعود بھی داخل ہے۔

جواب الجواب: افسوس! مولوی صاحب نے اول تو میری تحریر کے اختصار کرنے میں ضروری فقرات چھوڑ دیئے اور جو نقل کئے ان کا بھی جواب نہیں دیا۔ بخاری کی حدیث میں جو لکھا تھا کہ: ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، خلفاء ہوں گے''۔ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: ''مسیح موعود پر ایمان لانا اللہ اور رسول پر ایمان لانا ہے''۔ جس کا جواب کئی دفعہ دیا گیا ہے کہ یہ بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ جب مرزا صاحب مسیح موعود خدا اور اس کے رسول ﷺ کے فرمودہ کے مطابق نہیں ہوسکتے، تو نبی ہونا باطل ہے۔

دوسرا فقرہ: کہ ''وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُم'' میں مرزا صاحب شامل ہیں۔

یہ جواب دے کر مولوی صاحب نے خود ہی ان کی نبوت کی تردید کر دی، کیونکہ ''اُولِی الْاَمْرِ'' جو ہوتا ہے یعنی خلیفۂ اسلام، وہ نبی نہیں ہوتا۔ جب بقول مولوی صاحب، مرزا صاحب ''اُولِی الْاَمْرِ'' ہیں، تو پھر ہرگز نبی نہیں۔ کیونکہ ''تاریخ اسلام'' بتا رہی ہے کہ کسی خلیفہ اسلام نے نبی کا لقب نہیں پایا۔ مولوی صاحب کا یہ کہنا ہی غلط ہے کہ **کلما ملک نبی بخلیفہ نبی** اور الفاظ **سیکون خلفاء** کے لحاظ سے ہے، کیونکہ پہلے فقرہ میں یہ فرمایا ہے: ''بنی اسرائیل کے نبیوں سے جب کوئی نبی فوت ہوتا ہے، تو اس کی وفات کے معاً جو خلیفہ اس کا جانشین ہوتا، وہ ضرور نبی ہوتا''۔ جس سے ظاہر ہے کہ اس جگہ خلافت سے مراد آپ کی خلافت متصلہ ہے نہ منفصلہ۔ اور مستقبل قریب کے متعلق ہے نہ مستقبل بعید کے۔ جیسا کہ ''**سیکون خلفاء**'' صیغہ مضارع اور حرف سین مستقبل قریب پر دلالت کرتا ہے۔ مولوی صاحب کا مطلب یہ ہے مستقبل بعید میں نبی کا آنا ممکن ہے اور زمانہ مستقبل قریب میں آپ کا کوئی خلیفہ ماتحت ''**لا نبی بعدی**'' کے نبی نہیں ہوا۔ جس کا جواب یہ ہے کہ: ''بحث نبوت میں ہے نہ کہ خلافت میں''۔ ڈھکوسلا کہ خلافت بعدہ یعنی آخری زمانہ

میں جو خلیفہ آنے والا مسیح موعود ہے نبی اللہ ہے، غلط ہے۔ کیونکہ آخری خلیفہ امام مہدی علیہ السلام ہے، نہ عیسیٰ ابن مریم اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عرض کرنا کہ آپ نبی اللہ ہیں امامت نماز کرائے۔ جیسا کہ حدیث میں گزر رہا ہے۔ اس وقت امام مہدی علیہ السلام کا یہ کہنا کہ آپ نبی اللہ ہیں اور امامت کے واسطے موزون ہیں، ظاہر اور ثابت کر رہا ہے کہ آخری خلیفہ بھی نبی کا لقب نہیں پا سکتا۔ آپ کا اور ہمارا وعدہ ہے کہ جب کسی معنی میں تنازعہ ہو تو تیسرے شخص کا فیصلہ منظور ہوگا۔ اس واسطے میں ذیل میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر پیش کرتا ہوں۔ **وھو ھذا:**

اصل میں مجتہدین ہی وارثِ انبیاء ہیں اور ہر نبی جیسے معصوم ہے ویسے ہی ہر مجتہد بھی مصیب ہے۔ اور آخر خاتم آئمہ مجتہدینِ محمد ﷺ میں ایک شخص ہوں گے اور وہ امام مہدی علیہ السلام ہیں''۔ (دیکھو فتوحات، باب ۳۹)۔ پھر باب ۲۷ میں فرماتے ہیں: ''**انه لا خلاف ینزل فی اٰخر الزمان**'' یعنی ''اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں اتریں گے''۔ اور ولایت مطلقہ کے خاتم ہوں گے اور ولایت مقیدہ محمدیہ کے خاتم ایک شخص ملک مغرب سے ہوں گے اور وہ خاندان اور ملک دونوں میں اشرف ہوں گے یعنی امام مہدی علیہ السلام جو سید فاطمی النسل ہوں گے اور ملک مغرب کے رہنے والے ہوں گے۔ مرزا صاحب مغل ہیں، نام کے غلام احمد ہیں، رہنے والے قادیان پنجاب کے ہیں۔ پس مرزا صاحب ہرگز نہ تو آخری خلیفہ ہیں اور نہ مسیح موعود ہیں۔ جس سے آپ کا جواب غلط ہوا۔

جواب مولوی صاحب: باقی رہا یہ کہنا کہ صحابہ کرام وخلفائے امت کا اس پر اتفاق رہا کہ کسی نے بھی امت محمدیہ میں سے نبی کا لقب نہیں پایا۔ یہ ہی ٹھیک ہے۔ اور ہم

اس بات کو مانتے ہیں۔

جواب الجواب: شکر ہے خدا، کہ آپ نے حق بات کو قبول کیا۔ جب امت محمدیہ میں سے کسی نے لقب نبی کا نہیں پایا، اور جنہوں نے دعویٰ نبوت کیا کافر سمجھے گئے۔ پھر مرزا صاحب بھی امت محمدیہ میں سے ہو کر دعویٰ نبوت کرتے ہیں، تو آپ کی اقبالی تحریر سے کافر ہیں۔

جواب مولوی صاحب: جب آنحضرت نے خود فرمایا کہ میرے بعد مسیح موعود کے آنے تک کوئی نبی نہ ہوگا اور ہوگا تو بس وہی۔

جواب الجواب: مولوی صاحب ایک سو روپیہ انعام آپ کی حق السعی کا دیا جائے گا، اگر کسی حدیث سے یہ دکھادیں کہ میرے بعد مسیح موعود نبی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوگا۔ "لیس نبی بینی وبینه ولم یکن نبی بینی وبینه" کو پیش نہ کرنا، کیونکہ اس کے ساتھ ہی عیسیٰ ابن مریم ہے "وانه نازل" ہے۔ جس میں لکھا ہو کہ میرے بعد جدید نبی ہوگا، کیونکہ "لا نبی بعدی" کے مقابل "نبی بعدی" ہونا چاہئے۔ مسیح موعود کا بار بار پیش کرنا، بنائے فاسد علی الفاسد ہے جو کہ باطل ہے۔

جواب مولوی صاحب: اور یہ قول کہ امت محمدیہ میں مسیح موعود سے پہلے آج تک جس نے دعویٰ کیا جھوٹا سمجھا گیا اور خلیفۂ اسلام اور علمائے اسلام نے اس پر کفر کا فتویٰ دیا۔ اگر ایسا ہوا کہ کاذب نبی پر فتویٰ کفر لگایا، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

جواب الجواب: شکر ہے کہ آپ نے کاذب نبی پر کفر کا فتویٰ دینے میں علمائے اسلام کو حق پر سمجھا۔ اب آپ فرمائیں کہ مرزا صاحب نے جو لکھا کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ: "قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا" کہ اے مرزا تو ان لوگوں کو کہہ دے

کہ میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں۔ (دیکھو اخبار الاخیار، صفحہ ۳، مصنفہ مرزا صاحب)

اب مرزا صاحب کے خدا نے ان کو یہ نہیں کہا کہ تو مسیح موعود ہے اس واسطے رسول ہے۔ یہاں صاف صاف وہی آیت ہے جو کہ حضرت محمد رسول ﷺ پر نازل ہوئی تھی۔ اور وہ کامل رسول صاحب شریعتِ جدید تھے۔ اب جو خدا نے مرزا صاحب کو انہیں الفاظ میں خطاب کیا کہ "اے مرزا ان کو کہہ دو کہ میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں" تو ثابت ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کے رسول ہو کر آئے ہیں۔ جب خاتم النّبیین کے ہوتے ہوئے ایک شخص کامل رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرے، تو بتاؤ وہ کاذب ہے یا صادق؟

جواب مولوی صاحب: علمائے اسلام نے اپنے فتویٰ تکفیر میں سچے جھوٹے کی تکفیر میں تمیز نہ کی اور آئمہ دین اور اولیاء کرام میں سے، اُن کے فتوے تکفیر سے کوئی نبی بچ نہ سکا۔ انہیں کے فضلہ خوار، اور سیاہ دل اور کورِ باطن ملاں آج بھی حضرت مسیح موعود پر جو کہ خدا کے سچے مامور اور برگزیدہ نبی و رسول ہیں، اسی طرح فتوے کفر کے لگانے والے ہیں۔

جواب الجواب: مولوی صاحب جھوٹ بولنا دھوکہ دینا لعینوں کا کام ہے کسی نے آئمہ دین اور اولیائے کرام میں سے نبوت و رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ ان پر کفر کے فتوے علمائے اسلام نے دیئے۔ اگر آپ میں ایمان اور شرم وحیاء ہے تو ایک دو آئمہ دین اور اولیاء کرام کا نام لیں کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور علمائے اسلام نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ اگر نہ دکھا سکو تو ایسی جھوٹ کی نجاست خوری سے توبہ کرو۔ علمائے اسلام کو آپ نے فضلہ خوار، سیاہ دل، کورِ باطن کہا ہے، اس لئے آپ نے میرا دل بہت دکھایا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، آپ مامور من اللہ نبی و رسول جو چاہیں دلیل کہیں۔ سچ یہ ہے جو

مرزا صاحب نے خود لکھ دیا ہے کہ: ''مجھ کو دجال، مکار، کافر، حرام خور کہتے ہیں''۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی)۔ اگر کسی ہجڑے کو رستم زمان و پیل دمان کہا جائے تو وہ سچا رستم زمان و پیل دمان نہیں ہوسکتا۔ ایک شاعر نے خوب کہا ہے: مصرعہ

شیر نگردد سگ کرسی نشین

نبی رسول کے ساتھ کذاب اور دجال بھی آنے والے ہیں۔ جب آپ مانتے ہیں کہ کاذب مدعی پر فتوے کفر دینے میں کوئی جرم نہیں، تو پھر مرزا صاحب بھی جب کاذب مدعی ہیں تو ان کے فتوے کفر سے کیوں واویلا کرتے ہیں۔

مولوی صاحب کا یہ جواب بالکل نامعقول ہے اور ان کے علم دین سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے جو کہ لکھتے ہیں کہ: ''نبوت کے معیار سے مرزا صاحب کو پرکھو''۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ صاحب کا جب فتویٰ ہے اور فتویٰ بھی قرآن کی آیت ''خاتم النّبیین'' اور حدیث ''لا نبی بعدی'' کے مطابق ہے، تو پھر کوئی مسلمان مرزا صاحب کو کیوں پرکھے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ: ''مدعی نبوت بعد حضرت محمد رسول اللہ خاتم النّبیین ﷺ کے، کافر ہے۔ اور جو مسلمان مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کو ''لا نبی بعدی'' میں شک ہے، تب ہی تو معجزہ طلب کرتا ہے کہ شاید کوئی سچا نبی بعد خاتم النّبیین کے آسکتا ہے''۔ (دیکھو خیرات الحسان)

جواب مولوی صاحب: مرزا صاحب قتل نہیں ہوئے اور مسیلمہ کذاب و اسود عنسی مارے گئے۔ اس لئے وہ جھوٹے تھے۔ اور مرزا صاحب سچے نبی تھے۔

جواب الجواب: مرزا صاحب نے کون سی جنگ کی۔ اور مردِ میدان بنے کہ مخالفین کو قتل کیا اور خود قتل ہونے سے بچ گئے؟ ایسی مضحکہ خیز بات ہے کہ کوئی ہجڑا کہے کہ میں بڑا

بہادر ہوں اور رستم بڑا بزدل تھا، کیونکہ وہ تو جنگ میں قتل ہوا اور میں قتل ہونے سے بچ گیا، اس لئے میں سچا ہوں اور رستم کاذب تھا۔ مثل مشہور ہے ؂

گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں — وہ طفل کیا گرے گا جو کہنیوں کے بل چلے

مرزا صاحب کا قتل نہ ہونا ان کی صداقت کی دلیل نہیں۔ عورتوں کی طرح اندر سے زبانی تیر چلانے اور عدالت کے سامنے اقرار کرنا کہ پھر ایسا نہ کروں گا۔ ان سے تو ہزار درجہ آج کل پولیٹیکل قیدی سچے مردِ میدان ہیں کہ جیل جانا پسند کیا مگر ضمیر کے برخلاف کیا۔ حالانکہ خدا کا الہام تھا اور ساتھ ہی خدا کا بقول اس کے وعدہ تھا: ''خدا میری حفاظت کرے گا''۔ مگر مرزا صاحب نے خدا کے حکم کے برخلاف اقرار نامہ پر دستخط کر دیئے۔ مرزا صاحب کو آنحضرت ﷺ کے نمونہ پر ماننا ایک ناپاک جھوٹ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ۱۷ سترہ جنگ بہ نفس نفیس کئے، بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے آنحضرت ﷺ جیسا بہادر کوئی نہیں دیکھا، جس جگہ کفار کی تلواروں اور نیزوں کا زور ہوتا تو ہم ان کے زیر بازو پناہ گزیں ہو کر جنگ کرتے''۔ دیکھو کتاب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مرزا صاحب نے اپنی بزدلی کے باعث جہاد ہی حرام کر دیا۔ اور کفار کو خوش کرنے کے واسطے دنیاوی جاہ طلبی کی غرض سے لکھتے ہیں کہ: ''میں خونی مسیح و خونی مہدی نہیں ہوں، میں نے جہاد حرام کر دیا ہے''۔ ؂

زاہد نہ داشت تاب وصال پری رخاں — کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

شتر مرغ کی طرح دعویٰ کرنے میں شیر، اور عمل کرنے میں لومڑی۔ شتر مرغ کا دعویٰ ہے کہ میں اونٹ ہوں اور مرغ بھی ہوں، مگر جب کہا جاتا ہے کہ آؤ بوجھ اٹھاؤ اور ہم کو منزل مقصود تک پہنچاؤ تو جواب دیتا ہے کہ میں تو مرغ ہوں، میرے پر بازو دیکھو، کبھی مرغ بھی بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اور کہا جائے اچھا اُڑ کر دکھاؤ، تو جواب دیتا ہے کہ میں اونٹ ہوں میرے

پاؤں دیکھو، کبھی اونٹ بھی پرواز کر سکتے ہیں۔ غرض جب مرغ کام کرنے پڑا، تو اونٹ کہہ کر بچ جاتا ہے اور جب اونٹ کا کام کرنے کو کہا جاتا ہے، مرغ کہہ کر پیچھا چھوڑاتا ہے۔ ایسا ہی! مرزا صاحب نہ تو سچے مسیح موعود تھے اور نہ سچے مہدی۔ مسیح کے کام کرنے کو کہا جاتا تو مہدی بن جاتے اور مہدی کے کام پیش کئے جاتے تو مسیح؟ اگر زیادہ تقاضا کیا جاتا تو مریم اور مجدد۔ مولوی صاحب یہ تو بتادیں کہ مجدد اور مریم بھی نبی اللہ تھے؟

جواب مولوی صاحب: مرزا صاحب کو کامیابی ہوئی اس واسطے سچے نبی تھے، کیونکہ جھوٹے نبی کو کامیابی نہیں ہوتی۔

جواب الجواب: صالح بن طریف کو اس قدر کامیابی ہوئی بادشاہ بن گیا۔ اور تین سو برس تک نبوت وسلطنت اس کے خاندان میں رہی اور کامیاب ایسا کہ دعویٰ الہام ونبوت کے ساتھ ۴۷ برس زندہ رہا، اور اپنی موت سے مرا۔ حالانکہ جنگ کرتا رہا اور ہلاک نہ ہوا۔ مولوی صاحب بتائیں کہ یہ کاذب تھا یا کہ آپ کے معیار کے مطابق سچا نبی تھا؟ کیونکہ کامیاب ایسا ہوا کہ مرزا صاحب کی کامیابی اس کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اور باوجود جنگ کے ہلاک نہ ہوا، اور اپنی موت سے مرا۔ اور مہلت بھی مرزا صاحب سے زیادہ پائی۔ (مفصل دیکھنا ہو تو تاریخ ابن خلدون، جلد۶، صفحہ۲۰۸)

جواب مولوی صاحب: کیا مسیلمہ کذاب واسود عنسی کو بھی یہ کامیابی ہوئی؟

جواب الجواب: مسیلمہ کذاب کو مرزا صاحب سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔ افسوس! آپ کو مرزا صاحب کی کتابوں پر عبور نہیں مرزا صاحب ''ازالہ اوہام'' ص اول میں لکھتے ہیں کہ: ''مسیلمہ کذاب کو پانچ ہفتہ کے قلیل عرصہ میں یہ کامیابی ہوئی کہ لاکھ سے اوپر اس کے پیرو ہوگئے''۔

مولوی صاحب خدا کو حاضر وناظر کر کے بتاؤ کہ مرزا صاحب کے بھی پانچ ہفتہ کے عرصہ میں لاکھ سے اوپر مرید ہوئے تھے؟ ہرگز نہیں۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ: ''ستر ہزار میرا مرید ہے''۔ یہ اس وقت کی تحریر ہے جبکہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب ''نزول مسیح'' لکھی اور یہ ظاہر ہے کہ یہ کتاب دعویٰ کے کئی برس کے بعد مرزا صاحب نے لکھی۔ اب روزِ روشن کی طرح ثابت ہوا کہ مسیلمہ کی کامیابی مرید بنانے میں کس قدر افضل وزیادہ ہے۔ مرزا صاحب سے وہ سچا نبی نہ مانا گیا، تو مرزا صاحب کس طرح سچے نبی مانے جائیں؟ مولوی صاحب! آج دنیا دلیل اور ثبوت مانگتی ہے۔ اگر بسبب اسباب زمانہ مرزا صاحب کو کچھ ترقی ہوئی تو ان کے ساتھ مخالفین کو ان سے زیادہ ترقی ہوئی۔ آریہ ساجیوں کی ترقی دیکھو، عیسائیوں کی ترقی دیکھو، برہم ساجیوں کی ترقی دیکھو، تو آپ کو شرم آئے گی کہ ہم کس کا نام لے رہے ہیں۔ جس کی ترقی مخالفین کی ترقی کے سامنے پاسنگ ہے۔ ہاں جھوٹ بول بول کر دل خوش کرنا ہے یا سادہ لوحوں کو جو عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے پھنس گئے ہیں، ان کے قابو رکھنے کے واسطے یہ حربہ ہے، تو مبارک ہو۔

جواب مولوی صاحب: مرزا صاحب کے زمانہ الہام ووحی کے برابر جو ایک عرصۂ دراز تک جاری رہا۔ کسی مدعی نبوت کاذبہ کی زندگی سے پیش کر کے دکھاؤ اور پھر اس کی کامیابی دکھاؤ۔ تو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کس پایۂ کے بزرگ نبی اور بزرگ رسول تھے۔

جواب الجواب: اوپر دیکھایا گیا ہے۔ اس کا ملاحظہ کر کے جواب دو کہ صالح بن طریف جو ۴۷ برس دعویٰ وحی والہام سے زندہ رہا اور آخر اپنی موت مرا۔ حالانکہ جنگوں میں شریک رہا۔ اور کامیاب ایسا کہ معمولی شخص سے بادشاہ بن گیا۔ مرزا صاحب تو قادیان کے حاکم نہ ہوئے۔ اب بتاؤ کہ مرزا صاحب بزرگ ہیں اور نبی ورسول ہیں، تو صالح ان کے

مقابل کتنے درجہ بڑھ کر بقول آپ کے بزرگ نبی و رسول ہے؟ آپ نے پانچویں امر کا جواب نہیں دیا کہ ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ میں نبیہ ہوں۔ جب بادشاہ نے پوچھا کہ تو رسول اللہ کو مانتی ہے؟ حدیثوں کو مانتی ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہاں۔ تو خلیفہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو فرماتے ہیں: ”**لا نبی بعدی**“. تو اس عورت نے جواب دیا کہ حدیث میں مرد نبی کی ممانعت ہے یہ کہاں فرمایا کہ عورت نبی نہ ہوگی۔ ایسا ہی مرزا صاحب اور مرزائی کہتے ہیں کہ غیر تشریعی نبی کی کہاں ممانعت ہے۔ پس اس عورت کی طرح مرزا صاحب کی نبوت کا ذبہ تسلیم کریں۔

نویں آیت: ﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ﴾ اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ محبت اللہ تعالیٰ کی حضرت خاتم النّبیین ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا ذریعہ حضرت خاتم النّبیین ﷺ کی پیروی فرمائی ہے، تو پھر دوسرا نبی کیوں آئے؟ کیونکہ جب دوسرا نبی آئے گا، تو پھر رسول اللہ ﷺ کی محبت بجائے ایک رسول کے دو رسولوں میں منقسم ہوگی اور جدید نبی کی محبت رکھ کر اس کی امت اس کی پیروی کرے گی، تو اس صورت میں امتِ محمدی سے خارج ہو کر جدید امت ہوگی، جو خدا کو نامنظور ہے۔

جواب مولوی صاحب:

یہ آیت بھی امکان نبی کی نفی نہیں کرتی۔ اس واسطے کہ جب آنحضرت کی پیروی انسان کو محبوب الٰہی بنا دیتی ہے اور محبوبیت کے اعلیٰ مرتبہ کا نام نبوت و رسالت ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کی پیروی کے طفیل جب محبوبیت ملتی ہے تو نبوت بھی مل سکتی ہے اور رسالت بھی مل سکتی ہے۔

جواب الجواب: محبوبیت کو نبوت و رسالت سمجھنا غلط ہے۔ خدا تعالیٰ کے محبوب تو رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے ہزاروں لاکھوں محبوبیت کے مرتبہ کو ہر ایک زمانہ میں پہنچتے رہے، مگر محبوب ہونے کے باعث نبی رسول کوئی نہ ہوا، بلکہ جس نے دعویٰ کیا کافر ہوا۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کہلائے، مگر نبی نہ کہلائے۔ کسی اولیاء اللہ کا نام لو، جو پیروی حضرت خاتم النّبیین ﷺ سے محبوب ہوا، اور پھر محبوبیت سے رسالت و نبوت کا مدعی ہوا؟

دوم: پھر وہی اعتراض وارد ہوتا ہے کہ رسالت و نبوت کیسی ہوئی جو کہ پیروی سے مل سکتی ہے۔ حالانکہ آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ نبوت و رسالت کسبی نہیں بخشش الٰہی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے نبی کو خاص کر لیتا ہے۔

سوم: وہی اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب مرزا صاحب کی پیروی ناقص ہے کہ دو تین رکنِ دین ادا نہیں کئے، نہ تو جہاد نفسی کیا اور نہ ہی حج خانۂ کعبہ کیا، نہ ہجرت کی۔ تو پیروی ناقص ہوئی۔ پس جس کی پیروی ناقص اس کی محبوبیت ناقص اور جس کی محبوبیت ناقص اس کا نبی اور رسول ہونا ناممکن ہے۔

جواب مولوی صاحب: آنحضرت کی پیروی سے امت کو نبوت کا ملنا آپ کی شان دوبالا کرتا ہے۔

جواب الجواب: اگر محمد ﷺ کی پیروی سے نبوت کا ملنا جائز ہوتا، تو بھلا اور دوسرا شخص یعنی مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے دعویٰ سے آنحضرت ﷺ کیوں ناراض ہوئے؟ اور ان کو امت سے خارج کر کے کفر کا فتویٰ دیا اور ان کے ساتھ کافروں کی طرح جنگ کرنے کا حکم دیا۔ قول و فعل رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے برخلاف آپ کا یہ کہنا کہ

دعویٰ نبوت سے شان نبوت دوبالا ہوتی ہے، غلط اور من گھڑت ہے۔ کوئی حدیث ہے تو بتاؤ، جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو کہ میری امت میں مدعیان نبوت میری شان کے دوبالا کرنے والے ہیں۔ ورنہ خوف خدا کرو، رسول اللہ ﷺ سے شرماؤ۔

جواب مولوی صاحب: باقی رہا ایسے جدید نبی کا آنا کہ جس کے آنے سے خلل پیدا ہوسکتا ہے، ایسے جدید نبی کے ہم بھی قائل نہیں، جو اپنے سلسلہ اور اپنی امت کے لحاظ سے بالکل الگ ہو۔ پھر جب مسیح موعود جیسے نبی اللہ کے آنے کے وقت ہوگا کہ ایمان ثریا پر چلا گیا ہوگا۔ پس ایسی صورت میں مسیح موعود جیسے موعود نبی کا آنا مزاحم نہیں ہوسکتا۔

جواب الجواب: شکر ہے کہ آپ نے یہ تو مان لیا کہ جس جدید نبی کی امت، محمد ﷺ کی امت سے الگ ہو، ویسا نبی نہیں آسکتا۔ اب فیصلہ آسان ہے، اگر ثابت ہو جائے کہ مرزا صاحب کی جماعت مسلمانوں سے الگ ہے، تو پھر تو مرزا صاحب انہیں کاذب نبیوں سے ہوں گے جن کی جماعتوں کے عقائد الگ تھے۔ مولوی صاحب ایمان سے فرمائیں کہ آپ کی جماعت الگ نہیں؟ تو مسلمانوں کے جنازے کیوں نہیں پڑھتے؟

دوم: ان کے ساتھ رشتے ناطے کیوں منع ہیں؟

سوم: ان کے ساتھ مل کر نماز فرائض کیوں ادا نہیں کرتے؟

چہارم: ان کے ساتھ السلام علیکم کیوں نہیں کرتے؟ میرے پاس اکمل صاحب کی تحریر موجود ہے کہ جب میں نے ان کو لکھا کہ تم نے خط میں السلام علیکم کیوں نہیں لکھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میرا مذہب مجھ کو اجازت نہیں دیتا۔ حکیم نور الدین صاحب نے لکھا کہ ہمارا اسلام اور ہے اور دوسرے مسلمانوں کا اور ہے۔ افسوس! مولوی صاحب آپ کو اپنے گھر کی خبر نہیں۔

دوم: ثریا سے ایمان لانے والا تو نبی نہیں تھا۔ آپ خود ہی کہا کرتے ہیں کہ رجل فارسی ثریا سے ایمان واپس لائے گا۔ مگر رجل فارسی حضرت سلمان فارسی تو نبی نہ تھے اور نہ کسی حدیث میں ہے کہ رجل فارسی نبی ہوگا۔ آپ ہوش بجا رکھ کر جواب دیں۔

جواب مولوی صاحب: یہ اصل میں لغو اور غلط ہے کہ کسی دوسرے رسول و نبی کی محبت سے آنحضرت کی محبت میں فرق آجاتا ہے۔ میاں پیر بخش کو آنحضرت کی محبت کے سوا دوسرے نبیوں اور رسولوں سے، جو پہلے ہو گزرے ہیں عداوت ومخالفت ہے؟

جواب الجواب: مولوی صاحب بھی غضب کی لیاقت رکھتے ہیں اور قیاس مع الفارق کی خوب مٹی پلید کرتے ہیں۔ مثل مشہور ہے: مولوی صاحب جیسا ایک شخص تمام رات حضرت یوسف علیہ السلام و زلیخا کا قصہ سنتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو پوچھنے لگا زلیخا مرد تھی یا عورت۔ ایسا ہی مولوی صاحب کا حال ہے کہ مرزا صاحب کی نبوت کے امکان ثابت کرنے کی دھن نے مخبوط الحواس کر دیا ہے کہ امکان ثابت کرنے لگے تھے ایسے جدید نبی اور رسول کی جو حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے بعد پیدا ہوا، مگر جب اعتراض کا جواب نہ دے سکے، تو پہلے نبیوں کی محبت کی نظیر دے کر جواب دیتے ہیں۔ کیسی بدبخت ہے وہ جماعت جس کے علماء ایسے فاضل اجل ہوں جو کہ ماسبق اور مابعد میں فرق نہ جانتے ہوں۔ صحیح جواب ایک بات کا بھی نہیں دے سکتے۔ سوال دیگر، جواب دیگر دے کر دل خوش کر لیتے ہیں تا کہ اپنے سادہ لوحوں کو شیخی کر کے بتائیں کہ ہم نے خوب لمبے لمبے جواب دیئے اور سخت کلامی سے مخالف کی خوب گت بنائی اور یہ نہیں جانتے کہ

تا مرد سخن نگفتہ باشد   عیب وہنرش نہفتہ باشد

کا اصول جاہلوں کے واسطے باعث پردہ پوشی ہے۔ موٹی بات تھی کہ محبت کے معاملہ میں

دوئی جائز نہیں

خیال ایں وآن حاشا نگنجد دردل مجنون   بلیلے ہر کہ گردید آشنا محمل نمی داند

جو عاشق صادق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہے، وہ تو اس کا درِ فیض چھوڑ کر اس کے ''غلام نمک حرام'' کی جو کہ غلامی چھوڑ کو خود آقا بن بیٹھا ہے، ہرگز محبت نہیں رکھ سکتا۔ باطل پرست جس کے دل میں مسیلمہ پرستی کا مادہ ہے، وہ بدبخت ازلی جسے چاہے نبی مانے اور اس سے محبت گانٹھے۔ جیسا کہ مسلمان حضرت خلاصہ موجودات افضل الرسل خاتم النّبیین ﷺ سے محبت رکھتے ہیں، بیشک پہلے نبیوں سے ایسی نہیں رکھتے، کیونکہ ان کے ساتھ طفیلی محبت ہے اور حضرت محمد ﷺ کی اصل محبت ہے۔

دسویں آیت: ﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (سورہ تغابن) اگر بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے سلسلۂ انبیاء ورسل جاری رکھنا خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا اور بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی سچا رسول پیدا ہونا ہوتا اور اس کی پیروی ذریعہ نجات ہوتی، تو اللہ تعالیٰ بجائے لفظ رسول کے رسل صیغہ جمع سے ارشاد فرماتا۔ چونکہ رسل جمع کا صیغہ نہیں فرمایا، اس واسطے ثابت ہوا کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی سچا نبی پیدا نہ ہوگا۔

جواب مولوی صاحب: مجھے اس استدلال سے ایک دہاتی ملّا کا قصہ یاد آیا کہ ایک لڑکے کو کھجور سے اتارنے کے واسطے وہ قاعدہ استعمال کیا جو چاہ سے نکالنے کے واسطے تھا یعنی رسّہ سے کھینچا۔ اور اس جاہل ملا کو یہ تمیز نہ ہوئی کہ رسّہ کا استعمال بے موقعہ ہے۔ اسی طرح اس آیت کا استعمال عدم امکان نبی بعد از حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے لئے، بے موقعہ اور غلط ہے۔

جواب الجواب: مولوی صاحب کے پاس چونکہ کوئی ثبوت شرعی نہ تھا، جس سے

ثابت ہوتا کہ بعد آنحضرت ﷺ کے جدید نبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس واسطے جاہلوں والے ڈھکوسلے لگانے شروع کر دیئے اور طول طویل عبارت لایعنی سے دو صفحے بھر دیئے۔ اور ایک بات بھی مطلب کی نہ کی۔ افسوس......! مولانا روم نے ایسے مولویوں کی نسبت لکھا ہے:

ع   مولوی گشتی و آگاہ نیستی

اگر مولوی صاحب آگاہ ہوتے تو سمجھ جاتے کہ یہ حکایت تو اس جماعت پر صادق آتی ہے جو ﴿بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ﴾ کے معنی وحی مرزا غلام احمد کرتی ہے۔ سینکڑوں مفسرین قرآن شریف کے ہیں کسی مفسر نے بھی نہیں لکھا کہ بِالْاٰخِرَۃِ سے وحی آخرت مراد ہے۔ اور وحی آخرت بالکل بے موقعہ اور غلط ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کی فصاحت وبلاغت سے بعید ہے کہ خلاف محاورہ عرب کلام نازل فرمائے۔ کیونکہ ''قبل'' کے مقابل ''بعد'' ہوا کرتا ہے۔ اور ''اول'' کے مقابل ''آخر''۔ نہ کہ ''قبل'' کے مقابل ''آخر'' بولا جاتا ہے۔ مولوی صاحب نے جو حکایت بیان کی یہ ان کے اپنے مطابقِ حال ہے۔ انجمن تائیدالاسلام کے اراکین پر چسپاں نہیں ہوسکتی۔

جواب مولوی صاحب: ﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ سے یہ استدلال کہ صیغہ جمع کا نہ لانا اس بات کا ثبوت ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ قابل تسلیم نہیں، کیونکہ ﴿اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ کے فقرہ سے ''الرَّسُوْل'' سے مراد ہر وہ رسول ہوسکتا ہے جو آنحضرت کے بعد آپ کے مقاصد کی پیروی کے لئے آئے۔ جیسے حضرت مسیح موعود جو خدا کے رسول اور نبی ہیں اور جن کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے۔

جواب الجواب: مولوی صاحب علم کی شیخی تو بڑی مارتے ہیں اور حال یہ ہے کہ دعویٰ

کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں۔ جس کو مصادر علی المطلوب کہتے ہیں جو کہ اہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا نبی اللہ ہونے پر موقوف ہے، پہلے نبی اللہ ہوں تو پھر مسیح موعود ہوں۔ اور نبی اللہ کا بعد آنحضرت ﷺ کے ہونا، ناممکن ہے۔ اسی واسطے یہ بحث ہو رہی ہے اور یہ آیت پیش کی ہے کہ "الرَّسُوْل" کی جگہ "الرُّسُل" ہوتا، اگر کوئی جدید نبی بعد آنحضرت ﷺ کے آنا ہوتا۔ ابھی امکان تو جدید نبی کا ثابت نہیں ہوا، مرزا صاحب کو مسیح موعود تصور کر کے پیش کرتے ہیں جو کہ ان کا منعِ علم ثابت کرتا ہے۔ مولوی صاحب سے کوئی پوچھے کہ پھر امکان پر بحث کیوں کرتے ہو، جب مرزا صاحب بلا دلیل مسیح موعود ہیں اور مسیح نبی اللہ ہے، تو پھر بعد آنحضرت ﷺ نبی کا آنا ثابت ہوگیا۔ مگر یہ استدلال اسی وقت قبول ہو سکتا ہے جب کہ سب اہل علم دنیا سے اُٹھ جائیں۔ تعجب کے ساتھ ہی ﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ﴾ اور ﴿یٰاَیُّهَا الرُّسُل﴾ پیش کر کے تسلیم کر رہے ہیں کہ جب ارادۂ خداوندی ایک سے زیادہ رسولوں کا ذکر کرنا منظور ہوتا ہے، تو اس موقعہ پر "رُسُل" کا لفظ خدا تعالیٰ استعمال فرماتا ہے۔ ایسا ہی جب آنحضرت ﷺ کے بعد کسی جدید نبی کا لفظ استعمال نہ فرمایا، جس سے ثابت ہوا کہ قیامت تک "الرسول" یعنی آنحضرت ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے۔ اور اس کے سوا اگر کوئی دوسرا شخص جدید نبی ہونے کا مدعی ہو، تو کافر ہے۔ افسوس! مولوی صاحب کو اپنے مرشد مرزا صاحب کا مذہب بھی بھول گیا کہ وہ "ازالہ اوہام" میں صاف صاف لکھتے ہیں کہ: "نزول مسیح کا عقیدہ ہمارے ایمانیات کی جزو یا رکن دین سے کوئی رکن دین و جزو ایمان نہیں"۔ جب مرزا صاحب پر ایمان لانا بقول ان کے جزو ایمان نہیں، پھر مرزا صاحب نبی و رسول کیوں کر ہو سکتے ہیں۔

جواب مولوی صاحب: بلکہ امت واحدہ جو امت محمدیہ ہے۔ سب رسول اسی

ایک امت کے لئے عند الضرورت آیا کریں گے۔

جواب الجواب: اگر ضرورت جدید نبی تسلیم کریں گے تو دین کامل نہ رہا اور قرآن شریف اور شریعت محمد ﷺ نامکمل ثابت ہوگی، کیونکہ بقول مولوی صاحب عند الضرورت رسول آئیں گے، تو نہ دین کامل ہوا اور نہ نعمت نبوت بدرجہ اتمام پہنچی۔ اور یہ صریح نصوص ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾ کے خلاف ہے۔ پس مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ "عند الضرورت" اُمت محمدیہ میں رسول آیا کریں گے۔ غلط ہے۔

ناظرین کرام: آپ نے دیکھ لیا کہ مولوی صاحب نے تردید عدم امکان جدید نبی بعد از حضرت خاتم النّبیین ﷺ میں ایک آیت بھی پیش نہیں کی، جس میں فرمایا گیا ہو کہ "اے محمد ﷺ ہم تمہارے بعد کوئی جدید نبی پیدا کریں گے"۔ اور کوئی آیت بھی پیش نہیں کی جس میں لکھا ہو "سلسلۂ انبیاء ورسل بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جاری ہے" اور نہ ہی کوئی ایسی آیت پیش کی جو اس کے عکس ہوتی۔ یعنی کوئی آیت پیش کرتے جس میں لکھا ہوتا کہ آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین نہیں۔ صرف طول طویل منگھڑت باتوں سے نصوصِ قرآنی کو ٹال دیا ہے۔ حالانکہ مولوی صاحب سے پہلے کہا گیا تھا کہ تضارب اور تدافع جو کہ حرام ہے، اس پر عمل کر کے جواب نہ دینا۔ تضارب وتدافع کی صورت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "هلک من كان قبلكم بهذا ضرب كتاب الله بعضه ببعض" یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: "تم سے پہلے لوگ یعنی یہود ونصاریٰ اس لئے تباہ ہوئے کہ جس پر انہوں نے خدا کی کتاب کو بعض کو بعض سے لڑایا"۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی یہ حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں: "میں کہتا ہوں کہ قرآن کے اندر مجادلہ حرام ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک حکم کو جو قرآن کے اندر

منصوص ہے کسی شبہ سے جو اس کے دل میں واقع ہوا ہے رد کرے''۔ جیسا کہ مولوی غلام رسول صاحب نے صریح نص خاتم النّبیین اور دوسری آیتیں جو اس کی تائید میں ہیں، ان سب کو صرف اپنی ہوائے نفس سے رد کیا ہے اور آنحضرت ﷺ کی حدیث ''المراء فی القرآن کفر'' کی تکذیب کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حالت پر رحم فرمائے۔ آمین!

احادیث پیش کردہ کا جواب منجانب مولوی غلام رسول صاحب اور خاکسار کی طرف سے جواب الجواب

پہلی حدیث:

''سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی اللّٰه و أنا خاتم النبیین لا نبی بعدی''......(الخ)۔ (ترمذی، ابوداؤد وغیرہ)

ترجمہ: ''میری امت میں تیس ۳۰ جھوٹے نبی ہونے والے ہیں، ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ میں نبی اللہ ہوں، حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

جواب مولوی صاحب: اس حدیث نقل کردہ میں چار باتیں پیش کی گئی ہیں۔

جواب الجواب: مولوی صاحب نے میری وجوہ استدلال جو کہ پانچ تھے، اختصار کے طور پر بھی نقل نہیں کیں اور منگھڑت باتوں کا جواب دینے لگے ہیں۔

جواب مولوی: اول یہ کہ عنقریب زمانہ میں میری امت کے لوگوں میں ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے۔

جواب الجواب: حدیث میں یہ نہیں لکھا کہ فتنہ پیدا ہونے والا ہے، وہاں تو صاف لکھا ہے کہ مدعیان نبوت کاذبہ ہوں گے۔

جواب مولوی صاحب: دوسرا یہ کہ تیس دجالوں کا دعویٰ نبوت کاذبہ ہے۔ تیسرے یہ کہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ چوتھے یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ حدیث میں لفظ ''سیکون'' جو مضارع ہے اور بدلالت حرف سین مستقبل قریب کے معتدل کے لئے خاص ہے، اس لئے ہم مستقبل بعید کے معنوں میں استعمال نہیں کریں گے۔ اور زمانہ مسیح موعود کے ظہور سے پہلے تسلیم کرنا پڑے گا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کا دعویٰ نبوت درست ہے، کیونکہ تیس کے بعد مستقبل بعید کے زمانہ میں ہوا۔ اس واسطے مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت صادقہ ہے۔

جواب الجواب: خاتم النّبیین میں الف لام استغراقی ہے، اور ''لا نبی بعدی'' میں جو خاتم النّبیین کے معنی رسول اللہ ﷺ نے خود فرما دیئے۔ لانفی جنس صفت نبوت ہے۔ پھر حضور ﷺ کی تفسیر و معانی کا مقابلہ اپنے من گھڑت دلائل سے کرنا بھی مجادلہ ہے جو کہ شریعتِ اسلامی میں حرام ہے۔ مضارع پر سین جو استقبال کے واسطے ہے اس کی دو قسم بیان کر کے مسیح موعود کو مستثنیٰ کرنا بالکل غلط ہے، کیونکہ ''لا نبی بعدی'' میں زمانہ بعدیت کی کوئی حد مقرر نہیں، جب زمانہ بعدیت نبی آخر الزمان ﷺ کے سلسلہ کا قیامت تک دامن دراز ہے۔ اور نزول مسیح ایک نشان قیامت ہے ﴿اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ نص قطعی سے ثابت ہے، تو آپ کا حد مقرر کرنا رسول اللہ ﷺ پر افتراء اور اس کے کلام میں تحریف کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ کہاں فرمایا ہے کہ فلاں زمانہ تک جھوٹے مدعیان نبوت ختم ہو جائیں گے۔ باقی رہی دجال اور دجالی فتنہ کی بحث فضول ہے، کیونکہ بحث کاذب مدعیان پر ہے نہ کہ دجال اکبر میں، جو کہ علامات قیامت سے ایک علامت ہے نزول مسیح کی طرح۔ آپ نے تو یہ جواب دینا تھا کہ بعد آنحضرت ﷺ کے اس حدیث پیش کردہ سے جدید نبیوں کا آنا

ممکن ہے۔ افسوس! آپ نے خارج از بحث باتوں کو درمیان میں لاکر ناحق اوراق سیاہ کر دیئے ہیں۔ کہاں فتنہ دجال اور کہاں عیسائی گروہ۔ اگر عیسائی گروہ فتنہ دجال ہوتے تو آنحضرت ﷺ صاف صاف فرماتے، کیونکہ عیسائی حضور علیہ السلام کے وقت تھے اور آکر بحث ومباحثہ کیا کرتے تھے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ تو فرماتے ہیں کہ دجال یہود سے ہوگا۔ اور مرزاصاحب اور آپ کے مرید عیسائیوں کو دجال کہتے ہیں۔ پس یہ غلط ہے کہ عیسائیوں کا فتنہ دجال اکبر ہے، کیونکہ دجال یہودی ہوگا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا معہ جماعت صحابہ ابن صیاد یہودی کے گھر جانا ثابت کررہا ہے۔ اگر عیسائی دجال ہوتے تو رسول اللہ یہود کے گھر کیوں جاتے۔ جیسا ابن صیاد کا قصہ حدیث میں ہے۔

جواب مولوی صاحب: مسیح موعود کے پہلے پہلے ان سب دجالوں کا ظہور ضروری ہے، نہ کہ بعد ظہور مسیح موعود۔

جواب الجواب: یہ بھی واقعات نے غلط ثابت کردیا، کیونکہ مرزاصاحب کے بعد میاں نبی بخش مرزائی مدعی نبوت کاذبہ ہوا۔ دوسرا شخص میاں عبداللطیف مرزائی ساکن ''گنہ چور ضلع جالندھر'' مدعی نبوت کاذبہ ہوا۔ تو آپ کے اقرار سے مرزاصاحب سچے مسیح موعود نہ ہوئے، کیونکہ دجالوں کے بعد حضرت مسیح موعود آنے والا ہے۔ مرزاصاحب کے بعد چونکہ دواور دجال ہوئے۔ تو ثابت ہوا کہ مرزاصاحب بھی دجال ہی ہیں۔

دوم: جب دجال کا آنا اور مسیح موعود کے ہاتھ سے قتل ہونا موعود ہے اور مرزا کے وقت وہ دجال شخصِ واحد جس کا حلیہ حضور علیہ السلام نے ابن قطن کے مشابہ فرمایا، وہ دجال ابھی نہیں آیا۔ اور مرزاصاحب کو دس برس گزرے کہ فوت بھی ہوگئے۔ تو ثابت ہوا کہ سچے مسیح موعود

نہ تھے، کیونکہ ان کے وقت دجال جو ابن قطن کے مشابہ تھا، نہ آیا اور نہ ان کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ بلکہ ثابت ہوا کہ مرزاصاحب مدعی نبوت کاذبہ ہوکر انہیں تیس میں تھے۔

سوم: ''سیکون'' جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور مضارع ہے۔ ایسا ہی ''سیکون'' بخاری کی حدیث میں ہے: ''**سیکون خلفاء**''، کیا یہ بھی مضارع مستقبل قریب معنوں کے لئے خاص ہے اور اسلامی خلیفے ختم ہوچکے ہیں۔ افسوس! ایسے استدلال پر کہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے ہو، مگر باز نہیں آتے، ہٹ دھرمی کے عامل ہو۔

جواب مولوی صاحب: پھر امت میں ایسے لوگ کہ جنہوں نے وضعی حدیثیں بنائی ہیں، وہ بھی دجال ہی ہیں۔

جواب الجواب: افسوس مولوی صاحب! وضعی حدیثیں بنانے والے مدعیان نبوت نہ تھے۔ آپ ہوش بجارکھیں اور اصل مسئلہ ''امکان نبوت'' سے باہر نہ جائیں۔ ''**کلھم یزعم انہ نبی اللّٰہ**'' تو خاص مدعیان نبوت کاذبہ کے واسطے ہے۔ جیسا کہ مرزاصاحب کو زعم ہوا ہے کہ اپنے استغراقی خیالات کو وحی سمجھ کر اشتہار دے دیتے تھے کہ ایسا ہوگا، یہ میری پیشگوئی پوری نہ ہوتو جھوٹا ہوں، مجھ کو گدھے پر سوار کرو، پھانسی پر لٹکاؤ۔ جیسا کہ عبداللہ آتھم عیسائی کی موت کی پیش گوئی اور منکوحہ آسمانی کی پیشگوئی وغیرہ میں کیا۔ مگر جب جھوٹی نکلیں تو بجائے اس کے کہ شیطانی القا اور وساوس سمجھتے، تاویلات باطلہ کرکے ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کے مصداق ہوئے۔ یہ حضرت کے الفاظ خاص مرزاصاحب کے واسطے ہیں، کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ افترا کریں گے، بلکہ یہ فرمایا کہ زعم کریں گے۔

جواب مولوی صاحب: پس فقرہ ''خاتم النّبیین'' اور فقرہ ''**لا نبی بعدی**'' اس حدیث پیش کردہ میں دجالوں کے دعویٰ نبوت کی نفی وتردید کرتا ہے، نہ کہ آنے والے مسیح

موعود کی، جو خدا کے سچے مرسل اور نبی ہیں۔

جواب الجواب: مولوی صاحب! اگر مرزا صاحب اپنی تحریروں اور الہامات سے دجال ثابت ہوں اور میں حدیث سے ثابت کردوں کہ جو صفت دجال کی ہے وہ صفت مرزا صاحب میں تھی، تو پھر مانوں گے؟ یا بے شرمی اور بے غیرتی کا بھلا منا کر پھر ڈھاک کے وہی پات ہی دکھاؤ گے؟ سنو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”اِنّ بین یدی الساعة الدجال وبین یدی الدجال کذابون ثلاثون أو أکثر قیل ما آیتهم قال أن یأتوکم بسنة لم تکونوا علیها یغیرون بها سنتکم ودینکم فاذا رأیتموهم فاجتنبوهم وعادوهم“ (رواہ الطبرانی عن ابن عمر)۔ یعنی ”طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ دجال سے پہلے تیس یا زیادہ کذاب ہوں گے۔ پوچھا گیا کہ ان کی کیا نشانی ہے فرمایا کہ وہ تمہارے پاس وہ طریقہ لے کر آئیں گے جو ہمارے طریقہ کے برخلاف ہوگا۔ جس کے ذریعہ سے وہ تمہارے طریقہ اور دین کو بدل ڈالیں گے، جب تم ایسا دیکھو تو تم ان سے پرہیز کرو اور عداوت کرو۔ (دیکھو کنز العمال، جلد۷ صفحہ ۱۷۱)

اب ہم ذیل میں لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کیا لے کر آئے، جس سے دین اسلام بدل دیا اور وہ طریقے اسلام کے برخلاف ہیں۔

بدعت اول: مسئلہ اوتار ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ: ”میں راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں بڑا اوتار تھا“۔

(دیکھو لیکچر سیالکوٹ، مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء)۔

پس مولوی صاحب اسلام کی کتابوں میں اوتار کا مسئلہ دکھا دیں یا مرزا صاحب کا دجال ہونا تسلیم کریں، کیونکہ کرشن ہندو اور قیامت کا منکر اور تناسخ کا قائل تھا۔

دوسری بدعت: ابن اللہ ہونے کی ہے۔ مسلمانوں کی کسی کتاب میں نہیں لکھا کہ انسان خدا کا بیٹا ہوسکتا ہے۔ مگر مرزا صاحب کے الہامات سے ثابت ہے کہ خدا ان کو بیٹا اور اولاد کر کے پکارتا ہے۔ دیکھو الہام مرزا صاحب: ”أنت منی بمنزلة ولدی، انت منی بمنزلة اولادی، أنت من مائنا وهم من فشل“ یعنی اے مرزا تو ہمارے پانی سے ہے یعنی نطفہ سے اور دوسرے لوگ خشکی سے۔

تیسری بدعت: محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانی کا مسئلہ جو کہ تناسخ ہی ہے۔

چوتھی بدعت: قرآن شریف کی آیات کا دوبارہ مرزا صاحب پر نازل ہونا۔

پانچویں بدعت: انبیاء علیہم السلام کی معصومیت کا اظہار کر کے ان کے خاطی ہونے کا مسئلہ۔ جیسا کہ لکھتے ہیں: ”اجتہادی غلطی سب نبیوں سے ہوا کرتی ہے۔ اور اس میں سب ہمارے شریک ہیں۔ (دیکھو اخبار بدر، مورخہ ۷ مارچ ۱۹۰۱ء)۔ پھر لکھتے: ”محمد ﷺ نے امت کے سمجھانے کے واسطے اپنا غلطی کھانا بھی ظاہر فرمایا“۔ (دیکھو ازالہ اوہام، ص۴۰۷)

چھٹی بدعت: عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور میں مسیح موعود ہوں۔ حالانکہ اجتماع امت اصالتہً نزول پر ہے جو کہ انجیل و قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

ساتویں بدعت: مرزا صاحب نے اپنی فضیلت رسول اللہ ﷺ پر ظاہر کی۔ چنانچہ قصیدہ اعجازیہ میں لکھتے ہیں کہ: ”حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے تو چاند گہن ہوا تھا۔ اور میرے واسطے چاند اور سورج دونوں کا۔ پس تو میرے مرتبہ کا اب بھی انکار کرے گا۔

(دیکھو قصیدہ اعجازیہ، ص۷۱)

اب مولوی صاحب بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی علامتیں دجالوں کی بتائی ہیں، جو دجال اکبر سے پہلے آئیں گے۔ جب وہی ختم نہیں ہوئے تو نہ بڑا دجال آیا،

مرزا صاحب کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ بلکہ مرزا صاحب نے دین میں مذکورہ بالا بدعات داخل کیں جو کہ دجال کی علامت ونشان، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تو ثابت جو کہ مرزا صاحب حسبِ فرمان حضرت خاتم النّبیین ﷺ دجال ہوئے، جنہوں نے دینِ اسلام کو بدل ڈالا۔ جن سے پرہیز کرنے اور عدوات رکھنے کا حکم ہے۔ مولوی صاحب خدا کا خوف کرو اور یوم الآخرت کو یاد کر کے خدا کے غضب سے ڈرو۔ اور جلد دجال کی پیروی سے توبہ کرو۔ خدا آپ کو حق قبول کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)۔

دوسری حدیث :

"کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاءُ کلّما هلک نبیٌّ خَلَفَهٗ نبیٌّ وانّه لا نبی بعدی وسیکون خلفاءُ فیکثرون". (صحیح بخاری، ص۴۹۱)

جواب مولوی صاحب: اس حدیث کے متعلق صفحات سابقہ میں کافی جواب دیا جا چکا ہے وہاں سے ملاحظہ ہو۔

جواب الجواب: جواب کافی نہیں ہو چکا آپ نے کسی حدیث یا آیت سے ثابت نہیں کیا کہ بعد آنحضرت ﷺ کے غیر تشریعی نبی آنے والے ہیں۔ اس اعتراض کا جواب نہیں دیا کہ اگر غیر تشریعی نبی آنے ہوتے، تو ان کی ڈیوٹی یعنی فرض منصبی خلفاء کے سپرد کیوں ہوا؟ چونکہ غیر تشریعی نبیوں کا کام خلفاء کریں گے۔ تو ثابت ہوا کہ غیر تشریعی نبی بھی بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی آنے والا نہیں۔

دوم: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خلفاء کا لقب قبول کیا اور نبی نہ کہلائے۔ اس کا جواب بھی نہیں دیا گیا۔

تیسری حدیث

"عن سعد بن أبی وقّاص عن أبیه قال قال رسول اللّٰه ﷺ لعلیٍّ أنت منّی بمنزلة هارون من موسیٰ اِلَّا أنه لا نبیَّ بعدی" (متفق علیہ)۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ جیسے صحابی اور رشتہ دار محمد رسول اللہ ﷺ، جن کا فنا فی الرسول ﷺ ہونا اظہر من الشمس ہے۔ جب وہ نبی نہ ہوا تو دوسرا شخص امت میں سے کس طرح نبی ہو سکتا ہے۔ جس کو نہ صحبتِ رسول اللہ ﷺ حاصل، نہ محبت میں جان فدا کرنے والا ثابت ہوا

دعویٰ سے نہیں ہوتی ہے تصدیق نبوت   پہلے بھی بہت گزرے ہیں نقالِ محمد ﷺ

بلا دلیل کہہ دینا کہ فنا فی الرسول ہو کر نبی ہو گیا ہوں قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کی تو متابعت تامہ بھی ثابت نہیں۔ جہاد نہیں کیا، حج نہیں کیا، ہجرت نہیں کی۔

جواب مولوی صاحب: لانفی جنس ذات اور صفات کے واسطے آتا ہے، ذات کی مثال: "لا اِلٰه الاَّ اللّٰه" سے ظاہر ہے اور نفی جنس موصوف کی مثال: "لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار" سے ظاہر ہے۔ پس اگر "لا نبی بعدی" کو نفی جنس کے معنوں میں ہی لیا جائے تو بھی نفی ذات مراد نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ آنحضرت نے خود فرمایا ہے کہ میرے بعد مسیح موعود آنے والا ہے، جو نبی اللہ ہی ہوگا۔

جواب الجواب: اس کا جواب کئی بار دیا گیا ہے کہ مرزا صاحب جب مسیح موعود نہیں تو نبی اللہ بھی نہیں۔ مسیح موعود تو وہی مسیح ناصری ہے جو عیسیٰ ابن مریم ہے، نہ کہ غلام احمد قادیانی ہے۔

جواب مولوی صاحب: اس مرتبہ کے لحاظ سے نفی جنس موصوف ہی مراد ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ "لافتی" والی مثال اور حدیث "اذا هلک کسریٰ فلا کسریٰ

بعد“ کی مثال بھی انہیں معنوں میں ہے۔ اس لحاظ سے ”لا نبی بعدی“ کا مطلب صرف وہی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت کے بعد آپ کی شان کا کوئی نبی نہیں ہو سکتا، جو آپ کی طرح شریعت والا یا مستقل ہو۔ کیونکہ آپ کے بعد اب جو نبی ہوگا، امتی اور آپ کا متبع ہوگا۔

جواب الجواب: لا کی بحث گذر چکی ہے اور جواب الجواب دیا گیا ہے، جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قصہ مذکور ہے کہ ان کو ہارون کہا گیا۔ مگر چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام غیر تشریعی نبی تھے۔ اور تابع تورات تھے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے شک کو رفع کرنے کے واسطے فرما دیا کہ کہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام کی طرح مسلمان، غیر تشریعی نبی خیال نہ کرلیں۔ ساتھ ہی ”لا نبی بعدی“ فرمادیا، جس سے ثابت ہوا کہ غیر تشریعی بھی آنحضرت ﷺ کے بعد نہیں۔ جس سے مولوی صاحب کی مثالیں ”لا فتی الا علی، لا کسریٰ“ کے باطل ہوگئیں۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسرے انسان شرکت نوعی رکھنے کے باعث شریک تھے۔ اسی طرح کسریٰ کے ہلاک ہونے کے بعد کے آنے والے کسریٰ اس کی صفت میں شریک نہ تھے۔ یعنی کسریٰ جب ہلاک ہوا تو پھر مسلمان کسریٰ ہوا۔ اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد ذات میں دوسرے انسان شرکت رکھتے ہیں۔ مگر صفت نبوت میں شریک نہیں۔ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفت فتی میں شریک نہیں۔ ہر صورت میں نفی جنس صفت قائم رہی۔ اسی طرح ”لا نبی بعدی“ میں نفی جنس صفت نبوت ثابت ہوئی۔ اور کسی قسم کے نبی کا آپ کے بعد آنا جائز نہ رہا۔ سچے مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ چھ سو برس پہلے نبی تھے ان کا اصالتہً آنا منافی نہیں، کیونکہ وہ پہلے سے نبی تھے۔

جواب مولوی صاحب: جب کہ تم نے اس بات کو مان لیا کہ حضرت علی صحابی ہو کر آپ پر جان فدا کر کے نبی نہیں ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ ہونے کیلئے اس شرط کا ہونا ضروری نہیں۔

جواب الجواب: سبحان اللہ! مولوی صاحب گھبرا کیوں گئے، خود ہی تو کہتے ہو کہ متابعت محمد رسول اللہ ﷺ سے مرزا صاحب نبی ہوئے۔ اور اب خود ہی یہاں کہتے ہو کہ فنا فی الرسول ہو کر نبی نہیں ہو سکتا۔ جب اعلیٰ درجہ کا فنافی الرسول اور متابعت میں اکمل بہ سبب جہاد حج کے بھی نبی نہ ہوا تو مرزا صاحب کا نبوت پانا، غیر ممکن آپ کی زبان سے ثابت ہوا۔ (الحمدللہ)

جواب مولوی صاحب: حضرت مرزا صاحب چونکہ غیر تشریعی نبی تھے۔ اس واسطے ”لا نبی بعدی“ کے برخلاف نہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی شان کا صاحب شرع نبی نہیں آسکتا۔ مگر غیر تشریعی آسکتا ہے۔

جواب الجواب: یہ بھی غلط ہے آپ کو گھر کی خبر نہیں۔ دیکھو مرزا صاحب کو صاحبِ شریعت نبی ہونے کا دعویٰ ہے۔ دیکھو ان کی کتاب اربعین ۴، صفحہ ۶: ”شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحب شریعت ہوگیا“۔ آگے لکھتے ہیں کہ: ”میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی“۔ مولوی صاحب!

مصرعہ

تا چند کہگل میکنی دیوار بے بنیاد را

کاذب مدعی کی آپ کب تک حمایت کریں گے۔ اور بالکل سچ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی امت کے لئے امر بھی دیا اور نہی بھی۔ چنانچہ مرزا صاحب نے اپنی امت کے لئے حکم دیا کہ

مسلمانوں کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ ان کے ساتھ رشتے ناطے مت کرو۔ جہاد حرام کر دیا۔ مسلمانوں کے پیچھے یا مل کر نمازیں پڑھنی منع کر دیں۔ اب بتاؤ آپ کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب غیر تشریعی نبی تھے، غلط ہے یا نہیں؟

جواب مولوی صاحب: حضرت مرزا صاحب کے متعلق جہاد اور ہجرت کے نہ کرنے کا اعتراض اُٹھانا معترض کی جہالت کی وجہ سے ہے، اس لئے کہ بخاری کی حدیث نزولِ مسیح کا فقرہ "یضع الحرب" اس بات کا کافی ثبوت ہے۔

جواب الجواب: شکر ہے کہ مولوی صاحب نے حدیث بخاری کا فقرہ پیش کر کے اپنی یہودیانہ صفت کا اظہار کر دیا۔ کیونکہ یہودی ہی ایسا کیا کرتے تھے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں تو "یضع الجزیة" ہے۔ یعنی اہل ذمہ سے جزیہ یعنی ٹیکس معاف کر دے گا۔ اور اسی حدیث کے فقرات اسی بات کے مقتضی ہیں کہ "یضع الجزیة" ہو کیونکہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاکم عادل ہو کر نزول فرمائیں گے۔ اور کسرِ صلیب بھی اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ صاحب حکومت ہوں۔ ہجڑوں اور نامردوں سے کسرِ صلیب کیا کرنی ہے؟ وہ تو رات دن خوشامدِ نصاریٰ میں لگے ہوئے ہیں۔ اپنے آپ کو ان کے رحم کے حوالے کیا ہوا ہے۔ اور جزیہ معاف کرنا بھی صاحب حکومت کا کام ہے، رعیت ہونے کی حالت میں کوئی جزیہ معاف نہیں کر سکتا۔ مولوی صاحب نے "یضع الحرب" کی جو ایک روایت ہے پیش کی، اس کے معنی سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ کیونکہ "یضع الحرب" کے معنی ہیں: "بعد قتل کے جنگ کو بند کر دے گا"۔ کیونکہ پھر کوئی دشمن اسلام نہ رہے گا۔ جب قتل دجال مسیح فرض منصبی ہے، تو پھر جنگ ضرور کرے گا اور دجال کو قتل کر کے جنگ کو تمام کرے گا، کیونکہ حاکم عادل ہونا قرینہ بتا رہا ہے۔ پس یہ من گھڑت معنی ہیں کہ صرف قلم سے

جنگ کرے گا۔ قلم سے جنگ تو ہمیشہ سے علمائے امت کرتے آئے ہیں اور عیسائیوں کے ردّ میں مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر و مولانا احمد رضا خاں صاحب مجدد مائۃ حاضرہ اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور محمد علی صاحب مونگیری وغیرہ ہم نے سینکڑوں کتابیں ردِ مخالفینِ اسلام میں عموماً اور ردِ نصاریٰ میں خصوصاً تصنیف کیں۔ مرزا صاحب نے روحانی جنگ میں شکست فاش کھائی کہ آج تک عبداللہ والی پیشگوئی کا نام سن کر مرزائیوں کے رنگ زرد ہو جاتے ہیں اور کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ پس مولوی صاحب کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ "جہاد سے مراد قلمی جہاد ہے"۔ حدیثوں میں جو لکھا ہے کہ: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی ہو گی کہ میرے بندوں کو پہاڑ پر لے جا، کیونکہ ایک ایسی قوم خروج کرے گی کہ ان سے کوئی انسان جنگ نہ کر سکے گا"۔ مولوی صاحب! بتائیں کہ یاجوج ماجوج جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے خروج کریں گے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ کی طرف کیوں لے جائیں گے، قلمی جہاد کیوں نہ کریں گے؟ افسوس! جہالت اور ہٹ دھرمی بڑی بلا ہے۔ صریح دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے مطلب کے واسطے غلط تاویلات کرتے تھے، مگر انہیں کو سچا کرنے کی بے سود کوشش کرتے ہیں اور نصوصِ شرعی کی طرف پشت پھیر دیتے ہیں۔ مرزا صاحب کا شعر بالکل غلط ہے

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال — سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

افسوس! مولوی صاحب اس اردو شعر کو بھی نہیں سمجھے۔ مرزا صاحب خود فرماتے ہیں کہ سیف یعنی تلوار کا کام ہم نے قلم سے لیا۔ جس کا صاف مطلب ظاہر ہے کہ حکم تو تھا سیف یعنی تلوار کا، مگر ہم نے خدا اور رسول کی مخالفت کر کے تلوار تو نہ چلائی اور قلم سے کام لیا۔ مولوی صاحب! مرزا صاحب تو خود مان رہے ہیں کہ ہم نے تلوار کے عوض قلم چلائی۔ یعنی حکم تلوار کا

تھا مگر ہم چونکہ انگریزوں کی غلامی میں تھے اور سچے مسیح نہ تھے، اس لئے ہماری تلوار ہی لکڑی یعنی قلم کی تھی۔ مرزا صاحب جب اپنی الہامی کتاب میں لکھ چکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے اور جلالت کے ساتھ آئیں گے۔ اور خس وخاشاک کو صاف کر دیں گے تو پھر آپ کا یہ کہنا غلط ہے کہ قلمی جہاد مراد ہے۔

جواب مولوی صاحب: باقی رہا حج، سو حج کی نسبت قرآن شریف میں ہے: ”مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا“ یعنی حج کے لئے استطاعت شرط ہے۔ اور مرزا صاحب ہمیشہ بیمار رہتے تھے۔ دو بیماریاں جو زرد چادریں تھیں، آپ کے ساتھ ہمیشہ رہیں۔ کیونکہ مسیح موعود کی نسبت آنحضرت نے فرمایا ہے کہ ”دو زرد چادروں میں نزول فرمائیں گے“۔

(سبحان اللہ! علم ہو تو ایسا ہی ہو۔ دو چادروں کو دو بیماریاں کہا۔ ایسی ہی تشبیہ ہے، جیسا کہ ایک جاہل نے اپنے معشوق کو کہا کہ تیری آنکھیں بھینس کے سینگ ہیں۔ جب کاریگروں نے کاٹ لئے تو دودھ کہاں سے آئے گا)۔ پھر آگے چل کر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ: دوسرے امنِ راہ ہی حاصل نہ تھا، اس لئے کہ مکہ سے مدینہ تک آپ کے قتل کو بموجب فتاویٰ تکفیر جائز رکھنے والے راستہ میں جابجا پھیلے ہوئے تھے...... (الخ)۔

جواب الجواب: حدیث شریف میں وارد ہے کہ مسیح موعود حج کریں گے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ”عن أبی هريرة أن رسول الله ﷺ قال لَيُهِلَّنَّ عيسى ابن مريم بِفَجِّ الرَّوْحاء بالحجّ والعُمرة أو لَيُثَنِّيَنَّهُمَا جميعًا“

(مسند امام احمد وسیف چشتیائی، ص ۲۲۹)

مرزا صاحب نے خود بھی لکھا تھا کہ ”ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں“۔

(دیکھو میگزین ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء)

اب مولوی صاحب بتائیں کہ یہ الہام خدا کی طرف سے تھا، جو پورا نہ ہوا۔ خدا تعالیٰ تو علامُ الغیوب ہے، وہ جانتا ہے کہ مرزا صاحب کے نصیب میں حج نہیں۔ تو کیوں ایسا الہام کیا۔

دوم: آپ کا یہ ہذیان کہ ”دو زرد چادروں سے دو بیماریاں مراد ہیں“۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بیماریاں تو مغضوب وجود پر آیا کرتی ہیں، کیونکہ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ آپ کے اس جواب سے تو مرزا صاحب **منعم علیہم** کے گروہ سے نکل کر **مغضوب علیہم** کے گروہ سے ہوئے کہ ہمیشہ بیمار رہتے۔

سوم: آپ کا یہ جواب کہ ”راستہ پرامن نہ تھا“۔ بالکل غلط ہے۔ انگریزوں کے مددگار اور فرمانبردار کی جس طرح ہندوستان میں پولیس حفاظت کرتی تھی، وہاں بھی کرتی۔ کیونکہ یہ انگریزوں کے آدمی تھے۔ مرزا صاحب تو دوسرے کذابوں سے بھی گئے گزرے۔ کیونکہ باوجود یہ کہ اسلامی سلطنتیں تھیں اور ان پر کفر کے فتوے بھی لگائے گئے، مگر فرض حج ادا کرتے رہے۔ سید محمد جونپوری مہدی نے حج کیا، اسود عنسی کاذب مدعی نبوت نے حج کیا۔ آپ کے جواب سے مرزا صاحب کی کمزوری ثابت ہے۔

مولوی صاحب! اگر مرزا صاحب ڈر کے مارے حج کو نہ گئے تو ان کو جو الہام ہوا ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ﴾ وہ خدا کی طرف سے یقین کرتے تھے یا کسی اور کی طرف سے۔ اگر خدا کی طرف سے یہ الہام تھا اور مرزا صاحب کو یقین تھا کہ خدا میری حفاظت کا وعدہ فرماتا ہے، تو پھر ڈر کے مارے حج کو نہ جانا اور راستہ کا خطرہ پیش کرنا، خدا پر ایمان کا نہ ہونا ثابت کرتا ہے۔ سچے اور جھوٹے میں فرق کرنے کے واسطے یہی ایک بات کافی ہے کہ سچے رسول اللہ ﷺ کو بھی یہی الہام ہوتا ہے کہ خدا تیری حفاظت کرے گا، تو حضور ﷺ نے مکان سے

پہرہ موقوف فرمادیا۔اور بے خوف اعدائے اسلام کے ساتھ جنگ میں شامل ہوئے صفوف اعداء پر خود حملہ فرماتے۔اور جس جگہ دشمنوں کے تیروں اور تلواروں کا زور ہوتا خود بہ نفس نفیس قتال فرماتے اور دشمنان اسلام کو تہ تیغ فرماتے۔اب اپنے جھوٹے رسول کا حال سنو! ہندوستان جیسی پرامن سلطنت میں کسی جگہ مباحثہ کے واسطے جاتے، یا لیکچر دینے جاتے، تو پہلی درخواست یہی ہوتی کہ پولیس کا انتظام کرو اور پولیس کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلتے۔ مرزا صاحب کو خدا پر اعتبار نہ ہوتا اور پولیس پر اعنبار ہوتا۔اگر مرزا صاحب کا یہ کہنا درست ہے کہ خدا ان کی حفاظت فرماتا ہے، تو پھر آپ کا یہ جواب غلط ہے۔

جواب مولوی صاحب: باقی رہا ہجرت کرنا، سو ہجرت کی ضرورت ایسے وقت ہوتی ہے، جب کہ حکومت اور اہل ملک کی طرف سے مشکلات پیش ہو جاتی ہیں کہ احکام شریعت کی بجا آوری ناممکن ہو جائے۔سو خدا کے فضل سے بوجہ حکومت برطانیہ کے پُرامن عہد کے، ایسے حالات ہی پیش نہیں آئے۔ **برطانیہ کی حکومت** رحمت اور سراسر رحمت ہے۔جس میں ہم مذہبی کاروائی کر سکتے ہیں......(الخ)۔

جواب الجواب: مولوی صاحب! اس جواب سے تو آپ نے مرزائی مشن کا ستیاناس کر دیا۔اور مسیح موعود مرزا صاحب کا ہونا خاک میں ملا دیا۔مسیح موعود کا فرض اور غرضِ نزول صرف قتلِ دجال کے واسطے ہے، جو واحد شخص یہودی ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔اور اس کی مشابہت ''ابن قطن'' سے رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔مرزا صاحب نے اپنی مسیحیت ثابت کرنے کے واسطے بہت جھوٹ تراشے تھے، وہاں اس کمی کو پورا کرنے کے واسطے یہ جھوٹ بھی تراشا تھا کہ انگریز دجال ہیں اور ریل دجال کا گدھا ہے۔ میں یہ اعتراض نہیں کرتا کہ مرزا صاحب بھی اس گدھے پر سوار ہو کر دجال ثابت ہوتے ہیں، میں صرف یہ

پوچھتا ہوں کہ انگریز خدا کی رحمت ہے تو پھر دجال کون ہے؟ جب دجال کوئی نہیں تو مرزا صاحب بھی مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔کیونکہ دجال کا ہونا پہلے ضروری ہے، جس کے قتل کے واسطے مسیح علیہ السلام جلالت کے ساتھ نازل ہو کر اس کو قتل کریں گے۔یہ مولوی صاحب کی کج بحثی تھی، جس کے واسطے میں بھی مجبور تھا، ورنہ بحث تو صرف متابعت تامہ میں تھی۔ جس کا جواب مولوی صاحب نہیں دے سکے۔اور جہاد، حج اور ہجرت کے عذرات اور وجوہات میں بحث شروع کر دی۔مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی نبوت و رسالت کی دلیل دی تھی کہ مرزا صاحب بسبب متابعت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بموجب آیت ﴿مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه﴾ کے، نبی و رسول ہو سکتے ہیں۔جس کا جواب میں نے دیا تھا کہ اگر متابعت رسول اللہ سے نبوت ملتی ہے تو مرزا صاحب کی متابعت ناقص ہے۔کیونکہ تین رکن متابعت رسول اللہ ﷺ مرزا صاحب نے ادا نہیں کئے۔جس کا جواب مولوی صاحب نے یہ دیا اور قبول کر لیا کہ بیشک مرزا صاحب نے جہاد نفسی، جسمانی، سیفی نہیں کیا۔ حج اس واسطے نہیں کیا کہ بیمار تھے۔اور راستہ بھی پُرخطر تھا۔ہجرت اس واسطے نہیں کی کہ ضرورت نہ تھی۔مگر میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ مجھ کو تم بار بار جاہل کہتے ہو اور جہالت کا ثبوت اپنی ذات کج فہم اور کج بحث میں دیتے ہو۔مولوی صاحب جب آپ نے مان لیا کہ مرزا صاحب نے ان وجوہات سے تین ارکان متابعت رسول اللہ ﷺ کے بیشک ترک کر دیئے تو ثابت ہو گیا کہ بیشک مرزا صاحب کی متابعت ناقص ہے۔اس واسطے وہ مولوی صاحب کے اقبال سے ہی نبی و رسول نہیں ہو سکتے اور آپ کی دلیل امکان نبوت و رسالت بعد از حضرت خاتم النّبیین ﷺ غلط ہے اور یہی ہمارا مقصود تھا جو الحمد اللہ ثابت ہوا۔باقی کے جوابات، کہ مرزا صاحب نے اس وجہ سے یہ تین ارکان ادا نہیں کئے خارج از

بحث تھے۔ کیونکہ میرا سوال یہ نہ تھا کہ وجہ بتاؤ کہ مرزا صاحب نے جہاد، حج وہجرت کیوں نہیں کی، جو آپ نے وجوہ بیان کئے۔ پس اس تیسری حدیث کا جواب بھی آپ نے کوئی نہیں دیا: غیر تشریعی نبی کا پیدا ہونا بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے جائز ہوسکتا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی ہوتے، جن کی متابعت مرزا صاحب سے اکمل ہے، جنہوں نے جہاد بھی کئے، حج بھی کئے اور ہجرت بھی کی۔ اگر ہم عذر قبول بھی کر لیں، تب بھی متابعت تو ناقص کی ناقص ہی رہی۔ اور مرزا صاحب نبی نہیں ہوسکتے۔

چوتھی حدیث

"عن عقبة بن عامر قال قال النبی ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب" (رواہ الترمذی) یعنی "فرمایا آنحضرت ﷺ نے اگر ہونا ہوتا بالفرض پیچھے میرے کوئی نبی تو البتہ عمر بیٹا خطاب کا۔ (دیکھو مظاہر حق، جلد۴ص ۶۷۳)۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ متابعت تامہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

جواب مولوی صاحب: اس حدیث کا صرف اتنا مطلب ہے کہ حضرت عمر تک کی بعدیت کے لحاظ سے اگر کوئی نبی ہونا ہوتا تو عمر ہوتا۔ لیکن حدیث "کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاءُ کلّما هلک نبیٌّ خَلَفَهٗ نبیٌّ وانّه لا نبی بعدی وسیکون خلفاءُ. حضرت عمر کا نبی ہونا ارشاد ولا نبی بعدی وسیکون خلفاء کےخلاف ہونے سے غیر ممکن تھا۔ لیکن بااین ہمہ پھر عمر کی نسبت ایسا فرمایا کہ میرے بعد نبی ہونا ہوتا تو عمر ہوتا، یہ محض انکی بالقوۃ فطرت مستعدہ اور مادۂ قابلہ کی عزت افزائی کے لحاظ سے ہے۔

جواب الجواب: جیسا کہ مرزا صاحب کا قاعدہ تھا کہ جب کسی نص قطعی کا جواب نہ دے سکتے تو الفاظ متضادہ جمع کر کے اِدھر اُدھر کی باتیں ایسے طریقہ سے بیان کرتے جو کہ

بین بین ہوتے۔ یعنی نہ اقبال کرتے اور نہ انکار۔ یہی روش مولوی صاحب کی ہے کہ مخنث جواب دے دیا۔ مولوی صاحب کے جواب میں کوئی ایسے الفاظ ہیں جن سے امکان جدید نبی بعد از حضرت خاتم النبیین ﷺ پیدا ہونا ثابت ہو؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ حدیث "لا نبی بعدی" اور "تسوسهم الانبیاء" پیش کر کے عدم امکان کو ثابت کر دیا۔ حضرت عمرؓ تک کی بعدیت کا ڈھکوسلا قابل لحاظ ہے؟ مولوی صاحب نے تحدید کہاں سے نکال لی، حالانکہ "لو کان بعدی" صاف لکھا ہوا ہے اور "بعدی" کی "ی" متکلم کی ہے۔ یعنی "میرے بعد"۔ پس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعدیت کا زمانہ ہمیشہ کے واسطے ہے۔ ورنہ مولوی صاحب کہیں لکھا ہوا دکھائیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بعدیت کا زمانہ حضرت عمرؓ تک محدود ہے۔ مولوی صاحب کا من تک جس کو وہ منطق زعم کرتے ہیں، قابل غور ہے کہ حضرت عمرؓ کی نسبت جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ محض ان کی بالقوۃ فطرت مستعدہ اور مادۂ قابلہ کی عزت افزائی کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ حقیقت میں لانبی بعدی درست تھا۔ مگر مولوی صاحب نے بجائے تردید عدم امکان نبوت کے ثابت کر دیا کہ جب ایسا قابل شخص حضور علیہ السلام کے بعد نبی نہیں ہوسکتا، تو قرون مابعد میں آنے والے تو بالکل ہی اس قابل نہیں کہ نبی ہوسکیں۔

دوم: اس جواب میں تعارض ہے، کیونکہ پہلے تو لکھتے آئے ہیں کہ متابعت تامہ سے بموجب آیات ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ کے نبی ہوسکتے ہیں۔ اور اب کہتے ہیں کہ آنحضرت عمرؓ میں قابلیت و مادۂ نبوت تھا، مگر وہ نبی نہیں ہوسکتے صرف ان کی عزت افزائی کے واسطے فرمایا۔ تو اس میں ہمارا مقصود حاصل ہوا، آپ کو کیا ہاتھ آیا۔ امکان نبوت کی آپ نے کون سی حدیث سے ثابت کر کے پیش کردہ

حدیث کا جواب باصواب دیا۔

جواب مولوی صاحب: لیکن مسیح موعود کے نبی ہو کر آنے کے لئے یہ حدیث مزاحم ومنافی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ مسیح موعود کے آنے کا عقیدہ معترض صاحب خود یقین کرتے ہیں۔

جواب الجواب: مسیح موعود تو وہی عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ ﷺ ہیں جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں۔

ع من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

جب مرزا صاحب رسول نہیں تو مسیح موعود بھی نہیں۔ ہم آپ کو سچا مانیں یا مرزا صاحب کو؟

جواب مولوی صاحب: بخاری کی حدیث جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے، متروک ماننا پڑے گا یا تعارض واقع ہوگا۔ پس تعارض کے دور کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ مسیح موعود کی نبوت ورسالت تسلیم کی جائے۔

جواب الجواب: مولوی صاحب! بخاری کی حدیث کے مضمون کے لحاظ سے بھی مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ حاکم عادل ہونا شرط ہے۔ پھر جزیہ معاف کرنا اس کی علامت ہے۔ پھر کسرِ صلیب اس کی علامت ہے۔ پھر قتلِ دجال اس کی علامت ہے۔ پھر مال کا تقسیم کرنا کہ اس کو کوئی قبول نہ کرے گا، کیونکہ تمام غنی ہوں گے۔ بہ سبب پانے مال غنیمت کے، جو بعد فتح مسلمانوں کے ہاتھ آئے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تقسیم فرمائیں گے۔ اور وہ اس قدر کثرت سے ہوگا کہ سب مالا مال ہو جائیں گے۔ اور ایک سجدہ بہتر ہوگا دنیا ومافیہا سے۔ مرزا صاحب بجائے مال دینے کے مختلف حیلوں سے مسلمانوں سے مال تازیست لیتے رہے۔ کہیں لنگر خانہ کا چندہ، کہیں منارہ مسیح کا چندہ، کہیں توسیع مکان

کا چندہ، کہیں بہشت فروخت کر کے اس کا چندہ، کہیں کتابوں کی اشاعت کے واسطے چندہ۔ غرض کہ یہ چندے علاوہ فیس بیعت کے تھے۔ جب بخاری کی حدیث کی ایک بھی علامت مرزا صاحب میں نہیں، تو مسیح موعود ان کو تصور کر کے نبی اللہ، رسول اللہ یقین کرنا، بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ مولوی صاحب! بخاری ومسلم ودیگر حدیث کی کتابوں میں جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کا باب الگ باندھا ہے، وہ عیسیٰ علیہ السلام جب نبی ناصری تھا اور اسی عیسیٰ ابن مریم کا قصہ قرآن شریف میں ہے اور دوسری طرف اَعلام اور تشخصات اہل علم کے نزدیک بدل نہیں سکتے، تو بجائے عیسیٰ ابن مریم کے غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ قادیانی کس طرح مسیح ہو سکتا ہے۔ جب مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ جو جدید نبی بھی نہیں ہو سکتے۔ یہ آپ کی کج بحثی ہے کہ بار بار مسیح موعود کو پیش کرتے ہو۔ جب امکان ہی آپ ثابت نہیں کر سکتے، تو مرزا صاحب کا نبی اللہ ہونا باطل ہے۔

پانچویں حدیث

”عن أبی هریرة أن رسول الله ﷺ قال فُضِّلت علی الأنبیآءِ بستٍ اُعطیتُ جوامع الکلم ونُصرت بالرُّعب واُحلت لِی الغنائم وجُعِلت لِی الأرضُ مسجدًا وطهورًا واُرسِلتُ اِلَی الْخَلْق کافَّةً وَخُتِمَ بِی النَّبِیُّون“

(مظاہر الحق، جلد ۴، ص ۵۰۷)۔

ترجمہ: روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ”فضیلت دیا گیا میں نبیوں پر ساتھ چھ خصلتوں کے: دیا گیا میں کلمے جامع اور فتح دیا گیا میں دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈالنے کے ساتھ اور حلال کی گئیں میرے لئے غنیمتیں اور کی گئی میرے لئے زمین مسجد اور پاک، بھیجا گیا میں ساری خلقت کی طرف اور ختم کئے گئے میرے ساتھ نبی“۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ حضور ﷺ کی ذات پاک میں یہ خصوصیت تھی جو کسی نبی میں نہ تھی کہ آپ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی جواب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ رفع اور نزول اور درازی عمر میں عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ پر فضیلت ہے۔ (انتہی)۔

جواب مولوی صاحب: اس حدیث کے فقرہ ”ختم بی النبیّون“ سے آپ نے اپنے مدعا کو ثابت کرنا چاہا ہے، جس کے متعلق پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

جواب الجواب: پہلے ذکر تو بیشک ہو چکا، مگر بنائے فاسد علی الفاسد کے طور پر، جو کہ اہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ یعنی مرزا صاحب چونکہ تابع محمد ﷺ ہیں اس لئے ان کی نبوت کا دعویٰ جائز ہے۔ جس کا جواب بھی ہو چکا کہ سب کذابوں نے امتی ہو کر اور تابع محمد ﷺ ہو کر دعاوی کئے۔ مسیلمہ کذاب کہتا تھا کہ موسیٰ کے ساتھ ہارون تھا، میں بھی محمد کے ساتھ ہوں اور اس کے تابع ہوں۔ جھوٹے مدعی نبوت کی یہی علامت ہے کہ وہ سچے نبی کا سہارا لیتا ہے۔ چنانچہ تمام مدعیان نبوت کاذبہ محمد کی متابعت کے اقراری چلے آرہے ہیں۔ جب وہ سب جھوٹے سمجھے گئے تو مرزا صاحب بھی جھوٹے ہیں۔

جواب مولوی صاحب: باقی رہا ”ختم بی النبیون“ یعنی ”آنحضرت کے بعد نبیوں کا پیدا ہونا ختم ہوا“۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح دوسری خصوصیات میں امت شریک ہے اسی طرح خصوصیت ”ختم بی النبیون“ میں بھی امت شریک ہے۔ مثلاً: کفار کے ساتھ جو جنگ ہوئے اور غنیمتیں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں، وہ حلال ہیں، تو ثابت ہوا کہ آنحضرت کی خصوصیت ”ختم بی النبیون“ میں بھی امت شریک ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ دوسرے نبیوں کی نبوت کے سلسلہ کا خاتمہ کیا گیا، نہ کہ امت میں آپ کے

سلسلہ کا خاتمہ مراد ہو۔

جواب الجواب: جہل مرکب کی تعریف ہے کہ ”نداند وندانند که نداند“ مولوی صاحب کو اب تک یہ بھی معلوم نہیں کہ قیاس مع الفارق اہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ مولوی صاحب کے نزدیک جہاد اور نبوت کا ختم ہونا ایک ہی بات ہے۔ افسوس! بحث تو ختم نبوت میں ہے۔ جس کا سلسلہ بعد آنحضرت ﷺ کے بند ہے۔ اور آپ پیش کرتے ہیں جنگ با کفار اور حاصل ہونے مالِ غنیمت کے جو کہ صحابہ کرام سے لگاتار جاری رہا اور مال غنیمت اس کثرت سے آیا کہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں کبھی نہ آیا تھا۔ جب آپ کے نزدیک مال غنیمت کا جاری رہنا اور سلسلہ نبوت ایک ہی ہے، تو جس طرح جنگ کر کے صحابہ کرام نے مال غنیمت پایا، اسی طرح نبوت بھی پائی۔ مگر آپ اوپر خود تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر وحضرت علی رضی اللہ عنہم نے نبی کا لقب نہ پایا اور نہ مال غنیمت کی طرح سلسلہ نبوت کو جاری سمجھا۔ تو آج تیرہ سو برس کے بعد آپ کس طرح سلسلۂ نبوت کو مال غنیمت کی حلت کی طرح جاری کر سکتے ہیں۔ اس عقل کے پتلے مولوی صاحب سے کوئی پوچھے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی حدیث میں اپنے آپ کو خاتم الغنائم بھی فرمایا؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر یہ گوزِ شتر اور قیاس مع الفارق کیوں کر درست ہو سکتا ہے کہ مال غنیمت کی علت کے سلسلہ جاری رہنے سے سلسلۂ نبوت ورسالت بھی جاری ہے۔

جواب مولوی صاحب: آنحضرت نے دوسرے مقام میں خود فرمایا کہ میرے بعد مسیح موعود ”امامکم منکم“ کے رو سے امت محمدیہ کے افراد سے ایک فرد کامل ہوں گے، وہ نبی ہوں گے۔

جواب الجواب: ﴿لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ﴾ مولوی صاحب آپ کسی حدیث

میں دکھادیں کہ امت محمدیہ میں سے مسیح موعود ہوکر نبی اللہ ورسول اللہ ہوگا۔ آپ خود لکھ آئے ہیں کہ جھوٹی حدیث بنانے والا دجال ہے۔ پس جو یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ مسیح موعود امت سے ہوگا، دجال اور لعنتی ہے۔ آپ کسی حدیث کے الفاظ سے یہ دکھادیں کہ امت محمدیہ میں سے مسیح ہوگا۔ افسوس! آپ کو اپنی باتیں یاد نہیں رہتیں، خود حدیث پیش کرآئے ہو کہ **”کیف تھلک امۃ انا فی اولھا والمسیح ابن مریم فی آخرھا والمھدی فی اوسطھا“** (دیکھو ص۲۷)۔ مباحثہ جس کا جواب دیا جارہا ہے، اگرچہ اس حدیث سے آپ نے اخیر کی عبارت چھوڑ دی ہے کہ **”المھدی فی اوسطھا“**۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم ہے جو کہ ”امامکم“ یعنی مہدی علیہ السلام کے بعد نازل ہوگا۔ پس کسی حدیث سے دکھادیں کہ امت محمدیہ میں سے مسیح موعود ہوگا، اور وہ جدید نبی و رسول ہوگا۔ **”امامکم منکم“** کے معنی آپ غلط کرتے ہیں۔ **”امامکم منکم“** کا یہ مطلب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ ایک اولی العزم رسول ہے، جب وہ بارادۂ الٰہی دجال کے قتل کے واسطے نازل ہوگا، تو بحیثیت رسول نازل ہوگا۔ وہ ایسا ہوگا جیسا کہ ایک امام تم میں سے۔ یہ الٹی منطق ہے کہ تم میں سے ایک فرد عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ کیونکہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک رسول آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہو، جیسا کہ **”لو کان موسیٰ حیًا“**......(الخ)۔ یعنی ”حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو چارہ نہ ہوتا“۔ مگر یہ ہرگز جائز نہیں کہ ایک فرد امت محمدیہ میں سے بعد حضرت خاتم النبیین کے **”لا نبی بعدی“** کے ہوتے ہوئے جدید نبی ہو، کیونکہ سلسلۂ جدید نبیوں کا مسدود ہے۔

جواب مولوی صاحب: مرزا صاحب کا مسیح موعود اور نبی ہوکر آنا آنحضرت کے

فیض کا اثر ہے۔ جس سے یہودی سیرت لوگ بوجہ شوخی اعمال محروم ہورہے ہیں۔

جواب الجواب: یہودی سیرت ہونا، ہم پہلے مرزا صاحب اور مرزائیوں کا ثابت کر آئے ہیں، صرف اس بات کا جواب دینا ضروری ہے کہ اگر مسلمان بعد آنحضرت ﷺ عہدۂ نبوت پانے سے محروم ہیں تو ان کی سعادت ہے۔ کیونکہ خدا اور رسول کے فرمودہ کے پابند ہیں۔ ہاں مرزا صاحب اور ان کے مرید بہ سبب مخالفت خدا اور رسول کے مغضوب ہوکر بعد حضرت خاتم النبیین ﷺ کے مدعی نبوت ہوئے اور ہورہے ہیں۔ اور شکر ہے کہ یہ شوخی اعمال مرزا صاحب اور ان کے مریدوں تک محدود ہے۔ مرزا صاحب مدعی نبوت ہوئے۔ پھر ان کا مرید مولوی صاحب چراغ دین ساکن جموں نے رسول ہونے کا دعویٰ کیا اور دلیل پیش کی کہ چونکہ مرزا صاحب مسیح ہیں تو مسیح کے پیرو حواری چونکہ رسول کہلاتے تھے، اس لئے میں بھی رسول ہوں۔ پھر میاں نبی بخش صاحب ساکن مہاراج کے ضلع سیالکوٹ نے دعویٰ نبوت کیا اور بغیر کسی اینچ پیچ کے صاف صاف کہہ دیا کہ خدا مجھ کو فرماتا ہے کہ ”اب تاج نبوت تیرے سر پر پہنایا گیا ہے، تبلیغ کے واسطے تیار ہوجا“۔ پھر میاں عبداللطیف صاحب ساکن گناچور ضلع جالندھر حال وارد بیرم پور نے دعویٰ نبوت کیا اور اپنی نبوت کے ثبوت میں وہی دلائل پیش کئے جو مرزا صاحب نے کئے۔ جن کو سن کر مرزائیوں کا ڈیپوٹیشن یعنی جو قادیان سے گیا تھا لاجواب ہوکر واپس آیا۔ ابھی تو مرزا صاحب کو مرے صرف ۱۶ برس ہوئے، اور چار مدعی نبوت ہوئے آئندہ حشرات الارض کی طرح معلوم نہیں کس قدر ہوں گے۔ اور ان سب کا عذاب اور وبال مرزا صاحب پر ہے جنھوں نے خاتم النبیین کی مہر کو توڑا اور نبوت کے واسطے دروازہ کھولا۔ اب جس قدر مدعی ہوں گے مرزا صاحب کے پیرو ہوں گے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ (آمین)۔

جواب مولوی صاحب: یہ کہنا کہ اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی جواب ہے جو کہتے ہیں کہ رفع ونزول اور درازیٔ عمر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت پر فضیلت ہے۔ اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ یہ قول جہالت اور خوش اعتقادی دونوں کی بنا پر ہے، جہالت کی بنا پر اس واسطے کہ جب قرآن کریم اور حدیث صحیحہ اور عقل سلیم کے رو سے حضرت عیسیٰ فوت ہوچکے ہیں تو اب حضرت عیسیٰ کو زندہ قرار دینا کیوں کر جائز ہے۔

جواب الجواب: اثبات حیات مسیح میں مفصلہ ذیل کتابیں علمائے اسلام کی طرف سے لکھی گئیں، مگر کوئی جواب مرزا صاحب اور ان کے خلیفوں اور مریدوں کی طرف سے نہیں دیا گیا۔ مرزا صاحب نے ''ازالہ اوہام'' اور دوسری کتابوں میں جو وفات مسیح علیہ السلام کے دلائل دیئے، سب کو بازیچہ طفلان اور ہذیان ثابت کر کے مرزائیوں کی جہالت ثابت کی گئی۔

کتابوں کے نام یہ ہیں: **اول:** الہام الصحیح فی حیات المسیح، مصنفہ مولوی غلام رسول صاحب امرتسری عرف رسل بابا۔ **دوم:** الفتح ربانی، مطبوعہ مطبع انصاری دہلی۔ **سوم:** شمس الہدایۃ، مولفہ خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، جن کا مقابلہ کرنے سے مرزا صاحب بھاگ گئے۔ **چہارم:** سیف چشتیاہی، مولفہ خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب۔ **پنجم:** الحق الصریح فی حیات المسیح، یہ وہ مباحثہ ہے کہ مولوی محمد بشیر صاحب کا مرزا صاحب سے ہوا۔ اور مرزا صاحب علم نحو سے جواب دینے سے عاجز آ کر علم نحو سے انکار کر کے کہ یہ خدائی علم نہیں، مباحثہ ادھورا چھوڑ کر بھاگے اور قادیان آ کر دم لیا۔ یہ وہ کتاب ہے جن کی نسبت حکیم نورالدین صاحب نے کہا کہ ''پس یہ کتاب حیات مسیح میں ایسی ہے جس کا کوئی جواب نہیں''۔ **ششم:** البیان الصحیح فی حیات المسیح، یہ کتاب عمدۃ المطابع دہلی میں چھپی۔

مُبَاحِثَۂ حَقَّانِی

ہفتم: شہادت القرآن، مصنفہ مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ **ہشتم:** ہدایت الاسلام، اس کے اخیر حیات مسیح کا ثبوت دیا ہے۔ **نہم:** صحیفہ رحمانیہ نمبر۵۔ **دہم:** النجم لکھنو جلد۱۰ نمبر۱۳۔ اس میں سید سرور شاہ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب کا مباحثہ حیات مسیح پر ہوا۔ اور ہر دو صاحب نے عاجز آ کر وعدہ کیا کہ قادیان سے جواب بھیج دیں گے، مگر آج تک جواب ندارد۔ **یازدہم:** موازنۃ الحقائق۔ **دوازدہم:** درۃ الدرانی علی رد القادیانی۔ اس میں بھی حیات مسیح ثابت کی ہے۔ **سیزدہم:** سیف الاعظم، مولوی غلام مصطفیٰ کی تصنیف ہے جو کہ رئیس خنک کی فرمائش سے بعد مباحثہ شائع کی گئی۔ **چہاردہم:** ابطال وفات مسیح، انجمن تائید الاسلام کی طرف سے سات رسالوں میں نمبر وار ۱۹۱۶ء میں، میں نے شائع کئے۔ اور انجیل برنباس سے حیات مسیح ثابت کر کے قرآن اور حدیث سے تصدیق کی گئی تھی۔ پھر دس نمبروں رسالہ تائید اسلام لاہور میں حیات مسیح ثابت کر کے تین نمبروں میں مسیح کی قبر کا کشمیر میں ہونا باطل ثابت کیا۔ آج تک کوئی جواب نہ دیا گیا۔ گھر میں بیٹھ کر باتیں بنانا ٹھیک نہیں۔ اب اگر ہمت ہے تو میدان میں آؤ اور وفات مسیح قرآن سے ثابت کرو۔ قرآن کی تیس آیات کہتے ہو، ایک آیت دکھلاؤ۔ مگر جاہلانہ استدلال نہ ہو کہ دعویٰ خاص اور ثبوت عام ہو، جو کہ اہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ چونکہ بحث اس وقت امکان نبی بعد از حضرت خاتم النبیین ﷺ میں ہے۔ اس واسطے ہم زیادہ نہیں لکھتے تا کہ بحث خراب نہ ہو۔ ہم مولوی صاحب غلام رسول کو چیلنج دیتے ہیں کہ بعد تصفیہ موجودہ بحث، حیات و وفات مسیح پر بحث کریں تو بندہ حاضر ہے۔ مگر پہلے امکان نبی کا فیصلہ کر لیں۔ پھر بعد میں جس قدر چاہیں حیات مسیح کے بارے میں سوال کریں، ہم جواب دیں گے۔ فی الحال تو آپ اس حدیث کا جواب نہیں دے سکے اور وفات مسیح کی طرف

خلاف شرائط مناظرہ لے بھاگے۔ جو کہ آپ کے عجز اور لاجواب ہونے کی دلیل ہے۔ بار بار مسیح موعود کا ذکر کرتے ہو جو کہ مصادر علی المطلوب ہے اور اہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ غلام احمد کی نبوت کے ثابت کرنے میں غلام احمد کو پیش کرتے ہو جو کہ آپ کی جہالت کا ثبوت ہے۔

چھٹی حدیث

"قال رسول اللہ ﷺ فانّی آخر الأنبیاءِ وانّ مسجدی آخر المساجد" (صحیح مسلم، ص۴۴۶)۔ یعنی "میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے"۔ اس حدیث نے فیصلہ کر دیا ہے کہ خاتم کے معنی نبیوں کے ختم کرنے کے ہیں اور آخر آنے کے ہیں۔ کیونکہ تمام دنیا میں مسجد نبوی ایک ہی ہے۔ جس طرح مسجد نبوی بعد آنحضرت ﷺ نہیں۔ اسی طرح جدید نبی بھی تیرہ سو برس کے عرصہ میں نہیں مانا گیا۔ مسجد کی "ی" متکلم کی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ محمد ﷺ کی مسجد دنیا میں سوا مدینہ منورہ کے کسی جگہ مسجد نبوی محمدی نہیں ہے۔ (انتہی)۔

جواب مولوی صاحب: یہ حدیث بھی ہمارے مدعاء کے برخلاف نہیں، اس طرح کہ آنحضرت نے اپنے تئیں آخر الانبیاء قرار دیا ہے۔ اور اس کی مثال میں فقرہ "مسجدی آخر المساجد" پیش کیا ہے۔ جس کا صرف یہ مطلب ہے کہ میری مسجد مساجد سے آخری مسجد ہے۔ اگر ہم یہ سمجھیں کہ آنحضرت نے اپنی مسجد کو آخری مسجد اس لحاظ سے قرار دیا ہے کہ آپ کی مسجد کے بعد جنس مساجد سے کسی قسم کا کوئی بھی فرد بصورت مسجد ابد الآباد تک ظہور میں نہیں آئے گا، تو یہ معنی بلحاظ واقعات صحیح نہیں معلوم ہوتے، کیونکہ آنحضرت کی مسجد کی بناء کے بعد آج تک لاکھوں مسجدیں بناء ہوئیں۔ اور ہوتی جا رہی

مُباحثۂ حقّانی

ہیں۔ چونکہ یہ واقعات کے برخلاف ہے اس واسطے ایسا سمجھنا صحیح نہیں۔

جواب الجواب: مولوی صاحب نے یہاں سخت مغالطہ دیا ہے کہ مسجد کی جنس کے لحاظ سے تو لاکھوں مسجدیں بعد آنحضرت کے تیار ہوئیں۔ اور یہ معنی تسلیم کریں تو واقعات کے برخلاف ہیں۔ جس کا جواب یہ ہے کہ مسجدی کی "ی" متکلم ظاہر کر رہی ہے کہ بنا کنندہ کے لحاظ سے مسجد نبوی کو دوسری مساجد سے غیریت صفت میں ہے اور وہ صفت نبوی مسجد ہونے کی ہے اور تمام دنیا کی مساجد سے خصوصیت ہے۔ جس طرح کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ دوسرے انسانوں کو شرکت نوعی ہے یعنی انسان ہونے میں شرکت ہے اور نبی ہونے میں شرکت وصفی یہ صفت نبوت نہیں۔ اسی طرح تمام مساجد کو مسجد نبوی سے شرکت نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ چونکہ یہ خاتم النبیین کی مسجد ہے، اس واسطے جب کہ کوئی نبی بعد آنحضرت ﷺ نہ ہوگا۔ اس لئے مسجد نبوی بھی بعد میں نہ ہوگی۔ جب نبی نہیں تو مسجد نبوی بھی نہ ہوگی۔ اور مولوی صاحب کا جواب غلط ہے، کیونکہ دوسری مساجد کے تیار کنندہ نبی نہیں، اس لئے ان مساجد کو نہ تو وہ خصوصیت حاصل ہے اور نہ ہی ان کو مسجد نبوی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد انسان تو پیدا ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے، مگر صفتِ نبوت سے متصف نہ ہوں گے۔ اور نہ تیرہ سو برس کے عرصہ میں کوئی نبی ہوا، کیونکہ صفت نبوت ولقب نبی بعد آنحضرت ﷺ کے کسی جدید انسان کو نہ دیا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت ابن عربی نے "فتوحات" میں لکھا ہے کہ: "اسم النبی زال بعد محمد رسول اللہ ﷺ" یعنی "نبی کا نام پانا بعد آنحضرت ﷺ کے زائل ہوگیا ہے"۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو نبی اللہ ہیں وہ پہلے سے نبی ورسول ہیں۔ اور مولوی صاحب کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی صفت اور شان کا کوئی نبی نہ ہوگا، منگھڑت ڈھکوسلا ہے۔ جس کی کوئی سند نہیں۔ اگر کسی

حدیث میں لکھا ہے کہ میرے بعد ایسا نبی پیدا ہوگا جو میرے مقاصد کی پیروی کرے، تو مولوی صاحب دکھا دیں، ورنہ تسلیم کریں کہ کسی قسم کا جدید نبی بعد آنحضرت ﷺ پیدا نہ ہوگا۔ اور آنے والا عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ و رسول اللہ ہی سچا مسیح موعود ہے، جو پہلے نبی ہو چکا ہے۔

ساتویں حدیث

"**أنا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الأنبیاء**" (دیکھو کنز العمال، جلد ۶، ص۶۵۶)۔ یعنی "میں انبیاء کے آخر میں ہوں اور میری مسجد تمام انبیاء کی مساجد کے آخر میں ہے"۔ پس نہ بعد میرے کوئی مسجد انبیاء ہوگی اور نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا۔ جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی مسجد نبی۔ (انتہیٰ)۔

جواب مولوی صاحب: یہ حدیث بالکل اس سے پہلی حدیث کے ہم معنی ہے۔ ہاں اس میں بجائے "**آخر المساجد**" کے "**خاتم مساجد الأنبیاء**" ہے۔ چنانچہ اس سے پہلی حدیث کی دوسری توجیہ جو صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اس کی صحت کے لئے اس حدیث کا آخری فقرہ مصدق و مؤید ہے...... (الخ)۔

جواب الجواب: یہ بالکل غلط ہے کہ اس حدیث کا آخری فقرہ مولوی صاحب کی توجیہ دوم کا مصدق و مؤید ہے، بلکہ یہ فقرہ اس منگھڑت اور اغلط توجیہ کی تردید و تکذیب کر رہا ہے۔ کیونکہ اس فقرہ کے الفاظ یہ ہیں: "**مسجدی خاتم مساجد الأنبیاء**" ہے، جس کے معنی ہیں کہ "جس طرح میں خاتم النبیین ہوں، میری مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے"۔ یعنی نہ کوئی میرے بعد نبی اور نہ میری مسجد کے بعد کوئی مسجد نبوی۔ مولوی صاحب کی توجیہ کہ

مستقل اور تشریعی نبی نہ آئے گا، غلط ہے۔ کیونکہ ان کے مرشد خود تسلیم کر چکے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین ہیں۔ جب بغیر استثناء کے ہر ایک قسم کے نبی کے ختم کرنے والے ہیں، تو پھر مولوی صاحب کا استثناء کرنا غلط ہے اور مرزا صاحب کے مذہب کے برخلاف ہے۔ دیکھو مرزا صاحب لکھتے ہیں:

ہست او خیر البشر خیر الانام ہر نبوت را برو شد اختتام

دوم: جب مرزا صاحب بھی صاحب شریعت ہیں، یعنی ان کی وحی میں امر بھی اور نہی بھی ہیں۔ اور اسی کا نام شریعت ہے، تو پھر اب تو مرزا صاحب کے نبی تسلیم کرنے میں بعد خاتم النبیین کے تشریعی نبی اور مستقل نبی کا آنا ثابت ہوگیا، جو کہ فریقین کے عقائد کے برخلاف ہے۔ پس مولوی صاحب کی توجیہ غلط ہے۔ اور یہ حدیث پہلی حدیث کی مؤید و مصدق ہے۔ اور آخر المساجد پر جو آپ کا اعتراض تھا کہ ہزاروں مسجدیں دنیا میں بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے ہیں۔ خاتم المساجد الانبیاء فرما کر ردّ کر دیا کہ بعد آنحضرت ﷺ کے نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ مسجد نبوی ہوگی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کی مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے۔

آٹھویں حدیث

"**أنه لا نبی بعدی ولا أُمّة بعدکم فاعبدوا ربّکم**" (کنز العمال، جلد ۳)۔ یعنی "اے حاضرین میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ تمہارے بعد کوئی امت ہے"۔ اب تیرہ سو برس کے بعد کس دلیل سے جدید نبی کا آنا مانا جا سکتا ہے۔ جب کہ علمائے اسلام کا فتویٰ ہے کہ "**دعوی النبوة بعد نبینا محمد کفر بالاجماع**" یعنی "دعویٰ نبوت بعد ہمارے نبی محمد ﷺ کے کفر ہے اجماع امت سے۔"

جواب مولوی صاحب: یہ حدیث بھی ہمارے مدعاء کے برخلاف نہیں اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد ”**لا نبی بعدی**“ کے معنوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ آنے والے مسیح موعود کے نبی ہونے کے یہ حدیث مانع نہیں۔ کیونکہ ”**لا نبی بعدی**“ کا (لا) نفی جنس موصوف کے معنوں میں پیش کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ آنحضرت کے بعد قیامت تک آنحضرت کی طرح مستقل اور شریعت والا نبی ہرگز نہیں آئے گا۔ چنانچہ ہم اس کے قائل ہیں۔

جواب الجواب: افسوس! مولوی صاحب نے نفی جنس کے معنی سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ نفی جنس تو حقیقت نبوت کی ہے۔ یعنی کسی قسم کا نبی بعد آنحضرت ﷺ کے نہ ہوگا۔ مولوی صاحب نے جو بار بار تکراراً لکھا ہے کہ نفی جنس میں غیرتشریعی وغیر مستقل نبی شامل نہیں، بلاسند ہے۔ یہ کس جگہ لکھا ہے کہ بعداز حضرت خاتم النبیین ﷺ غیرتشریعی نبی آسکتا ہے۔ جب کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نبوت، شریعت والی نہ تھی تب بھی نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ”تو ہارون کی مانند ہے مجھ سے“ مگر وہ نبی تھا اور تو نبی نہیں۔ جس سے ثابت ہے کہ کبھی غیرتشریعی نبی بھی آنحضرت ﷺ کے بعد نہ ہوگا۔ مرزا صاحب نے بھی لکھا ہے کہ ہمارے نبی کریم بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین ہیں۔ مولوی صاحب کا یہ جواب اپنے پیر مرشد مرزاغلام احمد صاحب کے بھی برخلاف ہے۔

جواب مولوی صاحب: خادمِ شریعت محمدیہ ﷺ کی صورت میں ایسے نبی کے آنے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔

جواب الجواب: جب حدیث میں ”**لا نبی بعدی**“ ہے۔ تو آپ کا بلادلیل وسند شرعی کہہ دینا کہ خادمِ اسلام ہوکر جو نبی آئے آسکتا ہے، غلط ہے۔ کوئی حدیث پیش کرو،

جس میں لکھا ہو کہ خادمِ شریعتِ محمدی ہوکر کوئی جدید نبی آسکتا ہے۔ آپ کا منگھڑت قیاس بمقابلہ صحیح حدیث ”**لا نبی بعدی**“ کے جس میں کسی قسم کی استثناء نہیں، قابل توجہ نہیں ہے۔

جواب مولوی صاحب: اور ہم احمدی بھی خدا کے فضل سے امت محمدیہ میں ہی ہیں۔ اور اس زمانہ میں امت محمدیہ کہلانے کے مستحق صرف احمدی ہیں۔ اور کوئی فرقہ سب اسلامی فرقوں سے امت محمدیہ کہلانے کا مستحق نہیں۔

جواب الجواب: اپنے منہ سے جو چاہو کہو واقعات تو اس کی تردید کرتے ہیں۔ کیونکہ احمدی فرقہ اسلامی عقائد کے برخلاف ہے۔ دیکھو ان کے عقائد جدیدہ امت محمدیہ کے بالکل برخلاف ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے اور آپ کی تسلی کے واسطے پھر دوبارہ درج کئے جاتے ہیں:

اول: ابن اللہ۔ عیسائیوں کا مسئلہ۔ مرزائی مانتے ہیں کہ جیسا کہ مرزاصاحب کا الہام ہے: ”**أنت منّی بمنزلة ولدی**“۔

دوم: آریہ اور ہندوؤں کا مسئلہ اوتار تناسخ مانتے ہیں۔ جس کا نام ”بروز“ کہتے ہیں۔ مسئلہ بروز باطل ہے۔ مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: "**مشائخ مستقیم الاحوال بصورت تکون و بروز لب نمی کشایند**"۔ (مکتوب ۵۸، جلد دوم)

سوم: یہودیوں کی طرح وفات مسیح کے قائل ہیں۔

چہارم: تمام انبیاء علیہم السلام کو اجتہاد میں غلطی کرنے والے مانتے ہیں اور ان کے کلی معصوم ہونے کے قائل نہیں۔

پنجم: عیسائیوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر لٹکایا جانا مانتے ہیں۔

ششم: خدا تعالیٰ کی صفت رب العالمین کے منکر ہیں، کیونکہ کہتے ہیں کہ آسمان پر خدا مسیح

کورزق دے کر پرورش نہیں کرسکتا اور نہ زندہ رکھ سکتا ہے۔ گویا آسمان پر خدا کی حکومت نہیں اور نہ وہ آسمانی مخلوق کا رب ہے۔

ھفتم: خدا تعالیٰ کو تیندوے کی طرح مانتے ہیں، حالانکہ امت محمدیہ ”لیس کمثلہ شئ“ کی معتقد ہے۔

ھشتم: خدا تعالیٰ کو مرزا صاحب کے وجود میں داخل ہونا مانتے ہیں، جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا ہے، میرے ہاتھ اس کے ہاتھ، میرے اعضاء اس کے اعضاء ہوگئے۔ (آئینہ کمالات اسلام)

نھم: خدا تعالیٰ کو مرزا صاحب سے پیدا شدہ مانتے ہیں۔ دیکھو الہام مرزا صاحب ”أنت منّی و انا منک“ یعنی ”اے مرزا تو ہمارے سے اور میں تیرے سے“۔

دھم: مرزا صاحب کو خدا کے پانی یعنی نطفہ سے مانتے ہیں، جیسا کہ مرزا صاحب کا الہام ہے ”أنت من ماء نا وھم من فشل“ (الخ)۔ یعنی ”اے مرزا تو ہمارے پانی یعنی نطفہ سے ہے۔ یعنی خدا کے نطفہ سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے۔ (دیکھو اربعین نمبر ۳، صفحہ ۳۴)

مرزا صاحب ایسے اعتقادات والا امت محمدیہ ﷺ سے خارج ہے۔

جواب مولوی صاحب: اجماع کا دعویٰ غلط ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: ”قال أحمد من ادعی الاجماع فھو کاذب“ یعنی ”امام احمد ابن حنبل نے فرمایا ہے کہ اجماع کا دعویدار کاذب ہے“۔ (دیکھو مسلم الثبوت)

جواب الجواب: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب اجماع کلی کا ہے، یعنی ایسا اجماع کہ جس سے کوئی فرد امت باہر نہ رہے، بیشک یہ ناممکن ہے۔ مگر جب کسی امر میں کثرت رائے امت ہو، تو وہ حجت ہے اور اس اجماع کا منکر کافر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا ہے ”لا تجمع امتی علی الضلالۃ“ یعنی ”میری امت گمراہی پر اتفاق نہ کرے گی“۔ اس حدیث سے اجماع امت ثابت ہے اور حجت ہے۔ امام احمد حنبل صاحب جیسے بزرگ حدیث کے برخلاف ہرگز نہیں کہہ سکتے اور اگر بفرض محال کہیں تو حدیث کے مقابلہ میں قابل تسلیم نہیں۔ جب اجماع ہے کہ مدعی نبوت اجماع مسلمین سے کافر ہے، تو مرزا صاحب اور ان کے مرید امت محمدیہ ﷺ سے خارج ہیں۔

جواب مولوی صاحب: باقی رہا اجماع کے متعلق، اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ اجماع کا دعویٰ ہی کذب اور غیر معتبر ہے۔

جواب الجواب: مرزا صاحب نے جو ”ازالہ اوہام“ صفحہ اوّل میں لکھا ہے کہ: ”امت محمدی میں پہلا اجماع جو ہوا، اسی بات پر تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے“۔ جب اجماع کا مدعی کاذب ہے، تو مرزا صاحب، مولوی غلام رسول کے کہنے سے کاذب ثابت ہوئے۔ الحمد للہ!

جواب مولوی صاحب: اس بات کو تسلیم بھی کرلیا جائے کہ اجماع ہے، تو اجماع اسی امر میں ہوسکتا ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی تشریعی نبی نہیں ہوسکتا۔

جواب الجواب: غیر تشریعی نبی کے آنے کی کوئی سند شرعی مولوی صاحب نے پیش نہیں کی۔ اور یہ جواب مولوی صاحب کا مرزا صاحب کے بھی برخلاف ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں: مصرعہ

ع ہر نبوت را برو شد اختتام

یعنی ”ہر قسم کی نبوت کیا تشریعی اور کیا غیر تشریعی، کیا ظلی اور کیا بروزی، آنحضرت ﷺ پر ختم ہوچکی ہے۔ اور کسی قسم کا نبی آپ جناب کے بعد پیدا نہ ہوگا۔ پھر مرزا صاحب ”الوصیت“

کے صفحہ دس پر لکھتے ہیں: ’’اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا، کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے‘‘۔

(دیکھو الوصیت، صفحہ دس، مصنفہ مرزا صاحب)

پھر ’’حقیقۃ الوحی‘‘ میں لکھتے ہیں: ’’وان رسولنا خاتم النبیین وعلیه انقطعت سلسلة المرسلین‘‘ تحقیق ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں۔ اور ان پر رسولوں کا سلسلہ قطع ہوگیا۔ (دیکھو ضمیمہ حقیقۃ الوحی، ص۶۴، مصنفہ مرزا صاحب)۔ مولوی غلام رسول صاحب غور فرمائیں کہ ان کے مرشد مرزا صاحب تو سلسلۂ رسل بعد از حضرت خاتم النبیین ﷺ منقطع ہوگیا فرماتے ہیں۔ کیا مرزا صاحب کو قرآن شریف کی آیت ﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ﴾ نظر نہ آئی تھی۔ مولوی صاحب! جواب دیں کہ ان کا لکھا درست ہے یا ان کے مرشد مرزا صاحب کا۔

جواب مولوی صاحب: پہلا حوالہ ملا علی قاری کا دیا جاتا ہے۔ دیکھو موضوعات ملا علی قاری، ص۵۸، ۵۶ فرماتے ہیں: ’’وقلت ومع هذا لو عاش ابراهیم صار نبیًا وکذا لو صار عمر نبیًا لکان من اتباعه ﷺ فلا یناقض قوله تعالیٰ ﴿خاتم النبیین﴾ اذ المعنی أنّه لا یاتی نبی ینسخ ملته ولم یکن من امة‘‘ یعنی میں کہتا ہوں کہ اگر آنحضرت ﷺ کے صاحبزادہ ابراہیم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں نبی ہو جاتے تو آپ کے تابعداروں سے ہوتے اور اس صورت میں ان دونوں کا نبی ہونا خاتم النبیین کا نقیض نہ تھا، اس لئے کہ ایسی صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ آنحضرت کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں آسکتا جو آپ کی ملت کو منسوخ کرے...... (الخ)۔

جواب الجواب: مولوی صاحب علم کا دعویٰ تو بہت کرتے ہیں مگر قدم قدم پر ٹھوکریں

کھاتے ہیں۔ اگر آپ کو ’’لَوْ‘‘ کی بحث یاد نہ تھی یا ان کا مبلغ علم ’’لَوْ‘‘ کی بحث تک نہ پہنچا تھا، تو کسی دوسرے عالم سے پوچھ لیتے کہ ’’لَوْ‘‘ کا استعمال ہمیشہ ناممکنات کے اوپر ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ: ’’اگر دو اللہ ہوتے تو فساد ہوتا۔ کیا مولوی صاحب کے اعتقاد میں دو خداؤں کا ہونا ممکن ہے۔ اور فرعون کا دعویٰ خدائی درست تھا، کیونکہ ان کے نزدیک دو خداؤں کے امکان کی سند اس آیت میں ہے۔ افسوس! مولوی صاحب کو ’’وقوع امر‘‘ اور ’’فرضی امکان امر‘‘ میں فرق معلوم نہیں ہوتا۔ آپ تو مرزا صاحب کا نبی ورسول ہوکر آنا ایک وقوعہ ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور پیش کرتے ہیں وہ حدیث جس میں لفظ ’’لَوْ‘‘ کا استعمال ہوا ہے۔ جس سے وقوعہ محال ہے۔ یہ وہی کج بحثی ہے جو کہ وفات مسیح کے ثابت کرنے میں کیا کرتے ہیں کہ دعویٰ تو یہ ہے کہ مسیح پر موت وارد ہوگئی ہے، مگر جس قدر آیات پیش کرتے ہیں، سب میں امکان موت ہے۔ جس شخص کو ’’امکان محال‘‘ اور ’’وقوع محال‘‘ میں فرق معلوم نہ ہو، وہ اس قابل نہیں کہ اس کے ساتھ بحث کی جائے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا تو صرف یہ مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ کی احادیث اور قرآن میں نقیض نہیں۔ تعارض دور کرنے کے واسطے لکھتے ہیں کہ: ’’اگر بفرض محال حضرت ابراہیم اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی ہوجاتے تو خاتم النبیین کے ماتحت رہتے۔ جیسا کہ ’’لو کان موسیٰ حیًا‘‘ والی حدیث سے ثابت ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خاتم النبیین ﷺ کے عہد میں زندہ ہونا محال ہے اور وہ زندہ نہ ہوئے۔ صرف فرض عقلی مقصود بالذات ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بعد آنحضرت ﷺ کے نبی ہونا فرض عقلی محالی ہے۔ کیونکہ نہ حضرت ابراہیم زندہ رہے اور نہ نبی ہوئے۔ اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد حضرت خاتم النبیین ﷺ کے نبی ہوئے۔ ہاں اگر

حضرت ابراہیم ﷺ زندہ رہتے اور نبی ہوتے، تب امکان وقوعی ثابت ہوسکتا تھا۔ کیونکہ ''لَوْ'' کالفظ ناممکنات کے واسطے وضع کیا گیا ہے۔ دیکھو علم اصول کی کتابیں، مطول وغیرہ۔ جب آپ ''لَوْ'' کا استعمال امور ممکنہ کے واسطے ثابت کردیں گے، تب ایسی دلیل پیش کر سکتے ہیں۔ اب مولوی صاحب کی تسلی کے واسطے ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب خاتم النبیین کی نسبت لکھا جاتا ہے، تاکہ مولوی صاحب کو اپنی غلط فہمی معلوم ہوجائے۔

۱...... ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ ''شرح فقہ اکبر'' میں لکھتے ہیں: **''ودعوی النبوۃ بعد نبینا محمد ﷺ کفر بالاجماع''** ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ بالاجماع و بالاتفاق کفر ہے۔

۲...... ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوے میں لکھتے ہیں: **''من اعتقد وحیًا من بعد محمد ﷺ کان کافرا بالاجماع المسلمین''** یعنی جو شخص بعد محمد ﷺ کے دعویٰ کرے کہ مجھ کو انبیاء علیہم السلام کی مانند وحی ہوتی ہے، وہ اجماع امت سے کافر ہے۔

۳...... حضرت شیخ اکبر ابن عربی ''فتوحات'' کی جلد ثانی صفحہ ۲۴ پر فرماتے ہیں: **''زال اسم النبی بعد محمد ﷺ''** یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد نام نبی کا اٹھایا گیا ہے۔ اب کوئی شخص اپنے واسطے نبی ورسول کا لقب تجویز نہیں کرسکتا۔ اور نہ نبی کہلاسکتا ہے۔

۴...... امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''پھر سب پیغمبروں کے بعد ہمارے رسول مقبول ﷺ کو خلق کی طرف بھیجا۔ اور آپ کی نبوت کو ایسے کمال کے درجہ پر پہنچایا کہ پھر اس پر زیادتی محال ہے۔ اسی واسطے آپ کو ''خاتم الانبیاء'' کہا گیا کہ آپ کے بعد پھر کوئی نہیں ہوا۔

(دیکھو اکسیر ہدایت، ص۲۴، ترجمہ اردو کیمیائے سعادت)

۵...... حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ''حجۃ البالغہ'' کے اردو ترجمہ کے ص ۶۱۲ پر

لکھتے ہیں: ''یہ میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات سے نبوت کا اختتام ہوگیا''۔

اس قدر حوالجات کے بعد بھی اگر کوئی شخص کسی امتی کو نبی ورسول تسلیم کرے تو وہ امت محمدیہ سے خارج ہوکر مسیلمہ کذاب کی امت میں شامل ہے۔

جواب مولوی صاحب: دوسرا حوالہ حضرت امام شعرانی کا کتاب ''الیواقیت والجواہر'' جلد۲، ص۲۲، بالفاظ ذیل آنکھیں کھول کر ملاحظہ فرمایئے: **''فان مطلق النبوۃ لم یرتفع وانما ارتفع نبوۃ التشریع وقولہ ﷺ لا نبی بعدی ولا رسول المراد لا مشرع بعدی''**۔ کیا مطلب! یعنی مطلق نبوت کا ارتفاع نہیں ہوا، بلکہ جس نبوت کا ارتفاع ہوا ہے وہ تشریعی نبوت ہے اور آنحضرت کے اس قول کا مطلب کے میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں، آپ کا اس سے صاحب شریعت نبی ورسول مراد ہے...... (الخ)۔

جواب الجواب: مولوی صاحب کا اقرار تھا، بلکہ مباحثہ کی شرط تھی کہ قرآن کا مقابلہ قرآن سے۔ مگر افسوس کہ مولوی صاحب قرآن اور حدیث کے مقابلہ میں امام شعرانی کے قول اور رائے کو پیش کرتے ہیں، حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ امام صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے غیر تشریعی نبی آسکتے ہیں۔ شکر ہے کہ مولوی صاحب نے خود ہی ''الیواقیت والجواہر'' کو پیش کیا ہے۔ پس ہم کو بھی حق ہے کہ ہم بھی ''الیواقیت والجواہر'' پیش کریں۔ جس میں صاف صاف لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ **''اعلم ان الاجماع قد انعقد علی انہ ﷺ خاتم المرسلین کما انہ خاتم النبیین''** یعنی ''اس پر اجماع امت ہے کہ حضرت محمد رسول ﷺ ختم کرنے والے رسولوں کے ہیں۔ جیسا کہ ختم کرنے والے نبیوں کے''۔ پھر لکھتے ہیں: **وھذا باب اغلق بعد موت محمد ﷺ فلا یفتح الاحد الی یوم القیامۃ''** یعنی ''باب نبوت بعد وفات

حضرت محمد ﷺ کے بند کیا گیا ہے۔ اور قیامت تک کسی پر نہیں کھولا جائے گا''۔ مولوی صاحب نے غیر مشرع نبی کی تشریح جو امام شعرانی نے لکھی ہے، وہ عمداً چھوڑ دی ہے، جو ذیل میں درج کی جاتی ہے، وھو ھذا: "ولکن بقی لاولیاء وحی الالھام الذی لا تشریع فیه"۔ جس سے ثابت ہے کہ اولیاء امت محمدی میں ہوں گے۔ جن کو صرف الہام ہوگا۔ اور وہ اولیاء اللہ کہلائیں گے، نہ کہ نبی۔ نبی کا لفظ توقیفی ہے۔ شیخ اکبر نے فرمایا ہے:''انقطاع اسم النبی بعد محمد ﷺ''(ص۳۳، الیواقیت والجواہر)۔ مولوی غلام رسول صاحب نے امام شعرانی کی عبارت نقل کرنے میں دیانت کا ثبوت دیا ہے کہ جو عبارت ان کے مدعاء کے برخلاف تھی اس کو نقل نہیں کیا گیا۔ لہٰذا ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں:وھو ھذا: "(الرویا) ما بقاء اللّٰہ تعالیٰ علی الامة من اجزاء النبوة فان مطلق النبوة لم یرتفع وانما ارتفع نبوة التشریع کما یویده حدیث من حفظ القرآن فقد ادرجت النبوة بین جنبیه" یعنی ''نبوت کی جزوں سے جو باقی ہے وہ رؤیا صادقہ ہے۔ باقی تمام جزیں نبوت کی اٹھائی گئی ہیں، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ چالیس جزوں نبوت میں سے صرف ایک جز نبوت باقی ہے۔ جس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ جس شخص نے قرآن شریف حفظ کرلیا اس کے اپنے پہلوؤں میں نبوت درج ہوگئی''۔ اور مولوی صاحب فرمائیں کہ کل حافظ یا کل رؤیا صادقہ دیکھنے والے نبی ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر سلسلۂ انبیاء علیہم السلام بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کیوں کر جاری رہا۔

نویں حدیث

''عن جبیر بن مطعم قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول اِن لی خمسةَ اسماءٍ انا محمد وأنا أحمد وأنا الماحی یمحو اللّٰہُ الکفرَ بِیُ وأنا الحاشر الذی

یحشر الناس علی قدمی وأنا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی'' (مظاہر حق، ص۵۱۴، جلد۴)۔ یعنی ''جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں: محمد، احمد، ماحی، حاشر، عاقب، عاقب کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی نبی بعد اس کے.....(انتہی بلفظہ)۔

جواب مولوی صاحب: اس حدیث کا فقرہ "والعاقب الذی لیس بعده نبی" کا جواب وہی ہے جو صفحات سابقہ میں دیا گیا......(الخ)۔

جواب الجواب: مولوی صاحب اس حدیث کا جواب بھی نہیں دے سکے۔ وجہ یہ ہے کہ عاقب کے جب یہ معنی ہیں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں، تو مولوی صاحب کا یہ جواب بالکل غلط ہے، کیونکہ عاقب کی بحث سابقہ صفحات میں نہیں کی گئی۔ اگر مولوی صاحب سچے ہیں تو بتائیں کہ کن صفحات میں جواب دیا گیا ہے۔ ''عاقب'' کے معنی پیچھے آنے والے کے ہیں اور یہ معنی رسول اللہ ﷺ نے خود فرمادیئے ہیں کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ یعنی سب نبیوں کا خاتم یعنی ختم کرنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ جس سے ثابت ہے کہ خاتم النبیین کے معنی مہر وغیرہ تصدیق کے جو کرتے ہیں، بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ عاقب کے معنی بھی رسول اللہ ﷺ نے خود ہی فرمادیئے ہیں کہ "العاقب الذی لیس نبی بعده" یعنی عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ چونکہ ''نبی'' نکرہ ہے۔ اس کے معنی ہر قسم کے نبی کے ہیں۔ تشریعی اور غیر تشریعی کسی قسم کا استثناء نہیں۔ پس اس حدیث نے فیصلہ کردیا ہے کہ خاتم کے معنی عاقب کے ہیں اور عاقب کے معنی پیچھے آنے والے کے ہیں۔ جس کے بعد کسی قسم کا جدید نبی پیدا نہ ہوگا۔ چونکہ یہ حدیث قطعی نص تھی۔ اس واسطے مولوی صاحب نے جواب نہیں دیا۔

دسویں حدیث

”قال رسول الله ا اِن الرّسالة والنبوّة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی“ یعنی ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت ونبوت قطع ہوگئی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی“۔ اس حدیث کے رو سے بھی بلا کسی استثناء کے رسول اور نبی کا آنا محال ہے۔

جواب مولوی صاحب: اس حدیث میں جس امر رسالت اور نبوت کے انقطاع کا ذکر فرمایا ہے وہ شریعت والی نبوت و رسالت ہے نہ وہ رسالت و نبوت ہے جو بشارات کے معنوں میں ہے، جیسے کہ بخاری کے الفاظ ذیل: ”لم یبق من النبوّة الاّ المُبشّرات“ سے اس کی تصدیق ظاہر ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا جناب مرزا صاحب کی نبوت اسی نوع کی ہے...... (الخ)۔

جواب الجواب: مولوی صاحب کا بخاری کی حدیث پیش کر کے یہ کہنا کہ مرزا صاحب کی نبوت مبشرات سے ہے۔ اور ”لانبی بعدی“ کے منافی نہیں، بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یہی بخاری کی حدیث بہانگ دہل بتا رہی ہے کہ تشریعی اور تشریعی نبوت و رسالت سے کچھ باقی نہیں رہا، مگر مبشرات۔ آگے جو فقرہ حدیث کا ہے، چونکہ مولوی صاحب کے مدعا کے برخلاف تھا، اس لئے مولوی صاحب نے چھوڑ دیا۔ اس لئے ہم وہ فقرۂ حدیث لکھ کر مولوی صاحب کو جواب دیتے ہیں، وہ فقرہ یہ ہے: ”قالوا وما المُبشّرات قَالَ الرُّؤیَا الصَّادِقَة“ یعنی ”رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ یا حضرت مبشرات کیا ہیں آپ نے فرمایا کہ سچے خواب“۔ پس نبوت کے اجزاء میں سے صرف سچے خواب باقی ہیں۔ اور سب اجزاء کا انقطاع ہو گیا ہے۔ مولوی صاحب کی لیاقت دیکھئے کہ

جزئیہ موجبہ کلیہ قرار دے کر نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری رہنا بتاتے ہیں۔ جو کہ اہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ کیونکہ جزئیہ موجبہ کلیہ نہیں ہوا کرتا۔ اگر مولوی صاحب کا یہ کہنا تسلیم کیا جائے تو پھر جو اشخاص سچے خواب دیکھتے ہیں، سب نبی ہوئے۔ اور یہ ان کے مرشد مرزا صاحب کے بھی خلاف ہے۔ مرزا صاحب اپنی کتاب ”توضیح المرام“ کے صفحہ ۳۸، سطر ۴ میں لکھتے ہیں: ”میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے، جس کی تمام جوانی بدکاری میں گزری ہے، کبھی سچے خواب دیکھ لیتی ہے۔ اور زیادہ تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بسر اور آشنا ببر کا مصداق ہوتی ہے، کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچا نکلتا ہے“...... (الخ)۔ مولوی صاحب جواب دیں کہ جب بدکار عورتیں بھی سچے خواب دیکھ لیتی ہیں۔ اور سچے خواب بقول آپ کے نبی ہونے کی دلیل ہے، تو وہ عورتیں بھی نبیہ ہیں۔ اور آپ کی مؤید ہیں کہ بعد آنحضرت ﷺ غیر تشریعی نبیہ ہیں۔ افسوس! مرزا صاحب کے بھی برخلاف لکھتے ہوئے خوف نہیں کرتے۔ مرزا صاحب خود قائل ہیں کہ جزئیہ موجبہ کلیہ نہیں ہوتا، مگر مولوی صاحب ایک جزو نبوت و رسالت سے جو کہ رؤیا صادقہ ہے، نبی کا امکان ثابت کرنا چاہتے ہیں، جو کہ ان کی جہالت کا ثبوت ہے۔ حدیث میں جب نبوت و رسالت دونوں کا انقطاع مذکور ہے تو پھر یہ کہنا کہ غیر تشریعی نبی آسکتے ہیں، غلط ہے۔ کیونکہ شارع نبی جس کو کتاب دی جاتی ہے، اس کو عرف شرع میں ”رسول“ کہتے ہیں۔ اور جو نبی شارع نہ ہو اور کوئی کتاب نہ لائے سابقہ کتاب اور شریعت اور نبوت کے تابع ہو، اس کو نبی کہتے ہیں۔ اور چونکہ اس حدیث میں رسالت اور نبوت دونوں کا انقطاع مذکور ہے، تو ثابت ہوا کہ خاتم النبیین کے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی، یعنی نہ رسول صاحب کتاب و شریعت ہوگا اور

نہ صرف نبی یعنی غیر تشریعی نبی۔ مرزا صاحب کا بار بار ذکر لانا اور ان کی نبوت ثابت کرنا مصادرہ علی المطلوب ہے، جو کہ اہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ مرزا صاحب تو زیر بحث ہیں اور آپ کا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب رسول اور نبی ہیں اور پھر مرزا صاحب کو دلیل میں پیش کرنا دعویٰ کا دلیل میں لانا ہے، جو کہ باطل اور جہالت کا ثبوت ہے۔ غرض اس حدیث کا بھی آپ کے پاس کوئی جواب نہیں۔

گیارھویں حدیث

”عن أبی هریرة قال قال رسول الله مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر أحسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف النظار یتعجبون من حسن بنیانه الّا موضع تلک اللبنة فکنت أنا سددت موضع اللبنة ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی روایة: فأنا اللبنة وأنا خاتم النبیین“ (مشکوٰۃ، باب فضائل النبی)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے ”میری مثال اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال ایک ایسے محل کی طرح ہے کہ جس کی عمارت خوبصورت اور حسن خوبی سے تیار کی گئی ہے۔ لیکن اس سے ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ اس محل کا نظارہ کرنے والے اس عمات کو بوجہ اس کی خوبی کے تعجب سے دیکھتے ہیں۔ سوا اس اینٹ کی جگہ جو چھوڑ دی گئی ہے، اس اینٹ کی جگہ کو میں نے بھر دیا، وہ عمارت میرے ساتھ ختم کر دی گئی اور ایسا ہی رسولوں کو میرے ساتھ ختم کر دیا گیا۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ وہ اینٹ میں ہوں۔ اور میں نبیوں کا خاتم ہوں“۔

یہ ہے ترجمہ حدیث کا۔ اور یہ حدیث ”رسالہ انجمن تائید اسلام“ میں سیکرٹری کی طرف سے پیش ہونے سے رہ گئی۔ لیکن ہم نے بغرض افادہ اپنی طرف سے مزید طور پر پیش

کر دی۔ اس لئے کہ بعض غیر احمدی مخالف ملاں امکان نبوت بعد آنحضرت ﷺ کی نفی میں اس حدیث کو بھی پیش کیا کرتے ہیں۔

جواب الجواب: یہ حدیث میں نے اس واسطے پیش نہیں کی تھی تاکہ مولوی صاحب کے علم کی پردہ دری نہ ہو۔ کیونکہ اس حدیث پر آپ نے ایسا جاہلانہ اعتراض کیا تھا کہ سب حاضرین ہنس پڑے اور مولوی صاحب کی لیاقت کا مضحکہ اُڑایا اور ان کی لیاقت کی داد دی۔ مگر افسوس! مولوی صاحب اس پر فخر کرتے ہیں کہ پبلک نے میری تعریف کی اور یہ نہ سمجھے کہ وہ مخول کر رہے ہیں۔ اور ایسے موقعہ پر آفرین توہین کی معنوں میں مستعمل ہوتی ہے۔ اور بعض نے تو آواز ہی دیدی کہ بڑا جاہل مولوی ہے کہ مثال اور تشبیہ کو حقیقی سمجھ کر ایسا اعتراض کرتا ہے۔ اور وہ اعتراض یہ تھا کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر دوبارہ آئیں گے، جو پہلی اینٹ ہیں، ان کو دوبارہ لانے کے لئے اپنی جگہ سے اکھاڑنا پڑے گا۔ دوسرے یہ کہ آنحضرت ﷺ سے پہلی اینٹ جب اکھاڑی جائے گی، تو جگہ خالی ہو جائے گی، تو خالی ہونے کی وجہ سے اوپر کی اینٹ جو آخری ہے وہ نیچے کی اینٹ کی جگہ چلی جائے گی، جس سے خاتم النبیین حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن جائیں گے“۔ جس کا جواب میں نے اسی وقت ایسا دندان شکن دیا تھا کہ حاضرین نے تحسین و آفرین کے نعرے بلند کئے۔ اور وہ جواب یہ تھا کہ: ”مولوی صاحب آنحضرت ﷺ نے صرف سلسلۂ نبوت و رسالت کو ایک محل سے تشبیہ دی ہے اور یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ عین نہیں ہوا کرتے۔ اس لئے محل حقیقی عمارت نہ تھی کہ چونا اور گارا اور اینٹوں سے بنائی گئی تھی، جیسا کہ آپ سمجھتے ہیں۔ اگر حقیقی عمارت نہیں اور صرف استعارہ کے طور پر سلسلۂ نبوت کو عمارت محل سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کو اینٹوں سے۔ اور چونکہ مشبہ میں صرف ادنیٰ اشتراک ہونا ہے، حقیقت نہیں ہوتی۔

اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا خاتم النّبیین کے برخلاف نہیں۔ کیونکہ تشبیہ صرف تکمیلِ نعمتِ نبوت میں ہے۔ یعنی سلسلۂ نبوت ورسالت کامل نہ ہوا، جب تک میرا ظہور نہ ہوا تھا اور عمارت نبوت نامکمل تھی۔ جب میں پیدا ہوا عمارتِ نبوت کی تکمیل ہوئی۔ مولوی کی اس بیہودہ تقریر اور اعتراض پر سب حیران تھے، مگر افسوس! مولوی صاحب نے شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر اسی تقریر کو ذرا تشریح مرید کے ساتھ پھر لکھ دیا ہے۔ اس واسطے ہم بھی جواب دینے کیلئے مجبور ہیں۔ افسوس! مرزا صاحب پر جب اعتراض کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب ابن مریم کس طرح ہو سکتے ہیں؟ وہ تو ابن غلام مرتضیٰ تھے۔ تو اس وقت مرزا صاحب کا حاملہ ہونا اور بچہ جننا اور مریم ہونا استعارہ کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہ ہرگز نہیں مانتے کہ مرزا صاحب حقیقت میں عورت تھے اور ان کو حمل ہوا اور وہ حقیقی حمل تھا، مرزا صاحب کو دردِ زہ ہوئی اور کھجور کے تنہ کی طرف لے گئی تھی۔ تب تو مرزا صاحب پر کوئی اعتراض نہیں۔ دس ماہ کی میعاد حمل کے اندر مرزا صاحب کو بچہ عیسیٰ پیدا ہو تو ان کو نہ کہا جائے، اگر آپ کے پیٹ سے عیسیٰ پیدا ہو تو آپ یوسف نجار کی بیوی ثابت ہوتے ہیں۔ وہاں تو استعارہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے۔ مگر جب رسول اللہ ﷺ نے سلسلۂ نبوت ورسالت کو ایک محل کی عمارت سے تشبیہ دی اور اپنے آپ کو آخری اینٹ فرمایا، تو مولوی صاحب اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ایک اینٹ اکھاڑی جائے تو آنحضرت خاتم النبیین نہیں رہتے۔ سبحان اللہ! جس جماعت کے ایسے مولوی ہوں وہ جماعت عقل کی اندھی کیوں نہ ہو۔ مولوی صاحب! اگر بفرض محال یہ مان بھی لیں کہ عیسیٰ علیہ السلام حقیقی اینٹ تھے اور آنحضرت ﷺ کے اوپر کی اینٹ نکالی گئی، تو یہ آپ کا کہنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ خاتم النّبیین نہ رہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ تو اپنی جگہ جمے رہے۔ خالی جگہ ہوئی تو عیسیٰ علیہ السلام

والی اینٹ کی ہوئی نہ حضرت محمد رسول اللہ کی اینٹ کی، جو کہ اپنی جگہ بحال رہی۔ باقی رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے وہ خاتم النبیین نہیں رہتے، کج فہمی ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام تو بعد موت پھر اپنی جگہ خالی پر چلے جائیں گے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ بحیثیت آخری اینٹ اپنی جگہ پر قائم رہیں گے۔ اس واسطے عیسیٰ علیہ السلام کی اینٹ کے نکلنے اور پھر واپس لگائے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر امت محمدیہ میں سے کوئی شخص جدید نبی اللہ ہونے کا دعویٰ کرے، تو یہ قرآن مجید کی آیت خاتم النّبیین اور حدیث ”لا نبی بعدی“ کے برخلاف ہے۔ اور نہ اس جدید مدعی کے واسطے محل نبوت میں کوئی جگہ خالی ہے اور آپ کا یہ کہنا کہ چونکہ مرزا صاحب مسیح موعود ہو کر نبی اللہ ہیں غلط ہے۔ کیونکہ مسیح موعود تو حضرت عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ اور رسول اللہ ہیں۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کے ظہور سے چھ سو برس پہلے نبی اللہ ورسول اللہ تھے۔ جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے شب معراج میں کہا تھا کہ میں دجال کے قتل کرنے کے واسطے دوبارہ دنیا میں آؤں گا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو دیکھا۔ اور قیامت کے بارے میں گفتگو ہوئی، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ قیامت کی مجھ کو خبر بھی نہیں کہ کب آئے گی؟ پھر بات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ڈالی گئی انہوں نے بھی کہا کہ مجھ کو خبر نہیں۔ پھر بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ڈالی گئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی کہا کہ قیامت کا معین وقت تو مجھ کو بھی معلوم نہیں۔ مگر اتنا جانتا ہوں کہ دجال کے قتل کرنے کے واسطے میں قرب قیامت میں نزول کروں گا۔ اور دجال میرے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ مرزا صاحب کے پہلے نہ کوئی دجال شخص واحد جس کی مشابہت آنحضرت ﷺ نے ”ابن قطن“ سے فرمائی ہوئی ہے، آیا اور نہ مرزا صاحب کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس واسطے مرزا صاحب نہ

سچے مسیح ہیں اور نہ نبی اللہ ہیں۔ سب بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔

جواب مولوی صاحب: ان جوابات کے بعد اب میں چاہتا ہوں کہ بعض صاحبان حق کی خاطر امکان نبوت بعد آنحضرت کے ثبوت میں چند آیات اور احادیث لکھ دوں۔ تاکہ موازنہ کرنے والوں کے لئے آسانی ہو۔

آیت اول: ﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ﴾

ترجمہ: لوگ ایک ہی امت تھے۔ پس اللہ نے ان کی ہدایت کے لئے اور ان کے اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لئے انبیاء کو مبعوث فرمایا جو آپ کی ہدایت قبول کرنے والوں کو مبشر یعنی خوشخبری سنانے والے اور ہدایت کے منکروں اور نہ ماننے والوں کے منذر یعنی عذاب الٰہی سے ڈرانے والے ہوئے۔ اور ان کی معیت میں خدا نے کتاب بھی اتاری تاکہ خدا تعالیٰ ان نبیوں کے ذریعہ لوگوں کے درمیان ان کے اختلافی امور کا فیصلہ کرے۔

استدلال اس آیت سے امکان نبوت یوں ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ نبیوں کی بعثت کی علت لوگوں کا اختلاف ہے اور ان کی بعثت معلول۔

پس آیت شریفہ کی رو سے جہاں بھی اور جب بھی علت پائی جائے گی معلول کا ہونا ضروری ہوگا۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت کے بعد قیامت تک آپ کی امت میں اختلاف کا وجود پایا نہیں جاتا۔ اور نہ ہی امت محمدیہ کا تفرقہ مختلف فرقے اور جماعتیں بننے سے بوجہ اختلاف ظہور میں آنا ہے۔ تو بوجہ عدم ظہور اختلاف آنحضرت کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آنے کا اور آکر آنحضرت کے بعد امت محمدیہ میں اختلاف ہونا ہے۔ اور واقعات سے ثابت ہے کہ اختلاف پایا جاتا ہے اور خود آنحضرت کے ارشاد سے بھی ظاہر

ہے کہ آپ کی امت تہتر فرقوں میں بوجہ اختلاف بٹنے والی ہے۔ اور یہ زبردست اختلاف کہ جس کے رو سے امت تہتر فرقوں میں بٹنے والی ہے۔ آیت کے رو سے علت بھی ہے۔ اور لازماً اس کا نتیجہ معلول کی صورت میں ظاہر ہونا ضروری ہے۔ اور وہ ہے کسی نبی کی بعثت جس کی نسبت حدیثوں میں آیا ہے کہ ایسے اختلاف کے موقعہ کے لئے مقدر ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود نبی اللہ ہوکر آئے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کا مسیح موعود اور نبی موعود ہوکر آنا اس کا مصدق بھی ہے وهو المطلوب (انتهىٰ بلفظه)

جواب الجواب: اس طول طویل عبارت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی مبعوث کرنے کی علت غائی یہ ہے کہ وہ منکروں کو عذاب سے ڈرائیں اور مومنوں کو خوش خبری سنائیں۔

دوم: آپ نے قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جب اختلاف امت محمدیہ میں ہو تو اختلاف مٹانے کے واسطے نبی کا آنا ضروری ہے۔ کیونکہ اختلاف کا امت محمدیہ میں پیدا ہونا نبی کے آنے کی علت ہے۔ پس جب علت ہو تو معلول کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی جب امت محمدیہ میں اختلاف ہے، تو نبی کے آنے کا بھی امکان ثابت ہے۔

ہم نے مولوی صاحب کی تمام عبارت حرف بحرف اسی واسطے نقل کر دی تاکہ بعد میں وہ یا ان کے ہم خیال یہ نہ کہہ دیں کہ پوری عبارت کیوں نہیں لکھی۔ اب مولوی صاحب کی دونوں دلیلوں کا جواب الگ الگ دیا جاتا ہے تاکہ ثابت ہو کہ یہ آیت جدید نبی بعد از حضرت خاتم النبیین ﷺ کے آنے کی دلیل نہیں اور اس آیت سے استدلال غلط ہے۔ مولوی صاحب اور دیگر ناظرین کرام غور فرمائیں کہ آیت پیش کردہ مولوی صاحب میں ﴿فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّيْنَ﴾ فرمایا گیا ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیج دیا۔

ماضی کے صیغہ سے بعثت انبیاء علیہم السلام کا فرمانا صاف ثبوت اس بات کا ہے کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے پہلے نبیوں کی نسبت یہ آیت ہے۔ جیسا کہ ”کان“ کا لفظ اس پر دال ہے جو کہ ماضی کا صیغہ ہے۔ اگر بعد آنحضرت ﷺ کے جدید نبیوں کا مبعوث ہونا مراد الٰہی ہوتا، تو صیغۂ استقبال سے فرمایا جاتا۔ مولوی صاحب کا دعویٰ تو یہ تھا کہ بعد حضرت خاتم النبیین ﷺ کے جدید نبیوں کا آنا ثابت کروں گا، مگر جو آیت پیش کی اس کا مطلب تو آنحضرت ﷺ سے پہلے نبیوں کا ذکر ہے، نہ کہ بعد کا۔ اس واسطے یہ استدلال غلط ہے اور جواب باصواب نہیں۔

دوسرا قاعدہ جو علت اور معلول کا مولوی صاحب نے پیش کیا ہے۔ یہی غلط ہے۔ کیونکہ جب امت محمدیہ میں اختلاف ہو تو تب ہی نبی کا آنا لازم امر ہے۔ اور اختلاف علت ہے۔ اور نبی کا آنا معلول ہے، تو نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ ہر ایک اختلاف کے مٹانے کے واسطے جدید نبی آتا۔ مگر مولوی صاحب خود اپنی اس دلیل کی تردید کرتے ہیں کہ مسیح موعود اختلاف مٹانے کے لئے آیا۔ جب مشاہدہ اس کے برخلاف اور اس منگھڑت قاعدہ کا باآواز بلند بطلان کر رہا ہے۔ کیونکہ سب سے پہلا اختلاف تعین خلافت تھا اور ایسا زبردست اختلاف تھا کہ جو آج تک چلا آتا ہے۔ اور امت محمدیہ کے دو فرقے ہوگئے۔ ایک شیعہ کہلاتے ہیں اور دوسرے اہل سنت والجماعت۔ مولوی صاحب فرمائیں کہ اگر ان کا قاعدہ ”ایجاد بندہ سراسر خیال گندہ“ درست ہے، تو تیرہ سو برس کے عرصہ میں اس علت اختلاف کے مٹانے کے واسطے کون کون نبی آیا۔ اور اختلاف کا قائم رہنا ثابت کر رہا ہے کہ کوئی نبی نہیں آیا۔ اور تاریخ اسلام بتا رہی ہے کہ علت تو ۱۳سو برس سے چلی آتی ہے، مگر معلول کوئی نہ آیا، یعنی جدید نبی۔ تو ثابت ہوا کہ یہ قاعدہ مولوی صاحب کا غلط ہی نہیں بلکہ اغلط ہے۔

دوم: جو حدیث مولوی صاحب نے پیش کی ہے جب اس سے ثابت ہے کہ امت محمدی تہتر فرقے ہونے والی ہے، تو پھر حضور ﷺ کا ”لا نبی بعدی“ فرمانا، اپنی حدیث کے متعارض ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو قرآن شریف کی آیت ”خاتم النّبیین“ کی تفسیر کرتے ہوئے حضور ﷺ ”لا نبی بعدی“ فرماتے ہیں اور دوسری طرف یہ فرماتے ہیں کہ میری امت میں اختلاف ہوگا اور تہتر فرقے ہوں گے اور یہ اختلاف، جدید نبی میرے بعد آکر مٹایا کریں گے۔ تو یہ تعارض تو (نعوذ باللہ) ان کی صداقت کے برخلاف ہے۔ پس آیت پیش کردہ مولوی صاحب کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے نبی اختلاف مٹانے کے واسطے آنے والے ہیں۔

سوم: اسی آیت میں ﴿وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ﴾ فرمایا، جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ یہ آیت تشریعی نبیوں، صاحب کتاب کی نسبت ہے، جو کہ حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے پہلے ہوگزرے ہیں نہ کہ بعد میں آنے والے نبیوں کی نسبت ہے۔ اور آپ بھی مولوی صاحب نے اسی کتاب میں بہت جگہ لکھا ہے کہ مرزا صاحب نہ کوئی جدید کتاب لائے اور نہ کوئی جدید شریعت لائے۔ تو آپ کے اقرار سے ثابت ہوا کہ اس آیت سے امکان نبی بعد خاتم النّبیین ﷺ کا استدلال غلط ہے۔ ورنہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ مرزا صاحب کتاب اور شریعت لائے۔ پھر آپ کو وہ کتاب اور شریعت دکھانی پڑے گی جو مرزا صاحب کو اختلاف مٹانے کے واسطے خدا نے دی اور یہ بھی ماننا پڑے گا کہ دراصل تشریعی نبی ہیں اور شریعت لے کر آئے اور ناسخ دین محمدی ہوئے، تو پکے مسیلمہ کذاب ہوئے۔ جو کہتا تھا کہ مجھ پر دو کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ جس کا نام فاروق اول و فاروق ثانی تھا۔ جب مسیلمہ کی طرح مرزا صاحب کتابی نبی نہیں، تو پھر آپ کے اقرار سے کاذب نبی ہوئے۔ کیونکہ آپ بیسیوں جگہ لکھ آئے ہیں

کہ حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے بعد تشریعی نبی نہیں آسکتا اور ایسی نبوت کا مدعی کافر ہے۔

چہارم: اس آیت میں ﴿کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ جو ہے، ظاہر کر رہا ہے یہ آیت بھی ابتدائی زمانہ کی نسبت ہے کیونکہ ابتدا زمانہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد "کَھُوَ النَّاسُ کَھُوَ" ایک ہی مذہب پر تھے۔ بعد میں جب ان میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ ﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ﴾ کے، رسول بھی بھیجے اور کتابیں بھی نازل فرمائیں۔ "کان" بھی ماضی کا صیغہ ہے۔ پس بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ آخرالانبیاء کے جب سلسلۂ نبوت ورسالت بند ہوا، تو نبیوں کا آنا بھی بند ہوا۔ اور نبیوں اور رسولوں کا کام "سیکون خلفاء" کے مطابق خلفاء کے سپرد ہوا اور اس لئے آیت سے امکان نبوت بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے سمجھنا باطل ہے اور اغلط ہے۔

پنجم: مرزا صاحب بقول آپ کے معلول ہو کر جب علت کو جو اختلاف ہے۔ بلکہ تہتر کے چوہتر (۷۴) پچھتّر (۷۵) فرقے کر دیئے۔ تو پھر آپ کے ہی قاعدہ سے مرزا صاحب کاذب ہوئے۔ کیونکہ جس غرض کے لئے آئے تھے وہ غرض پوری نہ ہوئی۔ بلکہ ان کی اپنی جماعت ہی فرقے بن گئی۔ مولوی غلام رسول صاحب کے قاعدہ سے اب مرزائیوں میں علت پیدا ہوگئی ہے۔ یعنی لاہوری جماعت ان کو نبی نہیں مانتی۔ اور قادیانی جماعت غیر تشریعی نبی تسلیم کرتی ہے۔ اور اروپی جماعت مرزا صاحب کو تشریعی نبی مانتی ہے۔ اور یہ ایسا اختلاف ہے کہ سوا سو برس میں ایسا نہیں ہوا تھا۔ تو اس اختلاف سے علت عظیم پیدا ہوگئی ہے۔ تو اب معلول یعنی جدید نبی اس اختلاف کے واسطے مبعوث ہونا چاہئے۔

مولوی صاحب فرمائیں کہ وہ معلول یعنی جدید نبی مرزائیوں کے اختلاف

مٹانے کے واسطے بموجب اس آیت کے کون آیا ہے؟ اگر کوئی نہیں آیا اور سچ ہے کہ کوئی نہیں آیا، تو پھر اس آیت کو امکان نبی بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ پیش کرنا سخت غلطی ہے۔

ششم: جب مرزا صاحب کے بعد اختلاف پیدا ہوا، اور مرزائیوں کے چار فرقے ہو گئے۔ یعنی علت پیدا ہوگئی اور معلول بھی پیدا ہو گئے یعنی جدید نبی۔ میاں نبی بخش ساکن مہاراج کے ضلع سیالکوٹ، جس کے الہاموں نے مرزا صاحب کی تصدیق کی۔ جیسا کہ "عسل مصفّٰی" میں درج کیا گیا ہے، اس کو قادیانی جماعت کیوں معلول سمجھ کر نبی نہیں مانتی۔ جس کو دعویٰ کئے ہوئے دو سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے۔ دوسرا معلول مولوی عبداللطیف صاحب ساکن گناچور ضلع جالندھر ہے۔ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور قادیانی جماعت نے اس پر کفر کا فتویٰ دے کر جماعت سے خارج کیا۔ کیوں اس کو علت کا معلول سمجھ کر مولوی غلام رسول صاحب اور خلیفہ صاحب میاں محمود صاحب نے سچا نبی تسلیم نہیں کیا؟ حالانکہ جس منہاج اور معیار نبوت سے مرزا صاحب نبی بنے ہیں، اسی معیار کے رو سے اور انہیں دلائل کی وجہ سے میاں نبی بخش اور مولوی عبداللطیف نبی ہونے کے مدعی ہیں۔ پس یا تو ان کو بھی سچا مانو، یا اپنا قاعدہ علت معلول کا، غلط سمجھو۔ اور اقرار کرو کہ یہ آیت آپ نے غلطی سے پیش کی ہے۔

آیت دوم: ﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ (سورہ اعراف) ترجمہ: اے بنی آدم جب آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے پڑھا کریں تم پر آیات میری۔ پس جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور صلاحیت کو عمل میں لائے تو ایسے لوگوں پر کوئی خوف نہ ہوگا۔ اور نہ وہ کسی طرح حزن اور غم پائیں گے۔

استدلال امکان نبوت کا ثبوت اس آیت شریفہ سے پورا ہے کہ بنی آدم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تم میں رسل یعنی کئی رسول آیا کریں گے۔ اور چونکہ رسل کا وعدہ بنی آدم سے ہے اور بنی آدم کا سلسلہ قیامت تک ہے۔ اس لئے اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسل کا سلسلہ قیامت تک ممتد ہوگا۔ اور اگر بنی آدم مخاطب اور منادی کے لحاظ سے زمانہ نزول آیت سے لے کر قیامت تک کے بنی آدم مراد لئے جائیں تو بھی رسل انبیاء کی آمد کا سلسلہ آنحضرت کے بعد اور زمانہ نزول آیت سے لے کر قیامت تک ماننا پڑے گا۔

علاوہ اس ﴿یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ﴾ کا قرینہ صاف دلالت کرتا ہے کہ ان رسولوں کا کام جو آنحضرت کے بعد آنے والے ہیں وہ صرف قرآن کریم کی آیات اور دلائل اور احکام کو ہی پیش کیا کریں گے۔ اور ان کا کام قصص آیات ہی ہوگا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کے بعد کے رسل آپ کی کتاب قرآن کریم اور شریعتِ اسلامیہ کے نسخ کے لئے نہیں آئیں گے، بلکہ اس کے استحکام اور اس کے اجراء کے لئے۔ اور ''یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ'' کے لفظ کو صرف اولادِ آدم تک خاص کرنا صحیح نہیں۔ اس لئے کہ جب حدیث میں حضرت نوح کو اول الرّسل قرار دیا گیا ہے تو اس صورت میں صرف اولادِ آدم میں اتنے رسول کہاں تسلیم کئے جا سکتے ہیں، جو ''الرّسل'' کے صیغۂ جمع کے مصداق ہوسکیں۔ جب کہ بہت سے مسلمان ہی حضرت آدم کی نبوت کے منکر ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آدم کے بیٹوں اور اولاد کے لئے کوئی نبی و رسول ہو کر نہیں آیا۔ گو ہم یقین رکھتے ہیں کہ آدم اور شیث دونوں نبی تھے۔ اولادِ آدم کی روحانی اور اخلاقی تربیت انہیں کے زیر سایہ تھی۔ علاوہ اس کے جب ''انجمن تائید الاسلام'' کے ممبروں کے نزدیک آنحضرت تک کے لوگ بنی آدم کہلانے کے مستحق اور حق دار ہیں، اس لئے کہ آنحضرت تک ان میں رسل آئے۔ تو یہ سلسلہ آگے کیلئے

کیوں رک گیا۔ اگر کہا جائے کہ آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے۔ تو اس کا جواب رسالہ میں متعدد جگہ تفصیل کے ساتھ دیا جاچکا ہے۔ وہاں سے ملاحظہ ہو۔

جواب: غلام رسول قادیانی نے ناحق اس قدر طول عبارت لکھی۔ مطلب تو صرف اس قدر ہے کہ ''بنی آدم کو یہ خطاب ہے کہ اولادِ آدم جب قیامت تک موجود ہیں تو رسل بھی قیامت تک آنے چاہئیں''۔ جس کا جواب دیا جاتا ہے کہ یہ ایک آیت ہی اس مضمون کی نہیں۔ جب دوسری اور آیتیں اسی مضمون کی ہیں اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت سے معنی اگر غلط کئے جائیں تو دوسری آیات کے معنی میں تناقض واقعہ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ معنی مردود ہو جاتے ہیں۔ اس لئے غلام رسول قادیانی آیت ''خاتم النبیین'' اور ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ﴾ کے ہوتے ہوئے اس آیت کے یہ معنی نہیں کر سکتے کہ: ''ہمیشہ رسول آتے رہیں گے''۔ یہ آیت حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ کی دوسری آیات کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔ اور یہ اصول ہر ایک طبقہ کے مسلمانوں کا ہے کہ بہتر تفسیر اور افضل معانی وہی ہو سکتے ہیں جو کہ تفسیر قرآن بالقرآن ہو۔ اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ذیل میں وہ آیاتِ قرآن درج کرتا ہوں جو اس آیت کی تفسیر کرتی ہیں اور قرآن مجید کی دوسری آیاتِ خاتم النبیین وغیرہ کے متعارض نہیں:

پہلی آیت: ﴿فَتَلَقّٰی آدَمُ مِن رَّبِّهِ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ قُلْنَا اهْبِطُواْ مِنْهَا جَمِیْعاً فَإِمَّا یَأْتِیَنَّکُم مِّنِّیْ هُدًی فَمَن تَبِعَ هُدَایَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلاَ هُمْ یَحْزَنُوْنَ وَالَّذِیْنَ کَفَرُواْ وَکَذَّبُواْ بِآیَاتِنَا أُولٰئِکَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ﴾ (بقرہ:۳۷-۳۹)

ترجمہ: ''پھر آدم نے پروردگار سے (معذرت کے) چند الفاظ سیکھ لئے (اور ان الفاظ کی برکت سے) خدا نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ بیشک وہ بڑا ہی درگزر کرنے والا مہربان ہے۔ ہم نے حکم دیا کہ تم سب کے سب یہاں سے اُتر جاؤ (تو ساتھ ہی یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ) اگر ہماری طرف سے تم لوگوں کے پاس کوئی ہدایت پہنچے تو اس پر چلنا کیونکہ جو ہماری ہدایت کی پیروی کریں گے آخرت میں ان پر نہ تو کسی قسم کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ کسی طرح آزردہ خاطر ہوں گے اور جو لوگ نافرمانی کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے، وہی دوزخی ہوں گے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گے''۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکم ابتداء میں آدم اور اس کی اولاد کے واسطے تھا۔ چنانچہ اس کے مطابق حضرت آدم سے ہی سلسلۂ ارسال رسل کا جاری ہوا، جیسا کہ آپ قبول کر چکے کہ آدم نبی و رسول تھے اور صحیفہ آدم اس کا شاہد ہے۔ پس سلسلۂ رسل حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت خاتم النبیین ﷺ پر ختم ہوا۔

دوسری آیت: ﴿قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعاً بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى﴾ (طٰہٰ:۱۲۳)

ترجمہ: جب آدم نے نافرمانی کی تو خدا نے آدم اور شیطان کو حکم دیا کہ تم دونوں بہشت سے نیچے اُتر جاؤ۔ ایک کا دشمن ایک اور زمین میں پھولو پھلو۔ پھر اگر تمہارے پاس یعنی تمہاری نسلوں کے پاس ہماری طرف سے ہدایت آئے تو جو ہماری ہدایت پر چلے گا وہ نہ راہ راست سے بہکے گا اور نہ آخر کار ابدی ہلاکت میں پڑے گا۔ کا اخیر پھر دیکھو ﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِيْ آدَمَ أَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ﴾ (یٰسین:۶۰)۔ دوسری یہ آیات بھی انہیں آیات کے مطابق کرنی چاہیے۔ کہ یہ خطاب بنی آدم کو ابتداءِ دنیا میں تھا اور اسی پر عمل بھی ہوتا رہا۔ اگر

غلام رسول قادیانی کے معانی تسلیم کریں اور بجنسہٖ سلسلۂ رسل جاری سمجھیں، تو ذیل کے دلائل سے غلط ہیں:

اول: ﴿يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيَاتِيْ﴾ سے ظاہر ہے کہ وہ رسل صاحبِ کتاب ہیں کیونکہ ''اٰیَاتِیْ'' سے کتابِ الٰہی مراد ہے۔ اور آپ لکھ چکے ہیں کہ مرزا قادیانی کوئی کتاب اور ہدایت جدید نہیں لے کر آئے۔ تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی اس آیت کی رو سے ایسے رسل میں سے نہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ پس ان رسل سے مراد حضرت خاتم النبیین ﷺ کے پہلے کے رسول ہیں۔

دوم: مرزا قادیانی اگر اس آیت کی رو سے رسول ہیں، تو پھر ایک رسول ہونا چاہیے نہ صیغۂ جمع سے۔ کیونکہ آپ کئی بار لکھ چکے ہیں کہ مسیح موعود ایک ہی رسول آنے والا تھا جو اخیر میں آگیا یا تسلیم کرو کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد اور مرزا قادیانی سے پہلے جس قدر کاذب مدعیان ہوئے سب سچے تھے، کیونکہ یہ قرآن کا حکم و وحی ہے کہ قرآن کے بعد بہت رسول آنے چاہئیں نہ کہ صرف مسیح موعود، کیونکہ رسل کا صیغہ جمع کا ہے۔

سوم: مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا باطل ہوگا، کیونکہ مسیح موعود کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ: ''ہلاک نہ ہوگی وہ امت جس کے اول میں، میں ہوں اور اخیر میں عیسیٰ علیہ السلام اس کے بعد قیامت آجائے گی''۔ بہ فحوائے آیۃ کریمہ ﴿إِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ تو پھر رسل نہیں ہونا چاہئے تھا۔ صرف رسول بصیغۂ واحد ہونا چاہئے تھا۔ چونکہ لفظ رسل بصیغۂ جمع ہے تو ثابت ہوا کہ ابتداءِ آفرینش سے حکم ہے کہ آیت ''خاتم النبیین'' تک پیدا ہو چکا اور قصہ کے طور پر قرآن میں مذکور ہے۔

چہارم: آپ کا یہ کہنا غلط ہے کہ ﴿يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيَاتِيْ﴾ کا قرینہ صاف دلالت کرتا

ہے کہ ان رسولوں کا کام جو آنحضرت ﷺ کے بعد آنے والے ہیں وہ صرف قرآن شریف کی آیات اور احکام کو بھی پیش کرنے والے ہوں گے۔ کیونکہ جب جو رسول حضرت خاتم النبیین ﷺ کے پہلے آئے وہ سابقہ کتب اور شرائع کے ناسخ ہوتے رہے اور یہ سلسلہ بقول آپ کے قیامت تک جاری ہے۔ تو پھر یہ کہنا کہ ناسخِ شریعتِ محمد و قرآن، حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد جو رسول آنے والے ہیں، یہی قرآن پیش کریں گے، غلط ہو جائے گا۔ کیونکہ جب رسول آئے گا تو کتاب ضرور لائے گا۔ دیکھو مرزا قادیانی کیا کہتے ہیں:

ع من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

(درثمین فارسی، ص۸۲)

گویا مرزا قادیانی کے مذہب میں ہے کہ رسول صاحبِ کتاب ہوتا ہے۔ جب مرزا قادیانی کتاب نہیں لائے تو رسول بھی نہیں۔ تو پھر اس آیت سے امکان جدید رسول باطل ہوا۔ آپ کی یہ دلیل بھی ردّی ہے کہ جب نسلِ بنی آدم قیامت تک جاری ہے تو اس آیت کے بموجب سلسلۂ رسالت بھی جاری رہنا چاہیے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب پہلے رسولوں کے ذریعہ سے کتاب اور شریعت بھیجتا رہا اور حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد بقول آپ کے کتاب اور شریعت نہ بھیجے گا تو تبدیل سنت اللہ کا سوال جو ہم پر ہے، وہی آپ پر لوٹے گا۔ ہم کہتے ہیں جب رسول ہمیشہ آتے رہے اور شرائع لاتے رہے جن کا وعدہ بنی آدم سے تھا، تو پھر بعد خاتم النبیین ﷺ کے کیوں شرائع نہ بھیجیں؟ جبکہ سلسلۂ بنی آدم قیامت تک جاری ہے۔ جب آپ خود کہتے ہیں کہ نبوت و رسالت نعمت ہے اور خیر الامۃ کو انعامِ نبوت و رسالت سے محروم نہیں رہنا چاہیے، تو پھر جدید شریعت اور جدید کتاب سے، جو نعمت عظمیٰ ہے، یہ خیر الامۃ کیوں محروم کی جائے؟ اگر کہو کہ شریعت قیامت تک کافی ہے، تو ہم یہی کہیں

گے کہ رسالت حضرت خاتم الرسل ﷺ بھی قیامت تک کامل اور کافی ہے۔ اور اگر کہو تشریعی نبوت بڑی ہے اور غیر تشریعی نبوت چھوٹے درجہ کی نبوت ہے۔ ایسا نبی آ سکتا ہے؟ تو ہم کہتے ہیں کہ امت محمدیہ ﷺ کا کیا قصور ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ خیر الامم فرما کر بڑی نعمت کتاب اور شریعت سے محروم کرے؟ اور یہ کیسی جہالت اور بے وقوفی ہے کہ ہم بڑی نعمت تشریعی نبوت کو چھوڑ کر چھوٹی نعمت قبول کریں اور قرآن اور حدیث کی مخالفت کریں۔ عربوں جیسی جاہل قوم کو تو ایسے اعلیٰ درجہ کے نبی ملے کہ قرآن جیسی جامع کتاب لائے اور امت محمدیہ ﷺ جو کہ تعلیم یافتہ ہے اس کو ادھورا تھرڈ کلاس نبی ملے، جو ہم کو عیسائیت اور یہودیت کی طرف لے جاتا ہے اور آریہ ہندو مذہب کی تعلیم دیتا ہے۔ اوتار اور حلول کے باطل مسائل کو از سر نو تازہ کر کے کرشن کا سروپ دھارتا ہے۔ کوئی نظیر ہے کہ زمانہ کبھی پیچھے کی طرف بھی لوٹا ہو؟ زمانہ تو ہمیشہ ترقی کرتا ہے، مگر مرزا قادیانی ہیں کہ دقیانوسی تعلیم آج تیرہ سو برس کے بعد پیش کرتے ہیں اور انسان سے خدا بن کر خالقِ آسمان اور زمین اور انسان بنتے ہیں۔ (کتاب البریہ، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

غلام رسول قادیانی لکھتے ہیں کہ سلسلہ رسل کا کیوں رک گیا؟ ہم کہتے ہیں کہ اگر خدا کسی مصلحت سے کتابوں اور شریعتوں کا نازل کرنا روکتا ہے تو نبیوں کا آنا بھی بعد حضرت خاتم النبیین ﷺ کے روک سکتا ہے۔ اور آپ کا استدلال اس سے بھی غلط ہے۔

آیت سوم پیش کردہ غلام رسول قادیانی

"یَا أَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحاً إِنِّی بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِیمٌ وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُکُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّکُمْ فَاتَّقُون" (سورہ مومنون)۔ یعنی "اے رسولوں کھاؤ ستھری چیزیں اور عمل کرو صالح لاریب میں تمہارے اعمال کا علم رکھنے والا ہوں اور یہ

امت محمدیہ کو جو اخیر دور تک یعنی قیامت تک ایک ہی امت ہے۔ تم سب رسولوں کے لئے بھی ایک ہی امت مقرر کی گئی ہے اور میں تمہارہ رب ہوں۔ پس تمہیں مجھ سے ڈرنا چاہیے“۔

استدلال امکان نبوت کے ثبوت میں اس طرح ہے کہ اس آیت میں ”الرُّسُلُ“ مخاطب ومنادی کے طور پر ذکر فرمایا ہے جو صاف بتاتا ہے کہ وہ یہ رسل ہیں جو آنحضرت ﷺ کی وحی قرآن کے ماتحت آنے والے ہیں۔ ورنہ کوئی صورت نہ تھی کہ نزول قرآن کے وقت بجائے ”یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ“ کے (جیسا کہ قرآن کے دوسرے مقامات میں یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ کے ارشاد سے بھی آنحضرت کو مخاطب فرمایا گیا ہے) ”یَا اَیُّهَا الرُّسُلُ“ کے صیغۂ جمع سے مخاطب کیا جاتا اور قیامت تک کے رسولوں کو باوجود یہ کہ وہ سب کے سب آنحضرت ﷺ کی وحی کے نزول کے وقت موجود نہ تھے، مخاطب فرمانا ایسا ہی ہے جیسا کہ ”یایها الذین امنوا“ اور ”یایها الناس“ کے مخاطبہ میں بوجہ استمرار، قیامت تک کے ایمان والے اور الناس داخل ہیں۔ ورنہ بعد کے مومن اور الناس غور کر سکتے ہیں کہ مخاطب جبکہ آنحضرت ﷺ کے وقت کے لوگ ہیں تو ہم ان کے مخاطبت کے احکام کی تعمیل کیوں کریں۔ لیکن ایسا نہیں۔ پس حق یہی ہے کہ رسل آنحضرت ﷺ کے بعد آئیں گے اور ان سب کا آنا صرف امت محمدیہ میں ہی ہوگا۔ کیونکہ سب کے لیے ”اِنَّ هٰذِهٖ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً“ کے ارشاد سے ایک امت آخر تک قرار دی گئی ہے۔ (مباحثہ لاہور ص ۶۰)

جواب:

ناظرین! قرآن شریف کھول کر دیکھیں کہ غلام رسول قادیانی نے کس قدر مغالطہ دینا چاہا ہے۔ سابقہ آیات میں جو کہ اس آیت کے متصل اوپر ملی ہوئی ہیں، رسولوں کے نام مذکور ہیں

اور انہیں رسولوں کو ”الرُّسُلُ“ کر کے پکارا گیا ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ اور ہارون اور عیسیٰ علیہم السلام کو بصیغۂ جمع ”الرُّسُلُ“ سے مخاطب فرمایا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ”الرُّسُلُ“ سے وہی رسول مراد ہیں جن کے نام اوپر درج ہیں۔ جس سے مقصود خداوندی یہ ہے کہ ہم تو تمام رسولوں کو بھی یہی حکم کرتے آئے ہیں کہ اے پیغمبران عمل نیک کرو اور ستھری چیزیں کھاؤ۔ غلام رسول قادیانی بتائیں کہ یہ کہاں سے آپ نے لکھ دیا ہے کہ یہ وہ رسل ہیں جو آنحضرت ﷺ کی وحی کے ماتحت آئے ہیں اور یہ تحریف نہیں کہ اپنے پاس سے اتنی عبارت بڑھادی کہ: ”یہ وہ رسل ہیں کہ جو آنحضرت ﷺ کی وحی قرآن کے ماتحت آنے والے ہیں“۔ اور یہ یہودیانہ حرکت ہے یا نہیں؟ جب خداتعالیٰ نے خود آیت ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (احزاب:۴۰) فرمایا۔ تو یہ شان خداوندی کے برخلاف ہے کہ اس کے کلام میں اختلاف ہو، پس یہ ممکن نہیں۔ ایک طرف خداتعالیٰ محمد ﷺ کو خاتم النبیین فرمائے اور دوسری طرف اس کے بعد آنے والے رسولوں کو مخاطب فرمائے، یہی تو تعارض ہے جو کہ شانِ وحی الٰہی کے برخلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ﴿لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (نساء:۸۲)۔ یعنی ”اگر قرآن شریف کسی غیر اللہ کا کلام ہوتا تو اس میں بہت اختلاف ہوتا“۔ اور یہ اختلاف کہ ایک طرف تو خداتعالیٰ آنحضرت ﷺ کو ”خاتم النّبیین“ فرمائے اور دوسری طرف اس کے بعد کے رسول آنے والے کو مخاطب فرمائے، بہت اختلاف ہے اور خدا کا جہل ثابت کرتا ہے کہ جب حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد بھی رسول آنے والے تھے تو محمد ﷺ کو کیوں خاتم النبیین فرمایا؟

اب ہم ذیل میں صحیح ترجمہ ادا کرتے ہیں تا کہ غلام رسول قادیانی کا مغالطہ معلوم

ہو جائے: ''ہم تو تمام پیغمبروں سے ہی ارشاد کرتے رہے ہیں (اے گروہ پیغمبران ستھری چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، جیسے جیسے عمل کرتے ہو ہم ان سب سے واقف ہیں۔ اور یہ تمہارا خدائی گروہ اصل دین کے اعتبار سے ایک ہی گروہ ہے۔ اور ہم ہی تم سب کے پروردگار ہیں۔ اور ہم سے ڈرتے رہو''۔ اس صحیح ترجمہ سے ثابت ہے کہ اس مخاطبۂ الٰہی کے مخاطب حضرت موسیٰ، ہارون وعیسیٰ علیہم السلام سابقہ گروہ رسل ہیں۔ جن کے نام اوپر کی آیات میں درج ہیں۔ افسوس! مولوی صاحب کو دھوکہ دیتے ہوئے اور تحریف کرتے ہوئے خوف خدا نہ آیا۔ اور اگر خوف خدا نہ تھا تو علمی غلطی تو نہ کرتے کہ ''امتکم'' کی جو ضمیر ''الرسل'' کی طرف راجع ہے، اس کو امت محمدیہ کی طرف پھیرتے ہیں، جو کہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ''الرسل'' مرجع مذکور ہے۔ مرزا صاحب کی رسالت ونبوت تو آپ ماتحت قرآن تسلیم کر آئے ہیں۔ اور بہت جگہ مان چکے ہیں کہ مسیح موعود کوئی الگ نبی رسول نہیں، قرآن شریف کے ماتحت ہے اور اس آیت میں تمام رسول صاحب کتاب جن کو طیبات کے کھانے کی ہدایت ہے مخاطب ہیں۔ تو پھر قرآن کے بعد کے رسولوں کا مخاطب اس آیت میں ہونا غلط ہے۔ کیونکہ اس آیت میں تو رسول صاحبِ کتاب حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام اور ان کے پہلے جس قدر رسول، آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک آئے مخاطب ہیں۔ جیسا کہ ''امتکم'' سے ظاہر ہے۔ مولوی صاحب خدا کا خوف کریں اور کلام الٰہی میں تحریف کرنے سے توبہ کریں ورنہ ان کا اسلام سے خارج ہونا ثابت ہو جائے گا۔ کسی مفسر نے ایسے معنی کئے ہیں یا تفسیر کی ہے جس سے بعد قرآن رسولوں کا آنا امکان رکھتا ہے تو بتا دیں؟ مگر تعجب ہے کہ پہلے تو سب جگہ صرف مسیح موعود کو ہی رسالت دیتے رہے۔ اب یہاں بہت رسول کہہ دیئے۔ کیا مرزا صاحب کے بعد رسول تابع قرآن آنے والے ہیں تو پھر مرزا صاحب مسیح

مُبَاحِثَۂ حَقَّانِی

موعود نہ رہے۔ باقی رہا ''امۃ'' کا لفظ، سو وہ بھی امت محمدیہ کے واسطے نہیں، گروہ پیغمبراں کے واسطے مستعمل ہوا ہے: ﴿مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ﴾ اور ﴿ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا، كُلَّمَا جَاءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا﴾ سے ظاہر ہے محمد رسول اللہ ﷺ کے پہلے جو رسول تھے، ان کی امت مراد ہے۔ دیکھو حدیث: ''الانبیاء اخوۃ العلات امهاتهم شتی ودینهم واحد'' (الحدیث)۔ قرآن شریف کا قاعدہ ہے کہ سابقہ رسولوں کی امت اور گذشتہ رسولوں کا قصہ بیان کرتے ہوئے اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ گویا حاضر ہیں، کیونکہ خدا سے کوئی غائب نہیں۔ دیکھو سورۂ بقرہ، پارہ اول: ﴿يَا بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ﴾ سے ظاہر ہے، کیونکہ آیت میں وہ بنی اسرائیل مراد ہیں جن کو فرعون سے اللہ نے بچایا تھا۔ جیسا کہ ﴿وَاِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ﴾ سے ظاہر ہے۔ ﴿وَاِذْ قُلْتُمْ يَا مُوْسَى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً﴾ یعنی ''جب اے بنی اسرائیل'' کیا رسول اللہ کے زمانہ کے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا؟ کیا مولوی صاحب یہاں بھی یہ معنی کریں گے جو قرآن کے بعد بنی اسرائیل آنے والے ہیں۔ وہ مخاطب ہیں؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر ''یاایها الرسل'' سے قرآن کے بعد آنے والے رسول سمجھنا غلط ہے۔ اور اس آیت سے بھی استدلال امکان نبی ورسول بعد آنحضرت ﷺ غلط ہے۔

آیت چہارم پیش کردہ مولوی صاحب

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ﴾ اس آیت میں آنحضرت کی اطاعت کا انعام نبوت وصدیقیت وغیرہ کا اقرار ہے اور آیت ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ میں امتِ محمدیہ کو انعام کے طلب کرنے کے لئے ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اور ﴿اَلْيَوْمَ

﴿اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾ کے ارشاد سے خوشخبری دی گئی کہ انعام کے جو چار درجے ہیں یعنی نبوت، صدیقیت، شہیدیت، صالحیت۔ یہ چاروں درجے انعام کے اس کو ملیں گے۔ اور مغضوب اور ضالین کے فقرہ کے زیادہ کرنے سے بتایا کہ ان انعام سے محرومی غضب اور ضلالت کی علامت ہے۔ پس آنحضرت کی امت کا خیر الامت ہونا اسی صورت میں ہے کہ وہ سارے درجے انعام کے پائے اور اس صورت میں ثابت ہوا کہ امکانِ نبوت بعد آنحضرت ثابت ہے۔

جواب: اس آیت کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔ اختصار کے طور پر جواب یہ ہے کہ اس آیت میں لفظ "مِنْ" ہے۔ جو کہ عام ہے جس سے ثابت ہے کہ جو شخص اس امت سے تابعدار ہے وہی اس انعامِ نبوت کا مستحق ہے۔ مگر مشاہدہ ہے کہ تیرہ سو برس میں کوئی سچا نبی نہیں ہوا۔

دوم: یہی آیت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی ہر ایک نماز بلکہ ہر ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے، جس سے ثابت ہے کہ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ میں طلبِ نبوت کی دعا ہرگز نہیں سکھائی گئی۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نبی تھے۔ ان کا پڑھنا طلبِ نبوت کے لئے اگر تھا تو تحصیل حاصل تھی جو کہ باطل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ طلبِ نبوت کے واسطے یہ دعا ہرگز نہیں۔

سوم: ﴿مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ میں عورتیں بھی شامل ہیں اور سورۃ فاتحہ پڑھتی ہیں۔ اور یہ سنت اللہ ہے کہ عورتیں نبیہ نہیں ہوتیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ طلبِ نبوت کی نہ تو یہ دعا ہے اور نہ متابعتِ رسول اللہ ﷺ سے نبوت ملتی ہے۔ ورنہ عورتوں کے حق میں ظلم ہے کہ وہ نعمتِ نبوت سے بلاقصور محروم رہیں۔

چہارم: جب متابعتِ تامہ سے نبوت ملتی ہے تو نبوت کسبی ہوئی اور عام ہوئی۔ حالانکہ نبوت خاص ہے اور کسبی نہیں۔

پنجم: جب متابعت تامہ شرط ہے تو پھر مرزا صاحب نبی نہیں ہو سکتے، کیونکہ ان کی متابعت ناقص ہے۔ جہاد نفسی نہیں کیا، حج نہیں کیا، ہجرت نہیں کی۔ مولوی صاحب مان چکے ہیں کہ مرزا صاحب معذور تھے اس لئے یہ تین رکن ادا نہ کر سکے۔ ہم عذر قبول کرتے ہیں، مگر متابعت کا ناقص ہونا مولوی صاحب کے اقرار سے ثابت ہوا۔ اور جب متابعت تامہ سے نبوت ملتی ہے تو پھر وہ نبی ہونے چاہئیں جنکی متابعت تامہ ہے۔ یعنی جنہوں نے حج کیا، جہاد بھی کیا اور ہجرت بھی کی۔

ششم: ساری امتِ محمدیہ میں سے سوا سو برس کے عرصہ میں صرف ایک سچا نبی ہوا! مذہب اسلام اور بانئ مذہب علیہ السلام کی سخت ہتک ہے کہ باوجود خیر الامت ہونے کے کروڑوں مسلمانوں کی دعا قبول نہ ہوئی اور صرف مرزا صاحب کی دعا قبول ہوئی۔ اس سے مذہب اسلام کا ردّی ہونا ثابت ہوا۔

ہفتم: خدا تعالیٰ کا وعدہ خلاف ہوا کہ ایک طرف حضرت محمد ﷺ کو خاتم النّبیین فرماتا ہے اور دوسری طرف متابعت سے نبوت دیتا ہے۔

ہشتم: حضرت نبی آخر الزمان کی ہتک ہے کہ باوجود افضل الرسل ہونے کے اس کی متابعت سے صرف ایک نبی ہو۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی متابعت سے ہزاروں نبی ہوں۔

نہم: جب محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جو نبی ہوگا، وہی آخر الانبیاء ہوگا اور حضرت خاتم النّبیین ﷺ کی فضیلت ''خاتم الانبیاء'' اور ''عاقب'' ہونے کی ہے، اسی کے لئے ہوگی۔

دہم: اس آیت میں ''مع'' کا لفظ ہے۔ ''مع'' کے معنی ہم مرتبہ ہونے کے ہرگز نہیں۔

''مع'' کے معنی ساتھ کے ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ امتِ محمدیہ نبیوں اور شہیدوں صالحین اور صدیقوں کے ساتھ ہوگی۔ بہشت میں امتِ محمدیہ کو حسب پیروی واعمال، مختلف مدارج شہیدوں صالحین صدیقوں اور نبیوں کی معیت میں دیئے جائیں گے نہ کہ وہ نبی و رسول ہوں گے۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ﴾ کے معنی یہ نہیں کہ خدا اور انسان ہم مرتبہ ہیں۔ لاٹ صاحب کے ساتھ چپراسی اور سرشتہ دار میرمنشی ہوتے ہیں۔ مگر معیت سے وہ لاٹ صاحب نہیں ہوجاتے۔ اسی طرح معیت سے کوئی امتی نبی ورسول نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ صریح نص قرآنی کے برخلاف ہے۔ یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ امت میں شہید وصدیق و صالحین ہوسکتے ہیں، تو نبی کیوں نہ ہوں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں خداتعالیٰ نے کسی کو خاتم الشہداء، خاتم النبیین، خاتم الصالحین نہیں فرمایا۔ مگر حضرت رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا، اس واسطے کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ مولوی صاحب کسی آیت قرآن سے ثابت کریں کہ شہیدوں اور صالحین اور صدیقوں کے حق میں کسی کو خاتم فرمایا گیا ہے؟ مگر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کہیں نہیں دکھا سکیں گے۔ پس اس آیت سے بھی استدلال غلط ہے۔

آیت پنجم پیش کردہ مولوی صاحب

﴿اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ﴾ (سورۃ حج)۔ ترجمہ: ''اللہ برگزیدہ بناتا ہے اور بناتا رہے گا رسولوں کو فرشتوں سے اور انسانوں سے''۔ استدلال اس آیت سے بھی امکان نبوت بعد آنحضرت ثابت ہے، اس طرح کہ ''یَصْطَفِیْ'' کا صیغہ مضارع ہے، جو حال اور مستقبل پر مشتمل ہونے سے استمرار کے معنوں پر دلالت کرتا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر نزول آیت کے زمانہ میں بعض انسانوں سے منصب رسالت کے لئے برگزیدہ بنائے گئے، تو بلحاظ صیغہ مضارع بصورت استمرار زمانہ مستقبل کے لئے بھی خداتعالیٰ

کی یہ سنت مستمرہ بعض انسانوں کو منصب رسالت سے برگزیدہ بنانے کے لئے جاری رہے، جس سے امکان نبوت بعد آنحضرت ثابت ہوتا ہے، وھو المطلوب.

جواب خلاصہ مولوی: کے استدلال کا یہ ہے کہ اس آیت میں مضارع کا صیغہ ہے۔ اور مضارع حال اور مستقبل زمانہ کے واسطے آتا ہے۔ تو آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبی ورسول آنا ممکن ہے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ قطعی نص کے مقابل ذومعنی آیت کو پیش کرنا غلط ہے۔ جیسا کہ حال کے اور ماضی کے زمانہ کے معنی کرنے میں قرآن شریف کی مطابقت ہے۔ تو پھر خلاف قرآن معنی مستقبل کے کرنا، مسلمانوں کا کام نہیں۔ آیت میں جو لکھا ہے کہ خداتعالیٰ فرشتوں اور انسانوں کو رسالت کے واسطے برگزیدہ کرتا ہے۔ تو اس کے صحیح معنی یہی ہیں کہ پہلے زمانہ میں رسول ہوتے رہے اور جب حضرت خاتم النبیین ﷺ تشریف لائے تو وہ سلسلہ ختم ہوا۔ ورنہ بتاؤ کہ قرآن شریف کے بعد کون کون فرشتہ رسول برگزیدہ ہوا؟ اور کون انسان حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد رسول برگزیدہ ہوا؟ جب کوئی نہیں ہوا تو پھر ثابت ہوا کہ خاتم النبیین کے بعد یہ سلسلۂ ارسال رسل بند ہے۔ اگر کہو کہ مسیح موعود رسول ہو کر آیا تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ جدید نبی ورسول کا آنا صریح قرآن کے متعارض ہے۔ پس مضارع کے صیغہ سے زمانہ مستقبل قرار دینا غلط ہے۔ قرآن مجید کی یہ روش ہے کہ ماضی زمانہ کے حالات کے بیان کرنے میں بھی مضارع کے صیغے استعمال فرماتا ہے: ﴿یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآئَكُمْ﴾ اور ﴿یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآئَكُمْ وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ﴾ میں مضارع کے صیغے ہیں۔ کیا مولوی صاب اس آیت کے معنی بھی یہ کریں گے کہ تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے ہیں اور قتل کرتے رہیں گے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے ہیں اور زندہ رکھتے رہیں گے۔ استمرار کے معنوں میں ہے۔ اور آپ دکھا سکتے ہیں کہ اب زمانہ حال میں

بنی اسرائیل کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔تو پھر کس قدر دلیری ہے کہ جان بوجھ کر قرآن کی مخالفت کر کے امکانِ نبوت بعد آں حضرت ﷺ ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔ یہود اسی واسطے مغضوب ہوئے۔

جب خدا تعالیٰ کا فعل گواہی دے رہا کہ بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے نہ کوئی فرشتہ رسول ہوا اور نہ کوئی انسان رسول ہوا۔تو پھر استمرار کس طرح ہوا؟ استمرار اور مستقبل کے واسطے ''نون ثقیلہ'' یا ''سین'' یا کوئی اور لفظ ہونا چاہئے۔اور یہ آیت امکان نبوت بعد آنحضرت ﷺ کی کیوں کر دلیل ہو سکتی ہے۔پس اس آیت سے بھی استدلال غلط ہے۔

آیت ششم پیش کردہ مولوی صاحب

﴿یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ﴾ (سورہ مؤمن)۔ ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ڈالتا ہے روح اپنی یعنی کلام اپنا اپنے امر حکمت اور مصلحت سے اپنے بندوں سے جس پر کہ وہ چاہتا ہے .اس غرض کیلئے تا کہ وہ بندہ درگاہ جو خدا سے اس کی عبد کی طرف نذیر کر کے مبعوث کر کے فرمایا گیا۔اور رسل کر کے بھیجا گیا۔لوگوں کو روز قیامت سے ڈرائے جو خدا اور اس کے بندوں اور باہمی ملاقات کا دن ہے''۔

استدلال اس آیت سے بھی امکان نبوت بعد آنخضرت ثابت ہوتا ہے۔اس طرح کہ ''یُلْقِی'' جو مضارع ہے اور زمانہ حال اور استقبال پر مشتمل ہوتا ہے۔بوجہ استمرار خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ پر دلالت کرتا ہے کہ جس طرح اس نے نزول آیت کے زمانہ میں آنخضرت پر اپنا کلام نازل فرما کر آپ کو رسول اور نبی بنایا تا کہ لوگوں کو ڈرائیں۔اسی طرح یہ سنت آئندہ کے لئے بھی جاری رہے گی اور آئندہ بھی رسول اور نبی مبعوث ہوتے رہیں گے۔جس سے ثابت ہے کہ امکانِ نبوت بعد آنخضرت کا مسئلہ حق ہے۔

جواب: مضارع کا جواب اوپر درج ہے۔دوسری مثال لکھی جاتی ہے، جو مرزا صاحب کا الہام، مولوی صاحب کا رد کرتا ہے: ''**یریدون ان یروا طمثلک**'' یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔مولوی صاحب! یریدون مضارع کا صیغہ ہے یا نہیں؟ اب بتائیں ان کے اعتقاد کے مطابق یہ خدا کا کلام ہے جو اپنے بندے غلام احمد پر نازل ہوا۔اور مضارع کے صیغے ہوتے ہوئے مولوی صاحب کے قاعدہ سے اس کے یہ معنے ہوئے کہ بابو الٰہی بخش چاہتا رہے گا کہ تیرا حیض دیکھے اور دیکھتا رہے گا۔مولوی صاحب بتائیں کہ سلسلۂ حیض مرزا صاحب اس زمانہ تک جاری ہے اور جاری رہے گا۔اور بابو الٰہی بخش بھی دیکھتا ہے اور دیکھتا رہے گا۔آپ کے اس استدلال سے تو ثابت ہوا کہ بابو الٰہی بخش جو فوت شدہ ہے، وہ بقول آپ کے مرزا صاحب کا حیض دیکھ رہا ہے اور دیکھتا رہے گا۔اور مرزا صاحب بھی جو فوت شدہ ہیں ان کا حیض بھی جاری ہے اور جاری رہے گا۔

افسوس! مولوی صاحب کو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں۔اب ہم اس آیت کے صحیح معنی ناظرین کو بتاتے ہیں: ''خدا تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اپنے اختیار سے وحی بھیجتا ہے۔پس اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے حضرت محمد ﷺ پر وحی بھیجی تا کہ لوگوں کو روز قیامت کی مصیبتوں سے ڈرائے''۔

ناظرین! ''لِیُنْذِرَ'' بھی مضارع کا صیغہ ہے۔جس کے معنی ہیں ''ڈراتا ہے اور ڈراتا رہے گا''۔پس ثابت ہوا کہ حضرت خاتم النّبیین ﷺ ہی قیامت تک ڈرانے والا ہے۔کوئی جدید ڈرانے والا نہ آئے گا۔کیونکہ ''لِیُنْذِرَ'' مضارع کا صیغہ حال اور استقبال پر حاوی ہے۔مولوی صاحب کا استدلال اس آیت سے بھی غلط ہے کیونکہ ''یَوْمَ التَّلَاقِ'' یعنی ''قیامت تک ڈراتا رہے گا''۔یہ تو عین خاتم النّبیین کی تائید میں ہے کہ نہ کہ مولوی

صاحب کے مفید مطلب۔ پس اس آیت سے بھی استدلال غلط ہے کہ ہمیشہ رسول آتے رہیں گے۔

آیت ہفتم پیش کردہ مولوی صاحب

﴿مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (سورۂ بنی اسرائیل)۔ ترجمہ: ''نہیں ہم عذاب کرنے والے لوگوں کو یہاں تک کہ عذاب سے پہلے مبعوث کریں کسی رسول کو''۔ استدلال اس آیت میں عذاب کو معلول قرار دیا ہے۔ اور رسول کی بعثت کو علت۔ اور یہ امر مسلم ہے کہ معلول کے لئے علت کا پہلے ہونا ازبس ضروری امر ہے۔ اب زمانہ موجودہ میں ایسے عذاب کہ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے پہلے رسولوں کے وقتوں میں ظاہر فرما کر انہیں عذاب کے نام سے موسوم فرمایا ہے، ظہور میں آئے جن کے ظہور کی وجہ سے لازماً یہ بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان عذابوں سے پہلے جو معلول کے طور پر ظاہر ہوئے، کسی رسول کا مبعوث ہونا بھی ضروری ہے۔ جسے قرآن کریم کے قانون کے رو سے اس کی علت قرار دیا۔ اور ہر وہ رسول اور نبی بھی موجود ہے۔ یعنی حضرت مرزا صاحب مسیح موعود جنہوں نے ان عذابوں کے ظہور سے پہلے ہر ایک عذاب کی مجملاً یا مفصلاً اطلاع دی اور دنیا میں قبل از وقت شائع کی۔ جیسا کہ طاعون، زلزلے، طوفان، یورپ کی خطرناک جنگ، انفلوانزا کا ظہور، غیر معمولی قحط اور طرح طرح کی وبائیں وغیرہ وغیرہ۔ اب ان عذابوں سے جب رسولوں کے وقت کسی ایک عذاب کا ظہور اس رسول کی صداقت کی دلیل ہو سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اتنے عذابوں کا ظہور کسی رسول کی بعثت کے سوا ہی ہو گیا۔ پس اگر قرآن کے رو سے عذابوں کا ظہور رسولوں کی بعثت کی علت کے لئے یقیناً معلول ہے، تو پھر موجودہ زمانہ کے عذابوں کے لئے بھی کسی رسول کی بعثت کو تسلیم کرنا ازبس ضروری ہے۔

جواب: اس آیت کا یہ ہرگز مطلب نہیں جو کہ مولوی صاحب نے مقرر کیا ہے کہ عذاب معلول ہے اور رسول علت۔ کیونکہ ''کُنَّا'' ماضی کا صیغہ ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ علت و معلول کا سلسلہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے پہلے جاری تھا نہ کہ بعد میں۔ جس طرح کہ ترسیل رسل کا سلسلہ جاری تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''ہم قیامت کا عذاب نہیں کرنے والے جب تک پہلے رسول نہ بھیج لیں''۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں رسول بھیجے اور اس کا سلسلہ حضرت خاتم النبیین ﷺ پر ختم کیا۔ اور حجت قائم کر دی اس آیت سے کہ بعد آنحضرت کے جدید نبیوں کا آنا سمجھنا غلط ہے۔

جب سلسلۂ رسالت مسدود ہوا اور آخر الانبیاء کے تشریف لانے سے علت و معلول کا سلسلہ ہی بند ہوا۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد عذاب آئے۔ اور تیرہ سو برس کے عرصۂ دراز میں کوئی سچا نبی و رسول نہ آیا۔ پس اب جس قدر عذاب بطور تنبیہ زمانہ میں آتے ہیں، وہ اسی رسول آخر الرسل کی نافرمانی کا نتیجہ سمجھے جاتے ہیں نہ کہ کسی جدید رسول کی علت۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے قول اور فعل میں تخالف محال ہے۔ یعنی ایک طرف خدا تعالیٰ فرمائے کہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہے اور دوسری طرف اپنے قول کی مخالفت فرما کر جدید رسول بھیج دے۔ یہ شانِ خداوندی کے برخلاف ہے۔ اور جب مشاہدہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد طرح طرح کے عذاب آئے اور کوئی جدید رسول نہ آیا، تو ثابت ہوا کہ آپ کا استدلال اس آیت سے غلط ہے۔

میں ذیل میں عذابوں کی فہرست دیتا ہوں تاکہ آپ کی غلطی علت و معلول کی ثابت ہو جائے۔ حضرت عمرؓ کی خلافت میں طاعون آیا اس میں ساٹھ ستر ہزار صحابہ نے جو فی سبیل اللہ جہاد کر رہے تھے وفات پائی۔ اور طاعون جارف مشہور واقعہ ہے۔ ۸۰ھ

ہجری میں سخت زلزلہ آیا، جس سے اسکندریہ کے منارے گر گئے۔ (دیکھو تاریخ خلفاء، ص ۱۵۸)۔ اور ۲۳۳ھ ہجری میں دمشق میں ایسا سخت زلزلہ آیا کہ ہزاروں مکان گر گئے اور خلقت ان کے نیچے آ کر دب گئی۔ (تاریخ خلفاء ص ۱۵۸)۔ مگر کوئی جدید نبی نہ آیا۔ ۲۴۵ھ ہجری میں تمام دنیا میں زلزلے آئے، شہر اور قلعے اور پل گر گئے۔ انطاکیہ میں پہاڑ سمندر میں گر پڑا۔ آسمان سے سخت ہولناک آواز سنائی دی۔ (تاریخ خلفاء ص ۱۸۶)۔ ۴۹ھ ہجری میں طاعون کی بیماری ایسی سخت پڑی کہ اس کی مثل آگے کبھی نہ پڑی تھی۔ (تاریخ خلفاء ص ۱۶۰)۔ ۲۳۱ھ ہجری میں علاقہ بغداد میں، اور ۲۲۴ھ ہجری میں بیلدہ اصفہان، اور ۲۴۶ھ ہجری میں بنواحی عراق، اور ۴۰۶ھ ہجری میں بشہر بصرہ، اور ۴۲۳ھ ہجری میں بلادِ ہندوستان میں، اور ۴۲۵ھ ہجری میں شیراز سے بصرہ اور بغداد تک پہنچی۔ اور ۴۳۹ھ ہجری میں موصل اور جزیرہ اور بغداد میں، ۴۴۸ھ ہجری میں مصر و شام و بغداد میں، ۴۶۹ھ ہجری میں شہر دمشق پر اس شدت سے طاعون پڑی کہ پانچ لاکھ آبادی سے ساڑھے تین ہزار باقی رہ گئے۔

مولوی صاحب بتائیں کہ اس سخت عذاب کے بعد کون معلول یعنی جدید رسول پیدا ہوا؟ اور خداتعالیٰ نے علت و معلول کا قاعدہ بعد حضرت خاتم النبیین ﷺ کے جاری رکھا؟ (دیکھو حجج الکرامہ)۔ شاید مولوی صاحب کہہ دیں کہ اس وقت کوئی مدعی نہ ہوا ہو۔ اس کے جواب میں گزارش ہے کہ پہلے بھی مرزا صاحب کی طرح مدعی ہوئے اور سلسلۂ انبیاء و رسل جاری رکھا، مگر جھوٹے سمجھے گئے۔ جیسا کہ مرزا صاحب اور مرزائی بھی ان کو کاذب سمجھتے ہیں۔

۱...... ۶۶ھ ہجری میں جب کہ طاعون مصر میں پڑی تھی اس وقت محمد حیفہ مدعی نبوت ہوا اور رمضان میں چاند اور سورج کا گہن بھی اس کے وقت ہوا۔

۲...... ۵۸ھ ہجری میں جعفر کاذب مدعی نبوت ہوا اور ۷۵ھ ہجری میں مصر و بصرہ میں طاعون پھیلی اور چاند اور سورج کا گہن بھی رمضان میں ہوا۔

۳...... ۷۶ھ ہجری میں عباس نے دعوئ نبوت و مہدویت کیا اور ۷۷۱ھ ہجری میں خاص دمشق میں طاعون پڑی اور چاند و سورج کا رمضان میں گہن بھی ہوا۔

۴...... ۱۰۳۰ء میں انگلستان میں قحط پڑا کہ انسان کا گوشت پکایا گیا اور فروخت کیا گیا۔ ۱۲۵۸ء کے قحط میں لنڈن کے ۱۵ ہزار باشندے بھوک سے مر گئے۔

چونکہ اختصار منظور ہے اس واسطے انہیں تین چار حوالوں پر کفایت کی جاتی ہے۔ اب آگے وبائی بیماریاں اور عذاب کا آنا بھی سن لو۔ ۱۳۴۸ء میں مہلک وبا مشرق سے اٹھی اور فرانس کی ایک ثلث آبادی ضائع کر گئی، مگر کوئی نبی نہ آیا۔ ۲۳۴ھ ہجری میں عراق میں ایک ایسی ہوا چلی کہ کھیتیاں جل گئیں۔ بغداد و بصرہ کے مسافر مر گئے۔ پچاس روز یہی قیامت برپا رہی، مگر کوئی جدید نبی نہ آیا۔ (دیکھو ص ۱۵۸، تاریخ الخلفاء)

مولوی صاحب جواب دیں کہ مرزا صاحب کے فوت ہونے کے ۱۶ برس بعد جو عذاب قحط نازل ہوا کہ کبھی ایسا قحط نہیں پڑا تھا۔ اور فرانس اور یورپ کے گرد و نواح میں انفلوائنزا کی بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ اور امریکہ میں واٹلی میں آتشزدگیاں ظہور میں آئیں۔ یہ کس جدید نبی کی نافرمانی کا معلول تھا۔

میاں عبداللطیف مرزائی ساکن گنا چور ضلع جالندھر جو کہ ان عذابوں کا سبب ہے۔ جو کہ نبوت اور مہدویت کا مدعی ہے۔ تو پھر آپ اس کو کیوں سچا نبی و مہدی نہیں مانتے؟ اس میں تو مرزا صاحب کی شان بھی دوبالا ہوتی ہے کہ ان کے مریدین اس مرتبہ کو پہنچتے ہیں۔ یا اقرار کرو کہ سلسلۂ نبوت و رسالت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکا ہے۔ اور آنحضرت

ﷺ کے بعد سب مدعیان نبوت ورسالت جھوٹے ہے اور عذاب دنیا پر بحوائے حدیث:

''انما ھی اعمالکم احصیھا علیکم فمن وجد خیراً فلیحمد لہ ومن وجد شرا فلا یلومنّ الا نفسہ''۔

ترجمہ: ''اے میرے بندو یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جن کو میں نے تمہارے لئے محفوظ رکھا۔ پس جو بھلائی پائے، خدا کی تعریف کرے اور جو برائی پائے، سو اپنے آپ کو ملامت کرے''۔

مولوی صاحب کی سخت غلطی ہے کہ وہ عذابوں کو علت جدید نبی ورسول کی فرماتے ہیں۔ یہ مولوی صاحب کی منطقی غلطی بھی ہے کیونکہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہوا کرتا ہے۔ پس لازم عام کے تحقق سے ملزوم خاص کا تحقق ثابت نہیں ہوتا۔ پس ثابت ہوا کہ عذابوں کا آنا لازم نہیں کرتا کہ ضرور نبی بھی آئے۔

افسوس! مولوی صاحب کو علت معلول جو کہ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ میں ہے نظر نہیں آتا۔ جس کا تحقق واقعات سے ہو رہا ہے کہ حضرت کا بیٹا کیوں نہیں زندہ رہا۔ اس واسطے کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ خاتم النبیین معلول ہے اور بیٹا نہ ہونا علت ہے معلول خاتم النبیین کی۔ اور واقعات نے ثابت کر دیا کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی سچا نبی نہیں ہوا۔ پس جس طرح ہر ایک شخص کے بیٹے کے مرجانے سے وہ شخص نبی نہیں ہوسکتا۔ اور خاصہ نبی کریم ﷺ ہے۔ اسی طرح ایک مدعی نبوت کے وقت عذاب کے آنے سے اس کی نبوت متحقق نہیں ہے۔ پس اس آیت سے بھی استدلال غلط ہے۔

آیت ہشتم پیش کردہ مولوی صاحب

﴿وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَوْمُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُوْرًا﴾ ترجمہ: ''اور نہیں کوئی بستی مگر ہلاک کرنے والے ہیں اس کو قیامت کے روز سے پہلے یا عذاب کرنے والے ہیں عذاب سخت۔ پیشگوئی ہے اٹل جو اس کتاب قرآن کریم میں لکھی ہوئی ہے''۔

استدلال اس آیت سے بھی امکانِ نبوت بعد آنحضرت ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ نے زمانہ نزولِ آیت کے بعد اور قیامت سے پہلے کے لئے اس آیت میں دنیا کی تمام بستیوں کی ہلاکت یا تعذیب کی پیشگوئی کی ہے کہ ایسا ضرور ہوگا۔ اور دوسری طرف ﴿مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ میں قانون پیش کیا ہے کہ جب تک پہلے رسول نہ مبعوث کیا جائے، عذاب اور ہلاک کا ظہور نہیں ہوگا۔ اس قاعدہ اور قانون کے رو سے یہ بھی تسلیم کرنا پڑا کہ جب قیامت تک پہلے دنیا کی ہر بستی کی ہلاکت اور تعذیب کے متعلق پیشگوئی کے ظہور کا وقت آئے گا، تو لازماً اس عالمگیر ہلاکت اور تعذیب سے پہلے خدا کی طرف سے کوئی رسول بھی ضرور آئے گا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امکانِ نبوت کا مسئلہ حق اور درست ہے۔

تنبیہ: چونکہ موجودہ زمانہ بھی آخری زمانہ کہلاتا ہے۔ اور دنیا کی تباہی اور عالمگیر ہلاکت اور عذاب کا ظہور بھی ہو رہا ہے۔ اور دوسری طرف حضرت سیدنا عالی جناب حضرت مرزا صاحب بھی قبل از ظہور عذاب بمنصب نبوت ورسالت خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے گئے۔ لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ اگر ایک طرف عذابوں کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے، تو دوسری طرف مسئلہ امکانِ نبوت کا تحقق بھی ثابت ہو رہا ہے۔ وھو المطلوب۔

جواب: اس آیت سے بھی امکانِ نبوت کا مسئلہ ہرگز ثابت نہیں۔ کیونکہ مولوی صاحب نے خود ہی ترجمہ کیا ہے کہ روز قیامت سے پہلے جب "قبل یوم القیامۃ" کا زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم النبیین ﷺ کے زمانہ میں شامل ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کی شریعت اور کتاب ذریعۂ نجات ہے، تو دین کامل ہے۔ تو پھر آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ آخری رسول مرزا صاحب ہیں جب کہ ان کے ہاتھ میں کوئی کتاب ہی نہیں۔ جب خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ "ہم کسی بستی کو ہلاک نہیں کرنے والے قیامت کے دن سے پہلے"۔ جس کا صاف مطلب ہے کہ قیامت کے دن جو ہلاکت اور عذاب ہوں گے، وہ ہلاکت اور عذاب اس آیت میں موعود ہیں۔ نہ کہ دنیاوی عذاب اور ہلاکتیں۔ کیونکہ "وان من قریۃ" سے ثابت ہے کہ ہلاکت اور عذاب سے کوئی بستی نہ بچے گی۔ سو یہ ہلاکت قیامت کے دن ہوگی اور عذابِ الٰہی بعد حساب نامہ اعمال کو ہی ہوں گے۔ دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں جائیں گے۔

مولوی صاحب بتائیں کہ ایسی ہلاکت کب اور کہاں ظہور میں آئی ہے کہ کوئی بستی نہ بچی ہو۔ اور مرزا صاحب کے بعد یوم قیامت آ گیا ہو؟ ہرگز نہیں، بلکہ مشاہدہ ہے کہ یہ زمانہ مرزا صاحب کے زمانہ سے کئی درجہ ترقی پر ہے۔ پھر جب موجودہ زمانہ آخری زمانہ نہیں۔ کیونکہ اگر آخری زمانہ ہوتا، تو سولہ برس کے عرصہ تک جو مرزا صاحب کو فوت ہوئے گزرا ہے قیامت آ جاتی۔ پس نہ قیامت آئی اور نہ مرزا صاحب سچے نبی ہو سکتے ہیں۔ باقی رہا دنیاوی عذابوں کا آنا سو یہ تو ہمیشہ آتے رہتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ مگر سچا نبی کوئی نہیں آیا اور نہ آئے گا۔ کیونکہ "خاتم النبیین" کی نص قطعی مانع ہے عذابوں کے آنے سے۔ نبی کا آنا ہم اوپر باطل کر چکے کہ عذاب تو آئے مگر کوئی نبی نہ آیا۔ پس اس آیت سے بھی استدلال

امکان جدید نبی غلط ہے۔

آیت نہم پیش کردہ مولوی صاحب

﴿وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰاۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ﴾

ترجمہ: "اور جب کہا عیسیٰ بیٹے مریم نے اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں تصدیق کرنے والا ہوں تورات کی اور بشارت سنانے والا ہوں ایسے رسول کی جو میرے بعد آئے گا۔ اور اس کا نام احمد ہے"۔

استدلال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم بنی اسرائیل کو ایک رسول کی بشارت دی ہے۔ اور ان کے بعد ایک رسول "مسمّٰی باحمد" مبعوث ہو کر آئے گا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اگر آنحضرت کے سوا آپ کے بعد کسی اور رسول نے نہیں آنا تھا، تو ﴿رَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ﴾ کی جگہ فقرہ کے الفاظ "بعدی" تک ہی کافی ہو سکتے تھے۔ پھر نام ہی لینا تھا، تو محمد کہنا تھا، نہ احمد۔ کیونکہ آنحضرت کا علم اور اصل نام محمد ہے نہ احمد۔ اور جب تک یہ آیت سورۂ صف کی جو مدنی سورت ہے۔ اور احمد والی آیت نہیں اتری کسی کو آپ کے "احمد" ہونے کے متعلق خیال بھی نہیں تھا۔ لیکن "احمد" کا ذکر صرف ایک ہی مقام میں ذکر کیا گیا اور وہ بھی حکایۃً عن عیسیٰ۔ جس سے ظاہر ہے کہ اگر آنحضرت ہی اسم احمد والی پیشگوئی کے بلاتخلف مصداق ہوتے تو قرآن کے کسی اور مقام میں بھی آپ کو "احمد" کے نام سے یاد کیا جاتا یا اذان میں اور کلمہ اور نماز کے درود میں اور ایسا ہی دوسرے اوراد میں بجائے "اسم محمد" کے کبھی "احمد" کا اسم ذکر ہوتا۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں کیا گیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ احمد ایک رسول ہے۔ جو آنحضرت نہیں بلکہ آپ کے بغیر ہے جو اس پیشگوئی کا

حقیقی طور پر مصداق ہے۔اور گوہمیں صفتِ احمدیت کے احمد ہونے سے انکار بھی نہیں۔ بلکہ بلحاظ صفتِ احمد آنحضرت سے بڑھ کر کوئی بھی احمد نہیں۔لیکن یہاں صرف ''احمد'' علم کے لحاظ سے ہے جو آنحضرت نہیں ہوسکتے۔ پھر اس لحاظ سے بھی کہ آنحضرت اسماعیلی ہیں اور اسماعیلی رسول آنے سے بنی اسرائیل کے لئے کیوں کر بشارت ہوسکتی ہے۔جس وجہ سے بموجب ارشاد: ﴿فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا﴾ بنی اسرائیل کے سلسلہ کی بلحاظ سلسلہ نبوت صف ہی لپیٹی گئی۔اور احمد جس کی بشارت مسیح کی طرف سے بنی اسرائیل کو دی گئی ہے۔ یہ رسول مذہب اور ملت کے لحاظ سے اسرائیلی نہیں۔لیکن کسی نہ کسی پہلو سے تو اسے بنی اسرائیل کے ساتھ تعلق چاہیے۔اور وہ تعلق نسبی ہے۔یعنی احمد وہ رسول ہے کہ جو بلحاظ مذہب کے اسماعیلی ہو تو بلحاظ نسل اور خاندان کے اسرائیلی۔ جیسے کہ حضرت مرزا صاحب احمد بھی ہیں اور بلحاظ نسل اسرائیلی بھی۔اور آپ کی وحی میں بھی بار بار احمد کے نام سے آپ کو مخاطب فرمایا گیا۔

اور یہ کہنا کہ مرزا صاحب بھی تو احمد نہ تھے بلکہ غلام احمد ہیں،تو اس کے دو جواب ہیں: ایک یہ کہ اگر احمد سے مراد محمد ہوسکتا ہے،تو غلام احمد سے مراد احمد کیوں نہیں ہوسکتا؟ دوسرے آنحضرت کی وحی میں آپ کو ''یا غلام احمد'' کر کے ایک جگہ بھی مخاطب نہیں کیا گیا۔ پس آیت کے لحاظ سے بھی آنحضرت کے بعد امکانِ نبوت و رسالت کا ثبوت متحقق ہے۔ وھو المطلوب۔

جواب: مولوی صاحب نے احمد کے نام پر بحث شروع کی ہے اور ماشاء اللہ دلائل بھی ایسے دیئے ہیں کہ بعض فقرات خود اپنا رد کر رہے ہیں اور بعض دلائل مخنث ہیں جن کے معنی نہ انکار ہے اور نہ اقرار۔ یہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کی صداقت ہے کہ آپ نے پیشگوئی

فرمائی ہوئی ہے کہ ''میری امت میں یہودی صفت ہوں گے کہ قرآن کا تضارب و تدافع وتحریف کریں گے۔ حقاً اور ہوائے نفس کے، معنی کر کے گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کر کے بفحوائے ﴿یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ﴾ یعنی ''اسلام اور کفر کے درمیان راستہ نکالیں گے اور وہ لوگ سچ مچ کافر ہیں''۔ کا مصداق بنیں گے۔اب مولوی صاحب کے استدلال کا جواب مختصر طور پر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ''انجمن تائید الاسلام'' کی طرف سے اسی آیت پر بحث کر کے ایک کتاب موسومہ ''بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی'' شائع کی گئی تھی۔ جس میں میاں محمود صاحب کے دس ثبوت اور نو دلائل کا ردّ کر کے ثابت کیا گیا تھا کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت محمد رسول ﷺ تھے۔ مرزا صاحب ہرگز نہیں ہوسکتے۔ جس کا جواب چار برس سے کسی مرزائی نے نہیں دیا۔ایک سو چار صفحات کی کتاب اور اس میں سیر کن بحث کی گئی ہے۔ قیمت بغرض اشاعت عام بلا محصول ٦ ہے۔ جس صاحب نے پوری پوری کیفیت دیکھنی ہو وہ کتاب دیکھے۔

اب ہم ذیل میں جواب دیتے ہیں:

مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ یہ پیشگوئی مرزا صاحب کے حق میں ہے۔ غلط ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے، نہ احمد۔ اور ان کے والد صاحب نے حسب دستور اہلِ اسلام، مرزا صاحب کا نام بطورِ فال وشگون نیک، غلام احمد رکھا۔ جس سے ان کی خواہش تھی کہ میرا بیٹا احمد کا غلام رہے۔

مولوی صاحب جواب دیں کہ یہ احمد کون تھا؟ جس کی غلامی میں مرزا صاحب کے والد نے اپنے بیٹے کو دیا۔ افسوس! مولوی صاحب کو اعتراض کرنے کے وقت ہوش نہیں

رہتا۔ اور اپنے مشن کی خود ہی تردید کر جاتے ہیں۔ اگر ناموں کی لفظی بحث پر صداقت کا مدار ہے، تو پھر سارا منصوبہ ہی مرزا صاحب کا غلط ہے۔ کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ جب کہا جاتا ہے کہ مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم ناصری ہے۔ اور اس کا نزول دمشق کے سفید منارہ جامع مسجد پر ہوگا۔ تو جواب ملتا ہے کہ غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ امتی محمد رسول اللہ ﷺ کے معنی ''عیسیٰ ابن مریم'' ہے۔ اور **قادیان** کے منارہ کو **جامع مسجد دمشق** کا منارہ مان لو۔ اور آسمان سے نازل ہونا مرزا صاحب کا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا مان لو۔ اور دو زرد چادروں سے دو بیماریاں جو مرزا صاحب کو لگی ہوئی تھیں تسلیم کر لو۔ افسوس! مرزا صاحب کی یہ تمام نامعقول تاویلات بے چوں وچرا کس طرح مان لی جائیں اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرا نام احمد ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میری نسبت پیشگوئی کی تھی، اس کو رد کیا جائے؟ یہ کون سا ایمان واسلام ہے۔ دیکھو حدیثِ رسول جو ذیل میں لکھی جاتی ہے وھو ھذا:

''عن العرباض بن سارية عن رسول اللّٰه ﷺ أنه قال أنا عند اللّٰه مكتوب خاتم النبيين وان آدم المنجدل فى طينته وسأخبركم باول امرى دعوة ابراهيم بشارة عيسىٰ ورويا امتى التى رأت حين وضعتنى وقد خرج لها نور أضاء منه قصور الشام (رواه البغوى فى شرح السنة)'' یعنی ''روایت ہے عرباض بن ساریہ سے، اس نے نقل کی رسول خدا ﷺ سے فرمایا کہ تحقیق لکھا ہوا ہوں میں اللہ کے نزدیک ختم کرنے والا نبیوں کا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس حال میں کہ تحقیق آدم پڑے ہوتے تھے زمین پر اپنی مٹی گوندھی ہوئی میں اور اب خبر دوں میں تم کو ساتھ اول امر اپنے کے کہ وہ دعا ابراہیم علیہ السلام کی ہے اور بدستور اول امر میرا خوشخبری دینا عیسیٰ کا

ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے: ﴿مُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَّأتِىْ مِنْ بَعْدِىْ اسْمُهٗ اَحْمَدُ﴾ اور بدستور اول خواب دیکھنا میری ماں کا ہے کہ دیکھا انہوں نے۔ اور تحقیق ظاہر ہوا میری ماں کے لئے ایک نور کہ روشن ہوئے اس نور سے محل شام کے''۔ نقل کی یہ بغوی نے شرح سنۃ میں ساتھ اسناد عرباض کے اور روایت کیا اس کو احمد بن حنبل نے ابی امامہ سے ''ساخبرکم'' سے آخر تک۔ (مظاہر حق، جلد ۴، ص ۵۰۷)

اول: اس حدیث نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، خاتم النبیین ہیں۔ پس نہ کوئی اس کے بعد نبی ہے اور نہ رسول۔ اور نہ یہ آیت مرزا صاحب کے حق میں ہو سکتی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابل، مولوی صاحب کا ڈھکوسلا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ افسوس! مولوی صاحب کا وعدہ تھا کہ قرآن و حدیث سے باہر نہ جاؤں گا۔ مگر اپنی رائے سے جواب دیتے ہیں جو کہ تفسیر بالرائے ہے۔ مولوی صاحب اگر ''بعدی'' کی (ی) جو کہ متکلم کی ہے، اس پر غور کرتے تو یہ غلطی نہ کھاتے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ ''میرے بعد'' یعنی عیسیٰ کے بعد۔ اور مرزا صاحب پیدا ہوئے محمد ﷺ سے سوا تیرہ سو برس بعد، تو یہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے کیوں کر ہو سکتے ہیں؟ مولوی صاحب کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ آنے والا بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والا ہونا چاہئے۔ اور آنحضرت بنی اسماعیل سے تھے۔ کیونکہ بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل دونوں حضرت ابراہیم کی ذریت ہیں اور اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''ابراہیم کی دعا میرے لئے تھی''۔ پس رسول اللہ ﷺ کے مقابل مولوی کا ڈھکوسلا غلط ہے۔

دوم: آنحضرت کی نبوت جب تمام دنیا اور تمام قوموں کے واسطے ہے تو بنی اسرائیل بھی بیچ میں ہی آگئے۔ مرزا صاحب کا بنی اسرائیل ہونا باطل اور غلط ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب مغل

تھے اور قوم مغل چنگیز خاں کی اولاد ہے نہ کہ بنی اسرائیل کی۔ دیگر یہ کس قدر نا معقول ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت عیسیٰ کی دی۔ کیونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ ”میں عیسیٰ بن مریم ہوں“۔ اور میرا نام آسمان پر عیسیٰ ابن مریم ہے، تو مرزا صاحب کا احمد ہونا غلط ہوا۔

اگر مولوی صاحب کا یہ کہنا درست فرض کریں کہ اس پیشگوئی کا مصداق حضرت محمد ﷺ نہ تھے، تو (نعوذ باللہ) ثابت ہوگا کہ آپؐ سچے نبی نہ تھے، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نہیں آئے۔ عیسیٰ کے بعد آنے والا تو غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ تھا۔ تو بتاؤ آپ کا ڈھکوسلا کہ مرزا صاحب نے متابعت محمد ﷺ سے نبوت کا مرتبہ پایا، غلط ہوا۔ کیونکہ جس کی متابعت سے نبوت پائی تھی، جب اس کی نبوت ثابت نہیں اور جب آقا کی نبوت ثابت نہیں تو غلام احمد کی کیوں کر ثابت ہوسکتی ہے؟ مولوی صاحب کا کہنا کہ گو ہمیں صفت احمدیت آنحضرت کے ہونے سے بھی انکار نہیں، مخنث تحریر ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ احمد ایک رسول ہے جو آنحضرت نہیں۔ جب آنحضرت احمد نہیں تو پھر انکار صاف ہے۔ یہ دورنگی اور متضاد تحریر مولوی صاحب کی شانِ علم ظاہر کررہی ہے۔ کوئی پوچھے کہ انکار کے سر سینگ ہیں؟ جب کہتے ہو کہ محمد اس کا مصداق نہیں اور غلام احمد ہے تو صاف انکار ہوا۔

مولوی صاحب جب مانتے ہیں کہ صرف احمد نام والا اس پیشگوئی کا مصداق ہے تو پھر احمد کو چھوڑ کر غلام احمد کی طرف کیوں جاتے ہو۔ محمد احمد سوڈی محمد بھی ہے اور احمد بھی۔ شیخ احمد سرہندی اور سید احمد بریلوی، سید احمد نیچری، جسکے مقلد مرزا صاحب ہیں، وہ صرف احمد ہی ہیں۔ پہلے زمانہ میں احمد کہاں مدعی نبوت گذرا ہے، وہ کیوں اس کا مصداق نہیں؟

افسوس! جب مسلمان کہتے ہیں کہ آنے والا عیسیٰ ابن مریم ہے اور مرزا صاحب ابن مریم نہ تھے، تو جواب ملتا ہے کہ چونکہ مرزا صاحب کا صفاتی نام عیسیٰ ابن مریم ہے، اس

واسطے وہ سچے مسیح موعود ہیں۔ مگر جب احمد نام کی بحث آتی ہے، تو کہتے ہیں کہ اصل نام محمد کا احمد نہ تھا، محمد تھا۔ اس لئے پیشگوئی کے مصداق احمد ہیں۔ یہ بے سروسامان گفتگو اس واسطے ہے کہ جھوٹ کھرا کرنا چاہتے ہیں اور وہ ہو نہیں سکتا، کہ ہم کہتے ہیں کہ اگر اصل نام پر فیصلے کا مدار ہے، تو مرزا صاحب کا بھی اصل نام غلام احمد ہے، نہ کہ عیسیٰ ابن مریم۔ اگر صفاتی نام سے غلام احمد، عیسیٰ ہوسکتے ہیں، تو صفاتی نام احمد سے، محمد اس پیشگوئی کے مصداق بدرجہ اعلیٰ ہوسکتے ہیں۔ جب مرزا صاحب کا نام عیسیٰ ابن مریم نہیں تو مسیح موعود بھی نہیں۔ باقی رہا کہ اس پیشگوئی کے مصداق محمد نہ تھے، بالکل غلط ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود آنے والے رسول کی تعریف اور توصیف ”انجیل یوحنا“ باب چوداں (۱۴) آیت ۱۵، ۱۶ میں کر دی: ”میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے پاس رہے“۔ مرزا صاحب کوئی کتاب نہیں لائے، اس واسطے وہ اس پیشگوئی کے مصداق نہیں ہوسکتے اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد، بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد محمد ﷺ تشریف لائے اور قرآن شریف جیسی اکمل اور اتم کتاب لائے جو کہ ہمیشہ مسلمانوں میں رہے گی۔ پھر دیکھو ”انجیل یوحنا“ باب ۱۶۔ آیت ۱۳: ”لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گی تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتادے گی، اسلئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی، لیکن جو کچھ سنے گی وہ تمہیں کہے گی۔ وہ تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی اور میری بزرگی کرے گی“۔ اس انجیل کی عبارت سے ثابت ہے کہ آنے والے کی تین علامتیں ہیں:

ایک یہ کہ ”وہ آنے والا سچائی کی راہ بتائے گا“۔ مرزا صاحب نے بجائے سچائی کی راہ کے کجی کی راہ بتائی اور مسلمانوں کو اوتار اور تناسخ بروز کی راہ بتائی، ابن اللہ کی راہ بتائی، خدا تعالیٰ کے حلول کا مسئلہ بتایا، جو کہ باطل ہے۔ پس مرزا صاحب آنے والے نہیں ہو

سکتے۔

دوسرا یہ کہ ''جو کچھ سنے گی وہ کہے گی''۔ یہ بھی آنحضرت ﷺ کی صفت ہے جو قرآن نے تصدیق فرمائی ہے، دیکھو: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ یعنی ''محمد ﷺ اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتا، مگر وہی جو اس کو وحی کی جاتی ہے''۔ مرزا صاحب کی کوئی وحی رسالت نہیں اور نہ کوئی وحی ایسی ہوئی جو سچی ہوتی، جس کو خدا تعالیٰ کی وحی کہہ سکتے۔ ہاں وحی الٰہی کے مدعی تھے، مگر جب وہ وحی جھوٹی نکلتی تو باطل تاویلیں کرتے، جیسا کہ عبداللہ آتھم عیسائی اور نکاح کے بارے میں کیں۔ جو کہ مشت نمونہ از خروار ہے۔

تیسرے ''آئندہ کی خبریں دے گی''۔ یعنی قیامت کے حالات اور علامات بتائے گی۔ یہ صفت بھی حضرت محمد ﷺ میں تھی۔ مرزا صاحب نے کوئی علامت قیامت نہیں بتائی، پیشگوئیاں کیں جو جھوٹی نکلیں، اپنا زمانہ آخری بتایا، جو غلط نکلا۔

چوتھے یہ کہ ''وہ آنے والا میری بزرگی کرے گا''۔ یہ بھی آنحضرت ﷺ پر صادق آتا ہے، کیونکہ حضور علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کی اور جو جو الزامات یہود نے ان پر اور ان کی والدہ (مریم) پر لگائے تھے، ان سے ان کی بریت ظاہر کی۔ اور ﴿وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ فرما کر ان کی بزرگی کی۔ پس وہ ہی اس پیشگوئی کے مصداق ہو سکتے ہیں، نہ کہ مرزا صاحب۔ جنہوں نے پہلے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے ہی انکار کر دیا اور پھر گالیاں دیں۔ جیسا کہ ہم پہلے نقل کر آئے ہیں۔ جب آنے والے کی صفات مرزا صاحب میں نہیں، تو پھر وہ اس پیشگوئی کے مصداق ہرگز نہیں ہو سکتے۔ بڑی بھاری تمیز اور صفت آنے والے کی یہ ہے کہ وہ صاحب حکومت ہوگا اور سردار ہوگا، مگر مرزا

صاحب غلامی انگریزوں میں آئے اور ان کی کچہریوں میں بطور ملزم و مجرم حاضر ہوتے رہے، کہیں سزا پائی کہیں بری ہوئے اور اپیلیں کرتے رہے۔ پس وہ ہرگز سردار نہ تھے اور نہ اس پیشگوئی کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ دیکھو ''انجیل یوحنا'' باب ۱۶، آیت ۱۱، میں لکھا ہے: ''عدالت سے اس لئے کہ اس جہاں کے سردار پر حکم کیا گیا ہے''۔ مرزا صاحب نہ سردار تھے اور نہ صاحب عدالت تھے، جو اس پیشگوئی کے ہرگز ہرگز مصداق نہ تھے۔ ''انجیل برناس'' میں لکھا ہے: ''کاہن نے جواب میں کہا: کیا رسول اللہ کے آنے کے بعد اور رسول آئیں گے؟ رسول یسوع نے جواب دیا: اس کے بعد خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے نبی کوئی نہیں آئیں گے، مگر جھوٹے نبیوں کی ایک بڑی بھاری تعداد آئے گی''۔ (دیکھو انجیل برناس، باب ۹۷، آیات ۱، ۷، ۸، ۹)۔ مولوی صاحب اب مطلع صاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد صرف ایک سچا رسول آنے والا تھا، جو کہ عرب میں آچکا اور اس نے خاتم النبیین کا لقب پایا، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اس کے بعد کوئی سچا نبی نہ آئے گا۔ اور آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا: ''لا نبی بعدی''، یعنی ''میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔ تو اظہر من الشمس طور پر ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ ہی آخری نبی تھے۔ جب دو رسولوں کی پیشگوئی ہے کہ بہت جھوٹے نبی ہوں گے اور ہوئے بھی، تو مرزا صاحب جھوٹے نبی و رسول ثابت ہوئے۔ جیسا کہ ان سے پہلے مسیلمہ سے لے کر مرزا صاحب تک کاذب مدعیان تھے۔ اگر کہو کہ مرزا صاحب سچے نبی تھے، تو یہ ہرگز درست نہیں، کیونکہ عہدہ صرف ایک ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد صرف ایک رسول آنے والا ہے۔ اگر بقول آپ کے مرزا صاحب سچے ہیں اور مصداق اس آیت ''اسمہ احمد'' والی پیشگوئی کے ہیں، تو ثابت ہوگا کہ (نعوذ باللہ) حضرت خاتم النبیین ﷺ سچے نہ تھے، کیونکہ بقول آپ کے احمد نہ

تھے۔ مگر پھر بھی مرزا صاحب سچے نہیں ہو سکتے، کیونکہ آپ نے بہت جگہ اقرار کیا ہے کہ مرزا صاحب حضرت محمد ﷺ کی متابعت سے نبی ہوئے ہیں، جب آقا کی نبوت ورسالت ثابت نہیں تو غلام کی رسالت بدرجہ اعلیٰ کاذبہ ہے۔ ورنہ پادریوں اور عیسائیوں کو موقعۂ اعتراض وانکار کا دینا کہ آنحضرت ﷺ احمد نہ تھے، تو سچے رسول بھی نہ تھے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنے والے کا نام ''احمد'' بتایا ہے اور بقول مرزائی جماعت کے رسول بھی احمد نہ تھے۔ تو سچے رسول نہ تھے۔ **افسوس**! مرزائیوں کی عقل پر کیسے پتھر پڑ گئے کہ بالکل کورِ باطن ہو کر سیاہ دل ہو گئے۔ حالانکہ پادریوں اور عیسائیوں کو اقبال ہے کہ آنحضرت ﷺ کا نام احمد تھا۔ سر ولیم میور صاحب ''لائف آف محمد'' جلد اول، ص ۱۷ میں لکھتے ہیں:

''یوحنا کی انجیل کا ترجمہ ابتداء میں عربی میں ہوا۔ اس لفظ (فارقلیط) کا ترجمہ غلطی سے ''احمد'' کر دیا ہوگا، یا کسی خود غرض راہب نے محمد ﷺ کے زمانہ میں جعلسازی سے اس کا استعمال کیا ہوگا''۔ پادری صاحب کی عبارت سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کا نام احمد محمد یا محمد احمد دونوں نام مشہور تھے۔ مگر مرزائی صاحبان انکار کرتے ہیں۔ افسوس! اسلامی تاریخ بھی نہیں دیکھی۔ ''فتوح الشام، ص ۳۲۶'' میں لکھا ہے کہ: ''یوحنا ذکر کرتے ہیں ابوعبیدہ بن جراح سے حلب میں فتح اسلام کا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی تمہارے احمد ومحمد ضرور وہی ہیں، جن کی بشارت عیسیٰ بن مریم نے دی تھی''۔

دوم: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''**لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ وان محمد رسول اللّٰہ بشر بہ المسیح عیسیٰ**'' (فتوح الشام ص ۲۲۶)

سوم: حضرت اناطہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ شعر فرماتے ہیں:

اما تستحی من احمد یوم القیامۃ والخصوم

یعنی نہیں حیا کرتا تو احمد سے بیچ دن قیامت اور خصومت کے۔ (فتوح الشام ص ۲۵۵)

مولوی صاحب بتاؤ یہ احمد کون تھا؟ دیکھو ''حقیقۃ الوحی، ص ۲۹۲''، مصنفہ مرزا صاحب:

سرے دارم فدائے خاک احمد دلم ہر وقت قربان محمد

اب ہم مولوی غلام رسول صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اس آیت کے معنی جو آنحضرت ﷺ نے فرمائے اور صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین نے سمجھے اور حضرات مفسرین نے سمجھے وہ درست ہیں یا آپ کے؟ جو کہ بفحوائے آیۃ کریمہ ﴿یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ﴾ کے مصداق ہیں درست ہیں؟ افسوس! آپ کو یہ خیال بھی نہ آیا کہ قرآن شریف جس پر نازل ہوا تھا جب وہ خود فرماتا ہے کہ پیشگوئی میرے واسطے ہے اور خدا تعالیٰ نے بھی اپنے فعل سے ثابت کر دیا کہ آنے والا سردار اور عدالت کرنے والا حضرت محمد ﷺ کو تمام دنیا پر فتوحات عطا فرما کر ثابت کر دیا کہ آنے والا محمد ہی احمد ہے۔

مرزا صاحب نے خود اصل احمد ہونے سے انکار کیا ہے۔ دیکھو ''ازالہ اوہام'' میں لکھتے ہیں: ''اس آنے والے کا نام احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس خیال کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی''۔ مرزا صاحب خود مانتے ہیں کہ میں مثیل احمد ہوں اور محمد واحمد حضرت خاتم النبیین ﷺ کے نام تھے۔ تو پھر آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے مصداق مرزا صاحب تھے۔ پس اس آیت سے بھی استدلال غلط ہے، بلکہ اس آیت سے ختم نبوت ثابت ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں ''رسولا'' یعنی صرف ایک رسول کی بشارت ہے جو آنے والا ہے۔ اگر حضرت محمد ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آنا ہوتا، تو ''رسولا'' نہ ہوتا بلکہ بصیغۂ جمع ''رسلا'' ہوتا۔

آیت دہم جو مولوی صاحب نے پیش کی

﴿ قَالَ إِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ إِمَاماً قَالَ وَمِن ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لاَ یَنَالُ عَهْدِیْ الظَّالِمِیْنَ﴾ (سورۃ البقرہ)۔ ترجمہ: ’’فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ابراہیم میں تجھے لوگوں کے لئے امام بنانے ولا ہوں۔ عرض کیا کہ میری ذریت سے بھی لوگوں کے لئے امام بنانا۔ فرمایا یہ عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا‘‘۔

استدلال: اس آیت سے امکانِ نبوت بعد آنحضرت ثابت ہے۔ اس طرح کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ میں تجھے امام بنانے والا ہوں اور اس امامت سے مراد سب جانتے ہیں کہ نبوت ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ کو ”صدیقا نبیا“ فرما کر آپ کی امت کو نبوت کے معنوں میں پیش کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیم کی عرض پر فرمایا کہ یہ منصبِ نبوت ظالموں کے سوا تیری دوسری اولاد اور ذریت کو ضرور ملے گا۔ جیسا کہ دوسری جگہ سورۂ عنکبوت میں فرمایا: ”وجعلنا فی ذریته النبوة“ یعنی ’’ہم نے ابراہیم کی ذریت میں نبوت کو قائم کیا‘‘۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت تک یہ عہد ظہور میں آتا رہا۔ حالانکہ حضرت ابراہیم کی ذریت کا سلسلہ صرف آنحضرت تک نہیں بلکہ قیامت تک ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ یہ امامت اور نبوت کے عہد سے بھی قیامت تک حضرت ابراہیم کی ذریت محروم رہے گی۔ تو محرومی کا باعث تو ذریت کا ظالم ہونا قرار دیا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ آنحضرت کے بعد قیامت تک حضرت ابراہیم کی ذریت تمام کی تمام ظالم ہی ہو جائے۔ پھر بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو ظالم نہ ہوں، تو ان کے لئے یہ عہد ضرور ہے۔ اور جب اس صورت میں حضرت ابراہیم کی ذریت کے لئے قیامت تک اس عہد کا جاری رہنا ارشاد ایزدی کے ماتحت ضروری ہے تو پھر اس سے بھی لازم آیا کہ امکانِ

نبوت بعد آنحضرت حق اور درست ہے۔ وهو المطلوب.

جواب: اس تمام عبارت قیاس مع الفارق کے جواب میں وارث شاہ کا ایک مصرعہ ہی کافی ہے:

ع اناں باز چھڈیاں مگر تتر اندے جا چڑیا داند پتالوانوں

سو مولوی صاحب کا بھی یہی حال ہے۔ آپ نے ثابت تو کرنا تھا امکانِ نبی بعد حضرت خاتم النبیین ﷺ اور پیش کرتے ہیں قصۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا۔ یہ جواب تو تب درست ہوسکتا تھا جبکہ سوال ہوتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد امکانِ نبوت نہیں ہوتا۔

مولوی صاحب ہوش میں آؤ اور حضرت محمد ﷺ کے بعد جبکہ قرآن شریف نے خاتم النبیین فرما کر سلسلۂ انبیاء و رسل مسدود فرما دیا، ان کے بعد رسولوں کا آنا ممکن ثابت کرو۔ یہ کس نے پوچھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں نبوت جاری ہے، یا سب کہ سب ظالم ہیں؟ افسوس! باطل پرستی نے عقل ماردی ہے کہ سوال ’’از ریسمان و جواب از آسمان‘‘ کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ یہ منطق بھی نرالا ہے کہ وعدہ ہوا ابراہیم علیہ السلام سے کہ تیری ذریت سے امام بنائے جائے گے، بشرطیکہ وہ ظالم نہ ہوں۔ اور جس قرآن سے یہ وعدہ ہے اسی قرآن سے بنی اسرائیل کا ظالم اور مغضوب ہونا ثابت ہے کہ وہ نبیوں کو قتل کرتے تھے۔ بفحوائے آیۃ کریمہ: ﴿وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ وَبَآؤُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِکَ بِأَنَّهُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِآیَاتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ﴾ ترجمہ: ’’اور ان پر ذلت اور محتاجی بسا دی گئی اور خدا کے غضب میں آ گئے یہ اس لیے کے وہ اللہ کی آیتوں سے انکار اور نبیوں کو ناحق قتل کیا کرتے تھے اور نیز یہ اس لئے کے انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے بڑھ بڑھ جاتے

تھے۔ (سورۂ بقرہ، رکوع ٦)

مولوی صاحب غور فرمائیں! کہ جب عہد شرطیہ تھا کہ تیری ذریت ظالم ہوگی تو ان کو نبوت نہ دی جائے گی۔ پھر جب ذریت ظالم ہوگئی اور کافر ہوگئی نبیوں کو قتل کرنے لگ گئی تو پھر نبوت و امامت کی تو اہل نہ رہی۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ نبوت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کی طرف منتقل فرما کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی آخر الزمان کر کے اور کامل دین اور شریعت دے کر اور خاتم النبیین فرما کر سلسلۂ نبوت کو بند کر دیا۔ اور ایسی کتاب نازل فرمائی کہ قیامت تک جاری رہے گی۔ اور کسی نبی و رسول کی ضرورت ہی نہ رکھی۔ مولوی صاحب آپ سے مطالبہ تو امکانِ نبوت بعد از حضرت خاتم النّبیین ﷺ تھا۔ سو افسوس کہ آپ ایک آیت بھی پیش نہ کر سکے جس میں لکھا ہو کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ اے محمد ہم آپ کے بعد کوئی نبی بھیجیں گے، یا یہ بھی لکھا ہوتا کہ محمد کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے۔ سب جگہ قرآن شریف میں ''من قبلک'' ہی ہے ''من بعدک'' کہیں نہیں۔ سو آپ ''من بعدک'' نہیں دکھا سکتے۔ غیر متعلق اور خارج از بحث طول وطویل عبارت لکھ کر دھوکہ دینا چاہتے ہیں، مگر یاد رکھو

؎ بروایں دام را جائے دگر نہ کہ مسلم را بلند پست آشیانہ

کوئی مسلم تو ایسی پریشان تحریروں کی وقعت نہیں رکھے گا۔ ہاں جس میں مسیلمہ پرستی کا مادہ مرکوز ہے ان کو جو چاہو منوالو۔ اس آیت سے تو الٹا ختم نبوت ثابت ہے کیونکہ بہ سبب ظالم ہونے کے، بنی اسرائیل نبوت کے واسطے نا اہل ثابت ہوئے۔ تو خدا نے حضرت خاتم النبیین ﷺ کو بھیج کر سلسلۂ نبوت بند کر دیا۔ اور بنی اسرائیل کو محروم کر دیا۔ سورۂ عنکبوت کی آیت جو آپ نے پیش کی ہے اس سے ثابت ہے کہ سلسلۂ نبوت بعد آنحضرت ﷺ بند

ہے۔ غور سے دیکھو: ﴿وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ﴾ ''جَعَلْنَا'' ماضی کا صیغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ''اے محمد ﷺ آپ سے پہلے ہم نے ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں نبی بنائے'' یہ نہیں لکھا کہ ہم آپ کے بعد بھی بناتے رہیں گے۔ باقی رہا آپ کا یہ سوال کہ چونکہ ذریت ابراہیم علیہ السلام قیامت تک باقی رہے گی اس لئے نبوت کا امکان بھی ثابت ہے، بالکل غلط ہے۔ کیونکہ شرط خداوندی ہے کہ ظالم کو نبوت نہ دی جائے گی اور بنی اسرائیل کے ظلم کے باعث نعمتِ نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہو کر مسدود ہوگئی تو پھر خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور فرمایا اسی واسطے آنحضرت ﷺ کی اولادِ نرینہ کو خدا تعالیٰ نے زندہ نہ رکھا اور فرمایا کہ چونکہ محمد، رسول اللہ ﷺ ہے اور ایسا رسول جو خاتم الرسل ہے۔ اس واسطے اس کی اولادِ نرینہ کا سلسلہ جاری نہ رکھا تا کہ ذریتِ محمد ﷺ ہو کر کوئی نبی نہ ہو جائے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت کس طرح قیامت تک جاری رہ سکتی ہے؟ مولوی صاحب غور فرمائیں! کہ جب شرط فوت ہوگئی تو مشروط بھی فوت ہوا۔ پس جب ذریتِ ابراہیم علیہ السلام ظالم ہو کر اہل نہ رہی تو عہدِ خداوندی کس طرح قیامت تک جاری رہا۔ پس اس آیت سے امکانِ نبوت بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ غلط ہے اور اس آیت سے بھی استدلال غلط ہے۔

آیت یازدہم پیش کردہ مولوی صاحب

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِیْ أُمِّهَا رَسُولاً يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِی الْقُرٰى إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ﴾ (سورۂ قصص)۔ ''نہیں تیرا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو یہاں تک کہ ان بستیوں کے ام یعنی اصل میں کسی رسول کو مبعوث نہ کرے۔ اور نہیں ہم ہلاک کرنے والے بستیوں کو مگر اس حال میں کہ بستیوں والے ظالم

ہوں''۔

استدلال: آیت کے پہلے فقرہ میں اور دوسرے فقرہ میں دو امر بیان فرمائے ہیں: **ایک یہ** کہ بستیوں کے ہلاک کرنے سے پہلے ان میں سے کسی ایک بستی میں رسول مبعوث کیا جاتا ہے، جو رسول کی بعثت کی عزت سے ''ام القریٰ'' بن جاتی ہے۔ دوسری یہ کہ بستیوں کا ہلاک کیا جانا بوجہ ان کے ظالم ہونے کے ہے۔ سو موجودہ زمانہ کا تباہ کن عذاب اور ہلاکت بتاتی ہے کہ اس قانون کے ماتحت پہلے کوئی رسول آیا ہو۔ پھر اس کے آنے اور ہدایت دینے کے بعد بھی لوگ ظالم ہی رہے اور بوجہ ظلم ہلاک ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ ایسی تباہی اور ہلاکت جو کسی رسول کے مبعوث ہونے کو مستلزم ہے مسئلۂ امکانِ نبوت کی حقیقت کا کافی ثبوت اپنے اندر رکھتی ہے۔

جواب: اس کا جواب ہو چکا ہے کہ عذاب کا آنا کسی رسول کے مبعوث ہونے کو مستلزم نہیں۔ پھر اس جگہ عذاب سے عذاب آخرت مراد ہے۔ اور مولوی صاحب کا لکھنا غلط ہے۔ اگر بوجہ ظلم ہلاک کرنا صحیح ہے تو جو مرزائی ہلاک ہوئے وہ کیوں ہلاک ہوئے؟ دیکھو ذیل کی فہرست کہ کس قدر مرزائی طاعون سے ہلاک ہوئے۔ مولوی محمد افضل، مولوی برہان الدین، مولوی محمد شریف، مولوی نور احمد، ڈاکٹر بوڑے خان وغیرہ وغیرہ۔ اگر مرزا صاحب کے انکار سے ہلاک ہونا تھا تو یہ لوگ طاعون سے ہلاک نہ ہوتے۔

دوم: آپ کا استدلال اس آیت سے بوجوہات ذیل غلط ہے:

۱..... بستیوں کا ہلاک ہونا اور عذابوں کا نازل ہونا بھی نبی کی تصدیق ہے۔ تو مولوی صاحب فرما دیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت ایسی کشت خون ہوئی، حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما میں جو لڑائی ہوئی، کربلا کا جگر سوز واقعہ ظہور میں آیا، ہلاکو خان نے دنیا کو برباد کیا،

یورپ میں سلطان صلاح الدین سے جنگ ہوئی، قحط ایسے ایسے پڑے کہ انسانوں کا گوشت کھایا گیا، کشمیر میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں ایسا قحط پڑا کہ بچے پکا پکا کر کھائے گئے، زلزلے اور بیماریاں، ہیضہ وبائی بیماریاں ملک میں وارد ہوئیں۔ کن کن جدید نبیوں کی تصدیق ہوئی؟ اور حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں اور یقیناً نہیں ہوا، تو پھر آپ کا یہ کہنا غلط ہوا۔

۲..... آپ کے مرشد مرزا صاحب جن کو آپ نبی بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، وہ تو کہتے ہیں کہ ''جبرائیل کا نازل ہونا ہی بعد آنحضرت کے بند ہے اور آنحضرت کے بعد جبرائیل وحی رسالت لے کر ہرگز نہیں آسکتے''۔ تو آپ کا اس آیت سے استدلال غلط ہے کیونکہ جب رسول کا ہی بعد خاتم النبیین ﷺ کے آنا ممکن نہیں بلکہ ممتنع ہے، تو پھر جدید رسول کس طرح ہو سکتا ہے؟ مرزا صاحب کی اصل عبارت نقل کی جاتی ہے تاکہ آپ کو اپنی غلطی معلوم ہو: ''اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل کو بعد وفاتِ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں، تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔

(دیکھو ازالہ اوہام، حصہ دوم، ص ۵۷۷، تقطیع خورد سطر ۱۰ سے)

مولوی صاحب بتا دیں کہ مرزا صاحب قرآن مجید بہتر جانتے ہیں یا آپ جانتے ہیں؟ جب مرشد کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے بعد رسول نہیں آسکتا تو اس آیت سے بھی استدلال غلط ہے۔ یا مولوی صاحب اقرار کریں کہ مرزا صاحب کو قرآن نہ آتا تھا۔

۳..... ''ام القریٰ'' کی شرط ہے کہ ایسے قریہ میں رسول مبعوث ہوا کرتا ہے جو ''ام القریٰ''

ہو۔مگر واقعات بتا رہے ہیں کہ قادیان ''ام القریٰ'' نہیں۔ اگر چہ مولوی صاحب کو اپنی کمزوری معلوم تھی کہ ام القریٰ شرط ہے۔مگر پھر ہٹ دھرمی سے اس اعتراض کا جواب خود ہی دے گئے ہیں کہ رسول کی بعثت کی عزت سے ایک بستی بھی ام القریٰ بن جاتی ہے۔ جو کہ بالکل غلط ہے کیونکہ شرط تو یہ ہے کہ رسول کی بعثت سے پہلے وہ شہر ام القریٰ ہو۔مگر مولوی صاحب کی الٹی منطق ہے جو کلامِ ربانی میں اصلاح کرتا ہے کہ جس بستی میں رسول پیدا ہوں بعد میں ام القریٰ رسول کی عزت سے بن جاتا ہے۔ یہ ایسا ہی نامعقول جواب ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب مسیح موعود کے مدعی ہو کر نبی بن گئے۔ حالانکہ شرط یہ ہے کہ نزول سے پہلے نبی اللہ ہوگا۔ ؎

سر بسر قول تیرا اے بت خود کام غلط   دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

جیسے قادیان بستی ام القریٰ رسول کی عزت کے واسطے بن گئی۔اسی طرح منارۃ قادیان بھی جامع دمشق کا منارہ بن گیا۔مگر مشکل تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ مرزا صاحب سے پہلے ہونا تھا مگر ہوا بعد میں۔جس سے ثابت ہوا کہ اس آیت سے بھی استدلال غلط ہے۔

امکانِ نبوت بعد آنحضرت ﷺ کے ثبوت میں چند احادیث کا حوالہ:

حدیث اول پیش کردہ مولوی صاحب

''عن النوّاس بن سمعان قال ذكر رسول الله ويحصر نبى الله عيسىٰ وأصحابه فيرغب نبى الله وأصحابه ثم يهبط نبى الله عيسىٰ وأصحابه فيرغب نبى الله عيسىٰ وأصحابه''......الى اخر الحديث.

ترجمہ:''نواس بن سمعان نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے دجال کا ذکر کیا، پھر حضرت عیسیٰ کی نسبت فرمایا کہ حضرت عیسیٰ موعود نبی بمع اصحابہ پہاڑ میں روکے جائیں گے، اس

کے بعد پھر حضرت عیسیٰ نبی اللہ بمع اصحابہ رغبت فرمائیں گے کہ یاجوج ماجوج ہلاک ہوں، پھر ان کی ہلاکت کے بعد حضرت عیسیٰ نبی اللہ بمع اصحابہ پہاڑ سے اتر آئیں گے، پھر حضرت عیسیٰ نبی اللہ ان مردوں کی بدبو کی وجہ سے تنگ آکر دعا کے لئے خواہش فرمائیں گے''۔یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے جس میں آنے والے مسیح موعود کو آنحضرت نے چار دفعہ نبی اللہ کے لقب سے یاد فرمایا۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کے بعد مسیح موعود کے نبی اللہ ہو کر آنے کا امکان ثابت ہے اور بطریق اولیٰ ثابت ہے۔وھو المطلوب۔

جواب: شکر خدا بلکہ ہزار ہزار شکر کہ مولوی صاحب نے یہ حدیث خود ہی پیش کر دی۔اور اس کو حدیثِ رسول اللہ ﷺ تسلیم کر لیا۔مولوی صاحب! دعویٰ بلا دلیل قابل شنوائی نہیں۔ ہر ایک جانتا ہے کہ دعویٰ بلا دلیل وثبوت ہر ایک کر سکتا ہے۔ایک ہجڑا دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں رستم ہوں مگر جب اس میں رستمی کی صفات نہ ہوں تو بیوقوف سے بیوقوف بھی ایک ہجڑے کو رستم تسلیم نہ کرے گا۔آپ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں حضرت خاتم النبیین ﷺ نے آنے والے مسیح موعود کو چار دفعہ نبی اللہ فرمایا ہے۔اس واسطے مرزا صاحب مسیح موعود ہو کر نبی اللہ ہو سکتے ہیں۔مگر افسوس مولوی صاحب کے علم پر، کیونکہ یہ صفت نبی اللہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے جو اسی حدیث میں مذکور ہے۔پس اگر مرزا صاحب، عیسیٰ علیہ السلام ہیں تو بیشک نبی اللہ ہیں اور اگر وہ غلام احمد ہیں یا بقول آپ کے حسب پیشگوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف احمد رسول ہیں تو پھر مرزا صاحب غلام احمد ہو کر عیسیٰ نبی ہو نہیں سکتے۔کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیشگوئی کی تھی کہ میرے بعد ایک رسول آنے والا ہے۔جس کا نام احمد ہے۔ اور مولوی صاحب نے ﴿مُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِيْ اسْمُهٗ اَحْمَدُ﴾ کی بحث میں قبول کیا ہوا ہے کہ مرزا صاحب احمد ہیں اور اس پیشگوئی کے مصداق

ہیں۔ مولوی صاحب اب یہ حدیث پیش کر کے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب وہ نبی اللہ ہیں جن کا نام عیسیٰ ہے، تو ثابت ہوا کہ احمد نہ تھے اور نہ ﴿مُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ یَّأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ﴾ کی پیشگوئی کے مصداق تھے۔ اگر کہو کہ احمد بھی تھے اور عیسیٰ بھی تھے، تو یہ غلط ہے۔

مولوی صاحب پہلے یہ تو فرمادیں کہ مرزا صاحب پہلے احمد اور پھر محمد اور پھر عیسیٰ پھر غلام احمد کس طرح ہوئے؟ اگر کہو کہ مرزا صاحب کی روح پہلے عیسیٰ میں تھی۔ اور بعد میں محمد میں تھی۔ اور آخر میں مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر پیدا ہو کر غلام احمد کے وجود میں جلوہ افروز ہوئے، تو یہ باطل ہے۔ کیونکہ اسی کا نام تناسخ ہے جو کہ بالبداہت باطل ہے۔ اگر کہو کہ مرزا صاحب کا وجود پہلے عیسیٰ تھا، پھر غلام ہوا، تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اس کا نام تداخل ہے۔ جس کی صورت یہ ہے: ''ایک وجود دوسرے وجود میں داخل ہو جائے اور دوسرے کا وجود بھی اس میں سما جائے اور اس کے عرض اور طول اور عمق میں زیادتی نہ ہو''۔ چونکہ مرزا صاحب کے قد و قامت میں کسی طرح کا بعد دعویٰ تمیز نہ ہوا۔ تو ثابت ہوا کہ جسمانی بروز یعنی ظہور سے بھی مرزا صاحب نہ عیسیٰ تھے، نہ محمد، نہ احمد۔ اب رہا ظہور صفاتی، یعنی ایک شخص میں گذشتہ بزرگوں کی صفات ہوں، تو اس میں مرزا صاحب کی خصوصیت نہیں۔ ہر ایک شخص میں کوئی نہ کوئی صفت ایک نہ ایک نبی کی ضرور ہوتی ہے۔ مگر وہ اس ادنیٰ اشتراکِ صفات سے کامل نبی نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ: ''من اراد أن ینظر الی آدم وصفوته والی یوسف وحسنه والی موسی وصلابته والی عیسی وزهده والی محمد وخلقه فلینظر الی علی بن طالب سیرته الاقطاب''. اس حدیث کو ''انت منی بمنزلة هارون''...... (الخ) سے ملاؤ تو ثابت ہو جائے گا کہ کوئی شخص

انبیاء علیہم السلام کا مجمع صفات ہو کر نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت آدم، یوسف و موسیٰ و عیسیٰ و محمد کا مثیل فرمایا، مگر اس کی نبوت کی تردید فرمادی۔ کیونکہ نبی ہونا وعدہ خداوندی خاتم النبیین کے برخلاف ہے۔ اور مرزا صاحب کا دعویٰ بھی مثیل ہو کر نبی اللہ ہونے کا ہے جو کہ از روئے قرآن و حدیث غلط ہے۔ مولوی صاحب نے خود ہی اپنی تردید کر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے کام جو اس حدیث میں مذکور ہیں، مرزا صاحب کے وقت ظہور میں نہیں آئے۔ پس وہ کسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہو سکتے اور نہ نبی اللہ ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ یا ثابت کرو کہ مرزا صاحب نے یہ کام کئے۔

اول: دجال کو قتل کیا جو کہ واحد شخص یہودی النسل ہے اور ابن قطن کے مشابہ ہے۔

دوم: پہاڑ میں روکے جانا۔ مرزا صاحب کا پہاڑ میں روکے جانا بتاؤ کہ کس پہاڑ میں روکے گئے؟

سوم: یاجوج ماجوج کا مرزا صاحب کے وقت خروج ہوا اور وہ ہلاک ہوئے، ثابت کرو۔

چہارم: یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد مرزا صاحب کا پہاڑ سے اترنا بتاؤ کہ کس پہاڑ سے اترے۔ اور کون کون اصحاب ان کے ساتھ پہاڑ پر روکے گئے تھے اور واپس اترے؟

پنجم: یاجوج کے مردوں کی بدبو سے مرزا صاحب کا تنگ آنا اور دعا کرنا ثابت کرو۔ یہ پانچ امور اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیات کے مذکور ہیں جب مرزا صاحب میں یہ خصوصیات نہیں اور نہ ان کے وقت ایسے واقعات پیش آئے، نہ یاجوج ماجوج کی لاشوں کی بدبو پھیلی اور نہ وہ پہاڑ پر پناہ گزین ہوئے، تو ان کا نبی اللہ ہونا باطل ہوا۔ کیونکہ نبی اللہ تو عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ اور مرزا صاحب جب عیسیٰ نہیں بلکہ احمد ہیں، کرشن

ہیں۔تو اس حدیث کے رو سے تو نبی اللہ بھی نہیں۔اگر کوئی کہے کہ لاٹ صاحب آنے والے ہیں اور ایک جاہل مسکین کنگال رعایا میں سے مدعی ہو کہ آنے والا میں ہی ہوں اور چونکہ آنے والا لاٹ صاحب ہے، اس واسطے میں لاٹ صاحب بھی ہوں، حالانکہ کوئی سرسری عہدہ بھی نہ رکھتا ہو۔تو اس کو کوئی لاٹ صاحب صرف دعویٰ پر بلاثبوت کے تسلیم کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ایسا ہی مرزا صاحب کا ایک امتی ہو کر نبی اللہ کا ہونا الٹا منطق ہے جو کہ قابل تسلیم نہیں ہے۔آنے والے کی صفات وخصوصیات وتشخصات آنے سے پہلے اس کی ذات میں ہوتے ہیں، نہ کہ بعد دعویٰ۔پس پہلے مرزا صاحب کا دعویٰ سے پہلے نبی اللہ ہونا ثابت کرو۔ کیونکہ اس حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام لکھا ہے جو کہ حضرت محمد ﷺ سے چھ سو برس پہلے نبی تھے جن پر انجیل نازل ہوئی تھی۔اور اسی انجیل کی تحریر کی رو سے آنحضرت ﷺ نے نزول و رفع عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ ''ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ'' یعنی ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ نہیں مرے اور وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف آنے والے ہیں''۔کیا مرزا صاحب کا ذکر قرآن وحدیث میں تھا؟ ہرگز نہیں ہے۔تو پھر ۱۹سو برس کے بعد مرزا صاحب عیسیٰ نبی اللہ کیونکر ہوسکتے ہیں؟ جبکہ انکا مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ ہے کیونکہ یہ کلیہ قاعدہ ہے مشبہ مشبہ بہ کا عین نہیں ہوتا۔پس جب مرزا صاحب عینِ عیسیٰ نہیں تو مسیح موعود بھی نہیں۔اس حدیث سے بھی استدلال مولوی صاحب کا غلط ہے۔

حدیث دوم پیش کردہ مولوی صاحب

''قال رسول اللہ ﷺ لو عاش ابراھیم لکان صدیقًا نبیًا رواہ ابن ماجۃ''

ترجمہ: ''فرمایا رسول ﷺ نے اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا''۔

استدلال: اس حدیث سے بھی امکانِ نبوت بعد آنحضرت ثابت ہے اس طرح کہ ابراہیم کی نبوت کا امکان آنحضرت نے اپنے بعد تسلیم فرمایا ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ بھی ہوتا تو بھی نبی نہ ہوتا۔بلکہ یہ فرمایا کہ اگر وہ زندہ ہوتا تو ضرور نبی ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے نبی ہونے کیلئے آنحضرت نے خاتم النبیین اور حدیث ''لا نبی بعدی'' کو روک کا سبب نہیں بتایا۔بلکہ نبی ہونے سے روک کا سبب اس کی موت کو قرار دیا ہے۔جس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت کہ بعد نبوت کا ہونا ممکن ہے۔اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ آیت خاتم النبیین اور حدیث ''لا نبی بعدی'' اگر نبیوں کی کسی قسم کو روکتی ہے تو ایسے ہی نبیوں کو جو شریعت والے یا براہ راست ہوں۔اور ایسے نبی جو آنے والے مسیح موعود اور حضرت ابراہیم ابن آنحضرت کی طرح ہوں، انہیں نہیں روکتی۔کیونکہ آنحضرت نے اپنے قول سے اس بات کی خود تصدیق فرمادی کہ آیت موصوفہ اور حدیثِ مذکورہ کی صحیح تفسیر اور تشریح یہ ہے اور جو ہر دو احادیث متذکرہ کی رو سے قابل تسلیم ہے۔وھو المطلوب. (خاکسار ابوالبرکات غلام رسول راجیکی تنزیل قادیان مقدسہ)

جواب: مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ اگر ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے امکانِ نبوت بعد آنحضرت ﷺ ثابت کرتا ہے، غلط ہے۔کیونکہ اول تو یہ حدیث قرآن شریف کی آیت ''خاتم النّبیین'' کی تفسیر کے متعلق ہے۔کیونکہ قرآن شریف نے خود فیصلہ کردیا ہے کہ چونکہ محمد ﷺ خاتم النّبیین ہیں اس واسطے کسی مرد بالغ کے باپ نہیں۔یعنی موت ابراہیم رضی اللہ عنہ علت ہے معلول ابراہیم رضی اللہ عنہ کے نبی ہونے کی۔جس کی تفسیر رسول اللہ ﷺ نے خود فرمادی کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔مگر چونکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، اس واسطے وہ زندہ نہ رہا۔افسوس مولوی صاحب مفسرین کی تو پرواہ

نہیں کرتے مگر اپنے مسلمات کے بھی خلاف کرتے ہیں۔ جب خود ہی انہوں نے اصول مقرر کیا ہے کہ حدیث کے معنی کرنے میں قرآن کی مخالفت نہ کرنی چاہیے۔ بلکہ یہاں تک قبول کرلیا ہے کہ جو حدیث قرآن کے متعارض ہو اس کو چھوڑ دینا چاہئے اور اس پر عمل نہ کرنا چاہیے۔ مگر اس حدیث کے معنی کرنے میں مولوی صاحب نے قرآن کی آیات کے برخلاف معنی کئے۔ کیونکہ قرآن مجید کی آیت ''خاتم النبیین'' اور تفسیر نبوی ''لانبی بعدی'' اور بہت سی حدیثوں کے ہوتے ہوئے اس حدیث کے وہ معنی کرنا کہ سب کے متعارض ہو۔ کیوں کر جائز ہے؟ اور لطف یہ ہے کہ خود ہی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''خاتم النبیین کی آیت اور حدیث ''لانبی بعدی'' تو شریعت والے جدید نبیوں کی روک ہے''۔ الحمدللہ! مولوی صاحب نے جدید نبیوں کا آنا خلاف قرآن وحدیث تو تسلیم کرلیا کہ روک تو بیشک ہے مگر ایک قسم کے جدید نبی آسکتے ہیں اور وہ نبی ہیں جو شریعت لے کر نہ آئیں۔ مگر اس اپنی رائے کی تصدیق میں کوئی سندِ شرعی نہیں پیش کرتے اور یہ رائے ان کی ذیل کے دلائل سے غلط ہے:

اول: خاتم النّبیین میں الف لام استغراقی ہے جو کہ ہر ایک قسمِ نبوت پر حاوی ہے۔

دوم: کسی قرآن کی آیت اور کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ غیر تشریعی نبی بعد از حضرت خاتم النّبیین ﷺ پیدا ہو سکتا ہے۔

سوم: ''لو'' حرف شرط ہے جس کے معنی ''اگر'' کے ہیں، اور شرط کے واسطے جزا کا ہونا ضروری ہے۔ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ زندہ رہنا شرط ہے اور نبی ہونا جزا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ نہ شرط پوری ہوئی اور نہ جزا۔ یعنی نہ ابراہیم زندہ رہا اور نہ نبی ہوا۔ پس خدا کے فعل سے ثابت ہوا کہ کسی قسم کا نبی بعد آنحضرت ﷺ کے نہ ہوگا۔ کیونکہ مولوی صاحب

مان چکے ہیں کہ ابراہیم بن آنحضرت ﷺ زندہ رہتے تو غیر تشریعی نبی ہوتے۔ مگر خدا تعالیٰ نے غیر تشریعی نبی ہونے والے کو بھی زندہ نہ رکھ کر ثابت کر دیا کہ کسی قسم کا نبی بعد آنحضرت ﷺ پیدا نہ ہوگا۔ اگر مولوی صاحب ''لو عاش ابراھیم'' سے غیر تشریعی نبی کا امکان سمجھتے ہیں تو بتائیں کہ ''لو کان موسیٰ حیًا لما وسعه الّا اتباعی'' سے تشریعی نبی موسیٰ کا بعد آنحضرت ﷺ کے آنا ممکن ہے۔ کیونکہ جیسے اس حدیث پیش کردہ مولوی صاحب کے الفاظ ہیں ویسا ہی اس حدیث ''لو کان موسیٰ حیا'' کے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اگر ''لو'' سے غیر تشریعی نبی کا آنا امکان رکھتا ہے تو موسیٰ علیہ السلام کا آنا بھی امکان رکھتا ہے جو کہ غیر تشریعی نبی تھے۔ پس یہ ڈھکوسلا غلط ہے اور قرآن وحدیث کے برخلاف ہے کہ اس حدیث سے امکان جدید نبی بعد آنحضرت ﷺ ثابت ہے۔ مولوی صاحب! ''لو'' ناممکنات پر آیا کرتا ہے۔ اور فعل کا ظہور نہیں ہوا کرتا۔ جیسا کہ ''لو کان موسیٰ'' اور ﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ﴾، ﴿وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾، ﴿لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾ (سورۂ انبیاء) سے ثابت ہے کیا ان مثالوں سے امکان ثابت ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس قدر حدیثوں کے ہوتے ہوئے اس حدیث کو امکانِ نبوت میں پیش کرنا سخت غلطی ہے۔ مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ ''مسیح موعود اور حضرت ابراہیم ابن آنحضرت ﷺ کی طرح جو نبی ہوں انہیں ''خاتم النّبیین'' کی آیت نہیں روکتی'' غلط ہے اور قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تو نبی زادہ تھے۔ اگر وہ زندہ رہتے تو بہ سبب پیغمبر زادہ ہونے کے نبی ہو سکتے تھے۔ اسی واسطے زندہ نہ رہے اور نہ نبی ہوئے۔ اور خدا نے مطابق وعدہ آیت ''خاتم النّبیین'' کے، بعد محمد ﷺ، کوئی نبی نہ بھیجا۔ مگر مرزا صاحب تو پیغمبر زادہ نہ تھے کہ اپنے باپ مرزا غلام مرتضیٰ کی نبوت کونسی وراثت میں

پاتے؟ مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ردّ پہلی حدیث میں بھی کافی طور پر کیا ہے۔ اب اخیر میں ہم مرزا صاحب کا معیار مقرر کردہ پیش کر کے مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ ایمان سے بولو کہ مرزا صاحب سے مسیح و مہدی کے کام ہوئے تو مسیح موعود، ورنہ وہ اولی العزم نبیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خاتم النّبیین ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق جھوٹے مسیح تھے۔ جب مرزا صاحب اپنے معیار سے جھوٹے ہیں، تو پھر نبی اللہ ہرگز نہیں ہو سکتے۔

مرزا صاحب اخبار بدر، مطبوعہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء میں لکھتے ہیں: ''میرا کام جس کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلادوں۔ اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور شان دنیا پر ظاہر کردوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو **میں جھوٹا ہوں**۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور انجام کو نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا، تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں''۔ (خاکسار غلام احمد)

مولوی صاحب بتائیں کہ عیسیٰ پرستی کا ستون ٹوٹا یا عیسیٰ پرستوں کے ستون کو وہ قوت اور ترقی ہوئی کہ کسی زمانہ میں نہ ہوئی تھی۔ وہ وہ علاقے عیسیٰ پرستوں نے فتح کئے جن علاقوں میں توحید کا جھنڈا لہراتا تھا، وہاں عیسیٰ پرستوں کا لہرانے لگا۔ کون نہیں جانتا کہ مذہب کا ستون حکومت ہے۔ کبھی مردوں ہیجڑوں نے بھی باتوں سے ستون توڑا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بزدل قومیں بہادروں کو خونی و وحشی کہا کرتی ہیں۔ مرزا صاحب نے بھی کہہ دیا کہ میں خونی مہدی نہیں ہوں۔ اللہ اکبر! رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام اور تمام مجاہدین خونی

ہوئے۔ مرزا صاحب میں یہ طاقت ہی نہ تھی۔ کون دانت کھٹے کرنے کا مصداق ہیں؟

دوسرا کام: مرزا صاحب کا تثلیث کی جگہ توحید پھیلانا تھا۔ یہ بھی الٹ ہوا کہ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان عیسائی ہوئے اور جو جو علاقے عیسائیوں نے فتح کئے وہاں کے مسلمانوں کو عیسائی ہونے پر مجبور کیا، باقی کو تہ تیغ کیا۔

تیسرا کام: آنحضرت ﷺ کی جلالت و شان دنیا پر ظاہر کرنا تھا۔ یہ بھی الٹ ہوا کہ مرزا صاحب نے عیسائیوں اور آریوں کو گالیاں دے کر ان کو ہتک انبیاء علیہم السلام پر علی العموم اور آنحضرت ﷺ پر علی الخصوص آمادہ کیا۔ اور آریوں اور عیسائیوں نے آنحضرت ﷺ کی شان میں ایسے کلمات استعمال کئے کہ خود مرزا صاحب اور حکیم نورالدین صاحب چیخ اُٹھے اور عاجز آکر پیغامِ صلح کی تجویز پیش کی۔ اور ہندوؤں اور آریوں اور عیسائیوں کے مسائل اوتار اور ابن اللہ و حلول کے ماننے اور (نعوذ باللہ) کفار کو انبیاء علیہم السلام کے مرتبے پر پہنچایا اور بلا دلیل کہہ دیا کہ رام چندر جی و کرشن جی، مہادیو جی وغیرہم پیغمبر تھے۔ اور ''کرشن علیہ السلام'' اور ''باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ'' لکھنا شروع کر دیا۔ بلکہ مرزا صاحب خود اسلام چھوڑ کر ہندو مذہب کے راجہ کرشن کا اوتار بنے۔ مولوی صاحب فرمادیں کہ رسول اللہ ﷺ کی کسی پیشگوئی میں درج ہے کہ آنے والا مسیح موعود کرشن جو ہندو مذہب کے اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار ہے، اس کا اوتار ہوگا۔ جیسا کہ مرزا صاحب کرشن اوتار بنے۔ اور محمد ﷺ کا دروازہ چھوڑ کر کرشن جی کے چیلے بنے۔

گر مسلمانی ہمیں است کہ مرزا دارد وائے بر عقل مریدان کہ امامش خوانند

باین ہمہ مولوی غلام رسول صاحب بلا دلیل و بلا ثبوت مرزا صاحب کو مسیح موعود تصور کر کے ان کی نبوت ثابت کرتے ہیں اور بنائے فاسد علی الفاسد کے طریق پر مرزا صاحب کو نبی اللہ

بنا کر امکانِ نبی بعد از حضرت خاتم النبیین ﷺ ثابت کرنے کی بے فائدہ کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ جس کی نبوت پر بحث کر رہا ہوں اسی کو جو کہ بطورِ دعویٰ ہے دلیل بنا کر پیش نہیں کر سکتا۔ مگر مولوی صاحب نے ہر ایک آیت اور حدیث کے آخیر دعویٰ کو بطور دلیل پیش کیا ہے جو کہ اہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ جس کو ''مصادرہ علی المطلوب'' کہتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب ہر ایک موقعہ پر یہی کہتے آئے ہیں کہ خاتم النبیین کے بعد مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا ممکن ہے۔ حالانکہ ایک آیت یا ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکے جس میں لکھا ہو کہ بعد از حضرت خاتم النبیین ﷺ جدید نبی کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ جب امکان ہی ثابت نہیں تو مرزا صاحب نبی اللہ کیسے ہو سکتے ہیں کیونکہ نبوت کے ثابت کرنے کے واسطے نص کا مقابلہ نص قطعی سے ہونا چاہئے نہ کہ منگھڑت باتوں سے فقط۔

نوٹ: مولوی صاحب نے آخر میں جو تاریخ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۱ء لکھی ہے، غلط ہے کیونکہ میرے پاس یہ کتاب ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کو پہنچی اور جنوری ۱۹۲۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ مولوی صاحب کا قادیان جا کر جواب دینا ثابت کر رہا ہے کہ تمام مرزائیوں نے مل کر زور لگایا، مگر کسی نصِ قطعی سے امکان جدید نبی بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے ثابت نہ کر سکے۔ مصرعہ

ع کذب را نبود فروغے چوں بتابد نورِ حق

برادران اسلام: حضرت خاتم النّبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی چونکہ پیشگوئی ہے کہ ''میری امت میں سے تیس یا ستر یا اس سے بھی زیادہ جھوٹے مدعی نبوت و رسالت ہوں گے'' اس لئے ہمیشہ سے مرزا صاحب کی طرح مدعیان کاذب چلے آئے ہیں۔ دو شخص تو آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی مدعی ہوئے۔ ایک ''مسیلمہ کذاب'' اور دوسرا

''اسود عنسی''، جو کہ حضور علیہ السلام کے حکم سے کافر قرار دیئے گئے۔ اور ان کے ساتھ جنگ کی گئی۔ اور ان کو بمعہ ان کے معتقدوں کے نابود کیا گیا۔ اگر ان آیات سے جو مولوی صاحب نے پیش کی ہیں، امکان ثابت ہے تو پھر یہ اشخاص کیوں کافر سمجھے گئے۔ کیا آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کو قرآن مجید نہیں آتا تھا؟ کہ ہزارہا مسلمان قتل و غارت ہوئے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ﴾ (الآیۃ) اور ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ (الآیۃ) سے ہمیشہ رسولوں کا آنا سمجھنا غلطی ہے۔ ذیل میں کاذب مدعیان کی فہرست دی جاتی ہے تا کہ معلوم ہو کہ امت محمدی میں سے ہمیشہ کاذب مدعیان نبوت چلے آئے ہیں۔ مرزا صاحب میں کوئی خصوصیت نہیں کہ یہ سچے نبی ہو سکیں، اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو پھر سب مدعیان نبوت جو مرزا صاحب سے پہلے گزرے ہیں سب سچے ہوں گے۔

(۱) مسیلمہ (۲) اسود عنسی (۳) ابن صیاد (۴) طلیحہ بن خویلد (۵) سجاح بنت الحرث (۶) مختار (۷) احمد بن حسین المعروف متنبّی شاعر (۸) بہبود (۹) یحیٰی (۱۰) سلیمان قرمطی (۱۱) عیسیٰ بن مہرویہ (۱۲) استاذ سیس (۱۳) ابو جعفر (۱۴) عطا (۱۵) عثمان بن فہیک (۱۶) وامینہ (یہ عورت تھی) (۱۷) لا (۱۸) پوشیا (۱۹) مسٹر وارڈ (۲۰) بہسک (۲۱) ابراہیم بزلہ (۲۲) شیخ محمد خراسانی (۲۳) محمد بن تومرت۔ دیکھو مرزائیوں کی کتاب ''عسل مصفّٰی، ص ۵۵۴، ۵۶۱'' جس میں تاریخ کامل، ابن اثیر، ابن خلکان، تاریخ الخلفاء وغیرہ اسلامی تاریخی کتب سے لے کر مفصل حالات لکھے ہیں۔ (۲۴) سید محمد جونپوری (۲۵) محمد عبداللہ (۲۶) محمد احمد سوڈانی (۲۷) شیخ سنوسی (۲۸) محمد بن محمد (۲۹) محمد الامین (۳۰) محمد، علاقہ فاس کا باشندہ (۳۱) مرزا غلام احمد قادیانی پنجابی (دیکھو مذاہب اسلام، ص ۷۸۴ تا ۸۰۴)۔ مرزا صاحب کے بعد بھی انڈیا پنجاب کے ضلع لائکپور میں ایک شخص

’’نیل دھاری‘‘ نے دعویٰ نبوت کیا۔ جس نے ایک حکم نامہ جاری کیا ہے، اس کے سرِ ورق پر لکھا ہے: ’’خداوند کریم کے ۱۳۶۵ احکام جو ماہ اپریل ۱۹۱۴ء کو نازل ہوئے‘‘۔ اس نے بھی ہمیشہ نبیوں کا آنا بتایا ہے، جیسا کہ کاذبوں کی چال ہے کہ خاتم النّبیین پر ضرور پہلے بحث کرتے ہیں۔ یہاں پر اس کے ایک الہام کے حکم کی نقل کی جاتی ہے۔ دیکھو خدائی زبان اس ملک کے مطابق ہے، مرزا صاحب کی طرح عربی نہیں۔ جس ملک کا نبی اسی ملک کی زبان چاہیے۔

حکم نمبر۷: ’’اے نبی بتا میرے بندوں کو میرے نام پر کہ تو ان سے کہو کہ تم جانتے ہو کہ بدلتا رہتا ہے زمانہ ہمیشہ مطابق میری مرضی کے، سو بھیجتا ہوں نبی موافق زمانہ کے تم قبول کرو اس کو نہ بنے رہو لکیر کے فقیر‘‘...... (الخ)۔ (ص۶ حکمنامہ، مطبوعہ ہندوستان پریس لاہور ۱۹۱۵ء)

مرزائی صاحبان اگر سعادت اسی میں ہے کہ جو شخص دعویٰ نبوت کرے حسنِ ظنی سے اسے سچا نبی مان کر اسکے پیرو ہونے میں نجات ہے۔ تو دوڑیں! اب تازے نبیوں، تازہ وحیوں اور تازہ کتابوں پر ایمان لائیں، جیسے مرزا صاحب پر ایمان لائے تھے ان پر بھی ایمان لا کر اپنی سعید الفطرت اور خدا ترس انسان ہونے کا ثبوت دیں۔ اگر ہمیشہ رسول و نبی آتے رہیں گے، تو پھر میاں نبی بخش مہاراجکی ضلع سیالکوٹ اور میاں عبداللطیف ساکن گنا چور ضلع جالندھر والے جو مرزا صاحب کے بعد مدعیان نبوت و رسالت ہیں، ان کو سچے نبی مان کر ان کی پیروی کیوں نہیں کرتے؟ اگر ان کو جھوٹا نبی مانتے ہو تو مرزا صاحب بھی کاذب ہی ثابت ہوئے۔

تمام شد

☆☆☆☆☆

تردیدِ نبوتِ قادیانی

فی جوابِ

’’اَلنُّبُوَّۃ فِی خَیْرِ الْاُمَّۃ‘‘

(سَنِ تصنیف: ۱۳۴۴ھ بمطابق 1925ء)

تصنیفِ لطیف

قاطعِ فتنۂ قادیانؒ

جناب بابو پیر بخش لاہوری

(بانی انجمن تائید الاسلام، ساکن بھاٹی دروازہ، مکان ذیلدار، لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اطلاع ضروری

برادران اسلام!

مرزا قادیانی اوران کے مرید وارا کین مرزائیت ہمیشہ ہر ایک جلسہ اور مجمع میں فرمارہے ہیں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت ورسالت کا ہرگز نہیں۔ اور وہ خاتم النّبیین ﷺ پر ایسا ہی اعتقادرکھتے ہیں جیسا کہ اور مسلمان۔ صرف مرزا قادیانی کو بروزی ظلی وناقص نبی مانتے ہیں۔ بلکہ ہینڈ بل نمبر ۹ میں لکھا کہ جو خاتم النّبیین ﷺ بعد کسی جدید نبی کا آنا جائز سمجھے ہم اس کو کافر جانتے ہیں۔ حکیم نورالدین اور خواجہ کمال الدین نے کئی ایک جلسوں اور مجمعوں میں بطور لیکچر ووعظ فرمائے کہ ہم مرزا قادیانی کو خواجہ اجمیری و پیران پیر عبدالقادر جیلانی، حضرت گنج بخش وغیرہ اولیاء اللہ کی طرح مانتے ہیں۔ اور ایک سلسلے کے پیشوا جیسا کہ نقشبندی، قادری، سہروردی اور چشتی ہیں ایسا ہی ایک مرزا قادیانی کو جانتے ہیں۔

مگر اب میر قاسم علی مرزائی ایڈیٹر الحق دہلی نے جو یہ لکھا ہے کہ جو لوگ محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کا یا رسول کا آنا جائز نہیں رکھتے، وہ کافر، بنی اسرائیل، یہودی ہیں اور ''لن یبعث اللہ من بعدہ رسولاً''، جس طرح یہود حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد کسی نبی کا آنا جائز نہ رکھتے تھے اسی طرح تم کہتے ہو کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی رسول نہ آئے گا۔ (کتاب النبوۃ، ص۱۰۵) اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ تو مرزا قادیانی کا حکیم نورالدین وخواجہ کمال الدین عوام کو مغالطہ میں ڈالتے رہے ہیں۔ یہ میر قاسم علی مرزائی مصنف کتاب '' النبوۃ فی خیر الامت''، غلطی پر ہے۔ اس بات کا فیصلہ حکیم صاحب وخلافت قادیانی خود کرے گی۔ ہم

صرف مسلمانوں کو اس دھوکے سے بچانے کے واسطے جواب لکھتے ہیں تاکہ ہر ایک مسلمان یاد رکھے اور بحث کے وقت اس آیت کا جواب دے کہ قرآن میں یہود کا قول نقل کیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ یہ بات نہ خدا کی ہے نہ یوسف علیہ السلام کی۔ یہ صرف دھوکہ ہے۔ ایسا ہی یہود کہتے تھے لیکن وہ تو بلاسند شرعی کہتے تھے۔ مگر مسلمان نص قرآنی سے کہہ رہے ہیں اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے کہتے ہیں۔ یہ یہود کے کہنے کے موافق ہرگز نہیں۔ کیوں کہ یہاں تو خدا تعالیٰ ﴿خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ فرماتا ہے۔ اور محمد ﷺ ’’لانبی بعدی‘‘ فرماتے ہیں۔ لیکن یہود کے پاس نہ تو خدا کا کلام ہے اور نہ حضرت یوسف علیہ السلام کی حدیث ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پس اس دھوکہ سے مسلمانوں کو بچانا چاہئے۔ (۲) خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو اور اس کے رسول کی کرو۔ رسول واحد کی فرمانبرداری فرض ہے۔ مشیت ایزدی میں محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی اور رسول کا آنا نامنظور ہوتا تو رُسُل جمع کا لفظ فرمانا چاہئے تھا نہ کہ واحد کا۔ پس ثابت ہوا کہ چنانچہ ایک ہی رسول واحد یعنی محمد ﷺ کی فرمانبرداری فرض فرمائی اور کسی رسول کی نہیں فرمائی۔ اسی لئے مدعیان نبوت بعد محمد ﷺ کے کاذب ہیں۔ لہٰذا انہیں میں سے ایک مرزا قادیانی بھی تھے۔

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد!

احقر العباد پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر و مصنف معیار عقائد قادیانی۔

برادران اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ نبوت تھا۔ مگر چونکہ ساتھ ساتھ وہ اپنی تردید خود کر جاتا تھا کہ میں نہ رسول ہوں اور نہ کوئی نئی شریعت لایا ہوں اور نہ کوئی کتاب لایا ہوں، صرف محمد ﷺ کی متابعت سے ظلی نبی ہوں۔ اور خاتم النّبیین ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کا جو اعتقاد رکھے اس کو کافر جانتا ہوں۔ مگر ’’حقیقۃ الوحی‘‘ میں اس نے لکھا ہے کہ ’’جب کوئی قوم معذب ہوتی ہے تو رسول بھی ضرور بھیجا جاتا ہے۔ چونکہ میرے وقت طاعون بطور عذاب دنیا پر آیا ہے اس لئے ضرور کوئی نبی بھی آنا چاہئے، سو وہ میں ہوں‘‘۔ اور ﴿مَاکُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلاً﴾ سے تمسک کر کے نبوت کا دعویٰ کیا کہ اس زمانہ میں میرے سوا کوئی مدعی نبوت نہیں اور طاعون بھی خدا نے بطور نشان بھیجا ہے، اسلئے میں نبی ہوں، رسول ہوں، مامور من اللہ ہوں۔ مگر چونکہ مرزا اپنے دعوے میں نہایت کمزور تھا، مسلمانوں سے ڈرتا بھی تھا کہ اگر کھلا کھلا دعویٰ رسالت و نبوت کیا تو مرید الگ ہو جائیں گے اور آمدنی بند ہو جائیگی۔ ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا جاتا تھا کہ نادانو! کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ دیکھو ’’تتمہ حقیقۃ الوحی‘‘ ص ۲۸ کہ ’’میں ایک امتی ہوں اور فنافی الرسول ہوں‘‘۔ غرض مرزا کی تحریریں اور باتوں کے متضاد ہونے کے باعث جھگڑالو مرزائیوں کے واسطے بحث کا عمدہ آلہ تھا کہ جب مرزا کی ایک تحریر پیش کی کہ نبوت ورسالت

کے مدعی تھے تو مرزائی جھٹ ان کا وہ شعر کہ:

ع من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب

پڑھ دیتے۔ مگر اب میر قاسم علی مرزائی اڈیٹر ''الحق اخبار'' دہلی نے بالکل پردہ اٹھا دیا ہے۔ اور مرزا صاحب کی رسالت ونبوت پر ایک کتاب مسمی بہ **''النبوۃ فی خیر الامت''** تصنیف کی ہے اور اس کتاب میں **اوّل** تو محمد رسول ﷺ کے بعد جدید نبیوں اور رسولوں کا آنا ثابت کرنا چاہا ہے۔ **دوم:** مرزا صاحب کو رسول ونبی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ''خاتم النّبیین'' کی تفسیر اپنی عقلی دلائل سے کی ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ تمام سلف وخلف اہل اسلام کو جو محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا جائز نہیں رکھتے، ان سب کو بلاتمیز مَغضُوب، مجذوم، تحریف کنندہ، حماقت کنندہ وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ جس طرح کفار بنی اسرائیل یہودی کہتے تھے کہ ﴿لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ مِنْ بَعْدِہٖ رَسُوْلًا﴾ یوسف علیہ السلام کے بعد ہرگز کوئی رسول نہیں آئیگا۔ تمام مسلمان کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی رسول نہیں آئیگا۔ اور ان کی غرض یہ ہے کہ جو لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین (جس کی تفسیر رسول اللہ ﷺ نے خود لاَ نَبِیَّ بَعْدِیْ کردی ہے) کہتے ہیں وہ تیرہ سو (۱۳۰۰) سال سے غلطی پر چلے آئے ہیں، ان کو قرآن مجید کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ جب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے: ﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَ ھُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ جس کا ترجمہ غلط کر کے لوگوں کو دھوکہ دیا ہے کہ ہمیشہ نبی ورسول آتے رہیں گے۔ اس آیت سے میر صاحب نے مرزا صاحب کی رسالت ثابت کی ہے کہ جب وعدہ ہے اور وعدہ ہمیشہ کے واسطے کہ رسول آتے رہیں گے تو پس مرزا صاحب ضرور رسول ہیں۔ اور اسی کتاب میں

لکھتے ہیں کہ ''رسول اور نبی میں جو فرق کرتے ہیں کہ رسول صاحب کتاب وشریعت ہوتا ہے، غلطی پر ہیں۔ نبی ورسول ایک ہی ہے''۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ میر صاحب، مرزا صاحب کو رسول صاحب کتاب وشریعت یقین کرتے ہیں۔ کیونکہ اس آیت سے رسول صاحب کتاب وشریعت کے آنے کا وعدہ ہے، تو ضرور تھا کہ حسب وعدہ مرزا صاحب تشریعی نبی ورسول ہوتے۔ مگر افسوس! واقعات اس کے برخلاف ہیں کہ مرزا صاحب نہ کوئی شریعت لائے اور نہ کوئی جدید کتاب۔ جس سے صاف ثابت ہوا کہ اس آیت سے تمسک بالکل غلط ہے۔ یہ تو صرف حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ کی آیت ہے۔ چنانچہ اس کا جواب اپنے موقعہ پر آئے گا۔ اور ایسا ہی ﴿لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ مِنْ بَعْدِہٖ رَسُوْلًا﴾ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کی آیت ہے۔ خدا نے یہود کی نقل کی ہے، نہ کہ ''خاتم النّبیین'' کی تردید کی ہے۔ کیونکہ ''خاتم النّبیین'' وَلاَ نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ خدا اور رسول فرماتا ہے، نہ کہ یہود۔

۲..... مرزا صاحب نے خود نون ثقیلہ کی بحث میں مولوی محمد بشیر صاحب سے جب مباحثہ دہلی میں ہوا تھا، کہتے ہیں: ﴿کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ﴾ یعنی خدا مقرر کر چکا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے۔ یہ آیت بھی ہر ایک زمانہ میں دائر اور عادت مستمرہ اللہ کا بیان کر رہی ہے۔ یہ نہیں کہ آئندہ رسول پیدا ہوں گے اور خدا انہیں غالب کرے گا''۔ اب میر صاحب بتا دیں کہ ''مدعی سُست وگواہ چُست'' کا معاملہ ہے کہ مدعی تو رسالت مطلقہ کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ وہ اس کے امکان سے انکاری ہے اور میر صاحب اس آیت سے اس کی رسالت ثابت کرتے ہیں۔ غرض جب میں نے اس کتاب کو دیکھا کہ مرشد کچھ کہتا ہے اور بالکا کچھ کہتا ہے۔ غرض ایسی ایسی بلا دلیل باتوں کو دیکھ کر اور دوسری طرف عظیم دھوکہ، کہ ایک ہزار روپیہ انعام جواب دینے والے کے واسطے مقرر کردیا تاکہ

لوگوں کو یقین ہو کہ واقعی کتاب لاجواب ہے۔ اگرچہ میر صاحب کی کمزوری تو اشتہار انعام سے معلوم ہوگئی تھی کہ خود تو عقلی ڈھکوسلے لگاتے ہیں اور کہیں داتا گنج بخش کی سند اور کہیں شیخ اکبر ابن عربی کی کتاب ''فتوحات'' کے غلط حوالے نصف عبارت نقل کر کے مغالطہ دیا ہے۔ اور کہیں رسالہ ''انوار صوفیہ'' سے پناہ لی ہے۔ مگر انصاف دیکھئے کہ جواب دینے والے کے واسطے شرط لگاتے ہیں کہ جواب دینے والا صرف قرآن سے جواب دے۔ ''سچ ہے آگ کا جلا ہوا جگنوں سے بھی ڈرتا ہے''۔ پہلے میر صاحب تین سو روپیہ ابوالوفا مولوی ثناء اللہ صاحب سے ہار چکے ہیں۔ اس واسطے اب میر صاحب اپنے پیر کی مانند ناممکن الوقوع شرائط مقرر کرتے ہیں، جس سے ان کا گریز خود ہی ثابت ہے۔ مگر خدا تعالیٰ شاہد ہے کہ میں نے نہ کسی انعام کی غرض سے بلکہ محض تحقیق حق اور مسلمانوں کو مغالطہ اور ٹھوکر سے بچانے کیلئے یہ کتاب لکھی ہے۔ کیونکہ مرزائیوں کے عقلی ڈھکوسلوں پر اکثر مسلمان پھسل جاتے ہیں۔ اور ان کی دروغ بیانیوں اور غلط معنوں پر یقین کر کے دین حق سے بھٹک جاتے ہیں۔ جبکہ وحی رسالت بعد محمد رسول اللہ ﷺ باجماع امت بند ہے۔ تو پھر بعد رسول اللہ ﷺ کے نبی اور رسول کا آنا بھی ناممکن ہے تو پھر کسی مدعی نبوت ورسالت کو کس طرح سچا مانا جاسکتا ہے۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ میرے کشوف والہامات وساوس شیطانی سے پاک ہیں، غلط ہے۔ کیونکہ ان کے کشوف والہامات صاف صاف وساوس ہونا بتا رہے ہیں:

مثلاً: (اول) میں نے دیکھا کہ خدا ہوں، زمین وآسمان بنائے اور میں ان کے خلق پر قادر تھا۔ (دوم) یعنی خدا تعالیٰ کی زیارت تمثیلی صورت میں کی اور ان کے دستخط اپنی پیشگوئیاں پر کرائے۔ (سوم) قادیان کا نام قرآن مجید میں دیکھا۔ (چہارم) ایک لاکھ فوج مانگی اور پچھتر ہزار منظور ہوئی۔ (پنجم) خدا نے مجھ کو کہا کہ تو مرسلوں میں سے ہے۔

(ششم) خدا نے مجھ کو کن فیکون کے اختیارات دیدیئے۔ (ہفتم) خدا نے مجھ کو اپنی اولاد کہا۔ (ہشتم) خدا نے مجھ کو اپنے پانی سے کہا۔ (نہم) خدا نے مجھ کو اپنے بیٹے کی مانند کہا۔ (دہم) خدا نے کہا کہ میں نے تجھ کو بخشد یا ہے۔ جو چاہے سو کر۔ (یازدہم) خدائے تعالیٰ نے مجھ کو کہا کہ میں تیری حمد کرتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔

کیونکہ ناچیز انسان نہ خدا ہوسکتا ہے اور نہ خالق زمین وآسمان اور نہ خدا کے پانی (نطفہ) سے ہوسکتا ہے۔ اور یہ تمام الہامات خصوص نصوص شرعیہ کے برخلاف ہیں، اس واسطے وساوس ہیں اور ان کا خدا کی طرف سے نہ ہونا یقینی ہے۔ کیونکہ اس پر اجماع امت ہے کہ کشوف والہامات حجت شرعی نہیں۔ اور جب تک شریعت کے مطابق نہ ہوں، قابل اعتبار نہیں۔ پس جس شخص کے کشوف والہامات خلاف قرآن وحدیث ہوں، وہ شخص مکالمہ ومخاطبہ الٰہی میں ہرگز سچا نہیں ہے۔ مرزا صاحب کی بنیاد ''دعویٰ مسیح موعود ونبوت ورسالت'' انہیں کشوف والہامات پر ہے جو بسبب خلاف نصوص شرعیہ ہونے کے قابل اعتبار نہیں۔ اور مرزا صاحب کو یہ زعم غلط ہوتا رہا کہ قرآن مجید کی اگر کوئی آیت ان کی زبان پر ''عالم خواب'' میں جاری ہوئی تو انہوں نے اس کو اپنے پر دوبارہ نازل ہونا سمجھ لیا۔ جیسا کہ ﴿یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی آیت جو خواب میں آپ کی زبان پر جاری ہوئی تو زعم کیا کہ ''میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے''۔ اور اگر حضرت مریم کا نام آیا تو زعم کیا کہ ''خدا نے میرا نام مریم رکھا ہے''۔ حالانکہ یہ غلط ہے کہ خدائے تعالیٰ کسی مرد کا نام مریم رکھے۔ کیا خدا عورت مرد میں تمیز نہیں کرسکتا؟ کوئی مسلمان جس کی زبان پر عالم خواب میں کوئی آیت قرآن مجید جاری ہو، یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ مجھ کو وحی الٰہی ہوئی ہے۔ میں ایک تازہ واقعہ اپنا حلفیہ بیان کرتا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم

کھا کر سچ کہتا ہوں کہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو رات کے وقت ﴿اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ o اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ o﴾ تمام سورت اخیر تک حالت خواب میں میری زبان پر جاری تھی اور کئی دفعہ آنکھ کھل بھی گئی تو یہی سورت جاری تھی۔ کیا میں اب سمجھ لوں یا کہوں کہ یہ سورت مجھ پر دوبارہ نازل ہوئی ہے تو درست ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر مرزا صاحب کا فرمانا کہ مجھ پر قرآن کی آیتیں نازل ہوتی ہیں، کیونکر درست ہوا۔ پس مرزا صاحب کا یہ زعم کہ ''خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے اور میں مسیح موعود ہوں اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آیت ﴿اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ﴾ مجھ پر دوبارہ نازل ہوئی ہے''۔ درست نہیں۔ کیونکہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ خدا نے آپ کو مسیح موعود مقرر کیا ہے۔ اس طرح تو آیات کئی مسلمانوں کو خواب میں سنائی دیتی ہیں اور ان کی زبان پر جاری ہوتی ہیں۔ اس حساب سے تو وہ بھی اپنے آپ کو مرسلین میں سے سمجھ سکتے ہیں اور یہ بالکل بے دلیل ہے کہ مرزا کے خواب خواہ جھوٹے بھی ہوں اور جھوٹے نکلے، وہ سب حجت ہیں اور وساوس سے پاک ہیں۔ اور دوسرے مسلمانوں کے خواب اگر سچے بھی ہوں تو مکر اللہ میں داخل ہیں، نہایت بے انصافی اور خودغرضی پر مبنی ہیں۔ کیونکہ اگر خواب وکشف حجت شرعی ہیں تو فریقین کے واسطے حجت ہیں، اور خلاف شرع ہونے کے باعث قابل اعتبار نہیں تو دونوں فریق کے واسطے۔ یہ معقول نہیں کہ پہلے کذابوں کے کشوف والہام چونکہ خلاف شرع تھے اس لئے وہ تو کاذب قرار دیئے جائیں اور مرزا صاحب کے کشوف والہام جو غیر شرع ہیں، ان کے باعث مرزا صاحب کو کاذب نہ کہا جائے۔ پس جس شخص کے کشوف والہامات خلاف نصوص شرعی ہوں گے، وہ ضرور کاذب ہے، خواہ کوئی ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

ابتدائے آفرینش سے گروہ انسان کے دو قسم چلے آئے ہیں۔ ایک گروہ دین داروں کا اور دوسرا گروہ دہریوں اور فلسفیوں کا۔ دین داروں کی بھی کئی قسم ہیں، ایک اہل اسلام، دوم اہل شرک یعنی بت پرست وغیرہ۔

جو گروہ ابتدائے آفرینش سے انبیاء علیہم السلام کو بمعہ ان کی تعلیم اور معجزات کے مانتا چلا آیا ہے۔ وہ اہلِ اسلام میں ہے۔ اور اہل اسلام ایمان بالغیب لاتے رہے ہیں یعنی جو کچھ انبیاء علیہم السلام نے ان کو بذریعہ وحی حاصل کر کے فرمادیا اُس کو حکمِ خدا تسلیم کر کے اس پر ایمان لائے اور عمل شروع کر دیا، بخلاف اس کے خشک عقل کے بندوں نے جو کچھ ان کی سمجھ میں آیا، یا بذریعہ حواس ظاہرہ انہوں نے دریافت کیا، اس کو مانا اور جو حقائق و ہدایت کی روشنی بذریعہ نور نبوت، انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہوئی، اس کے ماننے میں اعتراضات محال عقلی کو پیش کر کے شکوک والحاد کے دلدل میں پھنسے رہے اور محدود عقل کو معیار حق وباطل کا قرار دے کر ہمیشہ کیلئے ''صراط مستقیم'' سے بہت دور جا پڑے۔ اسی سنت الٰہی کے مطابق جو انبیاء علیہم السلام بوساطت وحی، خدا کی طرف سے بندوں کی طرف چراغ ہدایت لاتے رہے اور ہدایت یافتہ اور ایماندار بندے اُس شاہراہِ ہدایت پر چلتے آئے، وہ مسلمان کہلاتے آئے۔ اور یہ دستور العمل جو ان کو بذریعہ انبیاء علیہم السلام عطا ہوا، وہ قانون الٰہی یا علم الٰہی سے موسوم ہوتا رہا۔

اہلِ عقل ہمیشہ مسلمات دین سے انکار کرتے چلے آئے اور اپنے عقلی ڈھکوسلے

پیش کرتے رہے، جو کہ نور نبوت کے آگے ہمیشہ مدھم پڑتے رہے۔ کیونکہ ''خشک عقلی علوم'' جن کو فی زمانہ ''سائنس وفلسفہ'' کہتے ہیں، کبھی نعمت یقین کسی امر میں حاصل نہ کر سکے۔ گو! ہر زمانہ میں ان کی ترقی ہوتی چلی آئی اور ماقبل فلاسفروں کی غلطیاں نکلتی چلی آئیں۔ چنانچہ اس زمانہ کے فلاسفر اپنے آپ کو اکمل مدارج علم پر پہنچے ہوئے جانتے ہیں اور ہر قدم پر ماسبق حکماء کی غلطیاں نکالتے ہیں۔ تاہم ان کو یہ بھی اقرار ہے کہ سائنس اور فلسفہ ابھی ناقص ہے اور قانون قدرت ابھی تک محدود عقل انسانی نہیں ہوا۔

اب ذرا ہم اہل مذاہب کی اس جگہ اس زمانہ میں جو غلطی واقع ہو رہی ہے اس پر نظر ڈالتے ہیں اور ناظرین کو دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ کیوں وہی الفاظ اور اصطلاحات جو کہ صراط مستقیم مذہب سے دور لیجانے والی ہیں، اپنی تصانیف میں درج کر کے کفر واسلام کو ملاتے ہیں۔ بھلا کہاں قانون قدرت الٰہی اور کہاں قانون قدرت عقل انسانی۔ ظاہر ہے کہ جب قانون قدرت الٰہی عقل انسانی کا محدود نہیں اور عقل انسانی کو اس پر پورا احاطہ نہیں۔ تو پھر انسان کو کیا حق ہے کہ وہ کہے کہ یہ امر خلاف قانون قدرت ہے۔ جبکہ ساتھ ہی اس کو اقرار ہے کہ انسانی عقل قانون قدرت پر احاطہ نہیں رکھتی اور اسرار قدرت کی حقیقت کے دریافت کرنے میں قاصر ہے۔

میں اس جگہ چند حکمائے یونانی وانگریزی جرمن وفرانس وغیرہ وغیرہ کے اقوال لکھتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ جو اپنے مسلمات مذہبی امور میں قانون قدرت ومحال عقلی کے برخلاف دیکھ کر ان سے انکار کر دیتے ہیں حالانکہ خود اہل سائنس و فلسفہ اس کے قائل ہیں کہ ہر ایک چیز کی حقیقت جیسا کہ نفس الامر میں ہے، عقل انسانی اس کے کماحقہ دریافت کرنے سے قاصر ہے۔

۱...... **ڈریپر صاحب** ''معرکہ مذہب وسائنس'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''چونکہ حواس کی شہادت نقطہ اتصال نقیض ہے۔ لہٰذا ہم حق وباطل میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اور عقل اس درجہ ناقص ہے کہ ہم کسی فلسفانہ نتیجہ کی صحت کے ضامن نہیں ہو سکتے۔ قیاس چاہتا ہے کہ ایسے موقعہ پر ایک ایسا مدلل مبرہن صحیفہ آسمانی منجانب اللہ انسان پر نازل ہو کہ شک وشبہ کا خاتمہ ہو جائے اور کسی شخص کو اس سے اختلاف رائے ومقاومت نہ ہو''۔

(دیکھو صفحہ ۲۸۱ معرکہ مذہب وسائنس، مترجم مولوی ظفر علیخاں، اڈیٹر اخبار زمیندار لاہور)

۱...... **ہربٹ سپنسر** نے اپنی کتاب ''فسٹ پرنسپل'' کے صفحہ ۱۲ سے ۱۵ تک جو تعریف سائنس کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے: ''سائنس حقائق کا نظام منضبط ہے جو ہمیشہ وسعت اختیار کرتا اور ہمیشہ اخلاط سے پاک ہوتا رہتا ہے''۔

۲...... **ہکسلی پروفیسر ہنری ٹامسن** جس کی مساعی سے ڈارون کے مسائل اور خیالات کو ہر دلعزیزی حاصل ہوئی ہے، اپنی کتاب ''سائنس اور ایجوکیشن'' کے صفحہ ۴۵ پر سائنس کی تعریف یوں فرماتے ہیں کہ ''میری رائے میں سائنس صرف ترتیب یافتہ اور منضبط عقل کا نام ہے''۔

۳...... **جارج ڈکسن ڈیوک آف لگامل** اپنی کتاب ''واٹ سائنس'' صفحہ ۱۱ پر سائنس کی جو تعریف کرتے ہیں اسکا خلاصہ یہ ہے ''یعنی موجودات کے باہمی تعلقات اور نیز ان کے اور ہمارے درمیانی تعلقات کا نام سائنس ہے۔ ہمارا علم محدود ہے اور سائنس اشیاء کے چند تعلقات اور نیز ان کے نظام عالم تک محدود ہے۔

۴...... فزیالوجی کے استاد **پروفیسر گوج** اپنی کتاب ''انٹروڈکشن ٹو سائنس'' صفحہ ۴۳ سائنس کی تعریف میں فرماتے ہیں: ''مظاہر موجودات کے انتظام کو باعتبار اسباب نتائج کے سلسلہ

کے انتظام دینے کا نام سائنس ہے۔ الفاظ دیگر اسباب نتائج کے سلسلہ کی تحقیق وتجسّس کا نام سائنس ہے۔ کائنات کے اندر مختلف قسم کے تغیرات کیوں ہوتے ہیں؟ ان کی ترجیح، تشریح اوران کے اسباب کی تلاش کی کوشش عقلیہ کا علم ہے''۔

ارسطاطالیس کہتا ہے:''سائنس تجربات کی وسیع تعداد سے شروع ہوتا ہے ایک وسیع تصور قائم کیا جاتا ہے جو اسی قسم کے واقعات پر حاوی ہوجاتا ہے۔ غرض ہر ایک سائنس دان عالم نے سائنس کی یہی تعریف کی ہے کہ موجودات پر نظرِ تجربہ ڈال کر نتیجہ قائم کرنے کا نام ہے''۔ ارسطاطالیس کے زمانہ میں مفصلہ ذیل طریق پر استدلال کر کے نتیجہ نکالا جاتا تھا:

اول: استدلال تمثیلی یعنی کسی خاص امر سے خاص امر کی طرف استدلال کر کے نتیجہ اخذ کرنا۔

دوم: استدلال استقراری یعنی خصوصیات سے کائنات کی طرف استدلال کرنا۔

سوم: استخراجی یعنی کائنات سے خصوصیات کی طرف دلیل کرنا۔

اگر مضمون اور کتاب کے طول ہوجانے کا خوف نہ ہوتا تو زیادہ بسط کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ مگر چونکہ اس کتاب میں علم سائنس سے صرف یہی ثابت کرنا تھا کہ علم الٰہی کا مقابلہ سائنس یا فلسفہ ہرگز نہیں کرسکتا اور نہ طالبان حق کو صورت یقین دکھا سکتا ہے اور نہ ذریعہ نجات ہوسکتا ہے۔ یہ فلسفی لوگ ہمیشہ عجائبات موجودات میں ایسے مدہوش ہوئے کہ کنارہ یقین تک عالم خواب میں بھی نہ پہنچے۔ نقش کی خوبصورتی دیکھ کر ایسے محو تماشا ہوئے کہ نقاش کے وجود کے علم الیقین کے مرتبہ کو بھی نہ پہنچے۔ مدت تک یہی یقین ہوتا چلا آیا کہ زمین ساکن ہے اور آسمان اس کے گرد گردش کرتا ہے اور ستارے اور سیارے اپنی اپنی جگہ ساکن

ہیں۔ اور آفتاب حرکت دولابی کے ذریعہ زمین کے اوپر کی سطح سے بجانب مغرب غروب ہوکر زمین کے نیچے کی سطح طے کرتا ہوا زمین کے اوپر سمت مشرق طلوع کرتا ہے۔ اور انہیں خیالات کو سچا سمجھ کر اس کی اشاعت ہوتی رہی اور جو شخص اسکے برخلاف اپنی رائے ظاہر کرتا وہ بے عقل سمجھا جاتا تھا۔ زمانہ حال کے فلاسفروں کی تحقیق بالکل اسکے برعکس ہے۔ یعنی زمین کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ محض ایک سیارہ ہے جو آفتاب کے گرد گھومتا ہے۔ اور نظام شمسی کے ارکان میں بھی اسکا درجہ کچھ بہت زیادہ نہیں۔ یورپ کے بہت داناؤں نے اس نظیر کو بطور اصول موضوع تسلیم کرلیا ہے۔ یعنی آفتاب مرکز عالم ہے اور زمین اسکے گرد گردش کرنے کے علاوہ اپنے محور پر بھی گھومتی ہے۔ غرض صورت یقین ہرگز نہیں حاصل ہوتی۔ اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب تک ایک امر کا یقین نہ ہو، تسلی خاطر نہیں ہوتی۔ اور جب تک تسلی خاطر نہ ہو، بحر حیرت وتفکر اور تصورات وخیالات سے نجات مشکل ہے۔ اور انسان کی عمر اسقدر نہیں ہے کہ وہ ہر ایک امر میں اپنی ہی تجربہ یا نظر عقل سے نتیجہ نکال کر شاہراہ یقین تک پہنچ سکے۔ جب موجدان علم وعالمان نظر نے صاف صاف اقرار کرلیا جیسا کہ اوپر گذرا کہ سائنس میں ہمیشہ غلطیاں نکلتی رہتی ہیں، تو پھر کہاں سے ہم کو دولت یقین حاصل ہوسکتی ہے؟ اور جو امر ہم کو یقین کرنا چاہیے، کس طرح حاصل کرسکتے ہیں؟ اور جو امور فلاسفران حال نے فیصل کئے ہیں، انکا فیصلہ ناطق اور درست ہے اور آئندہ جو حکماء پیدا ہونگے وہ موجودہ زمانہ کی غلطیاں نہ نکالیں گے۔ اور کسی طرح یقین ہو جائے کہ جواب ہوا ہے، یہی درست ہے۔ حالانکہ سائنس نے اب تک یہ نہیں بتایا اور اپنی تحقیقات میں کنارہ یقین پر نہیں پہنچا کہ عالم کی ابتدا کسطرح ہوئی؟ روح حیوانی وانسانی کیا حقیقت رکھتا ہے؟ روشنی کی کیا کیفیت ہے؟ انڈا پہلے تھا یا مرغی؟ بیج پہلے پیدا ہوا تھا یا درخت؟ آم

پہلے تھا یا گٹھلی؟ وغیرہ وغیرہ۔ جرمن کا مشہور محقق ڈبائی ریمنڈ کو خود اقرار ہے کہ مفصلہ ذیل مسائل علم سائنس سے اب تک حل نہیں ہوسکے اور مافوق الفہم ہیں:

۱...... مادہ اور اسکی قوت اور ماہیت کس طرح معرض ظہور میں آئی؟

۲...... حرکت یعنی اگر فنا اور بقا حرکت سے ہوئی ہے تو اسکی ابتداء کس طرح ہوئی؟

۳...... جان کس طرح معرض وجود میں آئی؟

۴...... آخری صورت موجودات کس طرح ہوگی؟

۵...... قوت حاسہ وشعور کی ماہیت یعنی انسان اور اس کی قوت حاسہ میں کیا تعلق ہے؟

۶...... قوت متخیلہ یعنی ہمارے دلی خیالات کیونکر اور کسطرح پیدا ہوتے ہیں؟

۷...... فعل مختاری وارادات یعنی جسکے ذریعہ سے انسان افعال کا مرتکب ہوتا ہے۔ صاحب موصوف صاف صاف انسانی عقل کے عجز کا اقرار مفصلہ ذیل الفاظ میں کرتے ہیں۔ یہ معمہ فوراً حل ہوجاتا ہے، جب ہم مان لیتے ہیں کہ انسان اپنے افعال واعمال کا مختار و مالک نہیں، بلکہ اُس کی تمام حرکات کسی اور قوت کے عمل سے سرزد ہوتی ہیں۔ اُس نے ان مسائل پر بحث کر کے خاتمہ پر یہ کہا ہے کہ ”ہمارا علم طبعی دو حدوں کے اندر واقع ہے: اوّل ہم قوت اور مادہ کی ماہیت سمجھنے میں قاصر ہیں۔ دوم ذرّوں کے مجموعہ سے عقل واحساس کیونکر پیدا ہوتے ہیں؟ اسکی ماہیت بیان کرنے میں ہم لاچار ہیں۔ ان حدود کے اندر ماہرین سائنس ترکیب وترتیب لگانے پر قادر ہیں، اس کے باہر وہ لاچار ومجبور ہیں“۔

ناظرین! یہ ہماری بڑی غلطی ہے کہ ہم جھٹ سائنس اور فلسفہ کا نام لے لیتے ہیں اور محال عقلی وقانون قدرت وغیرہ الفاظ استعمال کر لیتے ہیں۔ مگر ان کی تفصیل وتعریف سے ناواقف ہوکر جھٹ حکم لگادیتے ہیں کہ یہ عقل کے برخلاف ہے۔ اسلئے ہم الگ الگ ہر ایک

لفظ پر مختصر بحث کرتے ہیں۔

ارسطاطالیس کے نزدیک ”سائنس“ اور ”فلسفہ“ ایک ہی علم کا نام ہے، جس کی بہت شاخیں ہیں۔ یعنی حکمت نظری وعملی۔ حکمت نظری کے باعث علوم ریاضیات، طبعیات ومابعد الطبعیات جن کو فلسفہ اولین قرار دیتا تھا۔ حکمت عملی میں اخلاقی سیاسی علم وضاعی کو شامل کرتا تھا۔ زمانہ حال کے فلاسفروں نے علم ریاضیات، فلکیات، طبعیات، کیمسٹری، علم الحیوانات، علم المعاشرت اور زیادہ کئے۔ غرض تمام علوم کو ایک ہی درخت کی شاخیں تصور کیا گیا ہے یعنی فلسفہ جو کہ سائنس کا مترادف ہے، تمام علوم اس کی شاخیں ہیں۔ باقی رہی عقل انسانی جو کہ ان تمام علوم کو حاصل کرنیوالی ہے اور بعد تحقیق کسی علم کے اسکے مدعی ہونے کا حق رکھتی ہے۔ ایک عالم طبعیات یا فلکیات، ریاضیات وسیاسیات کی عقل انہیں مسائل کو حل کرسکتی ہے، جسکی اس نے تعلیم وتحقیق وتجسس کی ہے۔ ایک عالم طبعیات کی عقل، فلکیات کی عقل کیلئے ناقص ہے اور سیاسیات کے جاننے والے کی عقل طبعیات کے مسائل سمجھنے کے واسطے بالکل سادی ہوتی ہے۔ پس ایک طبیب کے نزدیک ایک بیرسٹر، طب کے مسائل میں نادان ہے۔ اور وکیل کے مقابلہ میں ایک صناع کی عقل قانون کے مسائل میں نامکمل ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں صاف کہتا ہوں کہ ایک لوہار کے مقابلہ میں ایک طبیب، لوہار کے کام میں بے عقل ہے۔ اور طبیب کے مقابلے میں لوہار، طب کے مسائل کے نہ جاننے کے باعث بیوقوف ہے۔ اسی طرح ہر ایک فن کے جاننے والے دوسرے فن سے ناواقف ہوکر اپنے جہل کا اقراری ہے۔ اور ایک علم کا عالم دوسرے علم کے عالم سے عقلی تمیز رکھتا ہے۔ یعنی جیسا کہ مسائل طب کو ایک طبیب سمجھ سکتا ہے، ایک وکیل یا بیرسٹر نہیں سمجھ سکتا۔ اور جیسا کہ ایک بیرسٹر مسائل قانون کو سمجھ سکتا ہے، ایک طبیب نہیں سمجھ سکتا۔ پس ایک طبیب کی عقل

وکیل کے نزدیک نامکمل ہے۔ اور ایک وکیل کی عقل طبیب کے نزدیک ناقص ہے۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ ہر ایک انسان کی عقل اسی علم میں کامل ہوگی جس علم کو اس نے حاصل کیا ہے اور جس علم کو اس نے ہاتھ نہیں لگایا اس میں اس کی عقل بالکل ناقص ہے۔ اور اس کو کوئی حق نہیں کہ جس علم کو اس نے ہاتھ تک نہیں لگایا یا شروع ہی نہیں کیا اس علم کو اس کی عقل اسی طرح دریافت کرے جس طرح اس علم کا ماہر، جس نے تمام عمر اس کے حصول میں صرف کی ہو، دریافت کرسکے۔ مثلاً ایک شخص تمام عمر علم ہیئت کو حاصل کرتا رہا اور نجوم وغیرہ اجرام فلکیات کی تحقیق وتدقیق میں اوقات بسری کرتا رہا، تو وہ شخص علم فقہ وحدیث کے مسائل کس طرح جان سکتا ہے؟ کیا اسکی عقل ہیئت دانی کی عالمِ فقہ کی عقل کے مقابلہ میں تحقیقِ مسائلِ دینیات میں ناقص نہ ہوگی؟ ضرور ناقص ہوگی۔ تو پھر مسائل دینیات اگر عقل ہیئت دانی کے نزدیک محال عقلی ہوں، تو کیا تعجب ہے۔ اسی طرح ایک عالمِ فقہ کی عقل، علم ہیئت دانی وتجسس وتدقیق مسائل نجوم میں ناقص ہے اور اسکی عقل کے نزدیک مسائل نجوم محال عقلی ہوں تو کیا عجب۔ بحث بالا سے معلوم ہوا کہ عقل انسانی صرف حکمت علمی اور تجربہ کی معلومات سے جس صیغہ یا شعبۂ علم کا تجربہ ومشاہدہ کریگی اس میں حکم لگانے کے لائق ہوگی۔ جس سے معلوم ہوا کہ قوت ادراک جو کچھ بذریعہ قوائے دماغی دریافت کرتی ہے اسی کا نام عقل ہے۔ کیونکہ عقل وتعقل کسی چیز کی ماہیت کو دریافت کرنے کا نام ہے خواہ وہ نفس الامر میں صحیح نہ ہو۔ کیونکہ جوں جوں تجربہ ومشاہدہ بڑھتا جائیگا توں توں قوت تعقل بھی ترقی کرتی جائیگی۔ اس واسطے ہم مجبور ہیں کہ اس بات کو مان لیں کہ عقل انسانی اسرار قدرت کے دریافت کرنے میں کامل معیار نہیں ہے جیسا کہ فلسفیوں کو خود اقرار ہے۔

ہم روزمرہ کے تجربات سے مشاہدہ کررہے ہیں کہ فلسفہ کا ایک مسئلہ جو آج صحیح

مانا جاتا ہے، کل وہ غلط ثابت ہوگا جیسا کہ متقدمین حکماء کے خیالات وتجارب آج غلط ثابت ہوئے۔ کیا عظمت اور ہیئت کبریائی اس دل میں اثر کرسکتی ہے جو کہ عجائبات قدرت کو محدود سمجھ کر اپنی عقل اور ادراک کے مقابل انکار کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو اپنی ناچیز عقل کا احاطہ شدہ مانتا ہے۔ اور جس طرح اپنی ذات کو محالات عقلی پر قادر ہونے سے عاجز سمجھتا ہے اسی طرح اُس ذوالجلال قادرِ مطلق خالق سمٰوٰت والارض کو بھی اسباب اور آلات کا محتاج جانتا ہے۔ کیا خشیۃ اللہ کی نعمت ایسے دل میں اثر کرسکتی ہے جو کہ خدائے تعالیٰ کو بھی اپنی طرح ناممکنات پر قادر نہیں مانتا؟ اور کیا عبادت کی لذت اور تذلیل عبودیت کی حلاوت ایسے قلب کو حاصل ہوسکتی ہے جو نور معرفت عجائبات اقتدارات قادر مطلق بیچون وبیچگون سے بے بہرہ ہے؟ وہ یہی سمجھتا ہے کہ جس طرح ایک صانع یعنی لوہار وترکھان بغیر مادے اور ہیولیٰ کے کوئی چیز نہیں بناسکتا اور ظاہری اسباب وآلات کے بغیر کوئی کام اُس سے سرانجام نہیں پاسکتا، اسی طرح وہ قادر وقیوم بھی ہے جو کہ بغیر اسباب کے کچھ نہیں کرسکتا۔ جس طرح ایک عاجز انسان آسمان وہوا اور آگ دیگر کرّوں اور آسمانی اجسام پر کوئی حکومت واختیار نہیں رکھتا، اسی طرح خدائے تعالیٰ کی ذات پاک بھی ان پر اختیار کلی نہیں رکھتی۔ تو غور فرمائیں کہ اُس عاجز خدا کی خاک عزّت وعظمت ایسے دل میں ہوگی۔

عظمت وجلال خدائے تعالیٰ تو انہیں باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ناممکن کو ممکن اور محال عقلی کو امکان عقلی ایک پل کی پل میں ثابت کردے۔ پہاڑوں اور آسمانوں کی خلقت کی طرف غور سے تدبر کرو تو انسان کا مفروضہ قانون قدرت پرپشہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ ذرا بہار، خزاں کا ہی سماں دیکھو کہ باغبان ازل کس طرح سوکھی ہوئی لکڑی کو ہرا بھرا کردیتا ہے اور شاخ وپتے نکلنے کے بعد پھول نکلتے ہیں اور پھل ہوجاتا ہے۔ اور اس کیلئے

ص:۔

بھی حد مقرر کر دی ہے، اس سے زیادہ اگر رکھا جائے تو گندہ ہو جاتا ہے۔ پھر خزاں آجاتی ہے اور سب زیبائش و آرائش پتوں وغیرہ کی بادِ خزاں سے دور ہو جاتی ہے۔ اس میں کوئی حکم کرنیوالا نظر آتا ہے جو ان محکوم چیزوں اور کائنات کو اپنے قبضۂ قدرت میں رکھتا ہے اور اس کا حکم تمام اشیاء میں جاری ہے اور وہ کسی وجود سے ماثور نہیں ہے یعنی خود خدائے تعالیٰ کی صفات حکومت کرنے والی ہیں، نہ محکوم ہیں۔

ناظرین! آپ ذرا ایک پل کے واسطے آنکھیں بند کر کے سوچیں کہ خالق و مخلوق میں کچھ فرق ہے۔ اگر ہے تو کیا ہے؟ بعد غور کے معلوم ہو جائیگا کہ بڑا فرق ہے۔

۱......وہ پیدا کرنے والا اور مخلوق پیدا شدہ۔ مخلوق اپنے خالق کی قدرت پر محیط نہیں ہوسکتی۔

۲......خدا واجب الوجود ہے، جس کی ہستی غیر کی محتاج نہیں۔ انسان ممکن الوجود جس کی ہستی غیر کی محتاج ہے یعنی خود بخود پیدا نہیں ہوا۔

۳......انسان چیزوں کے بنانے میں مادہ اور آلات کا محتاج ہے۔ اور خدائے تعالیٰ ہرگز کسی اسباب اور آلہ کا محتاج نہیں۔ صرف حکم کر دیتا ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے۔

۴......انسان محالات عقلی پر قادر نہیں۔ اور خدا قادر ہے۔

۵......انسان کی فطرت میں عبودیت ہے اور اپنے پیدا کرنے والے کی تلاش ہے مگر خدائے تعالیٰ معبود ہے اور تمام مخلوق اس کی عبادت کرنیوالی ہے۔

پس کمال انسانی اسی میں ہے کہ انسان حسبِ فطرت خود اپنے خالق و مالک کی تلاش اور خوشنودی اور غضب و ناراضگی کی معرفت حاصل کرے اور وہ معرفت تب ہی حاصل ہوسکتی ہے جب وہ قادر مطلق اپنے فیض بے پایاں سے خود ہی رحمت کا دروازہ کھولے اور خود ہی اپنی رضامندی و ناراضگی کے اوامر و نواہی سے مخلوق کو مطلع فرمائے۔ اور

وہ اطلاع بذریعہ پیغمبر و رسول ہی ہوسکتی ہے۔ جب تک خالق و مخلوق کے درمیان دو جہتوں کے رکھنے والی وسطی مخلوق نہ ہو، تب تک خالق و مخلوق میں رابطہ ترسیل اوامر و نواہی قائم نہیں ہوسکتا۔ پس خدائے تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت سے انبیاء کرام علیہم السلام کو اس صفت سے موصوف فرمایا کہ ایک جہت ان کی خدائے تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے اور دوسری جہت مخلوق کی طرف۔ خدا کی جہت سے پیغام باری تعالیٰ حاصل کرتے ہیں اور مخلوق کی جہت سے عوام کو تبلیغ فرماتے ہیں۔ اور یہی سنت اللہ تعالیٰ ابتدائے آفرینش سے جاری ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو نبوت کی نعمت عطا فرمائی اور تمدن کے لوازمات بھی سکھائے۔ مگر چونکہ آدم علیہ السلام کے بالمقابل ابلیس بھی تھا۔ اسلئے بھی عقلی دلائل کا جال پھیلا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو گمراہ کرنا شروع کیا۔ اور جب کبھی کسی پیغمبر و نبی نے عذاب آخرت سے ڈرایا تو ابلیس نے اس کے مقابلہ محالات عقلی کی دلیل سکھائی کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ آدمی مر جائے اور اس کا پوست گل سڑ جائے، کھوکھلی ہڈیاں خاک ہو جائیں تو پھر اسکو عذاب کس طرح دیا جاسکتا ہے؟ اور مردہ کیونکر پھر زندہ ہوسکتا ہے۔ پس جو لوگ ابلیس کے محالات عقلی کے پھندے میں جا پھنسے وہ منکر چلے آتے ہیں اور جو لوگ پیغمبروں پر ایمان لائے اور ان کی ہر ایک بات کو منجانب اللہ یقین کیا وہ راہ راست پر چلے آئے۔

پیغمبر و نبی کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک شخص بلند دیوار پر کھڑا ہے جو دیوار کی دونوں اطراف کے حالات سے واقف ہے اور عام مخلوق کی حالت ایسی ہے جیسا کہ دیوار کی آڑ میں صرف ایک ہی طرف کے حالات ملاحظہ کرتی ہے۔ اس کو دیوار کی دوسری طرف کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔ لہٰذا پیغمبر و نبی کو دوسری مخلوق پر شرف ہے کہ وہ اپنی روحانی طاقت سے دونوں طرف کا حال جانتا ہے اور دوسرے لوگ صرف ایک ہی طرف کا حال جانتے ہیں،

یعنی دنیا کا۔ پیغمبر و نبی جب تک اشرف و افضل اور معصوم از خطا نہ ہو، تب تک اس کی بات کا
اعتبار عوام کو محال ہے۔ اسلئے قدرت الٰہی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو شرف
وفضیلت ہو۔ اور اس کا نشان یہ ہے کہ جو جو عجائبات پیغمبر و نبی سے ظہور میں آئیں، دوسرے
لوگ اُس سے عاجز ہوں اور اُسی کا نام ''معجزہ'' ہے۔ جب تک یہ خصوصیت پیغمبر و نبی میں نہ
ہو، تب تک اس کو کوئی پیغمبر نہیں مانتا اور مخالفین پر حجت نہیں ہوتی۔ اسی واسطے حضرت شیخ
اکبر محی الدین ابن عربی نے ''فصوص الحکم'' میں لکھا کہ نبی اور متنبّی میں فرق کرنیوالا معجزہ
ہے۔ تا کہ ہر ایک شخص مدعی نبوت نہ ہو سکے۔ اور متنبّی نبوت کے دعویدار کو کہتے ہیں۔ اور عقلاً
بھی یہ جائز نہیں کہ نبی و پیغمبر عام لوگوں کی مانند ہو۔ اور اگر عوام کی مانند ہے تو پھر لوگوں کے
دلوں میں اُس کی کیا بزرگی اور عظمت ہو سکتی ہے کہ اس کی پیروی کریں؟ کیونکہ پیروی کے
واسطے ضروری ہے کہ پیروی کنندہ جس کی پیروی کرتا ہے اس کو اپنے سے افضل و اشرف
یقین کرے اور یقین تب ہی کر سکتا ہے جب اپنے آپ کو ان کمالات سے خالی جانے، ورنہ
پیروی ہرگز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جب جانتا ہے کہ پیغمبر و نبی کو خبر بذریعہ وحی ملتی ہے اور وہ خدا
سے خبر پا کر عوام کو پہنچاتا ہے، جب اس صفت سے اپنے آپکو عاری سمجھے گا تو تب اُس کی
پیروی کرے گا۔ اور جب خود ہی صاحب وحی ہونیکا اس کو زعم ہو جائے، اور اپنی رسائی خدا
تک بلا واسطہ سمجھے تو پھر نبی میں اور اس میں کچھ فرق نہ رہا۔ جب کچھ فرق نہ رہا تو پیروی کا
دعویٰ باطل ہوا۔ جب ایک امتی اپنے آپ میں وہ کمالات زعم کرے جو کہ پیغمبر و نبی میں
تھے۔ بلکہ بعض دفعہ اُس سے بھی کئی درجہ آگے چلا جاوے۔ حتیٰ کہ خدا کے ساتھ خدا ہونیکا
مدعی ہو اور کہے کہ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ، تو پھر وہ رسول کی قدر کیا جانے، وہ خود ہی اپنے
حجاب میں ہے۔ رسول کی قدر وہی جانتا ہے جو اپنے آپ کو رسول کی صفات وکمالات سے کم

جانے، اور اُس کی شان اپنے سے بلند یقین کرے۔ پس راہ ہدایت کے پانے کے واسطے
اپنی ذلت و عاجزی اور رسول کی عظمت و فضیلت لازمی ہے جب تک مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ
انسان اپنی عقل و ہوش و عزم و خواہشات نفسانی کو رسول کے فرمودہ احکام کے زیر سایہ نہ
رکھے، اسکو فیض روحانی ہونا محال ہے اور راہِ نجات بغیر پیروی تامہ رسول کے ملنا ناممکن
امر ہے۔

یہ ''اہل مذہب'' کی بڑی غلطی ہے کہ بحث تو کرتے ہیں امورِ دین میں اور بیچ
میں دلائل فلسفی لے بیٹھتے ہیں۔ اور پھر سائنس و فلسفہ کے مقابلہ پر دینی مسائل کو توڑ مروڑ
کر کے فلسفہ و سائنس کے مطابق کرنا چاہتے ہیں۔ اور آخر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بالکل بے دین
ہو جاتے ہیں اور تمام ''دہریہ'' بن جاتے ہیں۔ اور افسوس صد افسوس! وہ امر جو تقریباً ایک
لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر نورِ نبوت سے دریافت کر کے فرماتے چلے آئے وہ ان فلسفیوں کے، جو
کسی دین کے پابند نہیں، ناممکن و ناقابل اعتبار دلائل کو پایۂ اعتبار دے کر ترک کر رہے ہیں
یا اُن کی تاویلات کرتے ہیں۔ حالانکہ فلسفی و سائنس دان خود اقراری ہیں کہ ہمارا فلسفہ
وسائنس کامل نہیں اور اس قابل نہیں ہے کہ ہم اس کے صحیح نتیجہ کے ذمہ دار ہو سکی، اسلئے الہام
کی پیروی کرنی چاہئے۔ مگر اب ایسے مسلمان پیدا ہو گئے ہیں کہ کہتے ہیں کہ فلسفہ اور سائنس
کے مطابق جو ہو اُس کو مانو۔ اور دوسرے ایمان بالغیب کے مسائل کی تاویلات مطابق علوم
جدیدہ کر کے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی نعمت سے محروم ہو جاؤ۔

پس دیندار اور مسلمان وہی شخص ہے جو انبیاء علیہم السلام کی تعلیم پر چلے اور جو جو
انہوں نے احکام اللہ تعالیٰ سے حاصل کر کے ہم کو پہنچائے ہیں اُن کی پیروی کرے۔ کیونکہ
فلسفیوں کے عقلی دلائل سے خدائے تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کی تحقیق

وتدقیق صرف عجائبات کائنات کی حقیقت واصلیت کے دریافت کرنے میں صرف ہوتی ہے اورعرفان ذات باری تعالیٰ تک نہیں پہنچتی، لہٰذا خدا اور خدا کے رسول کی پیروی ذریعہ نجات ہے۔

جب خدا اور اُس کے رسول ﷺ کی پیروی لازمی ہوئی تو خدا کے کلام کا سمجھنا ضروری ہے اور چونکہ ہرایک شخص خدا کے کلام کو ایسا نہیں سمجھتا جیسا کہ رسول پاک ، جس پر کلام نازل ہوا ہے، سمجھے۔ پس خدا کے کلام کا مفسر رسول ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور مفسرین میں سے بھی وہی مفسر قابل اعتبار و پیروی ہے، جس کی تفسیر حدیثوں سے ہو اور تفسیر بالرائے سے مجتنب ہو اور اپنے عقلی ڈھکوسلے لگا کر بے سند شرعی باتوں سے لوگوں کو گمراہ کرنیوالا نہ ہو۔ کیونکہ اگر ایک شخص کو اپنی عقل ورائے سے تفسیر کرنے کا حق ہو اور کوئی سند شرعی کی شرط نہ ہو تو پھر ہرایک مفسر بن جائے گا۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ ہرایک اپنی اپنی رائے کے مطابق تفسیر کرکے اپنے آپ کو حق پر سمجھے گا اور اس خود رائی سے تمام شیرازۂ جمعیت اسلام بکھر جائیگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم عوام کو مغالطہ سے بچانے کیلئے صفات مفسرین جو علماء ومجددین ومجتہدین اسلاف نے مقرر کی ہیں اوران پر علماء ہر زماں کا اتفاق چلا آیا ہے، بیان کریں۔

تفسیر قرآن کے لوازمات

قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا اور محمد رسول اللہ ﷺ پر پہلے اُس کے معانی اور حقائق کی جیسی تفسیر واضح اور مکشوف ہوئی، کسی دوسرے پر نہیں ہوسکتی۔ اور پھر جیسی سمجھ اور فراست وحسن تعقل آنحضرت ﷺ کو دی گئی کسی دوسرے کو نہیں دی گئی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کسی انسان کے شاگرد نہیں تھے اور نہ انہوں نے کسی ظاہری استاد سے علم پڑھا اور جس

کی شان جوامع الکلم ہے۔ اور مرزا صاحب خود اپنے رسالہ "ازالہ اوہام" کے صفحہ ۴۰۰ سطر ۵ پر تحریر کرتے ہیں کہ "ہمارے رسول ﷺ کی فراست اور فہم تمام امت کی مجموعی فراست اور فہم سے زیادہ ہے"۔ پس موافق اور مخالف کا اس پر اتفاق ہے کہ جیسا قرآن مجید رسول اللہ ﷺ سمجھتے تھے، دوسرا کوئی ہرگز ہرگز ایسا نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ یہ مرزا صاحب بھی مان چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی فراست اور فہم تمام امت کی مجموعی فراست وفہم سے زیادہ ہے۔ یعنی اگر تمام امت محمدی کی فہم وفراست ایک طرف ہو اور صرف رسول اللہ ﷺ کی فہم وفراست ایک طرف ہو تو بحیثیت مجموعی تمام امت کی فراست رسول اللہ ﷺ کی فراست سے کم ہے۔ جب یہ صورت ہے تو پھر مرزا صاحب کا یہ دعویٰ غلط ہوا کہ وہ قرآن مجید کو رسول اللہ ﷺ سے بہتر سمجھتے ہیں کیونکہ مرزا صاحب ایک امتی ہیں۔ جب تمام امت کی فراست مجموعی حالت میں بھی رسول اللہ ﷺ کی فراست کے برابر نہیں تو ایک فرد امت کی فراست تو رسول اللہ ﷺ کی فراست وفہم کے ساتھ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اور علاوہ برآں مرزا صاحب اہل زبان بھی نہیں اور نہ انہوں نے شرف صحبت رسول اللہ ﷺ مانند صحابہ کرام حاصل کیا ہے۔ تو ضرور ہے کہ سب سے اعلیٰ درجہ کی تفسیر وہی ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ نے کی ہے اور اسکے بعد وہ تفسیر معتبر وقابلِ اتباع ہے جو صحابہ کرام نے کی ہے اور اسکے بعد تابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین نے کی ہے۔ کیونکہ اہلِ زبان اور فاضل بے بدل عربی کے گذرے ہیں۔ اُنکے بعد علیٰ قدر مراتب، کسی ہندوستانی وپنجابی کی مان سکتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے کہ مرزا صاحب کو جو حقائق ودقائق قرآن مکشوف ہوئے وہ کسی کو نہیں ہوئے۔ سبب یہ ہے کہ وہ لوگ یعنی متقدمین حدیث رسول اللہ ﷺ سے تفسیر کرتے تھے اور اپنی رائے سے تفسیر کرنا گناہ عظیم سمجھتے تھے، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ من قال فی القرآن برأیه

فلیتبوا مقعده من النار. ترجمہ:''جوکوئی قرآن میں اپنے رائے سے کلام کرے وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنائے''۔

متقدمین کا اتقاء ان کو اجازت نہیں دیتا تھا کہ اپنی اپنی رائے سے تفسیر قرآن کریں، احادیث کی پابندی تھی۔ اور مرزا صاحب کو علم حدیث نہ تھا، چنانچہ خود اقرار کرتے ہیں کہ ''میں نے علم حدیث کہیں نہیں پڑھا، صرف لدنی طور پر خدا نے مجھ کو سب کچھ سکھا دیا''۔ یہ لدنی علم تو سلف سٹڈی یعنی اپنے مطالعہ سے ہر ایک شخص حاصل کرتا ہے۔ اگر ابتدائی تعلیم عربی وفارسی اپنے اُستاد سے نہ پائی ہوتی تو علم لدنی مانا جاتا۔ جب مولوی گل شاہ سے آپ نے تعلیم پائی۔ تحصیل عربی وفارسی سے فارغ ہوکر نوکری کی تو اب علم لدنی کا دعویٰ جھوٹا ہے یا سچا؟ صاحب علم لدنی کو تو کسی کی شاگردی نہیں کرائی جاتی۔ خدائے تعالیٰ کسی شخص کو اُس پر شرف اُستادی نہیں دیتا۔ مرزا صاحب نے اپنے مسیح موعود بننے کی خاطر قرآن وحدیث کے معانی اپنی رائے کے مطابق مفید مطلب خود کئے اور سیاق وسباق عبارت کا کچھ لحاظ نہ رکھا۔ اس طرح مطلق العنان ہوکر تو ہر ایک شخص دفتروں کے دفتر لکھ سکتا ہے۔ خوبی تحریر تو یہ ہے کہ احاطہ مذہب سے باہر نہ ہو۔ مگر یہاں تو مرزا صاحب کو اپنی غرض ہے اور خود اپنی تعریف کر کے اپنے دعوے کے ثبوت میں قرآن واحادیث میں تصرف کر کے غلط معنی خلاف لغت عرب وتفاسیر اہلِ زبان اپنا مطلب جس طرح بھی نکل سکتا ہو، اسی طرح تحریف قرآن وحدیث کر کے اُنکا نام حقائق ومعارف رکھا۔ جب مسلمان قرآن اور حدیث کے مقابلہ میں کسی مجتہد کے قول کو ترک کرنے کے واسطے مامور ہیں تو پھر کسی شخص کے خود غرضانہ معانی اور تفسیر کو کیونکر مان سکتے ہیں، حالانکہ وہ علوم مستلزمہ تفسیر سے بھی عاری ہو۔

حضرت امام فخرالدین رازی علیہ السلام اپنی ''اسرار التنزیل'' میں فرماتے ہیں کہ ''تفسیر کا علم نہایت درجہ کا بزرگ شریف اور قابل تعریف ہے۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کا علم ایک ہی قسم کا نہیں، اس کی بے شمار قسمیں ہیں جن کا جاننا ضروری ہے''۔

۱.....قراءتوں کا علم ہے۔ کیونکہ قراءت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو ساتوں قسم کے قاریوں کی قراءتیں ہیں اور دوسرے قسم کی قراءتیں شاذ ونادر ہیں۔

۲.....وقوف قرآن ہے یعنی اس بات کا علم کہ ایک آیت کس جگہ ختم ہوتی ہے۔ کیونکہ وقوف کے سبب سے ٹھہر جانے کے باعث معنی بہت مختلف ہوجاتے ہیں۔

۳.....آیات قرآنی کے متشابہات اور محکمات کا علم ضروری ہے۔

۴.....لغاتِ قرآن کا علم ہے۔ کیونکہ اکثر ایسی قراءتیں ہیں کہ ان کے معنی تواتر سے معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر لغتیں غریب ہوتی ہیں' اور انکے معنی احاد روایتوں سے معلوم ہوتے ہیں اس لئے ان لغتوں کی معرفت 'احاد' کے باب سے ہے۔

۵.....قرآن کے اعراب کا علم ہے۔ جب تک کوئی آدمی اس علم کا ماہر نہ ہوا سے قرآن کے باب میں گفتگو کرنی حرام ہے۔

اللہ اکبر **ناظرین**! یہاں ہر ایک آدمی مولوی مرزائی مفسر بنا ہوا ہے۔ کوئی تمام عمر طبابت کرتا رہا آخر لغت عرب سے غیر معروف معانی تلاش کر کے اپنے مطالب کی تفسیر کر لیتا ہے۔ اور کوئی ڈاکٹری پڑھتا رہا اور تمام وقت علاج معالجہ میں گذرا مگر تفسیر قرآن میں وہ بھی اپنی رائے ظاہر کر رہا ہے۔ کوئی وکالت کی تعلیم پاتا رہا اور قانون یاد کرتا رہا مگر وہ بھی مفسر ہے۔ اور اگر کوئی اور صاحب مختلف حرفت وصنعت میں اوقات بسر کرتا رہا اور کر رہا ہے مگر جس دن مرزائی ہوا، اسی دن سے وہ بھی مفسر بن گیا۔ اور لطف یہ ہے کہ تمام مفسرین

صحابہ کرام واہل زبان کو ایسے ایسے بُرے الفاظ اور القاب سے یاد کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ! اللہ انہیں ہدایت دے۔

۶......نزول قرآن کے اسبابوں کا علم ہے۔ کیونکہ تیئس (۲۳) سال کے عرصہ میں محمد ﷺ پر تمام قرآن کو اُتارا ہے اور ہر ایک ہدایت کسی نہ کسی واقعہ اور حادثہ کے ظہور کے موقعہ پر نازل ہوئی ہے۔

ناظرین! یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو جو آیات قیامت کے بارے میں نازل ہوئی تھیں وہ اپنے زمانہ کے مطابق کرلیں اور احادیث وتفاسیر کو بالائے طاق رکھ دیا۔ دیکھو تفسیر مرزا صاحب سورہ ﴿اِذَازُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا﴾ (الخ)، ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ﴾ جس میں مرزا صاحب نے تاویلات باطلہ خلاف تمام اسلام صرف اپنے مطلب کیواسطے نہایت بیبا کی سے تفسیر کی ہے اور لطف یہ ہے کہ اُس کا نام پھر حقائق ومعارف رکھا۔ مصرعہ

ع بر عکس نہند نام زنگی کافور

حالانکہ مرزا صاحب کی تفسیر علاوہ خلاف مفسرین اسلاف کے بے ربط بھی ہے کیونکہ انکدار نجوم وانتشار کواکب بالکل غیر موزون وبے ربط ہے۔

۷......آیات ناسخ ومنسوخ کا علم تا کہ عامل کا عمل ناسخ کے مطابق ہو، نہ کہ منسوخ کے۔

۸......علم تاویلات کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ (چونکہ اختصار منظور ہے۔ اس لئے قلم انداز کرتا ہوں جس کو دیکھنا ہو خود کتاب سے دیکھ لے)۔

ناظرین! تاویلات کے واسطے بھی قاعدے مقرر ہیں۔ یہ نہیں کہ مرزا صاحب کے جو دل میں آیا ویسی تاویلات کردی کہ دمشق سے مراد قادیان، ملک پنجاب اور غلام احمد سے عیسیٰ

ابن مریم، نبی اللہ ہے۔

۹......قصے اور تاریخ کا علم ہے۔

ناظرین! یہ نہیں کہ اناجیل تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو کچھ بیان کریں، مؤرخین کچھ لکھیں، مگر مرزا صاحب انیس سو (۱۹۰۰) برس کے بعد وفات عیسیٰ کا قصہ خود تصنیف کر کے اس کو کشمیر میں دفن کریں۔ اور لطف یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین اور والدہ مکرمہ جو تا مرگ ان کے ہمراہ رہے اُنکی قبروں کا پتہ مرزا صاحب کو نہ ملا۔ کاش حکیم نوردین صاحب ان کا بھی کوئی پتہ مرزا صاحب کو بتا دیتے جیسا کہ یوز آصف کی قبر کا بتایا تھا۔ ورنہ مرزا صاحب تو عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے وطن 'گلیل' میں دفن کر چکے تھے۔

قصہ سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور قرآن کا بھی مطلب یہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ فِىْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ﴾ یعنی قصے صاحبان دانش کے واسطے عبرت ہیں۔ جب قصہ ہی صحیح نہ ہوا اور انیس سو (۱۹۰۰) برس کے بعد خود گھڑ لیا ہو، تو اس سے کیا عبرت ہو سکتی ہے۔

قصوں سے محمد رسول اللہ ﷺ کی وحی خدا کی طرف سے ثابت ہوتی ہے، کیونکہ آپ اُمّی تھے، پڑھے ہوئے نہ تھے اور نہ کسی تاریخی یا الہامی کتاب کے حافظ تھے۔ صرف اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ان کو ان قصوں کی خبر دی تھی اور یہ اُنکی صداقت کا نشان تھا۔

۱۰......اصولی اور فروعی مسائل کا بھی علم ہے۔ کیونکہ علماء نے تمام اسرار قرآن ہی سے نکالے ہیں۔

۱۱......اشارات ومواعظ قرآن کا علم ہے۔ کیونکہ یہ ایک بڑا سمندر ہے۔

ناظرین! متقدمین کے مقابلہ میں کیا کسی نے قرآن کے حقائق ومعارف نکالے ہیں۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فتوحات اور فصوص الحکم میں کچھ کم معارف بیان کئے ہیں اور اُنکا کشف بھی مرزا صاحب سے اعلیٰ درجہ کا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے تصحیح حدیث کرلیا کرتے تھے۔ جس کو مرزا صاحب نے خود بھی ’ازالۂ اوہام‘ صفحہ ۱۵۲ میں لکھا ہے کہ ’’شیخ ابن عربی نے فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت ﷺ سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہیں‘‘...... (الخ)

حضرت ابن عربی اس درجہ کے فاضل اور اہل کشف تھے کہ انہوں نے ایک تفسیر قرآن لکھی جو کہ پوری نہ ہو سکی، صرف ’’سورۂ بنی اسرائیل‘‘ تک ہے۔ مگر شیخ اکبر کے اس قدر معارف واسرار بے پایاں تھے‘ کہ پچانوے (۹۵) جلد صرف اتنے حصہ قرآن کی تفسیر میں تصنیف فرمائی ہے۔ اب صرف سوال یہ ہے کہ اس درجہ اور پایہ کے شخص نے بھی اپنے لئے نبوت کا منصب لیا؟ یا جائز رکھا؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ خدا نے اس کو کذابوں کی فہرست میں نہ لانا چاہا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب ’’حجۃ اللہ البالغہ‘‘ میں فرماتے ہیں: ’’حدیث شریف میں آیا ہے: جو شخص اپنی عقل سے قرآن میں کوئی بات کہے، اس کو اپنی جگہ جہنم میں بنانی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں جو شخص اس زبان سے جس میں قرآن نازل ہوا ہے، واقف نہ ہو اور نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ اور تابعین کے ذریعہ سے اس کو الفاظ عربیہ کی تشریح اور اسباب نزول اور ناسخ و منسوخ کا پتہ نہ ہو‘ اس شخص کو تفسیر کا لکھنا حرام ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: قرآن کے اندر جھگڑا کرنا کفر ہے۔ **المراء فی القراٰن کفر**۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن کے اندر مجادلہ حرام ہے اور اس کی یہ صورت ہے کہ کوئی شخص ایک حکم کو جو قرآن کے اندر منصوص ہے‘ کسی شبہ سے جو اُس کے دل میں واقعہ

ہوا ہے‘ ردّ کرے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: تم سے پہلے لوگ اس واسطے تباہ ہو گئے کہ انہوں نے خدا کی کتاب کو بعض کو بعض سے لڑایا۔ **انما ھلک من کان قبلکم بھذا ضربوا کتاب اللہ بعضہ ببعض**. میں کہتا ہوں قرآن کیساتھ تدافع کرنا حرام ہے اور اسکی شکل یہ ہے کہ ایک شخص اپنے اثبات مذہب کی غرض سے استدلال کرے اور دوسرا شخص اپنے مذہب کے ثابت کرنے کیلئے اور دوسرے مذہب کے ابطال یا بعض ائمہ کے بعض پر تائید کرنے کی غرض سے دوسری آیت پیش کرے۔ اور اس کا پورا پورا قصد اس بات کا نہ ہو کہ حق ظاہر ہو جائے اور حدیث میں تدافع کرنیکا بھی یہی حال ہے‘‘...... (الخ)

ناظرین! شاہ ولی اللہ صاحب کا فیصلہ کیا معقول و مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کے حسب حال ہے۔ آپ تمام ’’کتاب النبوۃ فی خیر الامت‘‘ میں جس کا جواب یہ کتاب ہے‘ دیکھیں گے کہ کس دلیری اور دریدہ دھنی سے قرآن واحادیث کا تدافع کیا ہے۔ اور مرزا صاحب کے مذہب کو ترجیح دینے کی خاطر کس قدر قرآن میں تحریف کی ہے۔ اور کس شقاوت سے نصوص قرآنی کے مقابلہ میں اپنے عقلی ڈھکوسلے جڑے ہیں‘ اور خشیۃ اللہ اور اتقاء اور نئی روحانیت کے مدعی ہیں‘ اور دل سے خوب جانتے ہیں کہ مصرعہ

ع این راہ کہ تو میروی بترکستان است

مگر قرآن کے مقابلہ میں اور قرآن کی تفسیر جو محمد رسول اللہ ﷺ نے خود کر دی ہے اُسکے مقابلہ میں مرزا صاحب کیا اور مرزائی کیا! اگر کوئی کیسا ہی مدعی پیدا ہو، اور چاہے رسی کے سانپ بنا کر دکھا دے اور پانی پر خشک پاؤں چلا جائے اُسکی کچھ وقعت سچے مسلمان اور پکے دیندار کے دل پر اثر نہ کریگی۔ ہاں جس پہلو میں کمزور دل اور جن کی قوت ایمانی نہایت کمزور اور ان لوگوں جیسی ہے جو کہ ’مسیلمہ کذاب، اسود عنسی‘ وغیرہ کذابوں کے پیچھے سچے

دین کو چھوڑ کر باطل پرست ہو گئے تھے، ایسے لوگ ہمیشہ زمانہ میں چلے آتے ہیں، وہ جان جائیں تو کوئی سند نہیں۔ سچے نبی وہادی کی سچی تعلیم و دین کو چھوڑ کر کاذب کے پیچھے ہونا دین داروں کا کام نہیں۔ حکیم نورالدین صاحب بھی اپنی کتاب نورالدین کے دیباچہ کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ ''تفسیر میں لغت عرب ومحاوارت ثابتہ عن العرب کے خلاف معنی نہ کئے جائیں اور تعامل سے جس کا نام سنت ہے معانی کئے جائیں اور اس سے باہر نہ نکلے۔ اور احادیث صحیحہ ثابتہ کے خلاف نہ ہو''۔ اب ناظرین دیکھ لیں گے کہ میر صاحب نے کس قدر بے پرواہی کی اور سب کے برخلاف ڈھکوسلے لگائے۔

خاتم النّبیین اور اس کی تفسیر معانی جو رسول اللہ ﷺ نے خود کی ہے

﴿مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ○ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ○﴾ ترجمہ: محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں، لیکن اللہ کا رسول اور ختم کرنیوالا نبیوں کا ہے اور ہے اللہ سب چیز کا جاننے والا۔

پہلی حدیث: سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی (الخ) (ترمذی، ابوداؤد وغیرہ) ترجمہ: میری امت میں تیس (۳۰) جھوٹے نبی ہونیوالے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ میں نبی اللہ ہوں، حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

دوسری حدیث: کانت بنو اسرآئیل تسوسھم الانبیآءُ کلّما ھلک نبیٌّ خلفہ نبیٌّ وانّہ لا نبیَّ بعدی وسیکون خُلفآءُ۔ (صحیح بخاری، ص ۴۹۱)

تیسری حدیث: عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی۔ (متفق علیہ)

جب حضرت علی کرم اللہ وجھہ جیسے صحابی اور رشتہ دار محمد رسول اللہ ﷺ، جن کا فنافی الرسول ہونا اظہر من الشمس ہے جب وہ نبی نہ ہوئے تو دوسرا شخص امت میں کس طرح نبی ہوسکتا ہے، جسکو نہ صحبت رسول اللہ حاصل، نہ محبت میں جان فدا کرنے والا ثابت ہوا۔

شعر

دعویٰ سے نہیں ہوتی ہے تصدیق نبوت پہلے بھی بہت گذرے ہیں نقال محمد ﷺ

بلا دلیل کہہ دینا کہ فنافی الرسول ہو کر نبی ہو گیا ہوں، قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کی تو متابعت تامہ بھی ثابت نہیں۔ جہاد نہیں کیا، حج نہیں کیا، ہجرت نہیں کی۔

چوتھی حدیث: عن عقبۃ بن عامر قال قال النّبی ﷺ لو کان بعدی نبیٌّ لکان عمر بن الخطاب۔ (رواہ الترمذی) یعنی فرمایا آنحضرت ﷺ نے گر ہونا ہوتا بالفرض میرے پیچھے کوئی نبی تو البتہ ہوتا عمر رضی اللہ عنہ بیٹا خطاب کا۔ (دیکھو مظاہر حق، جلد ۴، ص ۶۷۳) اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ متابعت تامہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

پانچویں حدیث: عن ابی ھریرۃ انّ رسول اللّٰہ ﷺ قال فضلت علی الانبیآء بست اعطیت الجوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنآئم وجعلت لی الارض مسجداً وطھورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون (مظاہر الحق، جلد ۴، صفحہ ۵۰۷)

ترجمہ: ''روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ فضیلت دیا گیا میں نبیوں پر ساتھ چھ خصلتوں کے: دیا گیا میں کلمے جامع اور فتح دیا گیا میں دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈالنے کیساتھ اور حلال کی گئیں میرے لئے غنیمتیں اور کی گئی میرے لئے زمین مسجد اور پاک کرنیوالی اور بھیجا گیا میں ساری خلقت کی طرف اور ختم کئے گئے میرے

ساتھ نبی''۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کی ذات پاک میں یہ خصوصیت تھی جو کسی نبی میں نہ تھی۔ آپ ﷺ نبیوں کے ختم کرنیوالے ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی جواب ہے جو کہتے ہیں کہ رفع اور نزول و درازیٔ عمر میں عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ پر فضیلت ہے۔ انتہیٰ

چھٹی حدیث: قال رسول اللّٰہ ﷺ فانی اٰخر الانبیآء وان مسجدی اٰخر المساجد۔ (صحیح مسلم، ص ۴۴۶) ترجمہ: یعنی ''میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے''۔ اس حدیث نے فیصلہ کر دیا ہے کہ خاتم کے معنی نبیوں کے ختم کرنے کے ہیں اور آخر آنے کے ہیں کیونکہ تمام دنیا میں مسجد نبوی ایک ہی ہے۔ جس طرح مسجد نبوی بعد آنحضرت ﷺ نہیں اسی طرح جدید نبی بھی تیرہ سو برس کے عرصہ میں نہیں مانا گیا۔ مسجدی کی (ی) متکلم کی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ محمد ﷺ کی مسجد دنیا میں سوائے مدینہ منورہ کے کسی جگہ نہیں جس کو ''مسجد نبوی'' کہا جائے۔

ساتویں حدیث: انا خاتم الانبیآء ومسجدی خاتم مساجد الانبیآء (کنز العمال، جلد ۶، ص ۶۵۶) یعنی ''میں انبیاء کے آخر میں ہوں اور میری مسجد تمام انبیاء کی مساجد کے آخر میں ہے''۔ پس نہ بعد میرے کوئی مسجد انبیاء کی ہوگی اور نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا۔ اس سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی مسجد نبوی۔ انتہیٰ

آٹھویں حدیث: انه لا نبی بعدی ولا امة بعدکم فاعبدوا ربکم (کنز العمال، جلد۳)۔ ترجمہ: یعنی ''اے حاضرین میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ تمہارے بعد کوئی امت

تردید نبوت قادیانی

ہے''۔

اب تیرہ سو برس کے بعد کس دلیل سے جدید نبی کا آنا مانا جاسکتا ہے۔ جب کہ علمائے اسلام کا فتویٰ ہے کہ دعوة النبوة بعد نبینا محمد کفر بالاجماع یعنی دعویٰ نبوت بعد ہمارے نبی محمد ﷺ کے کفر ہے اور اجماع امت اس پر ہے۔

نویں حدیث: عن جبیربن مطعم قال سمعت نبی اللّٰہ ان لی اسمآء انا محمد انا احمد وانا الماحی یمحو اللّٰہ الکفر بی وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی۔ (مظاہر الحق، ص۵۱۴، جلد۴) یعنی ''جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں: محمد، احمد، ماحی، حاشر، عاقب۔ عاقب کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی نبی بعد اس کے۔

(انتہیٰ بلفظہ)

دسویں حدیث: قال رسول اللّٰہ ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولانبی۔ ترجمہ: یعنی ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت ونبوت قطع ہوگئی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی''۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اور نبی کا آنا محال ہے۔

گیارھویں حدیث: عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰہ ﷺ مثلی ومثل الانبیآء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الاموضع تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی البنیان وختم فی الرسل وفی روایة فانا اللبنة وانا خاتم النّبیین. (مشکوٰۃ، باب فضائل النبی)۔ ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا

رسول خدا ﷺ نے میری مثال اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال ایک ایسے محل کی طرح ہے کہ جس کی عمارت خوبصورت اور حسن خوبی سے تیار کی گئی ہے لیکن اس سے ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ اس محل کا نظارہ کرنیوالے اس عمارت کو بوجہ اُسکی خوبی کے تعجب سے دیکھتے ہیں، سوا اس اینٹ کی جگہ جو چھوڑ دی گئی ہے، اُس کو میں نے بھر دیا۔ وہ عمارت میرے ساتھ ختم کر دی گئی اور ایسا ہی رسولوں کو میرے ساتھ ختم کر دیا۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ وہ اینٹ میں ہوں اور میں نبیوں کا ''خاتم'' ہوں۔

بارھویں حدیث: عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال كانت بنو اسرآئيل تسوسهم الانبيآء كلما هلك نبیٌّ خلفه نبیٌّ وانّه لا نبی بعدی وسيكون خُلفآءُ فيكثرون. قالوا فما تأمُرُنا قال فُوْا بِبَيْعَةِ الاوّل فَالأوّل أعطوهم حقّهم، فانّ الله سآئلُهُم عمّا استرعاهُم (متفق عليه). ترجمہ: ''اور روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نقل کی پیغمبر خدا ﷺ سے کہ کہا: تھے بنی اسرائیل کہ ادب سکھاتے تھے ان کو انبیاء جب کہ وصال کرتے ایک نبی، جائے نشین ہوتے ان کے اور نبی اور تحقیق حال یہ ہے کہ نہیں آنے والا کوئی نبی بعد میرے اور ہوں گے بعد میرے امیر، اور بہت ہونگے۔ عرض کیا صحابہ نے! پس کیا حکم فرماتے ہو ہم کو یعنی جب کہ بہت ہونگے امیر بعد آپ کے اور واقع ہوگا ان میں تنازعہ آپس میں۔ پس کیا فرماتے ہو ہم کو کرنے کو اس وقت؟ فرمایا پوری کرو بیعت پہلے کی۔ پھر پہلے کی اتباع پہلے خلیفہ کا کیجئے اگر مدعی ہو دوسرا اتباع نہ کیجئے اور دو ان کو حق ان کا۔ پس تحقیق اللہ تعالیٰ پوچھے گا ان سے اس چیز سے کہ طلب چرانے کی کی ہے ان سے۔ (نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے)۔ (مظاہر الحق، جلد سوم صفحہ ۳۱۳)

تیرھویں حدیث: وعن عقبة بن عامر قال قال النبی ﷺ لوكان بعدی

نبی لكان عمر بن الخطاب (رواه الترمذی وقال هذا حديث غريب) ترجمہ: اور روایت ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا: فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ اگر ہوتا بالفرض والتقدیر پیچھے میرے کوئی پیغمبر تو البتہ ہوتا عمر بن الخطاب۔

ف: اس عبارت کو محال میں بھی استعمال کرتے ہیں مبالغہ اور گویا یہ اس سبب سے ہے کہ عمر کو الہام ہوتا ہے اور القا کرتا ہے فرشتہ ان کے دل میں حق اُن کو ایک طرح کی مناسبت ہے عالم وحی سے۔

چودھویں حدیث: وعن عرباض ابن سارية عن رسول الله ﷺ أنه قال: انّی عند الله مكتوب خاتم النّبيين، وانّ اٰدم لَمُنْجَدِلٌ فی طينته وسأخبركم بأوّل أمری: دعوةُ ابْراهيمَ وبشارةُ عيسٰی و رؤيا أمّی الّتی رأت حين وضَعَتْنِی وقد خرج لها نورٌ أضاءَ تْ لها منه قصورُ الشَّام.

(رواه البغوی فی شرح السنة رواه باسناد التی رواه أحمد عن أبی أمامة من قوله ساخبركم الٰی آخره)

ترجمہ: روایت ہے عرباض بن ساریہ سے انہوں نے نقل کی رسول خدا ﷺ سے یہ کہ فرمایا کہ تحقیق میں لکھا ہوا ہوں اللہ کے نزدیک ختم کرنے والا انبیوں کا' کہ بعد میرے کوئی نبی نہ ہو اس حال میں کہ تحقیق البتہ آدم علیہ السلام سوئے تھے زمین پر اپنی مٹی گوندھی ہوئی میں اور اب خبر دوں میں تم کو ساتھ اول امر اپنے کے کہ وہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے اور نیز بدستور اول امر میرا خوشخبری دینے عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ یعنی جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ﴾ اور نیز بدستور اول امر میرا خواب دیکھنا میری ماں کا ہے کہ دیکھا انہوں نے جب جنا مجھ کو اور تحقیق ظاہر ہوا میری ماں کیلئے ایک نور کہ روشن ہوئے اُنکے لئے اُس نور سے محل شام کے۔ نقل کی یہ بغوی نے

"شرح السنہ" میں ساتھ اسناد اپنی کے عرباض سے۔ اور روایت کیا اسکو امام احمد نے ابی امامہ سے قول ان کے سأخبر کم سے آخر تک۔ (مظاہر الحق، ص ۶۸۱، جلد ۴)

پندرھویں حدیث: فی أمّتی کذابونَ ودجالون سبعة وعشرون منهم أربعة نسوة وانّی خاتم النّبیین لا نبی بعدی.

(رواہ احمد وطبرانی والضیاء الدین عن حذیفة)

ترجمہ: یعنی احمد بن حنبل اور طبرانی اور ضیاء الدین نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت میں ستائیس (۲۷) کذاب اور دجال ہونگے، حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں اور بعد میرے کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

(کنز العمال، جلد ۷، صفحہ ۱۷۰)

سولھویں حدیث: عن ثوبان قال قال رسول اللّٰه ﷺ اذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنها الی یوم القیٰمه ولاتقوم السّاعة حتی تلحق قبائل من أمّتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من أمّتی الأوثان وانّه سیکون فی أمّتی کذّابون ثلثون کلهم یزعم أنه نبیٌّ وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی ولا تزال طآئفة مّن أمّتی علی الحقّ ظاهرین لایضرّهم من خالفهم حتّٰی یأتی امرُ اللّٰه

(رواہ أبو داؤد والترمذی)

ترجمہ: روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت رکھی جائے گی تلوار میری امت میں، نہیں اٹھائی جائی گی تلوار وقتل اس سے قیامت تک، اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ملیں گے کتنے ایک قبیلے میری امت کے ساتھ مشرکوں کے، اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ پوجیں گے کتنے ایک قبیلے میری امت میں سے بتوں کو اور تحقیق یہ ہے کہ ہونگے میری امت میں سے جھوٹے وہ تیس ہونگے، سب

گمان کریں گے کہ وہ نبی خدا کے ہیں، حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ نہیں کوئی نبی پیچھے میرے اور ہمیشہ ایک جماعت امت میری سے ثابت رہے گی حق پر اور غالب، نہیں ضرر پہنچا سکے گا ان کو وہ شخص کہ مخالفت کرے ان کی، یہاں تک کہ آئے حکم خدا کا۔

(روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے)

سترھویں حدیث: ان العلمآء ورثة الانبیآء۔ ترجمہ: علماء لوگ انبیاء کے وارث ہیں۔

اٹھارویں حدیث: علیکم بسنتی وسنة الخلفآء الراشدین المهدین.

ترجمہ: تم لوگ میرے اور میرے خلفائے راشدین کے طریقے کو اپنے اوپر لازم کر لینا۔

(حجۃ اللہ البالغہ، صفحہ ۲۶۳)

لاتجتمع امتی علی الضلالة. ترجمہ: میری امت گمراہی پر اتفاق نہ کرے گی۔

(حجۃ اللہ البالغہ، صفحہ ۲۶۲)

تفسیر خازن، صفحہ ۴۸۶، جلد ۳: ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ ختم اللّٰه به النبوة فلا نبوة بعدهٗ أی ولا معه قال ابن عباس: یرید لو لم أختم به النبیین لجعلت له ابناً ویکون بعده نبیاً وعنه قال: انّ اللّٰه لما حکم أن لا نبی بعده، لم یعطه ولداً ذکراً یصیر رجلا ﴿وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ أی دخل فی علمه أنّه لا نبی بعده. فان قلت قد صح أنّ عیسٰی علیه السلام ینزل فی اٰخر الزمان بعده وهو نبی، قلت انّ عیسٰی علیه السلام ممّن نبیء قبله وحین ینزل فی اٰخر الزمان ینزل عاملا بشریعة محمد ﷺ ومصلیاً الی قبلته کأنّه بعض أمّته

(ق) عن أبی هریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول ﷺ انّ مثلی ومثل الأنبیاء من قبلی، کمثله رجل بنی بنیاناً فأحسنه وأجمله الا موضع لبنة من زاوية من

زواياه فجعل الناس يطوفون ويتعجبون له، ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة فأنا اللبنة، وأنا خاتم النّبيين.

وعن جابر نحوه وفيه جئت فختمت الانبياء (ق) عن جبير بن مطعم قال قال رسول الله ﷺ لى خمسة أسماء أنا محمد وأنا أحمد وأنا الماحى الذى يمحو اللّٰهُ الكفرَ بِی وأنا الحاشر الذى يحشر الناس على قدمى، وأنا العاقب الذى ليس بعده نبى وقد سماه الله رؤوفاً رحيماً (م) عن أبى موسى قال: كان النبى ﷺ يسمى لنا نفسه أسمآء فقال أنا محمد وأنا أحمد وأنا المقفى وأنا الماحى ونبى التوبة ونبى الرحمة، المقفى هو المولى الذاهب، يعنى اٰخر الأنبيآء المتبع لهم فاذا قفى فلا نبى بعده.

ترجمہ: ختم کردی اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود گرامی پر نبوت (سو کسی قسم کی نبوت آپ کے بعد نہیں ہوگی) چونکہ ''لانبوۃ'' میں 'لا' نفی جنس کا حرف ہے' اسلئے کسی قسم کا نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نہیں آسکتا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اگر میں آپ کے وجود گرامی پر سلسلہ انبیاء کو ختم نہ کرتا تو آپ کیلئے کوئی بیٹا عطا کرتا جو آپ کے بعد نبی ہوتا۔ اور نیز آپ ہی سے مروی ہے ضروری ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو آپ کو نرینہ اولاد نہ دی، جو زندہ رہتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں یہ بات پہلے سے تھی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ مسیح علیہ السلام جو آخر زمانہ میں نازل ہوں گے تو وہ نبی ہوں گے۔ سو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ پہلے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہو چکے تھے اور بعد نزول شریعت محمدی ﷺ پر حکم کریں گے اور بیت اللہ ہی انکا قبلہ ہوگا۔ گویا وہ آپ کی امت کے

ایک فرد متصور ہونگے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میری اور پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایک مکان نہایت خوبصورت تیار کرے اور اُسکے ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو اور لوگ اسکو دیکھ کر متعجب ہوں اور یوں کہیں کہ خالی جگہ اینٹ کیوں نہیں لگائی' سو وہ اینٹ میں ہوں اور میں نبیوں کا خاتم ہوں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی روایت مروی ہے۔

اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں: محمد، احمد، ماحی، حاشر، عاقب کہ جسکے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے کئی ایک نام ہمارے سامنے ذکر فرمایا کرتے۔ محمد، احمد، مقفی یعنی آخر الانبیا، ماحی۔ نبی التوبہ، نبی الرحمت۔

تفسیر جلالین' ص ۳۵۳: ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ فلا يكون له ابن رجل بعده يكون نبياً. وفى قراء ة بفتح التاء كآلة الختم: أى به ختموا ﴿وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ منه بأن لا نبىّ بعده، واذا نزل السيد عيسٰى يحكم بشريعته. ترجمہ: کوئی آپ کا ایسا بیٹا نہیں جو آپ کے بعد مرد کہلائے اور نبی بھی ہو سکے اور قراءت فتحہ ت کی صورت میں خاتَم بمعنی آلہ ختم کرنیکا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے تو آپ کی شریعت پر ہی عمل کریں گے۔

''قاضی عیاض'' اپنی کتاب ''شفاء'' میں فرماتے ہیں: ''من ادعى النبوة لنفسه أو جوز اكتسابها والبلوغ بصفاء القلب اِلٰى مرتبتها كالفلاسفة

وغلاة المتصوفة وكذالک من ادعى منهم أنّه يوحى اليه وإن لم يدع النبوة أوأنّه يصعد الى السمآء ويدخل الجنة وياكل من ثمارها و يعانق الحور العين فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنّبى ﷺ لأنّه أخبر ﷺ أنّه خاتم النّبيين لا نبى بعده وأخبر عن اللّٰه تعالٰى أنّه خاتم النّبيين وأنّه أرسل كافّة للنّاس وأجمعت الأمة على حمل هذا الكلام على ظاهره وأن مفهومه المراد به دون تأويل ولا تخصيص فلا شک فى كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعا اِجماعا وسمعا". (دیکھو الشفاء، صفحہ ۳۶۲، مطبوعہ صدیقی بریلی)

ترجمہ: جو شخص اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے یا نبوت کا حاصل کرنا جائز شمار کرے اور صفائی قلب سے نبوت کے مراتب تک پہنچنے کو ممکن جانے جیسا کہ فلاسفہ اور غالی صوفیوں کا خیال ہے۔ نیز اسی طرح یہ دعویٰ کرے کہ اُسکو منجانب اللہ وحی ہوتی ہے، گو وہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے یا یہ کہے کہ وہ آسمان کی طرف صعود کرتا ہے اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور اُسکے میوہ جات کھاتا ہے اور حورعین سے معانقہ کرتا ہے' تو ان تمام صورتوں میں ایسا شخص کافر اور نبی ﷺ کا مکذب ہوگا۔ اسلئے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ نیز آپ نے منجانب اللہ یہ خبر دی ہے کہ آپ خاتم النّبیین اور مرسل كافة للناس ہیں اور تمام امت محمدیہ نے اس پر اجماع کیا ہے کہ ایسے شخص کے کافر ہونے میں مطلق شک نہیں ہے۔

''ابن حجر مکی'' رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: من اعتقد وحيا من بعد محمد ﷺ كان كافرا باجماع المسلمين. یعنی جو شخص بعد محمد ﷺ کے وحی کا قائل ہو تو مسلمانوں کے اجماع سے کافر ہے۔

''ملاعلی'' رحمۃ اللہ علیہ ''شرح فقہ اکبر'' میں لکھتے ہیں: ودعوى النبوة بعد نبينا محمد ﷺ كفر بالاجماع ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ بالاجماع وبالاتفاق کفر ہے۔

ناظرین! اب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ حضرات علماء وصوفیاء کرام کا فیصلہ ''خاتم النّبیین'' پر کیا ہے۔ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ ''فتوحات'' کی جلد ثانی صفحہ ۶۴ پر فرماتے ہیں: زال اسم النبى بعد محمد ﷺ. یعنی آنحضرت کی وصال کے بعد نام نبی کا اٹھایا گیا' یعنی اب کوئی شخص امت محمدی ﷺ سے نبی نہیں کہلا سکتا۔

پھر ''فصوص الحکم'' فص حقیقت محمدیہ میں لکھتے ہیں: ''اور اس حقیقت محمدیہ ﷺ کا ظہور کمالات کے ساتھ پہلے ممکن نہ تھا۔ اسی واسطے وہ حقیقت مخصوص صورتوں میں ظاہر ہوئی اور ہر صورت ایک ایک مرتبہ سے مخصوص اور وہ صورتیں ہر زمان اور وقت کے مرتبہ سے بہت مناسب اور لائق ہوئیں اور اُس وقت میں اسم دہر کے اقتضاء سے جو کمال کہ مناسب تھا' اسی کے موافق وہ صورت آئی۔ اور وہی صورتیں انبیاء علیہم السلام کی صورتیں ہیں۔ اللهم صل علٰى سيدنا محمد معدن الجودِ والكرم اور نبوت کے انقطاع سے پیشتر کبھی مرتبہ قطبیت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے خلیل اللہ تھے اور کبھی کوئی چھپا ہوا ولی ہوتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت خضر علیہ السلام تھے' اور یہ قطب اس وقت تھے جب تک موسیٰ علیہ السلام اس خلعت قطبیت سے مشرف نہیں ہوئے تھے اور نبوت تشریع کے منقطع ہونے اور دائرہ نبوت کے پورا ہونے (نبوت غیر تشریع کے ختم ہونے) اور باطن سے ظاہر کی طرف ولایت کے منتقل ہونے کو قطبیت مطلقہ اولیاء کی طرف منتقل ہوگئی۔ اب اس مرتبہ میں اُن لوگوں سے ایک شخص ہمیشہ اس کی جگہ میں رہے گا، تاکہ یہ ترتیب اور یہ انتظام اس

کے سبب سے باقی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ ہر قوم کا ایک ہادی اور رہبر ہے“ ......(الخ)

اس عبارت سے بھی ظاہر ہے کہ اب نبی کوئی نہیں ہوگا، اب ایک ولی ہمیشہ رہے گا۔ چنانچہ ہمیشہ سے ایک قطب چلا آتا ہے جب وہ مرجاتا ہے، اولیاء میں سے ایک قطب اُس کے جانشین ہوتا ہے۔

پھر ”فصوص الحکم“ کے مقدمہ کے صفحہ ۷۵ سطر ۱۶ پر لکھا ہے کہ ”اسی واسطے نبوت تمام ہو چکی ہے اور ولایت ہمیشہ باقی رہے گی“۔

ناظرین! شیخ ابن عربی مسلمہ فریقین ہیں۔ مرزا صاحب بھی اسی کی سند معتبر سمجھتے ہیں۔ اس واسطے اُس کی سند سے ثابت ہوگیا ہے کہ اب کوئی شخص محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہیں کہلاسکتا۔ **”امام غزالی“** رحمۃ اللہ علیہ ”کیمیائے سعادت“ میں ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کے معنی ختم کرنے والا نبیوں کا کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ چنانچہ اصل عبارت نقل کی جاتی ہے وھوھذا:

صفحہ ۶۱ ”**پس بآخر همه رسول مارا بخلق فرستاد ونبوت وے بدرجه کمال رسانیده هیچ زیادت را بآں راه نبود وبایں سبب اورا خاتم الانبیا کرد که بعد ازوے هیچ پیغمبر نباشد** ترجمہ: ”پھر سب پیغمبروں کے بعد ہمارے رسول مقبول، خاتم النبیین، سید الاولین وآخرین ﷺ کو خلق کی طرف بھیجا اور آپ کی نبوت کو اس کمال درجہ پر پہنچایا کہ پھر اس پر زیادتی محال ہے، اسی واسطے آپ کو خاتم الانبیاء کیا کہ آپ کے بعد پھر کوئی نبی نہ ہو“۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب ”حجۃ اللہ البالغہ“ کے اردو

ترجمہ صفحہ ۶۱۶، مطبوعہ اسلامی پریس لاہور پر تحریر فرماتے ہیں وھوھذا:

”میں کہتا ہوں آنحضرت ﷺ کی وفات سے نبوت کا اختتام ہوگیا اور وہ خلافت جس میں مسلمانوں میں تلوار نہ تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ختم ہوئی۔ اور اصل خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی معزولی سے ختم ہوگئی“۔

ناظرین! جب ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کی تفسیر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جس پر یہ آیت نازل ہوئی تھی اُس نے اپنی ایک حدیث نہیں بلکہ متعدد حدیثوں میں بار بار تفسیر کردی کہ لانبی بعدی اور دوسری طرف اس پر اجماع امت ہے کہ قرآن مجید جیسا کہ رسول مقبول ﷺ سمجھتے تھے اور سمجھاتے تھے، دوسرا کوئی نہیں سمجھا سکتا۔ پس احادیث منقولہ بالا سے امور ذیل کا فیصلہ خود رسول اللہ ﷺ نے کردیا، جسکے مقابلہ میں کسی شخص کا من گھڑت ڈھکوسلہ کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے سامنے سب فیصلے ردّی ہیں اور کسی کی طول بیانی اور زبان درازی کے دلائل کے قائل نہیں۔ کیونکہ دینی معاملات میں سند شرعی چاہیے نہ کہ عقلی ڈھکوسلے۔

۱.....تشریعی وغیر تشریعی ہر دو نبوت کے آپ ختم کرنے والے ہیں کیونکہ پہلی حدیث میں امکان نبوت غیر تشریعی بنی اسرائیل کی ہی تردید کی گئی ہے۔ حضرت رسول مقبول ﷺ نے صاف صاف فرمادیا کہ پہلے بنی اسرائیل کے نبی تعلیم وادب سکھانے والے غیر تشریعی نبی آیا کرتے تھے اور ایک نبی کے فوت ہونے سے دوسرا نبی اُسکے جانشین ہوتا تھا۔ مگر چونکہ کوئی نبی میرے بعد نہیں آنیوالا، اس واسطے میری امت کے امیر اُن نبیوں کا کام دینگے، یعنی حدود شریعت کی نگاہ رکھیں گے اور خلافت یا سلطنت میری شریعت کے احکام کے تابع رہے گی۔

جس طرف میری شریعت حکم کرے گی اسی طرف خلیفہ وقت بھی حکم کرے گا۔ چنانچہ آج تک تیرہ سو (۱۳۰۰) برس سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ اور حدود شریعت خلافت کی پناہ سے قائم چلی آتی ہیں۔ یہ خلافت اسلامی کے نہ ہونے کی وجہ ہے کہ مرزا صاحب نبوت کا دعویٰ کر کے شرعی حدود کی زد میں نہ آئے اور انگریزوں کی حکومت کو رحمت آسمانی جان کر جو کچھ اپنے دل میں آیا خلاف قرآن واحادیث لکھ مارا، کیونکہ کوئی پوچھنے والا نہ تھا، ورنہ دوسرے کاذبوں کی طرح مدت کا فیصلہ کر دیا ہوتا۔

۲......اسی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جب خلیفہ اسلام ہو تو اُسکی پیروی کرو جو دوسرا مدعی ہو اس کو نہ مانو۔ پس اس سے مرزا صاحب کی خلافت کا دعویٰ بھی باطل ہوا۔ کیونکہ ایک دوسری حدیث میں ہے: **عن عرفجه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول من أتاكم وامركم على رجل واحد يريد ان يشق عصاكم أو يفرق جماعتكم فاقتلوه** (رواه مسلم)۔ ترجمہ: روایت ہے عرفجہ سے کہا سنا میں نے رسول خدا ﷺ سے کہ فرماتے جو شخص آئے تمہارے پاس دعویٰ خروج کے خلیفہ وقت پر اس حال میں کہ امر تمہارا اکٹھا ہو ایک شخص پر اور ایک خلیفہ پر در حالیکہ چیرے لاٹھی تمہاری کو یا جدائی ڈالے جماعت تمہاری میں، پس مار ڈالو اسکو۔ (روایت کی مسلم نے)۔ چونکہ مرزا صاحب نے جدائی ڈالی ہے امت محمدیہ ﷺ میں اور اپنی چھوٹی سی جماعت الگ کر کے اسلام کی لاٹھی کو چیرا یعنی امت محمدیہ ﷺ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہا ہے۔ پس وہ اس حدیث کی رو سے قتل کے لائق تھے، نہ کہ بیعت کے۔ کیونکہ خلیفۂ اسلام ترکی میں موجود ہے جو کہ محافظ حرمین شریفین ہے۔

۳......متابعت رسول اللہ ﷺ سے یا فنافی الرسول کے دعویٰ سے کسی نبی کا ہونا باطل ہے دوسری حدیث سے، جس میں لکھا ہے کہ ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو عمر

رضی اللہ عنہ ہوتے“۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی شخص تابعداری میں صحابہ کرام کے برابر نہیں۔ جب صحابہ کرام نبی نہ ہوئے تو مرزا صاحب کی کیا حقیقت ہے؟

۴......یہ امر بھی بالکل طے ہو گیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی ظلی وغیر تشریعی نبی نہ ہو گا کیونکہ تیسری حدیث میں حضرت ﷺ نے صاف صاف فرما دیا کہ صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی نبوت کے محل میں، جس کو میں نے آ کر پورا کر دیا، اب آئندہ کسی اینٹ کی گنجائش نہیں۔ یعنی کسی قسم کا نبی نہ ہو گا تشریعی وغیر تشریعی، کوئی نہیں۔

۵......یہ امر بھی طے ہوا کہ حضرت ﷺ کا پیچھے آنا قابل فخر ہے، نہ کہ پہلے آنا' پانچویں حدیث نے صاف صاف بتا دیا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ اس وقت خاتم النّبیین تھے جب آدم علیہ السلام پیدا ہی نہ ہوئے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ حضرت ﷺ کا ظہور پہلے بھی تھا اور اخیر بھی۔

۶......یہ امر بھی طے ہوا کہ خواہ کیسا ہی رسول اللہ ﷺ کا مقرب وعزیز وفنافی الرسول ہو، نبی نہیں کہلا سکتا' کیونکہ چھٹی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے صاف صاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں فرما دیا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون علیہ السلام کے ہے موسیٰ علیہ السلام سے، مگر وہ نبی تھا اور تو نبی نہیں۔ حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں رسول اللہ ﷺ دوسری حدیث میں فرما چکے تھے کہ ”**عمران بن حصين أنّ النبي ﷺ قال انّ عليًا منى وأنا منه وهو ولي كل مومن**“ (رواه الترمذی) ترجمہ: روایت ہے عمران بن حصین سے کہ تحقیق نبی ﷺ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے اور علی رضی اللہ عنہ دوست اور ناصر ہے ہر مومن کا۔ (روایت کی ترمذی نے)۔ مگر پھر بھی باوجود اس یگانگت اور قرابت کے اُن کو نبی کہلانے کی اجازت نہ دی اور نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہ سبب محبت وفنافی الرسول ہونے کے دعویٰ

نبوت غیر تشریعی وظلی کا کیا بلکہ صاف صاف فرمایا:''ألا وانّی لستُ بنبیٍّ ولا یوحی الی'' یعنی نہ میں نبی ہوں اور نہ وحی کی جاتی ہے میری طرف۔

پس ثابت ہوا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی شخص جو کہ دعویٰ وحی اور نبوت کا کرے کاذب ہے۔ اور ثابت بھی ہے کہ سب کذابوں نے وحی اور نبوت کا دعویٰ کیا، جب وہ آج جھوٹے مانے جاتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں جو اس زمانہ میں دعویٰ نبوت کرے اور اتفاق سے انگریزوں کی سلطنت کے باعث اور خلافت اسلامی کے نہ ہونے کے سبب بچ رہے تو وہ سچا مانا جائے۔ جب نبوت کا دروازہ کھولا جائے تو پھر مسیلمہ واسود عنسی نے تو حج بھی کیا تھا' بعد حج کے مدعی ہوئے۔ مرزا صاحب توجہ کرنے سے محروم رہ کر کامل اطاعت رسول اللہ ﷺ نہ کر سکے۔ اپنے منہ سے جو چاہیں کہہ لیں اُن کے عمل تو محمد رسول اللہ ﷺ کے برعکس ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے فقر فاقہ اور غربت میں عمر کاٹی۔ مرزا صاحب نے وہ دنیاوی عیش اڑائے کہ کسی امیر کو بھی حاصل نہ تھے۔ پھر اس پر دعوے نفس کشی! مصرعہ

ع باطل است آنچہ مدعی گوید

۷...... یہ امر بھی رسول اللہ ﷺ نے خود فیصل کر دیا کہ میرے بعد جو کوئی دعویٰ نبوت کرے کاذب ہے' خواہ اپنے آپ کو امتی اور مسلمان کہے۔ جیسا کہ ''حدیث نمبر۷'' میں ہے کہ ''میری امت میں ہو کر تیس جھوٹے مدعی نبوت ہونگے حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں' نہیں کوئی نبی بعد میرے''۔ اور اس حدیث میں جو پیشین گوئی ہے کہ ''میری امت کے لوگ بعض بتوں کی پرستش کریں گے'' وہ بھی مرزا صاحب کے حق میں پوری ہوئی۔ کیونکہ مرزا صاحب نے اپنی فوٹو بنوا کر مریدوں میں تقسیم کی جو کہ ہر ایک مرزائی کے گھر میں ہے اور اُس کی تعظیم ہوتی ہے۔ حالانکہ حدیثوں میں تصویر رکھنے کی سخت ممانعت ہے، بلکہ جس گھر میں

تصویر ہو اس میں سجدہ جائز نہیں۔

۸...... یہ امر بھی طے کردہ رسول اللہ ﷺ ثابت ہوا کہ غیر تشریعی نبی کوئی امت محمدی ﷺ میں سے نہ ہوگا۔ علماء امت نبوت کے انوار یعنی قرآن اور حدیث وفقہ وغیرہ اسلامی تعلیم سے امت کے دلوں کو منور کرتے رہیں گے اور وعظ ونصیحت سے بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح تبلیغ دین کریں گے' کیونکہ حدیث نمبر ۸ میں علماء کو وارث انبیاء علیہم السلام فرمایا۔

۹...... یہ فیصلہ بھی رسول اللہ ﷺ نے خود فرما دیا کہ میری سنت اور میرے خلفائے راشدین ومجتہدین کی پیروی ضروری ہے کسی مدعی نبوت ظلی وغیر تشریعی کی بیعت ضروری نہیں' جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حدیث نقل کی ہے: **فعلیکم بسنتی**...... (الخ)

۱۰...... یہ امر بھی بوجہ احسن رسول اللہ ﷺ نے خود ہی فیصلہ کر دیا کہ تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک جو کچھ عقائد اسلام نسبت مسیح موعود و مہدی وحیات وممات عیسیٰ بن مریم ونزول ہیں، وہی درست ہیں، کیونکہ سب کا اتفاق واجماع اسی پر ہے، کہ حضرت ابن مریم نبی اللہ ناصری جس کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ مرے نہیں، اصالتاً نزول فرمائیں گے اور امام مہدی کے ساتھ ہو کر وہ خدمت اسلام بجالائیں گے' حتی کہ تمام مذاہب باطل ہلاک ہونگے اور پھر وفات کے بعد مدینہ منورہ میں دفن ہونگے، کیونکہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت ضلالت پر جمع نہ ہوگی۔ پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک امت محمدیہ گمراہی اور ضلالت پر رہی ہے اور رسول اللہ ﷺ کو بھی عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کی نسبت حقیقت کا کامل علم نہ تھا' وہ رسول کی ہتک کرتا ہے اور اس حدیث کو جھٹلاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تو فرما دیں کہ ضلالت پر میری امت جمع نہ ہوگی اور مدعی نبوت کہتا ہے کہ امت محمدی ﷺ ضلالت پر جمع ہوئی ہے اور رسول اللہ ﷺ

کا فرمانا درست نہیں۔ مصرعہ

ع ببیں ایں تفاوت راہ از کجا ست تا بکجا

ناظرین! جو تفسیر 'خاتم النّبیین' کی رسول اللہ ﷺ نے کی ہے کہ **لا نبی بعدی** ہر ایک مسلمان جو رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور ان کو کامل انسان سہو وخطا سے مبرّ الیقین کرتا ہے اور جس کا ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا علم تمام انسانوں سے کامل بلکہ اکمل تھا اور جو معنی رسول اللہ ﷺ نے سمجھے اور سمجھائے وہی درست ہیں۔ اور اسکے بعد جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین وتبع تابعین وصوفیائے کرام وعلمائے عظام نے کئے ہیں، اُنکے مقابلہ میں کسی خود غرض کے من گھڑت اور خود تراشیدہ بلا اسناد معنی ہرگز ہرگز درست نہیں ہو سکتے، کیونکہ وہ تو خود مدعی ہے اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں تمام اسلاف اہلِ زبان حتی کہ رسول مقبول کے معنوں کو ہی غلط بتا کر اپنا دعوی ثابت کرنا چاہتا ہے، وہ کیونکر درست ہے اور قابل تسلیم ہے؟ ایک سند شرعی تو پیش نہیں کر سکتے کہ جس میں لکھا ہو کہ ''رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنیوالا ہے''۔ اور یہ من گھڑت نامعقول ڈھکوسلہ پیش کرتے ہیں کہ غیر تشریعی نبی کی ممانعت نہیں ہے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ:

اول: مدعی آپ ہیں یا ہم؟ اور بارِ ثبوت مدعی پر ہوتا ہے نہ کہ منکر پر۔

دوم: یہ بالکل غلط دلیل ہے کہ غیر تشریعی نبی کی ممانعت نہیں۔ کیونکہ اس طرح تو ہر ایک کہہ سکتا ہے جیسا آپ کہتے ہیں کہ غیر تشریعی نبی کی ممانعت نہیں۔ دوسرا کہتا ہے کہ عربی نبی کی ممانعت ہے، پنجابی نبی کی ممانعت نہیں ہے۔ تیسرا کہتا ہے کہ ملتانی نبی کی کوئی ممانعت نہیں۔ چوتھا کہہ سکتا ہے کہ پشاوری نبی کی ممانعت نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس جتنے ملک وشہر ہیں اُتنے ہی نبی ہو سکتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)

ناظرین! مرزائی صاحبان اس آیت میں لفظ 'خاتم' پر بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ 'خاتم' ت کی زبر سے ہے۔ جس کے معنی انگشتری ومہر کے ہیں اور مہر بمعنی تصدیق ہے۔ پس محمد رسول اللہ ﷺ نبیوں کی تصدیق کرنیوالے ہیں۔ اب جو نبی ہوگا وہ محمد ﷺ کی تصدیق سے ہوگا۔

اس اعتراض کے جواب دینے سے پہلے ہم یہ بتاتے ہیں کہ مخبرِ صادق محمد رسول اللہ ﷺ جس پر یہ آیت نازل ہوئی ہے اُس نے اس آیت کے معنی کیا سمجھے اور صحابہ کرام وغیرہم امت کو کیا سمجھائے' تاکہ ہر ایک سلیم الطبع وسعید الفطرت شخص کو جو رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کسی عام شخص کی کیا خاص الخاص کی کلام اور رائے کو بھی کچھ وقعت اور پایۂ اعتبار نہیں دیتا' سمجھ جائے کہ جو رسول اللہ ﷺ نے معنی کئے ہیں وہی درست ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جس جگہ 'خاتم النبیین' کا لفظ آیا اُسی جگہ **لا نبی بعدی** یعنی کوئی نبی میرے بعد نہیں ہے' کئے ہیں۔ چنانچہ وہ ہم نمبروار حدیثوں میں درج کر چکے ہیں یہاں صرف ہم نے دعویٰ کے طور لکھا ہے کہ 'خاتم النبیین' کے معنی رسول اللہ ﷺ نے **لا نبی بعدی** جب کر دیئے اور تیرہ سو (۱۳۰۰) سال تک انہیں معنوں پر عمل ہوتا رہا ہے، تو اب کس کا منصب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بات کو کاٹ دے اور اپنا ڈھکوسلا لگا کر اُلٹے معنی کرے اور ساتھ ہی خود مدعی ہو کہ 'میں نبی ہوں'۔ تو کوئی مسلمان راسخ الایمان رسول اللہ ﷺ کی تشریح ومعانی چھوڑ کر کسی خود غرض کی خود غرضی کے معنی ہرگز ہرگز نہیں مان سکتا۔ یوں تو کذابوں کے پیچھے ہمیشہ سے لوگ سچے دین کو چھوڑ کر لگتے چلے آئے ہیں۔ بیج ہر ایک کا دنیا میں چلا آتا ہے۔ مگر سچا مسلمان وہی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن وپیروی نہ چھوڑے اور کسی کاذب کے دعاوی کو نہ مانے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی بدنصیب

ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں مسیلمہ کذاب کے دعوی اور اُسکی فصاحت وبلاغت اور حقائق ومعارف پر فریفتہ ہوکر مرزائیوں کی طرح اس کے پیرو ہوگئے تھے، اور اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔

یہ بالکل غلط خیال ہے کہ کوئی جھوٹے کی پیروی اُسکو جھوٹا سمجھ کر کرتا ہے، ہرگز نہیں۔ جوشخص کسی کو مان کر اُس کا مرید ہوتا ہے تو اُسکو اپنے زعم میں سچا ہی جانتا ہے، بلکہ جھوٹا مدعی بھی کچھ مدت کے بعد جب نفس کے فریب کے نیچے آجاتا ہے تو وہ بھی اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے اور اپنے نفسانی وساوس کو خدا کی طرف سے سمجھ کر اُن پر ایسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا کہ قرآن پر۔ اور شیطانی الہامات کو خدائی الہام اور وحی کا پایہ دیتا ہے۔ مگر جب معیار صداقت پر، پرکھا جاتا ہے، تو سچا، سچا ہے اور کاذب، کاذب۔ پس رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں ہم کسی امتی کے معنی اور تفسیر کی کچھ وقعت نہیں رکھتے۔

جب یہ اصول مسلّمہ فریقین ہے کہ جو حدیثِ صحیح قرآن کے برخلاف ہے تو وہ قابل اعتبار وعمل نہیں۔ اور جو ضعیف حدیث، صحیح حدیث کے برخلاف ہو وہ بھی قابل عمل نہیں۔ اور کسی امام کا قول حدیث کے برخلاف ہو تو قابل عمل نہیں، تو پھر کس قدر غضب کی بات ہے کہ صریح نصِّ قرآنی کے برخلاف اور احادیث واقوال مجتہدین ومتصوفین ومحققین و اجماع امت کے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس بعد ایک ڈھکوسلا 'تشریعی وغیر تشریعی نبوت' کا نکال کر مدعی نبوت ہو تو مسلمان اسکو مان لیں! یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

اب ہم مرزائیوں کے اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔

۱......'خاتم' خاتم کے معنی اگر ت کی فتحہ سے کریں یعنی ت زبر کی قراءت سے لیں، تو بھی ختم کرنے والے کے ہیں۔ دیکھو ''منتہی الارب فی لغات العرب''، جس کی اصل عبارت ہم

نقل کرتے ہیں: "خاتم کصاحب مهر وانگشتری بدیں معنی پنج لفظ دیگر آمده خاتم کهاجرو وخاتام وختام ختم محرکه وخاتیام۔ خواتم وخواتیم جمع وآخر هر چیزے وپایاں آن وآخر هر قوم۔

خاتم بالفتح مثله ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء ﷺ وحلقه نزدیك پستان ماده اسپ وکوقفا وسپیدی ازرك در دست وپاهائے ستود.

خاتمة کصاحبة آخر هر چیزے وپایاں آں.

ختم علی قلبه مهر نهاده بر دل وے تا فهم نکند چیزی را ونمے برآید چیزے ازاں.

ختم الشیء ختماً رسید آخر آنرا او تمام گردانید آنرا او تمام خواند آنرا اختتام بپایان برون نقیض افتتاح.

''غیاث اللغات'' کی سند کو میر صاحب نے اپنے مفید مطلب سمجھا ہے یا تو غلط سمجھا ہے یا دوسروں کو الّو بناتے ہیں: خاتم بالکسر تاء فوقانی وفتح نیز انگشتری. خاتم الفتح تامهر وانگشتری وجزآں که بداں مهر کند چه فاعل بفتح عین بمعنی ما یفعل به مستعمل مے شود مثل العالم ما یعلم به پس خاتم بمعنی ما یختم به باشند وآں انگشتری است.

ناظرین! اب میر صاحب کا استدلال دیکھئے کہ فرماتے ہیں کہ ''الحمدللہ کہ قرآن اور لغت عرب وعجم سے یہ امر ثابت ہوگیا کہ 'خاتم' خواہ ت کی فتحہ سے ہو یا کسرہ سے، اُس کے معنی ''مہر کرنے کا آلہ یا انگشتری'' کے ہیں۔ جو لوگ اس کے معنی ''آخر کرنیوالا یا تمام کرنیوالا یا ختم کرنیوالا کرتے ہیں'' وہ نادان ہیں۔ اس فعل کا نام خواہ تحریف رکھو یا حماقت،

ہر حال میں مغالطہ ہی ہے۔

اب ہم میر صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ کے حق میں کیا ثابت ہو گیا کہ تمام اسلاف کے حق میں یہ پھول جھاڑے۔ یہ تو ہمارے حق میں ہے کہ آپ نے ’خاتم‘ کے معنی مایختم بہ کے قبول کر لئے یعنی جس سے مہر کی جاتی ہے۔ اور مہر سے بند ہونا مراد ہے، تو یہ تو آپ نے خود مان لیا کہ محمد ﷺ کا وجود نبیوں کے بند کرنے یا بند ہونیکا آلہ ہے۔ جس طرح انگشتری کی مہر بغیر کوئی چیز بند نہیں کی جاتی، اسی طرح محمد ﷺ کے پہلے نبیوں کا آنا بند نہ ہوا تھا، جب محمد ﷺ آخر تشریف لائے اور کامل دین لائے تو آپ کا تشریف لانا نبیوں کے بند ہونے کا آلہ بن گیا۔ اب اُنکے بعد نہ جدید شریعت کی ضرورت ہے اور نہ جدید نبی کی۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب جدید شریعت اور نبی کی ضرورت نہ ہو تو جدید نبی کا آنا باطل ہے۔ اگر یہ کہو کہ پہلے نبیوں کے بعد غیر تشریعی نبی آتے رہے اب کیوں نہ آئیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نبی خاص خاص قوم کے واسطے شریعت لیکر آتے تھے اور وہ عالمگیر اور عظیم الشان شریعت نہیں لاتے کہ تمام کافہ انام کے واسطے کافی ہو۔ اس لئے غیر تشریعی نبی آتے تھے، مگر جب محمد رسول اللہ ﷺ رحمت اللعالمین کامل شریعت لیکر آئے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری اور سند بھی عطا فرما دی کہ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ یعنی ”میں نے اپنی نعمت تم پر تمام کر دی“۔ اور نعمت نبوت تشریعی و غیر تشریعی دونوں کے واسطے ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب خود مان چکے ہیں اور آپ میر صاحب بھی اسی ”کتاب النبوۃ“ کے صفحہ ۵ پر نبوت و سلطنت انعام الٰہی مان چکے ہیں۔ اور تمام مسلمان بھی نبوت کو نعمت سمجھتے ہیں۔ جب نص قرآنی سے اُس کا تمام ہونا یقینی ہے تو پھر آپ کے عقلی ڈھکوسلے کو کون سنتا ہے۔ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ میں نے اے محمد ﷺ نعمت نبوت تم پر ختم کر دی اور یہ شرف تم کو بخشا کہ

تیری امت کو ”خیر الامت“ کا لقب عطا کیا۔ خیر الامت کس واسطے کہ پہلی امتوں کے لوگ ایسے عقیدہ کے کچے تھے کہ ان کے واسطے غیر تشریعی نبی بھیجے جاتے تھے اور کچھ زمانہ کے بعد تشریعی نبی بھیجنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ مگر تیری امت اس واسطے خیر الامت ہے کہ یہ تیرے دین پر قائم رہے گی اور تیرے احکام کی ایسی ہی عزت اور پیروی و عظمت کرے گی کہ گویا تو ان میں زندہ ہے اور تیرے انوارِ نبوت اور قرآن کے شعاع ہمیشہ ان کے دلوں کو نور ایمان سے منور کیا کریں گے۔ کسی قسم کے نبی کی تیرے بعد ضرورت نہیں۔ پس ہم نے تم کو ’خاتم النّبیین‘ بنایا۔ اور تیری امت کو خیر الامت بنایا‘ تاکہ جس طرح تیرا اشرف بہ سبب خاتم الانبیاء ہونے کے تمام انبیاء پر ہوا ہے۔ اسی طرح تیری امت کا شرف تمام امتوں پر ہو۔ اور ان میں تیرے بعد نہ تشریعی نبی کی ضرورت ہو اور نہ غیر تشریعی کی۔ مگر افسوس چونکہ میر صاحب کے نور ایمان میں فرق ہے آپ کو یہ شرف ”خاتم الانبیاء“ اور یہ انعام ”خیر الامت“ ہونے کا پسند نہیں اور اپنے عقلی ڈھکوسلوں سے اُس کی تردید کر کے ایک جزو رحمت و نعمت سے تو محروم ہونا بمعہ مرشد خود (مرزا صاحب) قبول کرتے ہیں کہ ہاں صاحب بڑی نعمت نبوت تشریعی سے تو ہم محروم ہونا چاہتے ہیں، مگر چھوٹی نعمت اور رحمت ہم کو ضرور ملے تاکہ پہلی امتوں کی مانند ہم بھی نبیوں کو قتل کیا کریں اور برے عذاب کے مستحق ہوا کریں۔ اور رحمت اللعالمین کے وجود باجود سے ہم ’خیر الامت‘ کا لقب لینا نہیں چاہتے ہیں۔ ہم تو ایسی ہی امت ہونا چاہتے ہیں کہ پیغمبر اگر پہاڑ پر متعدد دنوں کے واسطے جائے اور اسکی غیر حاضری میں ’گوسالہ پرستی شروع کر دیں۔ افسوس ایسی سمجھ پر۔

۲...... یہ کس قدر شقاوت ازلی ہے کہ خدا تعالیٰ جس امر کو شرف قرار دے اور اُسکا رسول ﷺ بار بار فرمائے کہ اس شرف خیر الامت کا سبب میرا وجود باجود ہے اور **لا نبی بعدی** ہر قدم

پر بتادے، مگر خدا اور اُسکے رسول ﷺ اور تمام اسلاف کے مقابلہ پر میر صاحب اسی شرف کو
غضب خدا کہیں اور تمام اہل اسلام اور پیغمبر خدا ﷺ سب کے سب کو بلاتمیز تحریف کنندہ
وحماقت کنندہ اور مغالطہ دہندہ فرمائیں، اس کا جواب ہم سوا اسکے کیا دے سکتے ہیں کہ یہ آل
رسول ﷺ کی شان سے بعید ہے کہ اس کی زبان سے ایسے کلمات سرور کائنات کے حق میں
نکلیں‘ کیونکہ سب سے پہلے لا نبی بعدی کہنے والے اور ”خاتم النبیین“ کے معنی ”نہیں
کوئی نبی بعد میرے، چاہے تشریعی ہو یا غیر تشریعی“ کرنے والے وہی ہیں۔

۳......ہم میر صاحب سے یہ تو ضرور دریافت کریں گے کہ مرزا صاحب نے بھی ”خاتم
النبیین“ کے معنی ”ختم کرنیوالا اور پورا کرنیوالا نبیوں کا“ کیا ہے اور کہا ہے کہ مصرعہ

ع ہر نبوت را برو شد اختتام

یعنی محمد رسول اللہ ﷺ پر ہر قسم کی نبوت ختم ہوگئی ہے۔ تو مرزا صاحب بھی ایسے محرف اور
دھوکہ دہ اور احمق ہیں یا کچھ آپ نے فرق رکھ لیا ہے۔ جہالت بُری بلا ہے۔ اگر میر صاحب
کو یہ علم ہوتا کہ مرزا صاحب **ہر نبوت را برو شد اختتام** فرما چکے ہیں تو تمام
بزرگان دین و مرزا صاحب سب کی ہتک نہ کرتے۔

۴......ہم میر صاحب کی مزید تسکین کے واسطے کہ انہوں نے مرزا صاحب کو ”احمق اور
محرف“ کا خطاب دیا ہے، مرزا صاحب کی اصل عبارت نقل کرتے ہیں اس ثبوت میں کہ
مرزا صاحب نے بھی ”خاتم النبیین“ کے معنی ”ختم کرنیوالا نبیوں کا“ لکھے ہیں، وھو
ھذا:

دیکھو ”ازالہ اوہام“ صفحہ ۷۶۱ حصہ دوم: ”قرآن حکیم بعد خاتم النبیین کے کسی
رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو، کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل

علیہ السلام ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل علیہ السلام بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ
بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلۂ وحی رسالت نہ ہو“۔

اب میر صاحب فرمائیں کہ کون احمق اور محرف اور دھوکہ دہ ہے۔ سچ ہے دریا میں
پیشاب کرنا، کرنے والے کے منہ کو آتا ہے۔

اگر کہو کہ رسول اور نبی میں فرق ہے تو آپ اسی اپنی کتاب کے ’صفحہ۱۷‘ کو دیکھو
جس پر قبول کر چکے ہیں کہ ”جن لوگوں نے نبی اور رسول میں فرق سمجھا ہے کہ نبی صاحب
شریعت وامت نہیں ہوتا۔ اور رسول صاحب شریعت ہوتا ہے وہ غلطی پر ہیں۔ قرآن شریف
میں یہ فرق مابین نبی اور غیر نبی کے نہیں ہے۔

جب آپ کے نزدیک رسول و نبی ایک ہی ہے اور مرزا صاحب نے مان لیا ہے
کہ حضرت کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا، تو پھر آپ فرمائیں آپ بحیثیت احمدی ہونے
کے مرزا صاحب کے برخلاف لکھ رہے ہیں یا ان کی بیعت سے توبہ کرکے خود اپنا مذہب
الگ چلانا چاہتے ہیں؟

کذابوں ومدعیان نبوت کا حال

اب ہم کذابوں و مدعیان نبوت کا حال لکھتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ مرزا صاحب کا
دعویٰ انوکھا نہیں آگے بھی گذر چکے ہیں:

۱......**اسود عنسی:** یہ پہلے مسلمان تھا۔ حج کے بعد مدعی نبوت ہوا۔ چونکہ شعبدہ باز تھا۔ لوگ اس
کے شعبدہ پر فریفتہ ہو کر اُسکے پیرو ہوگئے اور جس طرح مرزائی صاحبان مرزا کے خوابوں اور
الہاموں کے دلدادہ ہو کر پیرو ہوگئے، اسی طرح اسلام سے مرتد ہو کر ’اسود عنسی‘ کے پیچھے
لوگ لگ گئے۔ چنانچہ نجران کا تمام علاقہ اُسکا فرمانبردار اور مرید ہوگیا اور سچے دین سے منہ

موڑلیا۔ آخر رسول اللہ ﷺ کی حیات میں ہی اسود عنسی، قتل ہوا۔

۲...... **مسیلمہ کذاب**: یہ ایسی عبارت عربی بناتا تھا جو اُسکے گمان میں قرآن کے مشابہ ہوتی اور وہ بھی اپنے کلام کو بے مثل کہتا تھا' جیسا کہ مرزا صاحب کہتے ہیں۔ اسی بات پر جو کچے مسلمان تھے اُس کی طرف ہو گئے اور مرزائی صاحبان کی طرح اپنے آپ کو سعید الفطرت اور سلیم القلب کہتے تھے۔ اور مرزائیوں کی طرح خیال کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی تو اسی طرح نہ مانا گیا تھا۔ اور جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ مانا تھا، وہ شقی اور بد بخت تھے۔ جب نیا مدعی رسالت آئے تو ہماری سعادت اسی میں ہے کہ ہم اُس کی بیعت کریں۔

مسیلمہ کذاب سے پہلے محمد رسول اللہ ﷺ سچے نبی و رسول صادق فوت ہو گئے جس سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ بالکل غلط اور خانہ ساز قاعدہ مرزا صاحب نے بنا لیا ہے کہ کاذب صادق سے پہلے مرتا ہے کیونکہ واقعات نے بتا دیا ہے کہ کاذب صادق سے پہلے مرتا ہے جیسا کہ اسود عنسی اور پیچھے بھی مرتا ہے جیسا کہ مسیلمہ کذاب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مارا گیا۔

۳...... **طلیحہ بن خویلد**: یہ شخص کسی گاؤں خیبر کے مضافات میں سے تھا یہ کہتا تھا کہ جبرائیل میرے پاس آتا ہے۔

دوم: مسجع فقرات سنا کر کہتا تھا کہ مجھ کو وحی آتی ہے۔

سوم: نماز صرف کھڑے ہو کر ادا کرنے کو کہتا تھا۔ اسکی جماعت اسقدر بڑھ گئی تھی کہ بڑے بڑے تین قبائل ''اسد، عطفان، طی' پورے پورے اُسکے ساتھ مل گئے تھے۔ کیا مرزائی صاحبان اُس کو تو ضرور صادق کہیں گے' کیونکہ بہت لوگ اسکے پیرو ہو گئے تھے جیسا کہ مرزا صاحب کی صداقت پر دلیلیں لاتے ہیں۔

۴...... 'لا' ایک شخص نے اپنا نام 'لا' رکھ لیا اور کہتا تھا کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ **لا نبی بعدی** اس کا وہ مطلب نہیں کہ جو لوگ سمجھتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد 'لا' نبی ہوگا، لا مبتداء اور نبی اس کی خبر ہے۔ یہ شخص بھی مرزا صاحب کی مانند سب سلف کو غلطی پر سمجھتا تھا اور اپنے مطلب کے معنی کرتا تھا' جیسا کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ دجال اور مسیح موعود کی حقیقت کسی کو تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک سوا میرے سمجھ میں نہیں آئی اور نہ ''خاتم النبیین'' کے معنی کسی نے سمجھے۔ اللہ رحم کرے۔ آمین

۵...... خالد بن عبداللہ قیری کے زمانہ میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا اور مرزا صاحب کی مانند اپنی بے مثل کلام ہونے کا بھی دعویٰ کیا اور اس نے ﴿إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ (الخ) کے جواب میں '**انا اعطینک الجماھر فصل لربک وجاھر ولا تطع کل ساحر**'۔ خالد نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ مرزا صاحب کی صداقت بھی فوراً معلوم ہو جاتی اگر کسی اسلامی خلیفہ یا بادشاہ یا والی ملک کے پیش ہوتے۔ گھر میں دروازے بند کر کے بیٹھنا اور کہنا کہ خدا میری حفاظت کرتا ہے' غلط ہے۔

۶...... **متنبی**: مشہور شاعر تھا اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ وہ کہتا تھا کہ میرے شعر بے مثل ہیں اور اپنے شعروں کو معجزہ کہتا تھا۔ ایک انبوہ کثیر اس کے تابع ہو گیا تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی زمانہ سادہ لوگوں سے کبھی خالی نہیں رہا۔ ذرا کسی نے دعویٰ کیا تو جھٹ اُس کے پیرو ہو گئے۔ اصل میں یہ لوگ ایمان کے پکے نہیں ہوتے۔ پنجابی میں مثل ہے: ''جس نے لائی گلّیں اوسے نال اُٹھ چلی'' جس نے دعویٰ کیا اور اپنی کرامات و معجزات و نشانات آسمانی بتائے تو اس پر مائل ہو گئے۔ یہی حال آج کل کے مرزائیوں کا ہے۔ صریح دیکھ رہے ہیں کہ مرزا صاحب کے دعاوی غلط ہیں اور تعلیم خلاف شرع ہے مگر بلا دلیل اٰمنا وَصَدَّقْنَا

کہتے جاتے ہیں۔ مرزا صاحب نے باوجود اس قدر دعوے علم، متنبی کے دعویٰ کو نہ توڑا۔ اگر لیاقت تھی تو ایک دو قصیدے عربی میں لکھ کر متنبیؔ کا دعویٰ توڑتے، مگر وہ تو اپنا الّو سیدھا کرنا جانتے ہیں۔ کس قدر غضب ہے کہ غلط عبارت ایک پنجابی کی معتبر اور بے مثل یقین کی جائے، حالانکہ غلطیاں علماء نے اس کی زندگی میں نکالیں اور اُس سے جواب کچھ نہ بن پڑا ہو۔

۷.....**مختار ثقفی:** عبداللہ بن زبیر وعبدالملک کے زمانہ میں مدعی نبوت ہوا اور یہ بھی اپنے آپ کو کامل نبی نہ کہتا تھا۔ اپنے خط میں لکھتا تھا ”من المختار رسول اللہ ﷺ“ یعنی رسول اللہ ﷺ کا مختار۔ جس کا مطلب مرزا صاحب کی مانند بمتابعت رسول اللہ ﷺ ظلی وناقص نبی کا ہے۔ یہ پہلے خارجی تھا پھر زبیری پھر شیعی اور کیانی ہوگیا۔ یہ وہ شخص ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے انتقام لینے کیلئے کھڑا ہوگیا اور کوفہ پر غالب آیا۔ واقعہ مختار میں ملک شام کے ستر ہزار آدمی کام آئے۔ اس کا دعویٰ تھا کہ مجھے علمِ غیب ہے اور جبرئیل میرے پاس آتے ہیں۔ اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ میں حلول کیا ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب کہتے ہیں ع

آں خدا اینکہ از اہل جہاں بے خبراند   برمن جلوہ نمود ست اگر اہلی بپذیر

یعنی وہ خدا جو کہ اہل جہاں سے پوشیدہ ہے اُس نے مجھ پر جلوہ کیا ہے یعنی ظاہر ہوا ہے اگر تم لائق ہو تو قبول کرو۔

۸.....متوکل کے زمانہ میں ایک عورت نے دعویٰ نبوت کیا۔ اُس نے بلا کر کہا کہ کیا تو محمد ﷺ پر ایمان رکھتی ہے؟ کہا کہ ہاں۔ اُس نے کہا کہ آنحضرت ﷺ تو فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ عورت نے جواب دیا نبی مرد کی ممانعت ہے یہ کہاں لکھا ہے **لا نبیّة بعدی** یعنی میرے بعد کوئی عورت نبی نہ ہوگی۔

اللہ اکبر نفس بڑے بڑے دھوکے دیتا ہے۔ ایسا ہی مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ بالکل باب نبوت مسدود نہیں، جزئی باب نبوت کھلا ہے۔ میں ظلی نبی ہوں۔ اس مدعیہ عورت کی مانند مرزا صاحب کا بھی رسول اللہ ﷺ پر ایمان ہے، لیکن خود بھی نبی ہیں۔ کیا خوب!

۹.....**مقنع:** یہ شخص تناسخ کا قائل تھا۔ مقتدی اُس کو سجدہ کرتے تھے۔ خراسان میں اس نے ظہور کیا تھا۔ جنگ وجدال میں اُس کے مرید پکارتے تھے کہ اے ہاشم ہماری مدد کر۔

ابونعمان اور جند اور لیث بن مصر صعایر نے ان سے جنگ کی، چار مہینے تک حرمین شریفین میں لڑائی رہی آخر مسلمانوں کو شکست ہوئی اور اُن کی طرف سے سات سو آدمی مارے گئے۔ جو باقی رہے وہ مقنع سے مل گئے۔ پھر مہدی نے مقنع کی تباہی کے لئے سید حرشی کو بہت لشکر دے کر بھیجا اور مقنع بڑی خونریزی کے بعد قلعہ سیام میں محصور ہوا۔ اور جب محاصرہ سے تنگ آیا تو مریدوں کو مار کر آگ میں جلا دیا اور خود ایک تیزاب کے برتن میں بیٹھ کر فی النار ہوا۔ ’تاریخ کامل‘ میں لکھا ہے کہ ”قلعہ میں مقنع نے اپنی عورت اور بچوں کو زہر پلا دیا اور خود بھی پی لیا اور معتقدوں کو کہا کہ میری لاش جلا دینا تا کہ دشمن کے ہاتھ نہ آئے“۔ بعض نے لکھا ہے کہ تمام چار پائیاں اور اسباب وغیرہ پارچات کا انبار لگا کر آگ لگا دی اور حکم دیا کہ جس کو خواہش ہو میرے ساتھ آسمان پر چڑھ جائے وہ اس آگ میں میرے ساتھ کود پڑے، سب نے تعمیل کی اور جل کر راکھ ہوگئے۔

ناظرین! مرزائی صاحبان سے پوچھو کہ اس سے بھی زیادہ کوئی راسخ الاعتقاد ہوسکتا ہے؟ اور کیا ایسا شخص راست باز اور مامور من اللہ نہیں تھا؟ مرزا صاحب کے کہنے سے اگر ایک مرید بھی آگ میں کود پڑتا تو مرزائی آسمانی نشان پکار پکار کر فرشتوں کے کان بھی بہرے

کر دیتے کہ یہ مرزا صاحب کی صداقت پر آسمان اور زمین گواہی دے رہے ہیں مگر تعجب ہے کہ مقنع کو کاذب سمجھتے ہیں اور مرزا صاحب کو بلا دلیل صادق!

۱۰......**یحییٰ بن زکیرویہ قرمطی:** جس نے بغداد کے اردگرد کو تباہ کر دیا تھا۔ یہ کہتا تھا کہ مجھ پر قرآن کی آیات نازل ہوتی ہیں' جیسا کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھ کو کہا کہ انک لمن المرسلین وغیرہ۔

۱۱......**بہبود:** اس نے بہت جمعیت پیدا کر لی تھی اور بیشمار کو تہ تیغ کیا تھا۔

۱۲......**عیسیٰ بن مہرویہ قرمطی:** اپنے آپ کو مہدی کہتا تھا۔ بہت جمعیت پیدا کر کے حملہ آور ہوا۔

۱۳......**ابوجعفر بن محمد علی شلغانی:** جس کے بڑے بڑے امیر' ہم عقیدہ ہو گئے اور انبیاء علیہم السلام کو خائن قرار دیتا تھا اور شریعت محمدی ﷺ کے بہت مسائل کو الٹ پلٹ کر دیا تھا' جیسا کہ مرزا صاحب نے کیا ہے۔ ملائکہ کی نسبت قوائے انسانی تعلیم دیتا تھا' بہشت قرب دوزخ عدم معرفت بتاتا تھا۔

۱۴......۲۹۹ھ میں جو قبیلہ سوادیہ میں سے ایک شخص نے نہاوند میں دعویٰ نبوت کیا۔ اپنے اصحاب کے نام بھی صحابہ کرام کے نام پر ابوبکر، عمر، عثمان، علی ظاہر کیے۔ سواد کے بڑے بڑے قبائل اُس کے معتقد ہو گئے۔ اپنی جائیدادیں، املاک و اموال اُس کے سپرد کر دیئے اور اشاعت عقائد کے واسطے وقف کر دیئے۔ اب مرزائی بتائیں کہ یہ صداقت کا نشان نہیں کہ مالدار مرزائیوں کی طرح جو چندہ اشاعت مرزائیت کے واسطے چند ہزار روپے وقف کر دیئے اور مرزا صاحب کی صداقت کی یہ دلیل بیان کی جاتی ہے، کذابوں کے واسطے اُن کے مریدوں نے اس سے بڑھ کر نہیں کیا تھا۔ جب مرزا صاحب کے واسطے چندہ دینا یا مال

وقف کرنا دلیل صداقت ہے تو وہ کذاب بدرجہ اعلیٰ صادق ثابت ہونگے۔

۱۵......**استادسیس:** ملک خراسان میں مدعی نبوت ہوا۔ اُسکے ساتھ تین لاکھ سپاہی بہادر تھے۔ اکھم اخشم حاکم مرزازر نے مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ پھر خلیفہ منصور نے بہت سپاہ و لشکر بھیج کر اُس کا قلع و قمع کر دیا۔ کہاں ہیں وہ مرزائی جو مرزا صاحب کی صداقت پر دلیل پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ اتنی جمعیت کبھی جھوٹے کی ہو سکتی ہے؟ جب تین لاکھ سپاہی لڑنیوالے اُس کے ساتھ تھے تو کس قدر اس کے مرید ہونگے۔ جب وہ، جس کو مسلمانوں کے مقابلہ پر خدا تعالیٰ فتح بھی دیتا رہا، کاذب ہوا' تو مرزا صاحب دعویٰ نبوت میں کس طرح سچے سمجھے جائیں، جس کو کبھی فتح نصیب نہ ہوئی۔ (دیکھو جنگ مقدس)

۱۶......**عبیداللہ مہدی:** اس شخص نے ۲۹۶ھ میں دعویٰ مہدی موعود کا کیا۔ اس نے افریقہ میں خروج کیا اور ایک مذہب جدید جاری کیا۔ جماعت کثیر اُسکے ساتھ ہو گئی۔ کئی مقامات طرابلس وغیرہ کو فتح کر کے مصر کو بھی فتح کر لیا اور ۲۳۲ھ ہجری میں اپنی موت سے مر گیا۔ "تاریخ کامل" ابن عمر جلد ۸ صفحہ ۹۰ میں درج ہے کہ اس کا زمانہ مہدویت (۲۴) چوبیس سال' (۱) ایک ماہ (۲۰) بیس یوم رہا۔

۱۷......**حسن بن صباح:** اس شخص نے بھی ایک جدید مذہب ملک عراق، آزربائیجان و افریقہ وغیرہ میں جاری کیا اور مدعی الہام بھی تھا۔ ایک جہاز میں جس میں وہ سوار تھا' طوفان میں آ گیا۔ اس نے پیشگوئی کے طور پر کہا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ یہ جہاز نہیں ڈوبے گا' چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ کہتا تھا کہ میں اس دنیا پر متصرف ہوں اور اُس کے حکم کی تعمیل حکم خدا کی تعمیل کے مثل ہے اور جو اس سے روگردان ہوا وہ خدا سے روگردان ہوا' اور اس نے اپنے مریدوں کے پھیلانے کے واسطے ایک بہشت بھی بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ ہزارہا آدمی اُس کے

مرید ہو گئے۔اور اُسکے گروہ کا نام ''فدائی'' تھا۔اس مذہب کے ذریعہ حکمران بھی ہو گیا۔ آخر (۳۵) پینتیس برس نبوت وحکومت کر کے اور ہزار ہا مسلمانوں کو گمراہ کر کے ۵۱۸ھ میں اپنی موت سے مر گیا۔

۱۸......**سجاح:** اس عورت نے مسیلمہ کذاب کے وقت میں دعویٰ نبوت کیا اور گروہ کثیر قبیلہ تمیم اُسکے مرید ہو گئے اور بہت سے رؤساء اُس کے ساتھ ہو گئے اور بعہد خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ تائب ہو گئے۔اس کا زمانہ (۳۰) تیس سال سے بھی زیادہ ہوا۔جیسا کہ تاریخ کامل ابن کثیر کی جلد۲ صفحہ ۵۶ میں لکھا ہے کہ ''سجاح ہمیشہ اپنی قوم تغلب میں رہی یہاں تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اُس کو اور اس کی قوم کو بغداد لے گئے اور سب نے وہاں اسلام قبول کیا''۔

۱۹......**عبدالمومن مہدی:** یہ شخص بھی افریقہ میں مہدی بنا اور صدہا آدمیوں نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہزار ہا لوگ اُس کے مرید ہو گئے۔اور حاکم مراکو وغیرہ سے مقابلہ وجنگ کرتا رہا' اور ۵۵۸ھ ہجری میں اپنی موت سے مر گیا۔اُسکا زمانہ ولایت ومہدیت (۱۳) تیرہ سال سے بہت زیادہ ہے۔

۲۰......**حاکم بامراللہ:** اس شخص نے ملک مصر میں دعویٰ نبوت سے گذر کر خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ایک کتاب اپنے گروہ کیلئے تالیف کی اور ایک نیا فرقہ قائم کیا جسکو ''دروز'' کہتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو سجدہ کرواتا تھا۔شراب وزنا حلال کر دیئے تھے اور علیحدہ شریعت بنائی ہوئی تھی۔اور بہت حالات اسکے ہیں **کذا فی حجج الکرامۃ**۔''تاریخ کامل بن اثیر'' کی جلد۹ میں لکھا ہے کہ یہ (۲۵) پچیس برس تک حکومت کر کے مر گیا۔

۲۱......**صالح بن طریف:** دوسری صدی کے شروع میں یہ شخص ہوا ہے۔ بہت بڑا عالم اور

دیندار تھا۔ ۱۲۷ھ میں یہ بادشاہ ہوا ہے اور نبوت کا دعویٰ کر کے وحی کے ذریعہ سے اُس نے قرآن ثانی کے نزول کا دعویٰ کیا ہے۔اُس کی امت اسی قرآن کی سورتیں نماز میں پڑھتی تھی۔(۲۷) ستائیس برس تک اس نے بادشاہت کے ساتھ نبوت کی اور اپنی اولاد کیلئے بادشاہت چھوڑ گیا۔

۲۲......ایک حبشی نے جزیرۂ جمیکہ میں عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔تمام جزیرے کے لوگ اُس کے پیرو ہو گئے تھے۔

۲۳......**ابراہیم بزلہ:** اس نے بھی عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔

۲۴......**محمد احمد سوڈانی:** یہ کہتا تھا کہ جس مہدی کا صدیوں سے انتظار تھا' وہ میں آ گیا ہوں۔

۲۵......**عبداللہ بن تومرت:** یہ شخص بھی مہدی موعود بنا ہوا تھا اور ہزار ہا لوگ اس نے مرید بنائے ہوئے تھے۔اور اس امامت کے ذریعہ اس نے حکومت بھی حاصل کر لی اور کسی موقعہ جنگ پر پیشگوئیاں بھی کرتا تھا۔چنانچہ اس نے ایک موقعہ پر پیشگوئی کے طور پر کہا کہ ''خدا کی طرف سے ہم کو اس جماعت قلیلہ پر نصرت اور مدد پہنچے گی اور ہم امداد اور فتح سے خوشحال ہو جائیں گے''۔چنانچہ یہ بات سچی ہو گئی اور لوگوں کو اُس کے مہدی ہونے کا یقین کامل ہو گیا اور ہزار ہا لوگوں نے اُس کے ساتھ بیعت کی۔یہ شخص عالم فاضل تھا اور بڑے عروج میں اپنی موت مر گیا۔''تاریخ کامل ابن اثیر'' میں لکھا ہے کہ ''اس کی حکومت کا زمانہ (۲۰) بیس سال کا تھا اور حکومت حاصل کرنے کے پہلے چار پانچ سال مہدی بنا اور بعد میں وہ حاکم بنا''۔

۲۶......**اکبر بادشاہ ہند:** اس بادشاہ نے دعویٰ نبوت کا کیا اور ایک نیا مذہب جاری کیا۔جس کا نام مذہب الٰہی رکھا۔اور کلمہ **لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ** ایجاد کیا۔اور کہتا تھا کہ مذہب اسلام پرانا ہو گیا' اس کی ضرورت اب نہیں رہی' اور لوگوں سے اقرار نامے لکھائے

جاتے تھے کہ مذہب اسلام آبائی کو چھوڑ کر مذہب الٰہی اکبرشاہی میں داخل ہوا ہوں۔نماز، روزہ، حج ساقط ہوا تھا۔ ''شیخ عبدالقادر بدایونی'' کی تاریخ میں اُس کے مفصل حال درج ہیں۔اس نے ۱۵۸۱ء میں دعویٰ نبوت کیا اور ۱۶۰۵ء میں اپنی موت سے مرگیا۔

۲۶.....**محمد علی بابی:** اس شخص نے ملک فارس میں بعہد محمد شاہ کا چار جو ۱۲۵۰ھ میں تخت نشین ہوا تھا' ایک نیا مذہب ''بابی'' جاری کیا اور کہتا تھا کہ میں مہدی موعود ہوں۔اور کہتا تھا کہ میرا کلام میرا معجزہ ہے اور اپنا ایک نیا قرآن تصنیف کیا' جس کو وہ مثل قرآن شریف اور بجائے قرآن شریف کے تعلیم دیتا اور الہام وحی کا مدعی تھا۔شراب کو حلال کردیا' رمضان کے روزے انیس (۱۹) کردیئے' عورتوں کو نو (۹) شوہر تک اجازت دی۔حسن خاں حاکم فارس نے اس کے شعبدہ ہائے دیکھ کر اُس پر اعتقاد کرلیا۔یہ شخص چالیس سال سے زیادہ زندہ رہ کر مرگیا اور اس کا گروہ ''بابی'' اب تک ملک فارس میں موجود ہے۔

۲۷.....**سید محمد جونپوری:** ہندوستان میں سید محمد جونپوری نے دعویٰ مہدی ہونے کا کیا۔ ''تذکرۃ الصالحین'' وغیرہ کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ ''سید محمد مہدی کو میراں سید محمد مہدی پکارتے تھے۔اس کے باپ کا نام سید خاں تھا۔جب علماء نے اس سے سوال کیا کہ حدیث شریف میں ہے کہ مہدی میرے نام اور میرے باپ کے نام سے موسوم ہوگا تو اُس نے جواب دیا کہ خدا سے پوچھو کہ اُس نے سید خاں کے بیٹے کو کیوں مہدی کیا۔دوم کیا خدا اس بات پر قادر نہیں کہ سید خاں کے بیٹے کو مہدی بنائے''۔

جونپوری مہدی نے سات برس میں ایک ذرہ طعام اور ایک قطرہ پانی نہ چکھا جیسا کہ کتب مہدیہ میں لکھا ہے۔ایک روز اس کی بیوی نے پوچھا کہ آپ بیہوش کیوں رہتے ہو، تحمل نہیں کرسکتے ہو؟ جواب دیا کہ اس قدر تجلی الوہیت کی ہوتی ہے کہ اگر ان دریاؤں

تردیدِ نبوتِ قادیانی

کا ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جائے تو تمام عمر کبھی ہوش میں نہ آئے۔بعد سات سال کے کچھ ہوش آیا مگر مدہوش بھی رہتا تھا۔اس تذبذب کی حالت میں ساڑھے سترہ سیر غلہ و گوشت و گھی بروایت بی بی الہ دتی زوجہ خود کھایا۔بعد اس کے ہجرت کی۔دانا پور کے جنگل کی راہ سے جہان گردی کو نکلے۔اس جنگل میں مہدویت کے الہام شائع کئے۔وہاں سے رفتہ رفتہ چندیری پہنچے' وہاں ان کے وعظ و بیان میں جب ہجومِ خلائق زیادہ ہوا تو وہاں سے نکالا گیا۔وہاں سے شہر مندر کو چلا گیا۔وہاں بھی اُس کا غلغلہ ہوا۔یہاں تک سلطان غیاث الدین تک اس کے معتقد ہوگئے۔سلطان غیاث الدین کا 'الہ داد نامی' ایک امیر جو کہ فاضل اور شاعر بھی تھا' ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوا۔رسالہ بار امانت، ایک دیوان بے نقط و مرثیہ شیخ اور ایک رسالہ ثبوت مہدویت اسی کی تصنیف ہیں۔

یہاں سے کوچ کرکے شہر 'جانیر' کہ دارالسلطنت گجرات کا تھا' پہنچا یہاں بھی اُس کا بہت چرچا ہوا۔ ''سلطان محمود بیکرہ'' تک نے بھی آنے کا ارادہ کیا' مگر دو عالموں نے روک دیا۔پھر برہانپور کی راہ سے دولت آباد وارد ہوا۔اور بعد سیر و زیارتِ مزارات اولیاء اللہ ''احمد نگر'' پہنچا۔احمد نظام الملک بھی معتقد ہوگیا کیونکہ فرزند کا آرزومند تھا۔اتفاقاً برہان نظام الملک پیدا ہوا' پھر کیا تھا تمام معتقد اور مرید ہوگئے۔احمد نگر سے کوچ کرکے شہر بیدر میں پہنچا۔عہد ملک برید میں وہاں شیخ سمن معتقد ہوا اور ملا ضیاء اور قاضی علاؤ الدین ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوئے۔پھر جہاز پر سوار ہوکر روانہ کعبۃ اللہ ہوا۔جب حرم محترم میں پہنچا اور چونکہ سنا ہوا تھا کہ مہدی کے ہاتھ پر لوگ رکن و مقام میں بیعت کرینگے۔اس واسطے سید محمد نے بھی اس مقام میں دعویٰ من اتبعنی فھو مومن کا کیا یعنی ''جو میری تابعداری کریگا وہ مومن ہے''۔اور ملا ضیاء اور قاضی علاؤ الدین نے آمنا و صدقنا بول کر جھٹ بیعت کرلی

اور یہ واقعہ ۹۰۱ھ میں ہوا۔ یہاں سید محمد حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کو گیا اور کہا کہ میں نے بابا آدم علیہ السلام سے معانقہ کیا اور اُنہوں نے مجھ سے کہا خوش آمدی' صفا آوردی۔ مکہ سے بعجلت تمام مراجعت کر کے شہر احمد آباد میں آکر مسجد' تاج خاں سالار' میں قریب دروازہ جماپور مقیم ہوا اور طریقہ وعظ و دعوت شروع کیا۔ ملک برہان الدین وہیں مرید و تارک دنیا بن کر رفیق ہوا۔ اس کو ''مہدویہ'' خلیفہ ثالث جانتے ہیں۔ اور ملک کو ہر خلیفہ چار میں ہیں۔ اسی مسجد میں ایک روز مجمع عام میں سید محمد مذکور نے ۹۰۳ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔ گجرات کے علماء و مشائخ نے سلطان محمود سے شکایت کی کہ شیخ جونو وارد ہے، شریعت کے برخلاف حقائق بیان کرتا ہے۔ سلطان نے اخراج کا حکم دیا وہاں سے شہر ''نروالہ پیران پٹن'' میں کہ علاقہ گجرات میں سے ہے' آکر خاص سرور کی لب حوض اترا' یہاں اٹھارہ (۱۸) ماہ رہا اور یہاں اس قدر کثرت سے اس کے مرید ہوئے کہ اس قدر کسی ملک میں اُسکی دام تسخیر میں نہ آئے تھے۔ لہٰذا فرمان شاہی سلطان محمود کی طرف سے صادر ہونے سے یہاں سے بھی خارج کیا گیا مگر سید محمد کی عادت تھی کہ وہ پہلے ہی اپنے مریدوں میں مشہور کر دیتا تھا کہ مجھ کو یہاں سے نکلنے کا حکم خدا نے دیا ہے یعنی اپنی کاروائی سے اندازہ لگا کر پیشگوئی کر دیتا تھا اور وہ خود خارج ہو کر پوری کر دیتا تھا۔ موضع پٹن سے اٹھ کر موضع بدلی میں آیا اور یہاں اٹھارہ (۱۸) ماہ اقامت کا اتفاق ہوا۔ اس عرصہ میں پھر دعویٰ مہدویت کیا اور کہا کہ مجھ کو حکم خدا بار بار بلا واسطہ ہوتا ہے کہ دعویٰ کر اور میں ٹالتا چلا آتا ہوں۔ اب مجھ کو یہ حکم ہوا ہے' اے سید محمد! مہدویت کا دعویٰ کہلاتے ہوئے تو کہہ' نہیں تو تجھ کو ظالموں میں کرونگا۔ اس واسطے میں بصحت عقل و حواس دعویٰ کرتا ہوں **انا مھدی مبین مراد اللہ** یعنی میں کھلا مہدی ہوں خدا کی مراد۔ اور اپنا چہرہ دونوں انگلیوں سے پکڑ کر کہا کہ جو شخص اس ذات سے مہدویت کا

منکر ہو وہ کافر ہے اور میں خدا سے بے واسطہ احکام وغیرہ لیا کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ علم اولین و آخرین کا تجھ کو دیا اور بیان کیا معنی قرآن اور خزانہ ایمان کی کنجی تجھ کو دی، تجھے جو قبول کرے مومن ہے اور جو تیرا منکر ہے وہ کافر ہے اور اسی طرح بہت سی باتیں خدا کی طرف سے نسبت کیں۔ اور تمام اصحاب نے جو کہ تین سو ساٹھ تھے' **امنا صدقنا** پکار اُٹھے۔ یہ تیسرا دعویٰ ۹۰۵ھ میں ہوا اور مرتے دم تک اس پر اڑا رہا۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ سید محمد نے مہدویت کا دعویٰ کیا ہے تو چند علماء قصبہ مذکور میں آئے اور سید محمد سے مباحثہ سوال و جواب بابت مہدویت وغیرہ دعاوی میں دیر تک کرتے رہے۔ القصہ جب کہ سید محمد اپنے دعویٰ سے باز نہ آیا تو علماء نے مایوس ہو کر بادشاہ گجرات کو شہر ''احمد نگر'' میں تھا اطلاع دی۔ بادشاہ نے حکم اخراج صادر فرمایا۔ خارج ہونے کے وقت بولا کہ اگر میں حق پر تھا تو کیوں اتباع نہ کی اور اگر ناحق پر تھا تو کیوں قتل نہ کیا؟ وہاں سے شہر' جالور' میں پہنچا۔ وہاں سب لوگ مرید و منقاد ہوئے۔ پھر وہاں سے شہر ٹھٹھہ میں پہنچا اور وہاں سے ملک سندھ میں شہر نصیر پور میں داخل ہوا اور وہاں سے شہر ہٹہ میں پہنچا۔ اور وہاں اٹھارہ (۱۸) مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور کچھ لوگوں نے تصدیق مہدویت کی۔ جب اس کا یہ حال وقال اہل سندھ پر ظاہر ہوا' نہایت تنگ پکڑا۔ یہاں تک کہ سید محمد کے چوراسی (۸۴) آدمی رفقاء و اصحاب میں سے فاقوں سے مر گئے اور سید محمد نے اس کا تدارک یہ کیا کہ بشارت دی کہ ان سب کو مقامات انبیاء و مرسلین اولو العزم کے ملے ہیں۔ القصہ بادشاہ سندھ نے حکم دیا کہ اس درویش کو معہ تمام مریدوں کے قتل کرو۔ لیکن دریا خاں امیر بادشاہ مذکور سفارش کر کے بجائے قتل کے اخراج کا حکم دلوایا۔ پس سید محمد بمعہ اصحاب خراساں کو روانہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ نوسو (۹۰۰) کے قریب آدمی اس کے ہمراہ تھے۔ ان میں سے تین سو ساٹھ (۳۶۰) اصحاب

مہاجرین خاص کہلاتے تھے جب ان کا قافلہ قندھار پہنچا اور وہاں بھی قیل وقال کا چرچہ ہوا تو حاکم قندھار مرزا شاہ بیگ نے حکم دیا کہ سید محمد مہدی کو جمعہ کے روز مسجد جامع میں علماء اسلام کے سامنے کرو۔ چنانچہ حسب الحکم سید محمد مسجد میں داخل ہوا تو علماء نے سخت سست کہنا شروع کیا۔ سید محمد تأمل کر کے قرآن شریف کا وعظ کرنے لگا۔ شاہ بیگ کہ بست سالہ نوجوان تھا اُس کے بیان پر فریفتہ ہو گیا۔ اس سبب سے سید محمد یہاں سے بچ کر چند روز کے بعد شہر فراہ کو چلا گیا۔ وہاں بھی یہی باز پُرس پیش آئی۔ اول ایک عہدہ دار نے آ کر سید محمد اور اس کے تمام ہمراہیوں کے ہتھیار چھین لئے۔ اسکے بعد امیر ذوالنون حاکم اس کیفیت کی دریافت کے واسطے خود آیا لیکن ملاقات کے بعد شیخ کا معتقد ہو گیا اور علماء کو اجازت دی کہ مہدویت کا امتحان کریں۔ چنانچہ علماء نے سوال وجواب شروع کئے اور امیر ذوالنون نے تمام کیفیت مرزا حسین بادشاہ خراسان کی خدمت میں لکھ کر روانہ کی۔ سید محمد نو مہینے تک فراء میں رہا اور تریسٹھ (۶۳) برس کی عمر میں ۹۱۰ھ میں انتقال کیا۔ کہتے ہیں کہ انتقال سے پہلے جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ وتر کی نماز ادا کی اور یہی علامت انتقال کی تھی' کیونکہ حضرت رسالت پناہ ﷺ نے بھی قبل رحلت' جمعہ کی نماز کے بعد وتر کی نماز ادا کی تھی۔

ناظرین! فرقہ مہدویہ کے عقائد و مسائل مختصر طور پر نیچے لکھے جاتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ مرزا صاحب نے بھی انہیں کی نقل کی ہے کوئی نئی بات نہیں کہ جس کے باعث انکو کاذب اور مرزا صاحب کو صادق مانا جائے۔ بلکہ اس نے ریاضت ونفس کشی وترک لذات دنیاوی مرزا صاحب سے ہزار ہا درجہ زیادہ کی ہے اور عبادت الٰہی اور فنافی اللہ میں ایسے غرق رہا کہ کھانے پینے کی ہوش تک نہیں رہی۔ مرزا صاحب کے نفس نے تو جو کچھ مانگا انہوں نے دنیا داروں سے بہت بڑھ کر آپ کو دیا اور ایسے عیش سے گذران کی کہ کسی امیر الامراء کو بھی

نصیب نہیں ہوگی۔ گھی کی جگہ بادام روغن استعمال ہوتا تھا۔ گوشت کی جگہ مرغ کا گوشت کھایا جاتا تھا۔ کستوری اور عنبر کی وہ کثرت استعمال تھی کہ خطوط چھپ گئے۔ مستورات کے سونے کے زیور پاؤں تک تھے۔ غرض دنیا کے تمام عیش وآرام مرزا صاحب کو خدا نے دیئے اور انہوں نے بھی نشان صداقت دنیا پر ظاہر کر کے اپنے نفس کو نہیں روکا۔ جوان عورتوں پر دل چاہا تو نکاح موجود ہے اگرچہ منکوحہ آسمانی حسب دلخواہ نصیب نہ ہوئی۔ مگر اس میں بھی خدا کا کوئی فضل وکرم تھا۔ جبکہ اس کے مقابل سید محمد مہدی بہت جفاکش صاحب زہد وتقویٰ مجاہدہ ومشاہدہ ہو گذرا ہے۔ اُس نے سات برس تک روزہ رکھا اور باقی حصہ عمر میں بروایت اُن کی زوجہ مسماۃ اللہ دتی پانچ برس میں غلہ وگوشت ساڑھے سترہ سیر کھایا۔ حسب ذیل دلائل اور حالات سے سید محمد مہدی اور مرزا صاحب کا مقابلہ دیکھو اور عقل خداداد سے کام لو کہ مرزا صاحب نے کوئی اچنبا نہیں کیا۔

اول: سید محمد قرآن کی تفسیر ایسے پر اثر معنوں میں بیان کرتا کہ مسلمان جوق جوق آتے' اس فرقہ میں شامل ہوتے اور یہی صداقت کا نشان بتاتے۔ مرزا صاحب بھی حقائق ودقائق قرآن اپنی صداقت کا نشان فرماتے ہیں اور جیسا دل چاہتا ہے تفسیر کرتے ہیں کہ کسی علم تفسیر وحدیث کے پابند نہیں۔

دوم: انا مهدی مبین مراد الله (میں کھلا مہدی ہوں مراد اللہ کا)۔ مرزا صاحب بھی اپنے آپ کو بتاتے' جری اللہ مسیح موعود ومہدی مسعود مجدد، امام الزمان کرشن وغیرہ۔

سوم: سلطان غیاث کا اللہ داد نامی ایک مصاحب کہ فاضل اور شاعر بھی تھا' دنیا ترک کر کے ہمراہ ہوا اور تادم مرگ ہمراہ رہا۔ ایک دیوان غیر منقوطہ یعنی بے نقطہ، مرثیہ شیخ، ایک رسالہ بارامانت، ایک رسالہ ثبوت مہدی اُس کی تصانیف ہیں۔ مرزا صاحب کے پاس بھی

حکیم نور دین صاحب بھیروی جو کہ عالم وفاضل تھے اگرچہ شاعری سے عاری ہیں کہ ریاست جموں سے مرزا صاحب کے پاس آئے اور باعث رونق مہدویت ہوئے۔

چھارم: سید محمد مہدی کئی پیشگوئیاں کرتا اور اکثر سچی ہوتیں۔ پیشگوئیاں پہلے مریدوں میں مشہور کرتا اور پھر ویسا ہی ہوتا۔ جیسا کہ جب وعظ وغیرہ ان کے عقائد غیر مشروع کا غلغلہ اُٹھتا تو پیشگوئی کرتا کہ ہم یہاں سے نکالے جائیں گے پس ویسا ہوتا۔ جیسا کہ مرزا صاحب قرائن سے قیاس کر کے فرماتے کہ منی آڈر آئیں گے تو ضرور آجاتے، نئی شادی کرتے تو پیشگوئی کرتے کہ ہمارے ہاں لڑکا ہوگا مگر لڑکی ہوتی، لیکن جب وار خالی جاتا تو تاویلات کا لشکر فتح کے لئے موجود ہے۔

پنجم: حرم محترم میں دعویٰ کیا کہ من اتبعنی فھو مؤمن یعنی ''جو تابعداری میری کریگا مومن ہے''۔ مرزا صاحب بھی یہی فرماتے ہیں کہ جو میری بیعت نہ کرے مومن نہیں اور نہ اس کی نجات ہے اگرچہ محمد ﷺ کی پوری پوری پیروی کرے اور ارکان اسلام ادا کرے۔ اگرچہ مرزا صاحب کو حرم محترم میں جانا نصیب نہیں ہوا کیونکہ جان کا خوف تھا مگر اس امر میں سید محمد کا پلہ بھاری ہے کہ وہ نہیں ڈرا اور برابر حرم محترم میں پہنچا اور وہاں مہدویت کا دعویٰ کیا۔ مرزا صاحب کو اگرچہ وحی بھی ہوئی کہ میں تیرے ساتھ ہوں ڈرمت، میرے رسول موت سے نہیں ڈرا کرتے۔ مگر مرزا صاحب کو یقین تھا کہ میں جھوٹا ہوں اور مارا جاؤں گا باہر نہ نکلے۔ اگر سچے ہوتے تو کسی اسلامی ملک میں جیسا کہ حدیث میں دمشق ہے' جا کر دعویٰ کرتے۔

ششم: سید محمد' حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کو گئے اور کہا کہ میں نے بابا آدم علیہ السلام سے معانقہ کیا انہوں نے مجھ سے کہا کہ خوش آمدی صفا آوردی۔ مرزا صاحب کا

یہاں پلہ بھاری ہے، کیونکہ مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کو کشفی حالت میں مجسم دیکھا اور کچھ کاغذ پیشگوئیاں پیش کر کے خدا تعالیٰ کے ان پر دستخط کرائے اور خدا نے قلم پکڑ کر ڈبویا لگایا تو زیادہ لگا لیا اور قلم جھاڑی تو سرخی کے دھبے مرزا صاحب کے کرتے پر پڑے جو مریدوں کے پاس موجود ہے۔ سبحان اللہ! ان مرزائیوں کا خدا بھی ایسا بے تمیز انکو ملا کہ ڈوبا لگانے کی عقل نہیں' مرزا صاحب کا کرتہ خراب کر دیا۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی' مصنفہ مرزا صاحب' نشان نمبر ۱۰۶' صفحہ ۲۵۵)

هشتم: سید محمد کے چوراسی (۱۸۴) اصحاب وپیرو ملک سندھ میں فاقوں سے مر گئے' کیونکہ اہل سندھ نے سید محمد کے کلمات خلاف شرع سن کر لین دین بند کر دیا تھا۔ سید محمد نے اُن کے حق میں جو مرید مر گئے بشارت دی کہ ان سب کو مقامات انبیاء ومرسلین اولوالعزم کے ملے ہیں۔ مرزا صاحب کا نمبر یہاں بالکل صفر کے برابر ہے۔ صرف ایک مرید آپ کا جو کابلی تھا دربار کابل میں بلایا گیا اور اس سے علماء نے مرزا صاحب کی صداقت کی شرعی دلیل مانگی تو وہ نہ دے سکا اس لئے سنگسار کیا گیا۔ اس پر بھی مرزا صاحب اور مرزائی پھولے نہیں سماتے اور مرزا صاحب اپنی صداقت کا نشان لکھتے ہیں۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی)۔ اور ان کو یہ خبر نہیں کہ مرزا صاحب سے ہزارہا درجہ بڑھ کر مریدوں نے کذابوں کی خاطر جانیں دیں۔ ستر ہزار پیرو ''مختار ثقفی کذاب'' کے پیچھے مارے گئے جو کہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ میں حلول کیا ہے اور مرزائیوں جیسے کچے مسلمان اسکو صادق مان کر تابع ہو گئے اور اپنے آپ کو سعید الفطرت اور سلیم القلب کہتے اور جو اُن کے پیر کو نہ مانتا مرزائیوں کی طرح ان کو ابوجہل وغیرہ سے تشبیہ دیتے۔ ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر صداقت اسی میں ہے کہ کوئی شخص اپنے پیر کی عقیدت میں جان دے دے تو اسی دلیل سے بدرجہ اعلیٰ ثابت ہوگا کہ مختار ثقفی کذاب سچا تھا اور مرزا صاحب جھوٹے۔ کیونکہ اُس کی خاطر ستر ہزار نے جان دی اور مرزا

صاحب کی خاطر صرف ایک نے' جو کہ کابلی پٹھان تھا۔ جن کا قاعدہ ہے کہ اگر ضد پر آجائیں تو جان کی پرواہ نہیں کرتے۔

ناظرین! دلائل اور براہین بہت ہیں مگر چونکہ کتاب میں گنجائش زیادہ نہیں اس لئے اختصار سے کام لیا جاتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی اور موقعہ پر پوری پوری روشنی ڈال کر ثابت کیا جائے گا کہ مرزا صاحب اُن کذابوں سے ہرایک امر میں کم ہیں۔ اب ذرا مہدویہ کے عقائد باطلہ کو سنو اور مقابلہ کرکے دیکھو کہ مرزا صاحب کے عقائد میں اور اُن میں کچھ فرق ہے۔ اگر ہے تو تبدیلیٔ الفاظ ہے۔ مرزا صاحب نے شاعرانہ لفاظی اور طول وطویل عبارت کا جامہ اوپر پہنا کر پبلک کے سامنے پیش کیا ہے ورنہ پہلے سب کچھ ہو چکا ہے۔

۱..... مہدویہ کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ کے دربار میں ایک صدیق تھا تو میراں کے دربار میں دو تھے' سید محمود واخولد میر۔ مرزا صاحب کا بھی ایک صدیق 'حکیم نوردین' ہے۔

۲..... اگر وہاں خلفائے راشدین چار تھے تو یہاں پانچ۔ مرزا صاحب کے خلفائے امروہی صاحب سیالکوٹی ہیں۔

۳..... اگر یہاں عشرہ مبشرہ تھے تو یہاں بارہ۔

۴..... اگر آنحضرت ﷺ کی امت تہتر فرقوں میں ہے تو مہدی کی امت پر چوہتر فرقہ میں ایک فرقہ اخوندمیر پر ہے۔ وہی ناجی ہے اور باقی سب غیرناجی۔

۵..... اخوندمیر اسد اللہ الغالب' بھی انکا لقب ہے۔

۶..... ان کے بیٹے سید محمود کو خاتم مرشد، خاتم نور، سرمہدی، حسین ولایت کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ خدا لڑکپن میں کھیلا کرتا تھا۔ ان کی ماں فاطمہ ولایت ہیں۔

۷..... مہدی کی سب بیبیاں' ازواج مطہرات اور امہات المومنین ہیں۔ مرزا صاحب کی

تردید نبوت قادیانی

بیبیاں بھی امہات المومنین کہلاتی ہیں۔

۸..... تصدیق مہدویت سید جونپوری کی فرض ہے اور انکار ان کی مہدویت کا کفر ہے۔ مرزا صاحب بھی کہتے ہیں جو میرے بیعت نہ کرے کافر ہے۔

۹..... ۹۰۵ھ سے مہدویت کا دعویٰ ہوا ہے۔ جس قدر اہل اسلام دنیا میں گذرے ہیں اور گذریں گے' سب اس انکار کے سبب کافر مطلق ہیں' مسلمان صرف مہدوی ہیں۔ یہی بات مرزائی کہتے ہیں۔

۱۰..... سید محمد اگرچہ داخل امت محمدی ہیں۔ مگر حضرت ابوبکر، عمر فاروق، عثمان وعلی ؓ سے افضل ہیں۔ یہی مرزائی کہتے ہیں بلکہ مرزا صاحب کو رسول اور نبی کہتے ہیں۔ سید محمد سوا محمد ﷺ کے تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں، یہی مرزائی کہتے ہیں۔

۱۱..... سید محمد اگرچہ محمد ﷺ کے تابع ہیں لیکن رتبہ میں دونوں برابر ہیں۔ یہی مرزا صاحب کا مذہب ہے۔

۱۲..... جو حدیث وتفسیر قرآن سید محمد مہدی کے مطابق نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے اور سید محمد کے مقابلہ میں غلط ہے۔ یہی مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

۱۳..... اس کے مخالف شرع الہام بھی حق جاننے کے قابل ہیں۔ مرزا صاحب یہی فرماتے ہیں سب سلف غلطی پر تھے۔

۱۴..... سید محمد جونپوری اور محمد ﷺ یہ دو شخص پورے مسلمان ہیں اور سوا اس کے حضرت انبیاء ومرسلین علیہم السلام ناقص الاسلام ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام خاک کے نیچے سے بالائے سرتک مسلمان تھے۔ نوح علیہ السلام زیر حلق سے سرتک' ابراہیم وموسیٰ علیہ السلام سینہ سے سرتک' عیسیٰ علیہ السلام زیرناف سے بالائے سرتک مسلمان ہیں۔ دوسری بار جب آئیں گے

تو پورے مسلمان ہونگے۔

ناظرین! سید محمد جونپوری بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصلی نزول جسمی کے قائل تھے۔

ناظرین! مرزا صاحب نے بڑھ کر ڈھکوسلے لگائے ہیں کہ خدا نے مجھ کو آدم کہا' ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ابن مریم کہا۔

۱۵......سید محمد کے دربار میں تمام انبیاء علیہم السلام کے ارواح پیش ہوتے ہیں اور ان کو خدا کا حکم ہوتا ہے کہ تم نے جس نور سے نور لیا تھا اُس کا مقابلہ کر کے تصحیح کرو۔

۱۶......احکام تازہ بتازہ نو بنو خدا کی طرف سے اترنے کا عقیدہ رکھنا فرض ہے۔ مرزا صاحب یہی کہتے ہیں۔

۱۷......اگر کسی مجتہد یا مفسر کا قول مہدی کے قول کے موافق نہ ہو تو خطا ہے' مہدی کا درست ہے۔ یہی مرزا صاحب کہتے ہیں۔ ''رسالہ فرائض مہدویہ'' میں مفصل اور طول وطویل ہے جس کو زیادہ دیکھنا ہو وہاں سے دیکھ لے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مختصر حالات

مرزا غلام احمد قادیانی جنہوں نے سب کے اخیر دعویٰ نبوت ومسیحیت ومہدویت کا کیا اور اس دعویٰ کے ضمن میں رجل فارسی، امام زمان، خلیفہ مامور من اللہ وکرشن ہونے کا دعویٰ بھی کیا ان کا یہ کمال ہے کہ یہ اپنے کسی دعویٰ میں مستقل نہیں۔ جب نبوت پر بحث کرو تو رجل فارسی کی سند پیش کرتے ہیں۔ جب خلیفہ پر بحث ہو تو 'مجدد' کی بحث لے بیٹھتے ہیں۔ مجدد کا ثبوت مانگو تو مہدی اور مسیح موعود کا ثبوت پیش کرتے ہیں اور بقول **ذوق الکل فوت الکل** ایک دعویٰ کا ہی ثبوت نہیں دے سکے۔

مرزا صاحب ملک پنجاب موضع قادیان کے رہنے والے تھے اور آپ کے والد

کا نام مرزا غلام مرتضیٰ تھا۔ اور ان کا خاندان صاحب علم وہنر چلا آیا ہے۔ سکھوں کے زمانہ سے پہلے بقول مرزا صاحب چند گاؤں کی حکومت بھی ان کے خاندان میں تھی۔ مگر وہ سکھوں کے عہد میں پامال ہوگئی۔ مرزا صاحب نے ابتدائی تعلیم فارسی وعربی گھر میں حاصل کی بعد ازاں مولوی گل شاہ مرحوم ساکن بٹالہ جو کہ شیعہ مذہب رکھتے تھے، ان سے عربی فارسی تحصیل کی اور صرف ''شرح ملاوقافیہ'' تک عربی تعلیم پائی۔ چونکہ ان کا خاندان ذہین الطبع اور ذی علم چلا آتا تھا اور ذخیرہ کتب جمع تھا' انہوں نے خود مطالعہ کر کے اپنی علمی لیاقت سے ترقی کی جیسا کہ عام قاعدہ ہے کہ تمام کتابیں کوئی نہیں پڑھتا۔ اپنے مطالعہ سے ہر ایک شخص جس علم کی طرف اس کی طبیعت کا میلان ہو' اس میں ترقی کر لیتا ہے۔ انگریزی میں اس کو سلف سٹڈی کہتے ہیں اور یہ قاعدہ ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم میں ہے' مگر یہ مرزا صاحب کی خصوصیت ہے کہ انہوں نے اس ترقی کے معنی ''شرح صدر نصیب ہوا'' اور ''میں علم لدنی سے فیضیاب ہوا ہوں'' کرتے ہیں۔

ابتدائی عمر میں مرزا صاحب ضلع سیالکوٹ کچہری صاحب ضلع میں پندرہ روپیہ ماہوار کے ملازم ہوئے اور چونکہ اس قلیل تنخواہ پر گذارہ مشکل تھا۔ دن رات اس خیال میں مستغرق رہتے کہ کسی طرح دولت ہاتھ آئے اور عیش وآرام سے زندگی کے دن پورے ہوں۔ ایک روز کچہری سے فارغ ہو کر گھر کو آ رہے تھے اور اپنے خیال میں محو تھے کہ ایک رائے صاحب فینس پر جو سوار تھے' ان کے قریب آ کر مرزا صاحب سے' صاحب سلامت ہوئی۔ رائے صاحب نے شکایت کی کہ آپ ملتے نہیں مرزا صاحب نے جواب دیا کہ آپ تو کسی کے ملازم نہیں۔ ہم تو مجبور ہیں' آپ الٹی شکایت کرتے ہیں۔

ایک روز مرزا صاحب وظیفہ کر رہے تھے کہ دروازہ کھلا اور ایک شخص بزرگ

صورت عربی لباس زیب تن کئے ہوئے داخل ہوئے بعد سلام علیکم کے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ آج آپ کچہری سے دیر کر کے آئے ہیں۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ ہاں بندگی پابندگی میں اسی سبب سے تو نوکری سے بیزار ہوں۔ چار پانچ برس ہو گئے اور ہنوز روز اول ہے' کچھ ترقی نہیں ہوئی اور نہ امید ہے۔ عرب صاحب نے فرمایا کہ ہم آپ کو ایک عمل بتاتے ہیں کہ تھوڑے دنوں کے ورد میں خدا نے چاہا تو نوکری کی پرواہ نہ رہے گی۔ مرزا صاحب نے جواب دیا کہ ورد و وظائف کا تو مجھ کو لڑکپن سے شوق ہے مگر بنتا کچھ نہیں' جس پر عرب صاحب نے فرمایا کہ صبر و تحمل سے سب کچھ ہو جائیگا۔

ناظرین! اب تو مرزا صاحب کے علم لدنی کا راز کھل گیا ہوگا کہ عربی زبان کی فصاحت و ترقی کی کلید عرب صاحب ہیں۔ اور یہ راز بھی کھل گیا' جو مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے روحانی فیض کسی سے نہیں پایا' کیونکہ عرب صاحب نے وظیفہ اور ساتھ ہی اس عرب نے پیشگوئی کر دی کہ وظیفہ پڑھو اور صبر کرو۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد وظیفہ کا اثر شروع ہوا اور مرزا صاحب مالا مال ہو گئے۔

ایک اور راز بھی اس جگہ کھولنے کے لائق ہے کہ مرزا صاحب طالب دنیا اس درجہ کے تھے کہ عرب صاحب سے عرض کی کہ کوئی ایسا عمل بھی یاد ہے کہ دست غیب ہو' یعنی کسی طرح زر حاصل ہو' جس پر عرب صاحب نے فرمایا کہ میں ایسے عملوں کا قائل نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب صاحب روحانی فیض کے قائل تھے اور دنیاوی عملیات کو مکروہ جانتے تھے۔

ایک اور راز بھی ظاہر کرنے کے قابل ہے کہ مرزا صاحب ''علم جفر'' میں بھی مہارت رکھتے تھے کیونکہ عرب صاحب کے جواب میں فرمایا کہ علم جفر میں اسکے بہت

قاعدے اور عمل لکھے ہیں۔ جس پر عرب صاحب نے فرمایا کہ ہاں' ہیں مگر یہی دست غیب ہے کہ کسی کار میں انسان کی رجوعات اور فتوحات ہو جائے۔ پس عرب صاحب نے وظیفہ بھی فرما دیا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ فقط پیر کے کندھے ہی سے کاربراری نہیں ہوتی' کچھ ہمت بھی درکار ہے۔ چونکہ آپ کی فطرت میں نوکری ماتحتی کا مادہ نہیں اسلئے آپ کوئی اور کام شروع کریں چنانچہ مرزا صاحب نے جواب دیا کہ میرا پہلے ہی سے ارادہ قانون کا امتحان دینے کا ہے، وکالت میں معقول آمدنی ہے۔

ناظرین! یہ ''فنافی الرسول'' کے مدعی کا حال ہے کہ کس طرح طالب دنیا ہے اور توکل برخدا ہی معلوم کر لو اور پھر قانونی پیشہ جو بالکل رات دن جھوٹ سے کام ہے اس کو پسند کرنا بھی اتقاء کا پتہ دیتا ہے اور آپ کا ورد و وظائف بھی دنیاوی عیش و آرام کے واسطے تھا۔ غرض امتحان دیا مگر کامیاب نہ ہوئے۔ ایک اور راز بھی لکھنے کے قابل ہے کہ سید ملک شاہ ساکن سیالکوٹ جو کہ علم نجوم و رمل میں کچھ دخل رکھتے تھے۔ مرزا صاحب نے ان سے بھی کچھ استفادہ کیا۔ (دیکھو اشاعت السنہ' جلد ۱۵' ص ۲۹)۔ یہ ہے وہ راز پیشگوئیوں کا اور یہی سبب ہے کہ پیشگوئیاں غلط نکلتی رہیں۔

جب وکالت سے ناامیدی ہوئی تو آپ نے اپنے پرانے رفیق رائے صاحب سے مشورہ کیا کہ اب کیا کروں؟ رائے صاحب نے فرمایا کہ میرا آپ کا مکتب کا تعلق ہے اور بٹالہ میں جب ہم تم اکٹھے پڑھتے تھے مجھ کو آپ سے اتحاد ہے مگر آپ کی پریشانی کا سبب پوچھتا ہوں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ تنخواہ قلیل ہے' گذارہ نہیں ہوتا اور ترقی محال ہے' کروں تو کیا کروں ع

اے زر تو خدا نہیں و لیکن بخدا   ستار عیوبی و قاضی حاجاتی

ایک اور راز بھی قابل توجہ ناظرین ہے کہ مرزا صاحب کیمیا کے متلاشی بھی رہے، جھاڑ پھونک بھی کرتے رہے کیونکہ جب رائے صاحب نے کہا کہ آپ نسخہ کیمیا کو تلاش کیا کرتے تھے تو مرزا صاحب نے اُن کے جواب میں فرمایا کہ اگر وہ نسخہ ہماری ترکیب یا عمل اور کوشش سے بن جاتا یا کوئی نسخہ کیمیا کا کامل مل جاتا تو ہم کو نوکری یا وکالت یا کسی اور کار کی کیا ضرورت تھی۔ رائے صاحب نے فرمایا کہ ایک تجویز میں بتاتا ہوں کہ آپ کی فطرت میں بحث و مباحثہ کا مادہ بہت ہے اور آپ مکتب کے زمانہ میں بھی تحفۃ الہند، تحفۃ الہنود وخلعت الہنود وغیرہ کتابیں سنی، شیعہ، عیسائیوں و مسلمانوں کی مناظرہ کی کتابیں دیکھا کرتے تھے۔ پس آپ مناظرہ کی کتابیں تالیف کریں اور فروخت کریں تو عمدہ معاش اور شہرت ہو جائے گی' مرزا صاحب نے بھی اتفاق کیا اور فرمایا۔

ع   کہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کام

ناظرین! آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ ہیں راز مرزا صاحب کی ترقی اور پیری مریدی کی دوکانداری کے۔ اول اول مرزا صاحب نے نوکری چھوڑ کر لاہور میں آکر چینیانوالی مسجد میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے بھی مشورہ کیا' انہوں نے بھی اتفاق رائے ظاہر کیا اور مرزا صاحب نے پہلے پہل ''براہین احمدیہ'' کا اشتہار دیا اور اُس میں وعدہ کیا کہ اس کتاب میں تین سو دلیل اسلام کی صداقت پر بیان کی جائے گی اور جو مخالف مذہب اس کا جواب دے گا یا میرے بیان کردہ دلائل کو توڑے گا اُس کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اور کتاب کی قیمت دس روپے اور پانچ روپے بدپیشگی قرار پائی۔ چونکہ مسلمانوں کو اپنے دین سے محبت ہے اور رسول اللہ ﷺ کے دین کی حفاظت کے واسطے روپیہ پیسہ کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور نئی روشنی کے لوگ جو اپنے مذہب سے بالکل ناواقف تھے' آریوں کے

اعتراضات سے تنگ آئے ہوئے تھے' ایسے اشتہار کو غنیمت سمجھا اور مرزا صاحب کو چاروں طرف سے روپیہ بدپیشگی آنا شروع ہوا۔ اور اہل اسلام نے مرزا صاحب کو ایک مناظر اسلام سمجھ کر اپنی امداد مالی سے مالا مال کر دیا' قرضہ بھی ادا ہو گیا اور خود بھی آسودہ ہو گئے اور عرب صاحب کی پیشگوئی کے مطابق تھوڑے دنوں میں مرزا صاحب کی طرف رجوعات خلائق ہونے لگا اور عرب صاحب کے وظیفہ نے وہ تاثیر دکھائی کہ مرزا صاحب لاکھوں کے مالک ہو گئے۔ ''براہین احمدیہ'' لکھتے لکھتے مناظر اسلام سے ترقی کر کے اپنے مثیل مسیح ہونے کا خیال پیدا ہو گیا۔ کیونکہ براہین احمدیہ اول تو حسب وعدہ نہ نکلی اور جو نکلی وہ صرف تمہیدی مضامین تھے۔ پہلی جلد میں اشتہار، دوسری تیسری جلد میں مقدمہ اور تیسری جلد کی پشت پر اشتہار دے دیا کہ تین سو جز تک کتاب بڑھ گئی ہے' مگر یہ بالکل دھوکہ دہی تھی کیونکہ چوتھی جلد میں صرف مقدمہ کتاب اور آٹھ (۸) تمہیدات تھیں اور صفحات پانچ سو بارہ (۵۱۲) تھے اور تمہیدات کے بعد باب اول شروع ہوا ہی تھا کہ جلد چہارم کی پشت پر اشتہار دے دیا کہ اب براہین احمدیہ کی تکمیل خدا نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اس پر لوگوں نے بہت شور مچایا کہ تین سو جز کی کتاب اور تین سو دلیل جس کا وعدہ تھا وہ نکالو ورنہ قیمت واپس کرو۔ مرزا صاحب کی اس کارروائی سے دیندار مسلمان تو مرزا صاحب سے بیزار ہو گئے کیونکہ وعدہ خلافی اسلام میں بہت عیب کی بات ہے۔ اور ادھر مرزا صاحب نے اپنی کرامات والہامات کی اشاعت میں اشتہار دیا اور اشتہاروں سے تمام دنیا ہلا دی کہ میں مثیل مسیح ہوں اور مجھ کو وحی ہوئی ہے اور جس کو وحی ہوتی ہے اور مکالمہ مخاطبہ الٰہی سے مشرف ہوتا ہے وہ نبی و رسول ہے پس میں نبی و رسول ہوں۔ اور میرے واسطے آسمان و زمین نے گواہی دی ہے اور میری خاطر طاعون آئی ہے کہ میرے منکروں کو ہلاک کرے اور آیت ﴿مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى

نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴾ سے تمسک کر کے دعویٰ نبوت کیا کہ خدا نے جو عذاب بھیجا ہے تو رسول بھی ضرور ہونا چاہیے۔ پس طاعون کے عذاب کے ساتھ میں رسول ہوں۔ مگر چونکہ مرزا صاحب ایک کمزور طبیعت کے آدمی تھے' ان کو یہ بھی خوف تھا کہ کہیں مسلمان ناراض بھی نہ ہوں تا کہ بالکل آمدنی بند نہ ہو جائے۔ آہستہ آہستہ مسلمانوں پر بوجھ ڈالا کہ پہلے مثیل مسیح کا دعویٰ کیا۔ جب کئی ایک سادہ لوگوں نے یہ بات مان لی تو پھر مسیح موعود کا دعویٰ کیا۔ اور ساتھ ساتھ محمد ﷺ کی بھی تعریف کرتے جاتے تا کہ مسلمان پھندے سے نہ نکل جائیں۔ مگر ساتھ ہی محمد ﷺ کی ہتک بھی کرتے جاتے ہیں کہ محمد ﷺ نے مسیح موعود اور دجال کے بارے میں غلطی کھائی ہے اور دجال کی حقیقت رسول اللہ ﷺ کی سمجھ میں نہیں آئی۔ مجھ کو خدا نے اس کی حقیقت سمجھا دی ہے۔ مگر مسلمانوں سے ڈر کر پھر ساتھ ہی لکھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی فراست وفہم تمام نبیوں کی فراست وفہم سے زیادہ ہے' مگر دجال کی حقیقت میں انہوں نے غلطی کھائی ہے۔ اور میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ فہم وفراست رکھتا ہوں مگر ڈر کے مارے صاف نہیں کہتے۔ غرض مرزا صاحب کا صاف دعویٰ ایک بھی استقلال کے ساتھ نہیں' لیکن دعویٰ کرتے بھی ضرور ہیں۔

اب مرزا صاحب کی اصل عبارات ''دعویٰ نبوت'' کے متعلق بحوالہ کتاب وصفحہ لکھتے ہیں:

۱..... سچا خدا ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔ (دیکھو دافع البلاء صفحہ ۱۱)

۲..... یہ طاعون اُس وقت فرو ہو گی جبکہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کرینگے۔ (دافع البلاء صفحہ ۹)

۳..... قادیان اس واسطے محفوظ رہے گا کہ یہ اُس کے رسول کی تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کیلئے نشان ہے۔ (دافع البلاء صفحہ ۵)

۴..... میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کرتا ہوں اشتہار۔ مطبوعہ ضیاء الاسلام ۵ نومبر ۱۹۰۱ء اور جب کہ خداوند تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کروں۔ اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔

۵..... ''ازالہ اوہام'' میں آیت ''ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد'' سے یہ عاجز (مرزا صاحب) مراد ہے۔ کیونکہ آپ کا نام محمد جلالی تھا اور احمد جمالی سو وہ میں ہوں۔ (دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۶۷۳)

۶..... ''توضیح مرام صفحہ ۱۸'': میں نبی ہوں میرا انکار کرنے والا مستوجب سزا ہے۔

ناظرین! مرزا صاحب دعویٰ تو کر بیٹھے مگر ثبوت کچھ بھی نہیں۔ پہلے ہم مرزا صاحب کے معیار سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ کاذب تھے' وھو ھذا:

معیار صداقت اول (۱):

ماسوا اسکے بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں' جیسا کہ

(۱)..... منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۵ جون ۱۸۹۲ء سے پندرہ مہینہ تک ہے۔

(۲)..... پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیشگوئی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے۔

(۳)..... مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جسکی میعاد جو آج کی تاریخ سے جو ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء قریباً گیارہ ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں' ایک صادق یا کاذب کی شناخت کیلئے کافی ہیں'

کیونکہ احیاء و اموات دونوں خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالیٰ اس کی خاطر سے کسی اس کے دشمن کو اس کی بددعا سے ہلاک نہیں کر سکتا۔ خصوصاً ایسے موقعہ پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دے دے۔ اور اپنی اُس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہرائے۔ (دیکھو شہادت القرآن' مصنفہ مرزا صاحب' صفحہ ۸۰)

ناظرین! یہ تینوں پیشگوئیاں غلط اور بالکل جھوٹی نکلیں۔ عبداللہ آتھم تاریخ مقررہ تک نہ مرا۔ لیکھرام پشاوری کی موت کی پیشگوئی نہ تھی اُس پر عذاب نازل ہونے کی وعید تھی' اصل عبارت یہ ہے: ''عذاب شدید میں مبتلا ہو جائیگا سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر ایسی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھیں کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں کہ لیکھرام کو اس میعاد مقررہ میں کوئی خارق عادت عذاب ہوگا''۔

ظاہر ہے کہ موت عذاب نہیں ورنہ ماننا پڑیگا کہ مرزا صاحب بھی معذب ہوئے' کیونکہ وہ خود بھی مر گئے۔

۲..... عذاب کے حس کرنے کے واسطے زندگی ضروری ہے اور روح اور جسد کا تعلق لازمی ہے تب عذاب یا سزا کی حس ہوتی ہے۔ اگر کسی کو بید لگائے جائیں اور وہ زندہ نہ ہو تو اس کو بیدوں کی ضرب کی حس نہ ہوگی۔ مردہ کو کسی قسم کی حس نہیں ہوتی اور اگر زندہ آدمی کو بید لگائے جائیں تو اس کو درد ہوگا۔ پس لیکھرام کا چھری سے مارا جانا خارق عادت عذاب نہیں تھا' کیونکہ پشاوری ایک دوسرے سے دشمنی کے باعث آئے دن ایسی ایسی وارداتیں کرتے رہتے ہیں یا تو خارق عادت کا لفظ جھوٹا ہے یا پیشگوئی جھوٹی ہے۔ اگر لیکھرام پشاوری کو کسی

اس کے دشمن نے قتل کر دیا تو اس میں جو پیشگوئی عذاب کی تھی اور عذاب اس واسطے تھا کہ دوسرے دشمنوں کے واسطے حجت اور عبرت ہو۔ جب پیشگوئی کی علت غائی پوری نہ ہوئی یعنی ایسا کوئی عذاب لیکھرام پر نازل نہ ہوا جس کے باعث وہ توبہ کرتا اور دوسرے لوگوں کو اس کے عذاب کی طرف دیکھ کر عبرت ہوتی۔ یہ نہ ہوا بلکہ لیکھرام مرگ کی بیماری کے عذاب سے خلاص کیا گیا اور پیشگوئی کو جھوٹا ثابت کرنے کے واسطے خدا نے لیکھرام کو بیمار بھی نہ کیا تاکہ مرزا صاحب یہ نہ کہہ دیں کہ دیکھو لیکھرام ہماری پیشگوئی کے مطابق بیمار اور خدا کے عذاب کے نیچے ہے اُس کو خدا نے اچانک موت دی اور بیماریٔ موت کے عذاب سے بچالیا۔ عذاب تب تھا جب وہ مدت دراز تک بیمار رہتا' دکھ درد سہتا اور نچر نچر کر چھ سال کی زحمت کے بعد مرتا تو مرزا صاحب کی پیشگوئی سچی ہوتی۔

۳..... پیشگوئی منکوحہ آسمانی محمدی بیگم کی تھی جو بالکل جھوٹ نکلی۔ نہ محمدی بیگم کا نکاح مرزا سے ہوا، نہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ مرزا صاحب نے بڑے زور سے لکھا تھا کہ جو امر یعنی نکاح محمدی بیگم کا آسمان پر ہو چکا ہے وہ زمین پر ضرور ہوگا۔ آسمان و زمین ٹل جائیں مگر یہ امر نہ ٹلے گا۔ اور پھر جب نکاح دوسرے شخص سے ہو گیا تو پھر پیشین گوئی کی ترمیم کی گئی کہ محمدی بیگم کا خاوند فوت ہوگا، یہ ہوگا، وہ ہوگا۔ اور محمدی بیگم بیوہ ہو کر ضرور میرے نکاح میں آئے گی' اگر میرے نکاح میں نہ آئی اور میں مر گیا تو جھوٹا ہوں۔ اور ''ازالہ اوہام'' صفحہ ۳۹۶ پر لکھتے ہیں: ''راقم رسالہ ہذا اس مقام میں خود صاحب تجربہ ہے۔ عرصہ قریباً تین برس کا ہوا ہے کہ بعض تحریکات کی وجہ سے جن کا مفصل ذکر اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے۔ خدا تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت

کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر یک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کا مفصل بیان معہ اُس کی میعاد خاص اور اس کی اوقات مقرر شدہ کے اور معہ اُس کے ان تمام لوازم کے جنہوں نے انسان کی طاقت سے اس کو باہر کر دیا ہے اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے۔ اور وہ اشتہار عام طور پر طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے جس کی نسبت آریوں کے بعض منصف مزاج لوگوں نے بھی شہادت دی کہ اگر یہ پیشگوئی پوری ہو جاوے تو بلاشبہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے اور یہ پیشگوئی ایک سخت مخالف قوم کے مقابل ہے جنہوں نے گویا دشمنی اور عناد کی تلواریں کھینچی ہوئی ہیں اور ہر ایک کو جوان کے حال سے خبر ہوگی، اس پیشگوئی کی عظمت خوب سمجھتا ہوگا۔ ہم نے اس پیشگوئی کو اس جگہ مفصل نہیں لکھا بار بار کسی متعلق پیشگوئی کی دل شکنی نہ ہو لیکن جو شخص اشتہار پڑھے گا وہ گو کیسا ہی معتقد ہوگا اقرار کرنا پڑے گا کہ مضمون اس پیشگوئی کا انسان کی قدرت سے بالاتر ہے اور اس بات کا جواب بھی کامل اور مسکت طور پر اسی اشتہار سے ملے گا کہ خدا تعالیٰ نے کیوں یہ پیشگوئی یہاں فرمائی اور اس میں کیا مصالح ہیں اور کیوں اور کس دلیل سے یہ انسانی طاقتوں سے بلند تر ہیں۔

اب اس جگہ مطلب یہ ہے کہ جب یہ پیشگوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہ ہوئی تھی (جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء ہے پوری نہیں ہوئی) تو اسکے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت یہ پیشگوئی گویا آنکھوں کے سامنے آگئی۔ اور یہ معلوم ہو رہا

تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیشگوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے، جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب المرگ میں مجھے الہام ہوا ﴿اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ﴾ یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔ سو اس وقت مجھ پر یہ بھید ظاہر ہوا کہ کیوں خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو قرآن کریم میں کہا کہ تو شک مت کر۔ سو میں نے سمجھ لیا کہ درحقیقت یہ آیت ایسے ہی نازک وقت سے خاص ہے۔ جیسے یہ وقت تنگی اور نومیدی کا میرے پر ہے اور میرے دل میں یقین ہوگیا کہ جب نبیوں پر بھی ایسا وقت آجاتا ہے جو میرے پر آیا تو خدا تعالیٰ تازہ یقین دلانے کیلئے ان کو کہتا ہے کہ تو کیوں شک کرتا ہے اور مصیبت نے تجھے کیوں نومید کر دیا، نومید مت ہو۔"

اب مرزا صاحب مر بھی گئے اور محمدی بیگم ان کے نکاح میں نہ آئی تو مرزا صاحب کی نہ صرف ایک پہلی پیشگوئی غلط نکلی بلکہ دوبارہ خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کو تسلی دے کر پھر پیشگوئی کے پورا ہونے کی بابت یقین دلایا اور بیماری سے صحت دی بلکہ یہ کہا کہ جب تک محمدی بیگم تیرے نکاح میں نہ آئے گی، تب تک تیری موت نہ آئے گی۔

باقی رہا مرزا صاحب کی تاویلات باطلہ تو ان کی نسبت صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ "عذر گناہ بدتر از گناہ" اناپ شناپ جو دل میں کسی کے آئے لکھ دے، کون پوچھ سکتا ہے۔ اسلامی خلافت اس کا علاج کر سکتی ہے۔

معیار صداقت دوم (۲):

مرزا صاحب نے خود البدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء معیار صداقت قرار دے کر فرمایا:

"طالب حق کیلئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کیلئے میں اس میدان میں کھڑا

ہوا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت وعظمت اور شان دنیا پر ظاہر کردوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے اگر اسلام کی حمایت نے وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود مہدی موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر سچا ہوں' ورنہ اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر سب لوگ گواہ رہیں کہ جھوٹا ہوں۔ والسلام غلام احمد''۔

اس معیار سے بھی مرزا صاحب جھوٹے ہوئے۔ عیسیٰ پرستوں کا وہ زور ہے کہ دن بدن اسلامی دنیا کو کمزور کرتے جاتے ہیں۔ اور آئے دن کوئی نہ کوئی ملک مسلمانوں کے قبضہ سے نکل کر عیسائیوں کے قبضے میں چلے جارہے ہیں اور جس جگہ توحید واللہ اکبر کے نعرے بلند ہوتے تھے۔ عیسیٰ پرستوں اور صلیب پرستوں کا جھنڈا لہرانے لگا اور مسلمان لاکھوں کی تعداد میں قتل وغارت و بے خانماں ہوئے' مسجدوں وخانقاہوں کی بے حرمتی ہوئی علاقہ طرابلس وبلقان میں اور ایران میں وہ وہ مظالم مسلمانوں پر ہوئے کہ سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ بڑے بڑے مجتہد پھانسی دیئے گئے۔ اب کوئی انصاف سے کہے کہ مسیح موعود کے قدوم کی برکت تو رسول اللہ ﷺ نے اسلام کے حق میں خیر وبرکت وفتح ونصرت فرمایا تھا اور مرزا صاحب کے قدوم اسلام کے حق میں برباد کن نحوست لزوم ثابت ہوئے تو ظاہر ہے کہ مرزا صاحب وہ مسیح موعود نہیں تھے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اخیر زمانہ میں آئے گا، دجال کو قتل کرے گا، صلیب کو توڑے گا اور اسلام کی چاروں طرف سے فتح ہوگی اور ملل باطل ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔

معیار صداقت سوم (۳):

'طاعون': بڑے زور شور سے مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ قادیان چونکہ خدا کے رسول کی تخت گاہ ہے' اسلئے طاعون سے محفوظ رہے گی۔ یہ پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی اور قادیان میں طاعون پڑی اور ذیل کے اخبارات نے اپنے اپنے اخبارات میں درج کیا' جن کا خلاصہ کیا جاتا ہے:

۱..... **اخبار الحکم** مورخہ ۱۰/اپریل ۱۹۰۴ء اللہ تعالیٰ کے امر ومنشاء کے ماتحت قادیان میں طاعون مارچ کی اخیر تاریخوں میں پھوٹ پڑی۔ چار (۴) اور چھ (۶) کے درمیان روزانہ موتوں کی اوسط۔

۲..... **اخبار اہل حدیث:** مورخہ ۲۲/اپریل ۱۹۰۴ء قادیان میں آج کل سخت طاعون ہے۔ مرزا صاحب اور مولوی نوردین کے تمام مرید قادیان سے بھاگ گئے ہیں۔ مولوی نوردین کا خیمہ قادیان سے باہر ہے۔ اوسط اموات یومیہ بیس (۲۰) وپچیس (۲۵)۔

۳..... **اخبار البدر قادیان** مورخہ ۱۶/اپریل ۱۹۰۴ء میں بھی کمال صفائی سے قادیان کی صفائی کو تسلیم کیا ہے۔

۴..... **پیسہ اخبار** مورخہ ۲۰/اپریل ۱۹۰۴ء دارالامان آج کل پنجاب میں اول نمبر پر طاعون میں مبتلا ہے۔ بیس (۲۰) موتوں کی اوسط ہے۔ قصبہ میں خوفناک ہلچل مچی ہوئی ہے۔

۵..... مرزا صاحب ''حقیقۃ الوحی'' صفحہ ۳۲۹ میں خود قبول کرتے ہیں کہ ان کے گھر میں طاعون کا کیس ہوا۔ جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ ہوا۔ اور سخت گھبراہٹ شروع ہوگئی اور دونوں طرف ران میں گلٹیاں نکل آئیں۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا صاحب صفحہ ۳۲۹)۔ پیر اندتہ، عبدالکریم مرزا صاحب کے گھر میں فوت ہوئے۔

علاوہ براں محمد افضل مولوی برہان الدین، مولوی محمد شریف، مولوی نور احمد مرزائیان فوت ہوئے۔ (دیکھو ذکر الحکیم نمبر صفحہ ۹۱)

معیار صداقت چہارم (۴):

مرزا صاحب نے ڈاکٹر عبدالحکیم کا فوت ہونا قرار دیا تھا کہ عبدالحکیم میری زندگی میں فوت ہوگا، چنانچہ یہ مقابل کی روحانی کشتی تھی۔ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے اپنا الہام شائع کیا کہ مرزا مسرف ہے، کذاب ہے اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اسکی میعاد تین سال بتلائی۔ (دیکھو اعلان الحق صفحہ ۴)۔ اس کے مقابل مرزا صاحب نے اپنا الہام شائع کیا: ''صبر کر خدا تیرے دشمن کو ہلاک کرے گا''۔ خدا کی قدرت مرزا صاحب فوت ہوئے اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب اب تک زندہ ہیں۔

ناظرین! مرزا صاحب اپنے ہی معیاروں سے کاذب ثابت ہوتے ہیں۔ اب ہم چند دلائل نقلی و عقلی ذیل میں درج کرتے ہیں جو مرزا کی نبوت کا بطلان کرتے ہیں:

۱..... نبی کا کوئی استاذ نہیں ہوتا اور نہ اس کو تعلیم ظاہری طور پر دی جاتی ہے۔ نبی و رسول کو تعلیم بذریعہ جبرائیل علیہ السلام دی جاتی ہے، جیسا کہ بخاری میں رسول اللہ ﷺ کی حقیقت درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ غار حرا میں کچھ تھوڑا توشہ لے کر جاتے اور اللہ کی عبادت کرتے اور جب توشہ ختم ہو جاتا تو پھر آتے اور توشہ لاتے۔ یہاں تک آئے حضرت کے پاس جبرائیل علیہ السلام اور کہا کہ پڑھو، حضرت ﷺ نے جواب دیا کہ ''میں نہیں پڑھتا''۔ پھر پکڑا فرشتے نے حضرت ﷺ کو، یہاں تک کہ آپ کو تکلیف ہوئی، پھر چھوڑ دیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے پھر کہا کہ پڑھو، پھر حضرت ﷺ نے وہی جواب دیا۔ اسی طرح تین مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کو بھینچا۔ اور یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام

کا واسطہ تھا جس کے بعد آپ ﷺ تلاوت فرمائی۔ حدیث بہت طویل ہے صرف اس جگہ اس قدر مطلب تھا کہ وحی بذریعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کو ہوئی ہے۔ اور خوابوں اور الہاموں اور کشفوں سے اعلیٰ اصفی یقینی ہوتی ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ فرشتہ ہوتی ہے اور یہ خاصہ انبیاء علیہم السلام ہے اور یہ وحی رسالت بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے مسدود ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ''مکاشفۃ القلوب'' کے باب ۱۱۱ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ اے محمد ﷺ یہ میرا زمین پر آنا آخری دفعہ کا آنا ہے، اب وحی بند ہوگئی ہے۔ اب مجھے دنیا میں آنے کی ضرورت نہیں رہی۔ آپ ﷺ کے واسطے میرا آنا ہوا کرتا تھا، اب میں اپنی جگہ لازم و قائم رہوں گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے جنازہ پاک پر کھڑے ہو کر درود پڑھنے لگے اور رونے لگے کہ 'یا رسول اللہ آپ ﷺ کے وصال سے وہ بات منقطع ہوگئی جو کسی نبی اور رسول کے وصال سے منقطع نہ ہوئی تھی یعنی وحی الٰہی''۔

پس جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد وحی کا دعویٰ کرے، کاذب ہے۔ چونکہ مرزا صاحب نے اُستاد سے تعلیم پائی اور عربی فارسی تحصیل کی اس لئے نبی و مرسل نہیں ہو سکتے۔

۲..... رسول شاعر نہیں ہوتے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے دیکھو سورۃ الحاقۃ، پارہ ۲۹: ﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ط قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ط قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ ترجمہ: یہ نہیں کہا کسی شاعر نے کہ تم کم یقین کرتے ہو اور نہ کہا ہے کسی کاہن کا کہ تھوڑا دھیان کرتے ہو۔ اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ شاعر و کاہن نبی و رسول نہیں ہوتا۔ اور مرزا صاحب شاعر تھے اور شاعر بھی ایسے کہ کوئی بات

مبالغہ اور غلو سے خالی نہیں اور استعارہ اور مجاز سے پاک نہیں۔ شاعرانہ لفاظی اور انشاء پردازی سے حضرت عیسیٰ کی وفات کا قصہ دو ہزار برس کے بعد کیسا طبع زاد بنالیا۔ اور اس کو کشمیر میں لاکر دفن کیا۔ اور آسمانی کتابوں کے خلاف من گھڑت قصہ بنانے میں الف لیلہ و بہار دانش والوں کے کان کُتر گئے۔ اسی واسطے شاعری نبوت کے منافی ہے' کیونکہ شاعر کا اعتبار نہیں ہوتا اور کیونکہ اسے رات دن جھوٹ سے کام ہے۔ ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ ترجمہ: ''نہ ہم نے اسکو شعر سکھایا ہے اور نہ اس کو لائق ہے''۔

اب ہم ناظرین کی خاطر مرزا صاحب کی عبارت نقل کرتے ہیں جس میں ذرہ بھی سچ نہیں بلکہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کی کسی دس (۱۰) سطر میں ایک حصہ شاید سچ ہو:

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۵: ''ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کیلئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا۔ جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے اوپر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا۔ اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا' بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اُس کی ٹوپی پر گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک وقت تھا' ایک

سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کیونکہ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا۔ مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کرسکتا۔ اسی طرح خدا نیست سے ہست کرسکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سنایا اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبداللہ جو ایک رؤیت کا گواہ ہے۔ اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اُس کے پاس موجود ہے''۔

ناظرین! ایسی بات بنالینے والا نبی ہوسکتا ہے کہ ایک ذرا سی بات سے ایک اپنا نشان کرامت و معجزہ بنالیا۔ کسی شخص نے اپنی دوات دھو کر پھینکی اور چند قطرے مرزا صاحب کے کرتے پر پڑ گئے۔ جس پر مذکورہ بالا نشان تصنیف کرلیا' مگر یہ نہ سمجھے کہ ایسی نامعقول بات بنانے میں اپنے کل دعاوی کی بیخ کنی کر رہا ہوں۔

(۱)..... خدا تعالیٰ کو کسی نبی و رسول و بشر نے آج تک تمثیلی صورت میں قلم دوات لئے ہوئے نہیں دیکھا اس لئے کہ لیس کمثلہ شیء کے برخلاف ہے۔ جو جو محسوس نہیں ہو سکتا اُس کی تمثیل کیسی؟

(۲)..... خدا تعالیٰ مرزا صاحب کے پاس خود قلم دوات لے کر آیا' یا مرزا صاحب خود اس جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر خدا کے پاس گئے۔ دونوں صورتوں میں مقدمہ باطل ہے۔ نہ خدا کے پاس قلم دوات کا ہونا ممکن ہے اور نہ جسم خاکی کے ساتھ میاں عبداللہ کا آسمان پر جانا ممکن' کیونکہ میاں عبداللہ کی ٹوپی پر بھی سرخی کے چھینٹے پڑے تھے۔

(۳)..... میاں عبداللہ کی ٹوپی پر جو نشان سرخی کے پڑے' کیا وہ بھی خدا تعالیٰ کے پاس آپ کے ہمراہ تھے کہ سرخی کے چھینٹے اُس کی ٹوپی پر پڑے۔

(۴)...... جب کرتہ جس پر چھینٹے پڑے، موجود ہے تو وہ کاغذ جس پر خدا صاحب کے دستخط تھے، وہ کس کے پاس ہے اور مرزا صاحب کی تحریر اور خدا صاحب کی منظوری کے موافق ایک پیشگوئی بھی کیوں پوری نہ ہوئی۔

(۵)...... خدا تعالیٰ کے پاس سرخی کی دوات کس کارخانہ کی بنی ہوئی تھی؟ اگر روحانی تھی تو سرخی کے چھینٹے باطل اور اگر جسمانی تھی تو تجسم خدا باطل۔

(۶)...... پیشگوئیاں الہام الٰہی کے مطابق کی جاتی ہیں۔ یعنی خدا خبر دیتا ہے کہ ایسا امر ہونے والا ہے نہ کہ نبی و رسول خدا کو کہتا ہے کہ ایسا کردو۔ اور پھر ان کا خدا بھی ایسا بدھو کہ بغیر سوچے سمجھے صرف سرشتہ دار کے کہنے سے دستخط کردے۔

(۷)...... اگر مرزا صاحب کی خواہش کے مطابق خدا تعالیٰ منظوری دیتا تو مرزا صاحب کے دشمنوں کو فوراً ہلاک کر دیتا۔ سب سے پہلے مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی ثناء اللہ صاحب، ملا محمد بخش، پیر مہر علی شاہ وغیرہ سب کو نابود کرتا۔ بلکہ سوا مرزا صاحب کے مریدوں کے کوئی آریہ، دہریہ، سکھ، عیسائی اور مسلمان غیر احمدی ہرگز زندہ نہ رہتا۔ مگر گنجے کو خدا ناخن نہیں دیتا، مثل مشہور ہے۔ وہ رب العالمین ہے۔

(۸)...... اب مرزا صاحب کے علوم جدیدہ فلسفہ و سائنس و قانون قدرت و محالات عقلی کہاں گئے؟ جو رفع عیسیٰ علیہ السلام پر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بیوقوفوں کا کام ہے کہ کہتے ہیں اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ قادر تو بیشک ہے مگر خلاف قانون قدرت نہیں کرتا۔ اب خدا تعالیٰ خلاف قانون قدرت قلم دوات لے کر مرزا صاحب کے پاس کس طرح آیا؟ یا مرزا صاحب بجسد عنصری بمعہ لباس خاکی کس طرح خدا کے پاس کرتہ پر چھینٹے ڈلوانے جا پہنچے اور کرۂ زمہریر سے کیسے گزر گئے۔ اگر کہو کہ روحانی طور پر کشفی حالت میں گئے۔ تو پھر دوات

و سرخی بھی کشفی خیالی ہوئی۔ جب خیالی ہوئی تو خیالی اشیاء حقیقی کبھی نہیں ہوسکتیں۔ تو سرخی کے چھینٹے کرتہ پر غلط بیانی ہوئی اور نبی کی شان سے بعید ہے کہ غلط بیانی کرے۔

(۹)...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی پر نظیر کے نہ ہونے کے باعث انکار کرتے تھے، چونکہ نظیر نہیں، پس یہ عقیدہ باطل ہے کہ عیسیٰ اس جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھایا گیا۔ اب مرزا صاحب خود بھی نظیر بتائیں کہ کس شخص کو از آدم تا وقت مرزا صاحب، اللہ تعالیٰ کی زیارت ایک جج یا منشی کی شکل میں متمثل نظر آئی اور اُس نے اپنی پیشگوئیوں کے کاغذ پر دستخط کرائے اور اُس کے کرتہ پر سرخی کے چھینٹے پڑے تھے اگر کوئی نظیر نہیں تو یہ بھی باطل ہے کہ مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور یہ کشف بھی ایسا ہی باطل ہے جیسا کہ مرزا صاحب کو کشف ہوا تھا کہ میں نے زمین و آسمان بنائے۔ اور میں اس کے خلق پر قادر تھا۔

(۱۰)...... نبی کے مقابلہ پر جو لوگ ہوں ان کو ترقی نہیں ہوتی جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے وقت محمدیوں کو ترقی ہوتی تھی اور کفار کو کمی۔ مگر مرزا صاحب کے مقابلہ پر آریوں، سکھوں برہموں، عیسائیوں، سناتن دھرمیوں، یہودیوں وغیرہ سب غیر اسلامی قوموں نے وہ وہ ترقیاں کیں کہ مرزا کو ہرگز اس کا عشر عشیر بھی نصیب نہ ہوا۔ صرف جہلاء مسلمانوں کو اپنے دام میں لا کر پیری مریدی کی دوکان کے ذریعہ قلیل جماعت بنالی اور ناکامیاب دنیا سے چل دیئے۔ جس سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب بھی دوسرے کذابوں کی طرح قلیل جماعت چھوڑ کر چلدیئے۔ سچا نبی اپنی زندگی میں ہی تمام عرب زیر نگین کر کے شام تک پہنچ چکا تھا۔

(۱۱)...... حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی جس جگہ فوت ہوتا ہے اُسی جگہ دفن ہوتا ہے۔ دیکھو کنز العمال، جلد ۶، صفحہ ۱۱۹: ”**ما توفی اللہ عزوجل نبیًا قط الا دفن حیث یقبض روحه** (رواه ابن سعد عن ابی ملیکة مرسلا) ترجمہ: ”ابن سعد نے ابی ملیکہ سے

روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل جب کسی نبی کو وفات دے تو وہ اس جگہ دفن کیا جائے گا، جہاں اُس کی روح قبض کی گئی''۔

دوسری حدیث: ما قبض اللہ تعالیٰ نبیا الا فی موضع الذی یحب أن یدفن فیه (رواہ الترمذی عن ابی بکر) ترجمہ: ترمذی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو قبض نہیں کیا مگر اس جگہ میں جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتا ہے۔

(کنز العمال، جلد ۶، صفحہ ۱۱۵)

تیسری حدیث: لم یقبر نبیا الا حیث یموت (رواہ احمد عن ابی بکر) ترجمہ: احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ کسی نبی کی قبر بجز اُس جگہ کے جہاں وہ فوت ہوا اور کہیں نہیں بنائی گئی۔ (دیکھو کنز العمال، جلد ۶)

ناظرین! ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نبی نہ تھے، اگر نبی ہوتے تو قادیان میں فوت ہوتے جس جگہ وہ دفن ہونا پسند کرتے تھے اور اسی وجہ سے قادیان سے باہر نہ جاتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ غالب قدرت والا ہے۔ موت کے وقت مرزا صاحب کو لاہور لے آیا تا کہ اس کی نبوت کا دعویٰ سچا نہ ہو۔ اور لاہور میں ہی اس کی روح قبض ہو۔ پس مرزا صاحب نے صبح لاہور میں لیکچر دینا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ خود اچانک آ پکڑا اور وہ ہیضہ کی بیماری سے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ۱۰ بجے دن کے فوت ہوئے اور قادیان ضلع گورداسپور میں مدفون ہوئے۔ پس ان حدیثوں سے مرزا صاحب کا دعویٰ سچا نہیں تھا، اگر سچا دعویٰ نبوت ہوتا تو اور نبیوں کی طرح اس جگہ فوت ہوتے جہاں دفن ہوئے، نہ کہ لاہور میں مرتے اور قادیان میں مدفون ہوتے۔

معیار صداقت پنجم (۵):

سب نبیوں کی تعلیم شرک سے پاک ہوتی ہے۔ اور سب نبیوں کی ایک ہی غرض ہوتی ہے یعنی توحید باری تعالیٰ۔ اور توحید یہ ہے کہ ایک خدا کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ کیا جائے اور نہ خود نبی خدا کی کسی صفت میں شریک ہو۔ مگر مرزا صاحب کی تعلیم اس کے برخلاف ہے وھو ھذا:

۱..... دیکھو کشف مرزا صاحب کتاب البریہ، صفحہ ۷۹ میں مرزا لکھتے ہیں: ''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں''۔ یہ شرک بالذات ہے۔

۲..... اسی صفحہ پر آگے لکھتے ہیں: ''اور اس حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب وتفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اُس کے خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا "انا زینا السّمآء الدنیا بمصابیح" پھر میں نے کہا ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے...... (الخ) ناظرین یہ شرک بالصفات ہے۔

۳..... عملی طور پر اپنی تصویر بنوائی اور تقسیم کی، حالانکہ نبی کا کام بت پرستی مٹانا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اسی غرض کے واسطے مبعوث ہوئے تھے اور اسلام اس بت پرستی سے پاک تھا۔

الہامات مرزا صاحب

۱..... انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی تو مجھ سے بمنزلہ میری توحید وتفرید کے ہے۔ (دیکھو انجام آتھم، صفحہ ۲، وحقیقۃ الوحی ۸۶)

۲......**انت منی و انا منک** تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ (دافع بلاء صفحہ ۸)

۳......**انت اسمی الاعلیٰ** ترجمہ: تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔ (اربعین نمبر۳، صفحہ ۳۴)

۴......**انت منی بمنزلة ولدی** ترجمہ: تو مجھ سے بمنزلہ میرے بیٹے سے ہے۔

(حقیقۃ الوحی، صفحہ ۸۶)

۵......**انت من مآء نا وھم من فتل** تو ہمارے پانی سے ہے اور لوگ خشکی سے۔

(اربعین نمبر۳، صفحہ ۳۴)

۶......**انت منی بمنزلة اولادی** تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے۔

(الحکم جلد۴ مورخہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۰ء)

۷......**انما امرک اذا اردت شیئا ان یقول له کن فیکون** ترجمہ: تیرا یہ مرتبہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے اور صرف اس قدر کہہ دے کہ ہو جا' وہ ہو جائیگی۔

ناظرین! بغرض اختصار اسی پر کفایت کرتا ہوں ڈر ہے کہ کتاب طول نہ ہو جائے۔ اب خود سوچ لیں کہ جس شخص کی اپنی تحریر مبالغہ آمیز اور جھوٹ ہو اور اُس کے الہامات شرک وکفر ہوں اور کشف اس کو خدا بنا دیں اور ناچیز انسان کو خالق زمین وآسمان بنا دیں وہ شخص نبی ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے رسولوں کو اپنی کلام سے تین طریق پر اطلاع دیتا ہے۔ وحی، کشف والہام۔ پس جس کا کشف شرک ہو، الہام کفر وشرک ہوں' منام یعنی خواب جھوٹے ہوں جس کی بنا پر پیش گوئیاں کرتا ہو تو وہ نبی نہیں ہوسکتا۔

معیار صداقت ششم (۶):

نبی اپنے ارادے میں ناکامیاب نہیں رہتا۔ کیونکہ خدا اُس کی مدد میں ہوتا ہے مرزا صاحب محمدی بیگم کی بابت بہت خواہش کرتے رہے اور آسمان پر نکاح بھی پڑھا گیا۔ اور مرزا صاحب نے خود بھی خطوں اور ترغیب وترہیب سے کوئی کوشش باقی نہ رکھی بلکہ اس

پیشگوئی کو معیار صداقت اسلام بھی قرار دیا کہ شاید اسلام کی حقانیت کی وجہ سے ہی کام نکل آئے مگر کچھ نہ ہوا۔ بلکہ مرزا صاحب نے تاویلات باطلہ کر کے جگت ہنسائی اپنے اوپر کرائی اور تاویل یہ کی کہ پیشگوئی سچی ہوگی کیونکہ محمدی بیگم کا باپ مرگیا۔ کیا خوب! شادی ونکاح تو محمدی بیگم سے ہونا تھا اور پیشگوئی احمد بیگ کے مرنے سے پوری ہوگی۔ جس شخص کی عقل ایسی ہے کہ موت اور مرگ کو شادی ونکاح سمجھتا ہے اور جنازہ کو ڈولی جانتا ہے اس سے کیا بحث ہوسکتی ہے۔ احمد بیگ کے گھر سے مرزا صاحب نے محمدی بیگم کی ڈولی لانی تھی مگر نکلا جنازہ اس کے باپ کا اور مرزا صاحب پیشگوئی سچی کہے جاتے تھے اور خوش فہم مرزائی امنا وصدقنا کہے جاتے ہیں ع

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما   چیست یارانِ طریقت اندریں تدبیر ما

معیار صداقت ہفتم (۷):

نبی اپنے آپ کو امتی نہیں کہتا۔ مرزا صاحب اجتماع نقیضین کرتے ہیں کہ امتی بھی ہوں اور صاحب وحی بھی ہوں۔ یہی دلیل مرزا صاحب کے نبی نہ ہونے کی ہے کہ اپنے دعویٰ میں اپنی کمزوری ظاہر کرتے ہیں۔ جب وحی کا دعویٰ ہے اور یہی علامت نبی ورسول کی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾ یعنی ''اے محمد ﷺ ان کو کہہ دو کہ میں بھی تمہاری مانند انسان ہوں۔ صرف فرق یہ ہے کہ میں وحی کیا جاتا ہوں''۔ یعنی مجھ پر بذریعہ جبرئیل وحی خدا کی طرف سے آتی ہے اور تم پر نہیں آتی۔ پس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ فرق کرنے والی درمیان امتی ورسول کے وحی ہے۔ جب ایک شخص وحی کا مدعی ہے تو پھر وہ رسول کیوں نہیں' امتی کیوں ہے؟ جب مابہ امتیاز یعنی وحی میں نبی ورسول کا شریک ہے تو نبی ورسول ہے پھر کس کا ڈر ہے؟ مگر مرزا

صاحب کو ڈر اس بات کا ہے کہ مسلمان ناراض ہو کر چندے دینے بند کر دیں گے تو پھر گذارہ کہاں سے ہوگا۔ اس واسطے ساتھ ساتھ امتی امتی بھی ہانکے جاتے ہیں مگر ان کو معلوم نہیں کہ عقلاء کے نزدیک جب ایک شخص دو متضاد دعویٰ کرتا ہے تو دونوں میں جھوٹا ہوتا ہے۔ جب کہے میں امتی ہوں تو اسکی تردید دعویٰ نبوت کر دے گا اور نبوت کا دعویٰ کرے گا تو امتی ہونے کا دعویٰ نبوت کی تردید کرے گا۔ پس دونوں میں جھوٹا ہوگا۔

معیار صداقت ہشتم (۸):

نبی اپنے دعویٰ میں مضبوط اور پکا ہوتا ہے۔ کبھی کسی کے رعب میں نہیں آتا' مگر مرزا صاحب مسلمانوں سے ڈر کر اور رعب میں آکر فرماتے ہیں مصرعہ

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب

پھر فرماتے ہیں: ''اب کوئی ایسی وحی یا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا۔ جو احکام فرقانی کی ترمیم وتنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مسلمین میں سے خارج ہے''۔

''حضرت مصطفی ختم المرسلین ﷺ کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب کافر جانتا ہوں''۔ (اشتہار مورخہ ۲ راکتوبر ۱۸۹۰ء مقام دہلی)

ناظرین! اب مرزا صاحب کا ''دافع البلاء'' میں فرمانا کہ ''سچا خدا ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا جو مجھ کو نہیں مانتا وہ کافر ہے، جہنمی ہے اور جو میری بیعت نہ کرے اُس کی نجات نہ ہوگی۔ میں رسول اور نبی حلل الانبیاء ہوں''۔ کونسا صحیح سمجھیں اور کونسا غلط۔ ہر حال جو پہلا امر قرآن اور حدیث کے موافق ہے' یعنی محمد ﷺ کے بعد جو دعویٰ نبوت کرے، کافر ہے وہی درست ہے اور مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت غلط ہے۔

معیار صداقت نہم (۹):

نبی کو خدا تعالیٰ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں معجزہ عنایت کرتا ہے تاکہ عوام پر اسکو فضیلت وتفوق ہو۔ مرزا صاحب کو کوئی معجزہ خدا نے نہیں دیا۔ صرف جفاروں، رمالوں، کاہنوں اور جوتشیوں کی طرح پیشگوئیاں پر زور ڈالا ہوا تھا کہ فلاں مرجائے گا اگر شادی کی تو اولاد ہوگی۔ کسی کو ''وی پی'' بھیجا یا چندہ کا اشتہار یا منی آرڈروں کے آنے کی پیشگوئی کر دی۔ چند خواب بذریعہ تاویلات باطلہ وتعبیر نامہ سچے کر لئے۔ جس امر میں دوسرے لوگ بھی اُس کے ساتھ شریک ہیں۔ پس یہ معجزہ نہیں اور نہ کوئی خرق عادت ہے اور نہ مرزا صاحب سے کوئی خرق عادت ظہور میں آئی۔ بلکہ وہ خود خرق عادت بلکہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بھی انکار کرتے رہے کہ خلاف قانون قدرت نہیں ہوسکتا۔

معیار صداقت دہم (۱۰):

نبی اپنے دعویٰ کی بنیاد کسی نبی کی وفات پر نہیں رکھتا۔ مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ کی بنیاد وفات مسیح پر رکھی ہوئی تھی کہ اگر عیسیٰ ابن مریم زندہ ہے تو میں نبی ورسول نہیں اور اگر مردہ ثابت کردوں تو نبی ہوں۔ اس واسطے بھی مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت سچا نہیں تھا۔

معیار صداقت یازدہم (۱۱):

مرزائی صاحبان وفات مسیح کے دلائل میں کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) برس کی از روئے حدیث ہے' چونکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی عمر تریسٹھ (۶۳) برس کی تھی اور حدیث میں ہے ''نبی اپنے پہلے نبی سے نصف عمر پاتا ہے''۔ تو اس دلیل سے مرزا صاحب کا دعویٰ جھوٹا ہوتا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب سے سابق نبی محمد رسول

اللہ ﷺ کی عمر تریسٹھ (۶۳) برس کی ہوئی تھی تو مرزا صاحب کی عمر صرف بتیس (۳۲) برس کی ہونی چاہیے تھی۔ مگر مرزا صاحب کی عمر تو آنحضرت ﷺ سے بھی بڑھ گئی۔ جس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نبی نہ تھے۔

معیار صداقت دوازدہم (۱۲):

تمام نبی ہجرت کرتے رہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی ہجرت کی۔ مگر مرزا صاحب تمام عمر قادیان سے نہیں نکلے۔ پس یہ امر بھی ان کی نبوت کے منافی ہے۔

معیار صداقت سیزدہم (۱۳):

اوّل: جس شہر اور ملک میں نبی ہو وہاں عذاب الٰہی نازل نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے: ﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾ یعنی (شایان خدا نہیں ہے کہ عذاب کرے ان لوگوں کو جن میں تو ہو)۔ مرزا صاحب خود اقرار کرتے ہیں کہ طاعون عذاب الٰہی ہے اور میرے منکروں کے واسطے ہے اور قادیان اس سے محفوظ رہے گی مگر قادیان میں بھی طاعون پڑی جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔

دوم: اگر طاعون مسیح موعود کے دعویٰ کے ثبوت میں تھی تو مسیح موعود کے مدمقابل فتنہ عیسائیت ہے اور مسیح موعود کسر صلیب کیلئے آتا ہے تو اگر مرزا صاحب مسیح موعود ہوتے اور طاعون ان کے دشمنوں کے واسطے آئی ہوتی تو عیسائیوں میں طاعون پڑتی' نہ کہ اُلٹا مسلمانوں اور دیگر دیسی اقوام کو تباہ کرتی اور انگریزوں اور عیسائیوں سے ایک بھی طاعون سے نہ مرتا۔ جس سے ثابت ہوا کہ طاعون جیسا کہ پہلے زمانوں میں پڑتی رہی اب بھی پڑی اور مسیح موعود کا نشان نہیں۔ ۱۳۴۸ء میں انگلستان میں ایڈورڈ سوم کے عہد میں طاعون پڑی۔ اُس وقت کون مسیح موعود تھا۔ پھر ۱۶۶۵ء کو اسی ملک میں پڑی۔ پھر ہندوستان میں جہانگیر

بادشاہ کے وقت پڑی وہ کس مسیح موعود کی خاطر پڑی۔ ۱۰۳۰ء میں انسان کا گوشت پکایا گیا اور فروخت ہوا۔ ۱۴۵۸ء میں ایسا قحط پڑا کہ لندن کے ۱۵ہزار باشندے بھوک سے مر گئے۔ ۱۳۴۸ء کی وباء میں جو مشرق سے اٹھی اس سے فرانس کی ایک ثلث آبادی ضائع ہوگئی۔

ناظرین! غور فرماویں کہ اتنے اتنے حادثات جو پہلے زمانوں میں آتے رہے تب کون کون مدعی نبوت ہوا۔ جب کوئی نہیں تو یہ غلط ہوا کہ طاعون مرزا صاحب کی صداقت کا نشان تھا۔

معیار صداقت چہاردہم (۱۴):

نبی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ مرزا صاحب نے ''براہین احمدیہ'' کے بارہ میں وعدہ خلافی کی کہ لوگوں سے تین سو جز اور تین سو دلیل کا وصول کیا اور آخر کتاب نہ شائع کی۔ بلکہ دراصل کوئی کتاب نہ تھی ورنہ ایک کتاب تین سو جز لکھی ہوتی تو ضرور شائع ہوتی۔ اور لوگوں کا روپیہ اپنی ذاتی اغراض کے پورا کرنے کے واسطے خرچ کیا۔ ''براہین احمدیہ'' کا کچھ حصہ نکالا بھی مگر ''سراج منیر'' کی قیمت تو بالکل ہی بلا معاوضہ ہضم کر لی۔

معیار صداقت پانزدہم (۱۵):

نبی کا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ایک طرف تو انگریزوں کو دجال اور اپنے آپ کو اس کا قاتل قرار دیتے رہے۔ اور ایک طرف ان کی ایسی تعریف کرتے رہے' **دیکھو رسالہ دعوت قوم' صفحہ ۴۷:** ''دجال اکبر پادری لوگ ہیں اور یہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور مسیح موعود کا کام اُن کو قتل کرنا ہے'' ...... (الخ)

دیکھو حاشیہ ازالہ اوہام' صفحہ ۹۷: ''کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں۔ ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب۔ تب

میں نے اس شخص کو جو زمین پر بٹھایا ہوا تھا مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے...... (الخ)۔ **دیکھو انجام آتھم، صفحہ ۱۴:** ''مریم کا بیٹا کشیلا کے بیٹے یعنی رام چندر سے کچھ زیادت نہیں رکھتا''۔

دیکھو انجام آتھم صفحہ ۷: ''حضرت مسیح کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے کچھ نہ تھا''۔

اب ظاہر ہے کہ مرزا صاحب جس قوم کے نبی کی یہ عزت کرتے ہیں اور ان کے راہبران دین کو دجال اکبر جانتے ہیں ان کی مرزا صاحب کے دل میں ہرگز عزت نہیں بلکہ اس قوم کو اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ مگر خوشامد سے اوپر کے دل سے کیا فرماتے ہیں، **دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۳۲، ازالہ اوہام، مصنفہ مرزا صاحب:** ''ابر رحمت کی طرح ہمارے لئے انگریزی سلطنت کو دور سے لایا (خدا تعالیٰ) اور تلخی اور مرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آ کر ہم بھول گئے۔ اور ہم پر اور ہماری ذریت پر فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گذار رہیں...... (الخ)

''ضرورۃ الامام'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''امام زمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے۔ اور مجھے خبر کر دی گئی ہے کہ جو شہرت سے میرے مقابل کھڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا''۔

ناظرین! یہ ہے منافقانہ عبارت۔ جب پادری لوگ اور انگریز دجال ہیں اور مرزا صاحب مسیح موعود اور خدا تعالیٰ ان کی مدد میں تیز تلوار لے کر کھڑا ہے تو تیز تلوار سے اُن کو قتل کرے۔ خدائی تلوار ہو اور تیز بھی ہو اور کاٹا ایک بھی نہ جائے۔ صرف ڈر سے بجائے کاٹنے کے ذلیل و شرمندہ کیا جائے گا۔

''ستارہ قیصریہ'' و ''تحفہ قیصریہ'' میں لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''پچاس ہزار سے زیادہ کتابیں اور اشتہارات چھپوا کر میں نے اس ملک و بلادِ اسلامیہ تمام ملکوں میں یہاں تک کہ اسلام کے مقدس شہروں مکہ، مدینہ، روم، قسطنطنیہ، بلاد شام، مصر اور کابل افغانستان جہاں تک ممکن تھا شائع کئے۔ تیرے رحم کے سلسلے نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ جس پر تیری (ملکہ معظمہ) ہیں''۔

دو عیب و غلطیاں

''دو عیب و غلطیاں مسلمانوں میں ہیں ایک تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا رکن سمجھتی ہیں۔ دوسرا خونی مہدی و خونی مسیح کے منتظر ہیں''۔

''ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو انجیل میں بزرگ کہا گیا نعوذ باللہ لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں''۔

ناظرین! کس قدر تملق و جھوٹی خوشامد ہے ایک جگہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھلا مانس بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ''ایسے چال چلن کے آدمی کو ایک بھلا مانس بھی نہیں کہہ سکتے چہ جائیکہ نبی مانا جائے''۔ (دیکھو انجام آتھم)۔ اور اس جگہ ''مقدس بزرگ''۔ ایک جگہ انگریزی قوم کو ''رحمت الٰہی'' فرماتے تو دوسری جگہ ''دجال اکبر''۔ اکثر مرزائی دھوکہ دیتے ہیں کہ انگریز دجال نہیں صرف پادری دجال ہیں یہ ایسی نامعقول بات ہے کہ ایک شخص (نعوذ باللہ) رسول مقبول ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و علماء امت کی ہتک کرے اور بادشاہ اسلام کی تعریف کرے۔ کیونکہ اُس کا ماتحت امن سے رہتا ہے۔ مگر دل میں اُس کو دجال و دشمن سمجھتا ہے۔ تو کیا وہ شخص مسلمانوں کا دوست اور دلی خیر خواہ سمجھا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ پس جب مرزا صاحب سرکار برطانیہ کے پیغمبر و نبی کی تو ہتک کریں اور اُنکے علماء اور پیشوایان دین کو دجال

کہیں اور اپنے آپ کو ان کا مدمقابل وقاتل وقلع قمع کرنیوالا بتائیں۔ مگر قانون کے شکنجہ سے ڈر کر اگر تعریف کر دیں تو یہ نفاق نہیں تو اور کیا ہے؟ اور یہ گورنمنٹ کی فیاضی اور عالی حوصلگی اور دنیاوی نظام سلطنت اور بے تعصبی ہے کہ ظاہر طور پر وہ ایسے دریدہ ذہنی کا کچھ جواب نہیں لیتی۔ مگر دل سے کبھی ایسے شخص کو وفادار نہیں سمجھ سکتی۔

معیار صداقت شانزدہم (۱۶):

نبی راست باز اور سچا ہوتا ہے مگر مرزا صاحب کی تحریر میں اکثر خلاف واقعہ اور جھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ انشاء پردازی اور شاعرانہ لفاظی اور طول طویل عبارت کی ایسی دھواں دھار گھٹا سے اپنے مدعا ثابت کرنے کے واسطے بالکل جھوٹ لکھ دیتے ہیں۔ اور مطلب کے واسطے جھٹ لکھ دیتے ہیں کہ تمام اہل اسلام کا بھی یہی مذہب اور عقیدہ ہے دیکھو ذیل کی عبارت:

۱...... یہ غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا۔ اور جب عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا۔ اور اسلام کے حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہ کرے گا۔ آپ کی ختم نبوت کی مہر توڑ دیگا۔ اور آپ کی فضیلت 'خاتم الانبیاء' ہونے کی چھین لے گا۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی' صفحہ ۲۹)

۲...... ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۴۲' احادیث صحیح مسلم وبخاری بالاتفاق ظاہر کر رہی ہیں کہ دراصل ابن صیاد ہی دجال معہود تھا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ صحابی کے روبرو آنحضرت ﷺ قسم کھا رہے ہیں کہ درحقیقت دجال ابن صیاد ہی ہے۔ اور خود آنحضرت

ﷺ بھی اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ درحقیقت ابن صیاد ہی دجال معہود ہے۔

۳...... ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۰' میں نے کوئی ایسے اجنبی معنی نہیں کئے جو مخالف اُن معنوں کے ہوں' جن پر صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین کا اجماع نہ ہو۔ اکثر صحابہ مسیح کا فوت ہو جانا مانتے رہے...... (الخ)

ناظرین! اب ہم ہر ایک کا جھوٹ وبہتان ہونا ثابت کرتے ہیں:

۱...... تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح بعد نزول شریعت محمدی کے پابند ہونگے۔ اور حدیث میں ہے جس کو مرزا صاحب نے خود کئی جگہ اپنی تصانیف میں قبول کیا ہے کہ حضرت مسیح کا فرض کسر صلیب وقتل خنزیر ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت کو باطل کریگا اور خنزیر کا کھانا حرام قرار دے گا۔ ہم ناظرین کی تسلی کے واسطے صحیح بخاری کی اصل حدیث بھی نقل کرتے ہیں تاکہ مرزا صاحب کی راستبازی معلوم ہو کہ کس طرح حضرت مسیح پر شراب خوری اور خنزیر خوری کا الزام لگایا۔ حالانکہ مسلمانوں کی کسی کتاب میں بھی نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول' اسلام کے برخلاف عیسائیت پھیلا دینگے اور شریعت محمدی کے برخلاف تعلیم دیں گے یا عمل کریں گے مگر مرزا صاحب نے تمام جھوٹ اپنے پاس سے تراش لیا۔

دیکھو ''صحیح بخاری'' صفحہ ۴۴۰: **والذی نفسی بیدہ لیوشکن أن ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة.** ترجمہ: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ قدرت میں میری جان ہے۔ قریب ہے کہ نازل ہونگے تم میں بیٹے مریم علیہما السلام کے حاکم عادل' پس توڑ ینگے صلیب اور قتل کریں گے خنزیر اور موقوف کرینگے جزیہ اہلِ ذمہ سے''۔

اس حدیث سے تین امور ثابت ہوتے ہیں ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حاکم

عادل ہونا۔ دوسرا عیسائیت کے برخلاف ہونا۔ تیسرا جزیہ کا موقوف کرنا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے یہ کس طرح کہہ دیا کہ مسیح بعد نزول بجائے اسلام کے عیسائیت پر عمل کرے گا۔ اور اسلام کے حلال و حرام کا کچھ خیال نہ کریگا۔ اور (معاذ اللہ) شراب پئے گا اور سور کا گوشت کھائیگا۔ اور کیونکر ہوسکتا ہے کہ جو صلیب کے توڑنے کے واسطے آئے صلیب پرستی کرے۔ اور خنزیر کو قتل کرنے آئے یعنی اسکا کھانا موقوف کرانے آئے وہ خود کھائے اس بات پر عیسائی اور مسلمان دونوں متفق ہیں کہ ابن مریم علیہما السلام کا دوبارہ نزول جلال کے ساتھ ہوگا۔ صاف معنی ہیں کہ اس وقت جنگ ضرور ہوگا یعنی حرب کا وضع کرنا مگر بزدلوں اور نامردوں کے نزدیک وضع حرب ناحق خون ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کے کرنے والوں کو خونی لقب دیتے ہیں جب امام خود سور کا گوشت کھائے تو دوسروں کو کبھی منع نہیں کرسکتا۔ پس یہ بہتان مرزا صاحب کا خود تراشیدہ ہے جو کہ نبی کی شان سے بعید ہے۔ پس مرزا صاحب نبی نہ تھے۔

اور بہتان مرزا صاحب نے یہ تراشا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ابن صیاد کو تصدیق کیا ہے' حالانکہ یہ غلط ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے تو عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ابن صیاد دجال نہیں کیونکہ دجال کا قاتل عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مریم علیہما السلام کے' نبی اللہ ہیں۔ جس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں وہ بعد نزول دجال کو قتل کرے گا۔ مگر مرزا صاحب کی راستبازی دیکھئے کہ جھوٹ لکھ مارا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے تصدیق کی کہ درحقیقت دجال ابن صیاد ہے۔

تیسرا جھوٹ مرزا صاحب کا: ''اس پر اجماع امت ہے کہ مسیح فوت ہوگیا'' حالانکہ یہ بالکل سفید جھوٹ ہے۔ جب محمد رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا کہ ان عیسیٰ لم

یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ یعنی ''عیسیٰ نہیں مرے اور وہ تم میں واپس آنے والا ہے قیامت سے پہلے''۔ اور چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو دجال کا قاتل نہیں ہے' اسکا قاتل عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہے جو بعد نزول اسکو قتل کرے گا' تو اس وقت اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ عیسیٰ علیہ السلام تو مر چکے ہیں اور جو مر جائے دوبارہ دنیا میں نہیں آتا تو وہ ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کرتے کہ یا رسول اللہ ﷺ عیسیٰ علیہ السلام دجال کا قاتل کس طرح ہے؟ وہ تو مر چکا ہے۔ مگر چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قاتل دجال تسلیم کرلیا اور ابن صیاد کو قتل نہ کیا تو ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ مسیح زندہ ہے' نہ کہ مسیح فوت ہوچکا ہے۔ یہ صرف مرزا صاحب کا اپنا جھوٹ ہے کہ صحابہ کرام کا عقیدہ یہ تھا کہ مسیح فوت ہوچکا ہے۔ یہ بھی بہتان ہے کہ تابعین و تبع تابعین مسیح کی موت کے قائل تھے اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے منکر تھے اور کسی بروزی مسیح موعود کے قائل تھے۔ ہم بڑے زور سے مرزائیوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے، اجتہاد ائمہ اربعہ سے، اقوال تابعین و تبع تابعین و صوفیائے کرام و اولیائے عظام میں سے کسی ایک کا بھی کوئی قول یا مذہب یا عقیدہ ثابت کردیں کہ مسیح موعود ظلی و بروزی طور پر ہوگا تو ہم اس کو سو روپیہ انعام دیں گے' بشرطیکہ فیصلہ کوئی صاحب غیر مذہب ثالث ہوکر ان کے حق میں دیدے۔ رات دن جھوٹ بول کر لوگوں کو دھوکہ دیکر اپنا مدعا ثابت کرنا نبی کی شان سے بعید ہے۔ ''حقیقۃ الوحی'' کے صفحہ ۲۱۲ پر لکھتے ہیں کہ ''ڈپٹی آتھم کی پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہوگی''۔

سبحان اللہ! صفائی اسی کا نام ہے۔ پھر ''حقیقۃ الوحی'' کے صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں کہ ''اس مرتبہ تک وہ لوگ پہنچتے ہیں جو شہوات نفسانیہ کا چولہ آتش محبت الٰہی میں جلا دیتے ہیں

اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرتے ہیں ۔ وہ دیکھتے ہیں کہ آگے آگ ہے اور دوڑ کر اس موت کو اپنے لئے پسند کرتے ہیں ۔ اور ہر ایک درد کو خدا کی راہ میں قبول کرتے ہیں“ ......(الخ)۔ یہ سب شاعرانہ لفاظی ہے ورنہ آپکا عمل یہ ہے کہ ڈر کے مارے حج کو نہ گئے اور ترک فرض کیا اور ایک ڈپٹی کمشنر کے سامنے الہاموں سے توبہ کردی اور اقرار نامہ پر دستخط کر دیئے کہ آئندہ ایسے الہامات شائع نہ کرونگا۔ کیا راستباز کا کام ہے کہ باتوں میں تو شاعرانہ انشاء پردازی سے آسمان پر چلا جائے اور خود عمل نہ کرے ۔ کیا موت کے منہ میں دوڑ کر جانے کے یہی معنی ہیں کہ عدالت کے ڈر سے سچ بات کو چھپایا جائے؟ جب ان کے نزدیک غیر احمدی کافر و معذب تھے تو پھر اُن سے صلح کے کیا معنی؟ مصرعہ

ع باطل است آنچہ مدعی گوید

دعویٰ آسان ہے مگر عمل مشکل ہے ۔ یہ کون مان سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے شہوت نفسانیہ کا چولہ آتش محبت الٰہی میں جلا دیا ہوا تھا۔ جب شہوات نفسانیہ جل گئی تھیں تو محمدی بیگم کے نکاح کی خواہش کس طرح پیدا ہوئی اور رات دن قوت کی دوائیں اور مقوی ولذیذ غذائیں کون کھاتا تھا۔ اور کستوری وغیرہ ہر روز کون استعمال کرتا تھا۔ روغن کی جگہ بادام روغن کس واسطے استعمال ہوتا تھا۔ شیخ سعدی نے خوب سچ کہا ہے شعر

عالم کہ کامرانی وتن پروری کند — او خویشتن گم است کرا رہبری کند
ہر کہ ہست از فقیہ و پیر و مرید — در زباں آوراں پاک نفس
چوں بدنیائے دوں فرود آید — بعسل در بماند ہمچو مگس

پھر ”حقیقت الوحی“ کے صفحہ ۳۵ پر لکھتے ہیں: ”غرض تمام صحابہ کا اجماع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر تھا۔ حالانکہ خود ہی ”ازالہ اوہام“ میں ’اکثر صحابہ‘ کا لفظ لکھ چکے ہیں

مگر "دروغ گو را حافظه نه باشد" کا معاملہ ہے۔ اور آگے جا کر ایک بڑا سخت بہتان باندھا ہے کہ پہلا اجماع تھا جو آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ہوا اسی اجماع کی وجہ سے تمام صحابہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے قائل تھے۔ ”حقیقۃ الوحی“ صفحہ ۳۵ پہلے اکثر صحابہ کا لفظ خود لکھ چکے ہیں‘ اب تمام صحابہ ہو گئے‘ حالانکہ غلط ہے۔

ناظرین! اوپر ہم سب صحابہ سے اعلیٰ فراست والے صحابی یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تو ظاہر کر آئے ہیں کہ وہ حضرت کی زبانی سن کر کہ دجال کا قاتل عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہے، یقین کر گئے ۔ اب ہم نیچے دوسرے محدثین وعلماء وصوفیاء کرام لکھ دیتے ہیں تا کہ مرزا صاحب کا جھوٹ ثابت ہو سکے۔ دیکھو سیف چشتیائی:

ناظرین! اس بات پر کل امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ عیسیٰ ابن مریم بعینہ نہ بمثیلہ کما اخترعه القادیانی آسمان سے بحسب پیشگوئی آنحضرت ﷺ کے اتریں گے اور ظاہر ہے کہ نزول جسمی بعینہ بغیر اسکے کہ رفع جسمی بحالت زندگی مانا جائے‘ ممکن نہیں۔ لہٰذا بڑے زور سے ہم کہتے ہیں کہ کل امت کا جیسے کہ نزول مذکور پر اجماع ہے ایسا ہی حیات مسیح عند الرفع پر بھی ہے۔ یعنی آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے وقت مسیح کی حیات پر سب کا اتفاق ہے۔ بحکم مقدمہ مذکورہ کہ نزول فرع ہے ’رفع‘ کی۔ رہا یہ کہ قبل از رفع بھی مسیح زندہ رہا کما هو مذهب الجمهور یا وفات پا کر بعد ازاں اٹھانے کے وقت زندہ کیا گیا۔ کما هو مذهب النصارى وبعض اهل الاسلام مثل مالک رحمۃ اللہ سو یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے اس پر اجماع نہیں۔ کیونکہ امام مالک وفات کے قائل ہیں۔ نصاریٰ کا قول بحیات المسیح بعد وفات تو ان کی کتابوں سے ظاہر ہے اور مالک کا قائل ہونا بحیات المسیح عند الرفع اُن کے بڑے بڑے معتبروں مقلدوں کی تصریحات سے پایا جاتا ہے۔ ورنہ مقلدین امام مالک

رحمۃ اللہ علیہ اپنے امام سے علیحدہ نہ ہوتے اور برتقدیر علیحدہ ہونے کے نزول جسمی بعینہٖ کو جو فرع ہے رفع جسمی بعینہٖ کی مجمع علیہ کل امت مرحومہ کا نہ لکھتے۔ لہٰذا ''مجمع البحار'' میں ''قال مالک مات'' کے بعد شیخ محمد طاہر یہ تاویل لکھتے ہیں:''ولعله أراد رفعه على السمآء أو حقيقة ويجيء اٰخر الزمان لتواتر خبر النزول''. اس تقریر سے واضح ہوا کہ مسئلہ نزول کی طرح حیات مسیح پر بھی اجماع ہے۔ کل اہلِ اسلام اس پر متفق ہیں۔ بلکہ نصاریٰ بھی اس میں مسلمانوں سے الگ نہیں۔ مگر اجماعی حیات الٰی ما بعد النزول وہ ہے جو مسیح کیلئے عند الرفع مانی گئی ہے۔ اس مضمون پر عبارات مسطورہ ذیل شاہد ہیں:

امام الائمۃ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ''فقہ اکبر'' میں فرماتے ہیں: وخروج الدجال وياجوج ماجوج وطلوع الشمس من المغرب ونزول عيسىٰ عليه السلام من السمآء وسائر علامات يوم القيمة على ما وردت به الأخبار الصحيحة حق كائن (فقہ اکبر) اور یہی مذہب ہے کل ائمہ شفعویہ کا یعنی سب اُسی عیسٰی بن مریم علیہما السلام بعینہٖ لا بمثیلہ کے نزول پر متفق ہیں چنانچہ ائمہ صحاح ستہ اور شیخ سیوطی وغیرہ کی تصریح سے ظاہر ہے۔

اور ائمہ مالکیہ کا بھی یہی مذہب ہے چنانچہ شیخ الاسلام احمد نفرادی المالکی نے فواکہ دوائی میں تصریح کردی کہ اشراط ساعت سے ہے آسمانوں سے عیسٰی علیہ السلام کا اُترنا۔ اور علامہ زرقانی مالکی شرح مواہب قسطلانی میں بڑی بسط سے لکھتے ہیں فاذا نزل سيدنا عيسى عليه السلام فانه يحكم بشريعة نبينا صلى الله عليه وسلم بالهام أو اطلاع على الروح المحمدى او بما شاء الله من استنباط لها من الكتب والسنة ونحو ذٰلک اس کے بعد لکھتے ہیں: فهو عليه السلام وان كان خليفة فى الامة المحمدية

فهو رسول ونبى كريم على حاله لا كما يظن بعض أنه ياتى واحدا من هذه الامة بدون نبوة ورسالة وجهل انهما لا يزولان بالموت كما تقدم فكيف بمن هو حى نعم هو واحد من هذه الامة مع بقائه على نبوة ورسالته اور ''علامہ سیوطی'' کتاب الاعلام میں فرماتے ہیں: أنه يحكم بشرع نبينا و وردت به الاحاديث وانعقد عليه الاجماع اور ''فتح البیان'' میں ہے کہ وقد تواترت الاحاديث بنزول عيسىٰ جسما اوضح ذاک الشوكانى فى مؤلف مستقل يتضمن ذكر ما ورد فى المنتظر والدجال والمسيح وغيره فى غيره وصحح الطبرى هذا القول و وردت بذالک الاحاديث المتواتره.

(فتح البیان، ص۳۴۴، ج۲)

ائمہ اربعہ کے مسانید اور ایسے ہی اُن کے مقلدین کے تصنیفات میں احادیث نزول موجود میں کسی نے نزول عیسٰی ابن مریم علیہما السلام کو نزول مثیل عیسٰی نہیں لکھا۔ بلکہ نزول جسدہٖ و بعینہٖ کی تصریح کردی ہے۔ فتوحات کی نقلیں بحوالہ ابواب ابھی گذر چکیں ہیں۔ اور نیز حضرت شیخ اکبر اس نزول کے اجماعی ہونے کو اس عبارت سے باب ۷۳ میں ظاہر فرماتے ہیں وانه لاخلاف انه ينزل فى اٰخر الزمان الخ.. اور نیز حدیث برتملا وصی عیسٰی ''فتوحات'' میں موجود ہے جس سے چار ہزار صحابی کا اجماع حیات مسیح پر معلوم ہوتا ہے وسيجئى ان شاء الله تعالىٰ الغرض کل محدثین اور ائمہ مذاہب اربعہ اور اصحاب روایت و درایت اور صحابہ کرامؓ چنانچہ حضرت عمر اور حضرت ابن عباس اور حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود اور ابوہریرہ اور عبداللہ بن سلام اور ربیع اور انس وکعب اور حضرت ابوبکر صدیق اور جابر وثوبان اور عائشہ اور تمیم رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ اور بخاری ومسلم ترمذی

ونسائی وابوداؤد اور بیہقی وطبرانی اور عبد بن حمید وابن ابی شیبہ وحاکم وابن جریر وابن حبان وامام احمد وابن ابی حاتم وعبدالرزاق وغیرہ کا اجماع ہے ۔عیسیٰ ابن مریم کے زندہ اٹھایا جانے اوراترنے پر بعینہٖ لابمثلہ کما قال شیخ الاسلام الحرانی: وصعود الآدمی ببدنه الَى السمآء قد ثبت فی أمر المسيح عيسٰى ابن مريم عليه السلام فانّه صعده الَى السمآء وسوف ينزل الى الارض وهذا مما توافق النصارى عليه المسلمين فافهم يقولون المسيح صعد الَى السمآء ببدنه و روحه كما يقوله المسلمون ويقولون انّه سوف ينزل الى الأرض ايضاً وهذا كما يقوله المسلمون و كما أخبر به النبى ﷺ فى الاحاديث الصحيحه لكن كثيرا من النصارى يقولو ن انّه صعد بعد ان صلب وانّه قام من القبر و كثيرا من اليهود يقولون انه صلب ولم يقم من قبره، أمّا المسلمون و كثير من النصارى يقولون انّه لم يصلب ولكن صعد الى السمآء ولاصلب والمسلمون ومن وافقهم من النصارى يقولون انّه ينزل الى الأرض قبل يوم القيمة وانّ نزوله من اشراط السّاعة كما دلّ على ذٰلك الكتاب والسنة (الخ) اس تصریح سے ثابت ہے کہ قادیانی کا مذہب اس مسئلہ میں سب اہل اسلام سے الگ ہے۔ (از سیف چشتیائی)

معیار صداقت ہفدہم (۱۷) :

نبی کسی پر لعنت نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انی لم ابعث لعانا ولکن بعثت داعيا ورحمة اللهم اهد قومى فانهم لايعلمون یعنی میں لعنت کرنے کیلئے نہیں نبی بنایا گیا۔ مجھے خدا نے لوگوں کو خدا کی طرف بلانے اور رحمت کیلئے نبی بنایا ہے۔

اے خدا! میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتے۔

(دیکھو قاضی عیاض شفا صفحہ ۴۷)

اللہ اکبر! یہ اس وقت کا فرمانا ہے جب کہ ابن قیمہ کے پتھر سے نبی ﷺ کی پیشانی اور ابن شہاب کے پتھر سے حضور علیہ السلام کا بازو زخمی ہوا۔ اور عتبہ کے پتھر سے نبی اللہ کے چاروں دانت شہید ہوگئے۔

اب مرزا صاحب کا حال ملاحظہ فرمایئے کہ تمام تصنیف میں سوا سب وشتم ولعنت کے یا لوگوں کی موت کے کچھ نہیں۔ ''حقیقۃ الوحی'' میں کئی جگہ لکھا ہے کہ بابو الٰہی بخش میری بددعا سے مرا۔ ڈوئی صاحب میرے مقابلہ پر دعویٰ کرتا تھا کہ میری بددعا سے مرا۔ اور چراغ الدین جموں والا میری بددعا سے مرا۔ لیکھرام ہماری بددعا سے مرا۔ اور جو شخص مرزا صاحب کے الہام یا پیشگوئی کو امر واقعہ کے لحاظ سے سچا نہ سمجھے تو اس کے حق میں وہ خوش خلقی ورحمت اللعالمینی کا ثبوت دیتے ہیں کہ پناہ بخدا:

دیکھو انجام آتھم' صفحہ ۲۱-۲۲: ''اے مردار خور مولویو! گندی روحو! اے ایمان وانصاف سے دور بھاگنے والو! تم جھوٹ مت بولو۔ اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی ہے''۔

ایک دعا بھی مرزا صاحب کی لکھتا ہوں تاکہ سچے نبی اور جھوٹے میں فرق ہو۔

وھوھذا: ''اور میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ان تیرہ مہینوں میں جو ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک شمار کئے جائیں گے۔ شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی مذکور کہ جنہوں نے میرے ذلیل کرنے کیلئے اشتہار لکھا ہے، ذلت کی مار سے دنیا میں رسوا کر۔ سبحان اللہ! سچے نبی کو دشمنوں سے زخم لگیں اور وہ دعا کرتا ہے۔ مگر اس کی تابعداری کا مدعی جس تابعداری

کے ذریعہ سے نبی کہلاتا ہے' اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ صرف دشمنوں کے اشتہار پر انکو بددعا دیتا ہے۔ پوری پوری تابعداری اسی کا نام ہے۔

ناظرین! صرف اسی قدر نمونہ کے طور پر لکھنا کافی ہے۔ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں تو مخالفین کی موت ہی ظاہر کرتی رہیں اور بددعائیں ان کی بربادی اور ذلت اور لعنت کی کرتے رہے۔ حالانکہ مرزا صاحب کو کسی نے کوئی بدنی سزا نہیں دی۔ صرف تحقیق حق اور اسلام کے برخلاف ان کی تحریروں کو دیکھ کر لکھا ہے۔ سچ جھوٹ میں فرق کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ دانت مبارک شہید ہوئے، بازو ٹوٹے، پیشانی مبارک زخمی ہوئی۔ مگر اس کے عوض دعا نکلتی ہے۔ اور جس کو کچھ بھی تکلیف نہیں پہنچی دن رات سب کو کوستا ہے اور بددعا دیتا ہے۔

معیار صداقت ہشدہم (۱۸):

نبی دنیاوی عیش و زر و مال کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ کا نمونہ سامنے ہے۔ آپ دعا فرماتے کہ الٰہی ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانا ملے۔ بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑاؤں، تجھ سے مانگوں اور کھا کر تیری حمد وثناء کروں۔

دیکھو شفاء صفحہ ۶۲: حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک ایک مہینہ برابر ہمارے چولہے میں آگ روشن نہ ہوتی۔ حضرت کا کنبہ پانی اور کھجور پر گذارا کرتا۔

(بخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

اب مرزا صاحب کا حال سنو کہ گوشت کی جگہ مرغی کا گوشت، گھی کی جگہ بادام عطریات ومقویات ولذیذ کھانے اور کستوری وغیرہ کا استعمال اور سونے چاندی زیورات کا وہ شوق کہ جس کی تفصیل لکھنے کو تو بہت وقت چاہیے مگر اس پر نفسانی خواہش کے ترک کا دعویٰ

ہے۔ اور نفسانی خواہشات کا چولہ آتش محبت میں جل گیا۔ خدا جانے اگر باقی رہتا تو کیا آفت لاتا۔ خواہش نفس مردہ کا یہ عالم کہ مرتے دم تک محمدی بیگم کی خواہش رہی اور امیدوار رہے کہ اگر باکرہ نہیں تو بیوہ ہوکر ہی ملے مگر منہ سے فرماتے جاتے ہیں کہ لذات نفسانی و خواہشات دنیاوی کا چولہ جلا دیا ہے۔ جلے ہوئے نفس کے گھر کے زیورات کی ذرا فہرست سن لو پھر خود انصاف کر لینا: ''کڑے کلاں طلائی قیمتی ۷۵۰ روپیہ، کڑے کنگن طلائی قیمتی ۲۲۰ روپیہ، بُندے طلائی ۵۰۰ روپیہ، کنٹھہ طلائی ۲۲۵ روپیہ، ڈنڈیاں نسبیاں، بالے گھنگرو والے سب دو عدد کل قیمتی ۶۰۰ روپیہ، حسیاں خورد طلائی قیمتی ۳۰۰ روپیہ، پونچیاں طلائی بڑی ۴ عدد قیمتی ۱۵۰ روپیہ، جوجس دمونگے ۴۰ عدد، جسپاں کلاں ۳ عدد، طلائی قیمتی ۲۰۰ روپیہ، چاند طلائی قیمتی ۵۰ روپیہ، بالیاں جڑاؤ سات ہیں ۱۵۰ روپیہ، نتھ طلائی قیمتی ۴۰ روپیہ، ٹیب جڑاؤ طلائی قیمتی ۷۰ روپیہ۔ میزان قیمت کل تین ہزار پچیس روپیہ ہے۔

ناظرین! یہ فنافی الرسول ہیں اور دنیا ومافیہا سے غافل ہو کر بقا باللہ کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں!

چوں بدنیائے دوں فرود آید ۔۔۔ بعسل در بماند ہمچو مگس

معیار صداقت نوزدہم (۱۹):

جب کوئی نبی آتا ہے تو زمانہ کی اصلاح ان کے مروجہ علوم وعقول کے موافق کرتا ہے۔ اس زمانہ میں علوم فلسفہ وسائنس کا زور ہے۔ اور تمام انسانوں کی طبائع علوم کی طرف جھکی ہوئی ہیں۔ اس زمانہ کا نبی سنت اللہ کے مطابق بڑا سائنسدان فلسفی ہونا چاہیے۔ جس طرح قرآن نے تمام عرب کو فصاحت وبلاغت سے اور دوسرے ملکوں کے لوگوں کو سیاسی وتمدنی مضامین سے محو حیرت کر کے اپنا سکہ جمایا تھا۔ اس زمانہ کا نبی بھی اپنے فلسفہ

وسائنس سے سب کو زیر کرتا اور فلسفہ زمانہ کی طبائع کے مطابق تعلیم دیتا ہے۔ مگر مرزا صاحب نے تو بجائے موحیدہ زمانہ کے حالات کی تعلیم کے دو ہزار برس پیچھے کو ہٹادیا جو استعارات کفر وشرک کے محمد ﷺ وقرآن نے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک مٹائے تھے وہ مرزا صاحب نے پھر تازے کئے کہ (۱) میں خدا کے پانی سے ہوں۔ (۲) میں نے دیکھا کہ میں خدا ہوں اور سچ مچ خدا ہوں۔ (۳) مجھ کو خدا نے بمنزلہ بیٹے اور اولاد اور تفرید کے کہا۔ (۴) خدا نے مجھ کو کہا کہ میں تیری حمد کرتا ہوں۔ خدا نے مجھ کو کہا کہ میں تم کو پیدا نہ کرتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ اب تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کو تو کہے ہوجا' وہ ہوجائے گی۔

حالانکہ ہوا کچھ بھی نہ جیسے کہ زمانہ کی رفتار چلی آتی ہے کہ **مریدان مے پرانند** مرزا صاحب نے دیکھا کہ عوام کرامتوں اور نشانوں پر پھنستے ہیں۔ دوسرے پیروں کی طرح اپنی کرامات ونشانات تصنیف کردیئے۔ کہ جس پر لوگ ہنس رہے ہیں کہ میں نے خدا کو مجسم دیکھا اور دستخط کرائے۔ سرخی کے دھبے میرے کرتہ پر پڑے۔ خدا میرے میں باتیں کرتا ہے' یہ سب نبوت کے منافی ہیں۔

معیار صداقت بستم (۲۰):

نبی جھوٹی فرضی کارروائی نہیں کیا کرتے۔ مرزا صاحب نے جائیداد غیر منقولہ میں سے باغ وزمین اپنی بیوی نصرت جہاں بیگم کے نام گروی کردی اور ۳۱ رسال کی میعاد کے گذرنے کے بعد بیع بالوفا کردی۔ کہ جائز وارثوں کو حصہ نہ ملے اور پیاری بیوی کی خاطر یہ بے انصافی کی کہ پہلی بیوی کی اولاد کو محروم کردیا۔ کبھی سنا ہے کہ بیوی نے ان زیورات کے بدلے جو خاوند کا ملک ہے اس کی غیر منقولہ جائداد گروی کرائی ہو اور حضرت اقدس پر بیوی کی یہ بے اعتباری کہ رجسٹری کرائی اور پھر زیورات بھی لے لئے۔ دیکھو نقل

رجسٹری وھو ھذا:

مرزا صاحب قادیانی کی مالی حالت اور اپنے جائز وارثوں کے حقوق کا غصب خدایا تیری پناہ

انتقال جائیداد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (نقل رجسٹری باضابطہ)

منکہ مرزا غلام احمد خلف مرزا غلام مرتضٰی مرحوم قوم مغل ساکن ورئیس قادیان وتحصیل بٹالہ کاہون موازی للعہ/۱۴ کنال اراضی نمبری خسرہ ۲۲۴۷/۱۷۰۳ ۱۷۲۱ قطعہ کا کھاتہ نمبر ۱۷۰ معاملہ عہ/۱۲ عمل جمعبندی ۹۶، ۱۸۹۷ء واقعہ قصبہ قادیان مذکور موجود ہے للعہ/۱۴ کنال منظورہ میں سے موازی عہ/۱ کنال اراضی نمبری خسرہ نہری ۱۷۰۳/۲۲۴۷ مذکورہ میں باغ لگا ہوا ہے اور درختاں آم وکھٹہ ومٹھہ وشہتوت وغیرہ اس میں لگے ہوئے، پھلے ہوئے ہیں اور موازی عہ/۱۴ کنال اراضی منظورہ چاہی ہے اور بلاشرکۃ الغیر مالک وقابض ہوں سواب مظہر نے برضا ورغبت خود وبدرستی ہوش وحواس خمسہ اپنی کل موازی للعہ/۱۴ کنال اراضی مذکورہ کو معہ درختاں مثمرہ وغیرہ موجودہ باغ واراضی زرعی ونصف حصہ آب وعمارت وچرخ چوب چاہ موجودہ اندرون باغ ونصف حصہ کہورل ودیگر حقوق داخلی وخارجی متعلقہ اس کے محض مبلغ پانچ ہزار روپیہ سکہ رائجہ نصف جن کے ۲۵۰۰ ہوتے ہیں۔ بدست مسماۃ نصرت جہاں بیگم زوجہ خود رہن وگروی کردی ہے اور روپیہ میں بہ تفصیل ذیل زیورات ونوٹ کرنسی نقد مرتہنہ سے لیا ہے، کڑی کلاں طلا قیمتی معما ۵۷۵ کڑی خورد طلا قیمت ۲۵۰ ڈنڈیاں لاوعہ عدد بالیان دو عدد نسبی ۱۰ عدد دربل طلائی دو عدد بالی گھنگورو والی طلائی دو عدد کل قیمتی ۶۰۰ مار،

کنگن طلائی قیمتی ۱۱ سے بند طلائی قیمتی حار کنٹھ طلائی قیمتی ۱۱ عہ جھیان جوڑ طلائی قیمتی سار پونچیان طلائی بڑی قیمتی چار عدد ۱ صہ۔ جوجس اور مونگی چار عدد قیمتی ۱ صہ چنان کلان ۳ عدد طلائی قیمتی ۱۱۔ چاند طلائی قیمتی صہ بالیان جڑاؤ للو سات ہیں قیمتی ۱ صہ نتھ طلائی قیمتی للعہ ٹیکہ خورد طلائے قیمتی عہ حمائل قیمتی ۱ عہ پہونچیان خورد طلائی ۲۲ دانہ ۱ عہ بڑی طلائی قیمتی للعہ ٹیپ جڑاؤ طلائی قیمتی ۱ صہ کرنسی نوٹ نمبری ۱۵۹۰۰۰ ای ۲۹ لاہور کلکتہ قیمتی الـ ،،، اقرار یہ کہ عرصہ تیس سال تک فک الرہن مرہونہ نہیں کراؤں گا۔ بعد تیس سال مزکور کے ایک سال میں جب چاہوں زر رھن دوں تب فک الرہن کرالوں ورنہ بعد انقضائے میعاد بالا یعنی اکتیس سال کے تیسویں سال میں مرہونہ بالا ان ہی روپیوں بیع بالوفا ہوجائیگا اور مجھے دعویٰ ملکیت کا نہیں رہیگا۔ قبضہ اس کا آج سے کرادیا ہے۔ داخل خارج کرادوں گا اور منافع مرہونہ بالا کی قائمی رہن تک مرتہنہ مستحق ہے اور معاملہ سرکاری فصل خریف سمت ۱۹۵۵ سے مرتہنہ دے گی۔ اور پیداوار لے گی۔ جو ثمرہ اس وقت باغ میں ہے اس کی بھی مرتہنہ مستحق ہے اور بصورت ظہور تنازعہ کے میں ذمہ دار ہوں اور سطر تین میں نصف مبلغ ورقم اعـ ،،، کے آگے رقم ۱۱ سے کو قلمزن کرکے ۱۱ لکھا ہے۔ جو صحیح ہے اور جو درختاں خشک ہوں وہ بھی مرتہنہ کا حق ہوگا اور درختاں غیر ثمرہ یا خشک شدہ کو مرتہنہ واسطے ہر ضرورت وآلات کشاورزی کے استعمال کرسکتی ہے۔ بنابراں رہن نامہ لکھ دیا ہے کہ سند ہو۔

المرقوم ۲۵ جون ۱۸۹۸ء بقلم قاضی فیض احمد ۹۴۹ العبد مرزا غلام احمد بقلم خود

گواہ شد مقبلان ولد حکیم کرم دین صاحب بقلم خود

گواہ شد نبی بخش نمبردار بقلم خود بٹالہ حال قادیان

اسٹامپ بک مکرر دو قطعہ

حسب درخواست جناب مرزا غلام احمد صاحب خلف مرزا غلام مرتضٰی صاحب مرحوم۔ آج واقعہ ۲۵ جون ۱۸۹۸ء یوم شنبہ وقت ۷ بجے بمقام قادیان تحصیل بٹالہ۔ ضلع گورداسپورہ آیا۔ اور یہ دستاویز صاحب موصوف نے بغرض رجسٹری پیش کی۔ العبد مرزا غلام احمد راہن مرزا غلام احمد مرزا غلام احمد بقلم خود ۲۵ جون ۹۸ء دستخط احمد بخش رجسٹرار۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب خلف مرزا غلام مرتضٰی صاحب ساکن رئیس قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپو جس کو میں بذات خود جانتا ہوں۔ تکمیل دستاویز کا اقبال کیا وصول پائے۔ مبلغ ۵۰۰۰ صہ ،،، روپے کے منجملہ الـ ،،، روپیہ کا نوٹ اور زیورات مندرجہ ہذا میرے روبرو معرفت میر ناصر نواب والد مرتہنہ لیا سطر ۹ میں مبلغ ۱۱ صہ کی قلم زن کرکے بجائے اس کے عہ/ لکھا ہے۔ از جانب مرتہنہ ناصر نواب حاضر ہے۔ العبد مرزا غلام احمد راہن مرزا غلام احمد بقلم خود ۲۵ جون ۱۸۹۸ء۔ دستخط احمد بخش سب رجسٹرار دستاویز ۱۲۸ میں نمبر ایک بعد ۳۶ صیغہ ۲۶۷، ۲۶۸ آج تاریخ ۲۷ جون ۱۸۹۸ء یوم دوشنبہ رجسٹری ہوئی۔

دستخط احمد بخش سب رجسٹرار۔

معیار صداقت بست و یک (۲۱) :

نبی جوامع الکلم ہوتا ہے۔ یعنی اس کی کلام ماقل و دل ہوتی ہے۔ مرزا صاحب کی تحریر اس قدر طول طویل اور مبالغات واستعارات سے مملو ہوتی ہے کہ مطلب خبط ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ اپنی تحریر میں مرزا صاحب کو خود یاد نہیں رہتا کہ پیچھے کیا لکھ آیا ہوں۔ اکثر عبارات متضاد لکھتے ہیں: ﴿لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ یعنی جس کلام میں اختلاف ہو وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ مگر مرزا صاحب کے

کلام میں اختلاف بہت ہوتا ہے۔اس لئے خدا کی طرف سے نہیں۔ ’’میں کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتا۔‘‘ دوسری جگہ فرماتے ہیں ’’جو مجھ کو نہ مانے وہ کافر ہے‘‘۔ ایک جگہ لکھتے ہیں ’’فرشتے زمین پر نہیں اترتے‘‘۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں ’’فرشتے متشکل ہو کر زمین پر آتے ہیں‘‘۔ مصرعہ

ع من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

دوسری جگہ کہتے ہیں میں رسول ہوں، نبی ہوں، جب خدا میرا نام نبی ورسول کہے تو میں کیونکر انکار کروں وغیرہ وغیرہ۔

(۳) نبی کو خدا پر بھروسہ ہوتا ہے اور اپنے وحی والہام پر یقین ہوتا ہے۔مرزا صاحب نے جو جو کاروائیاں منکوحہ آسمانی کے واسطے کی ہیں ان سے انکی سچائی معلوم نہیں ہوتی۔

نقل اصل خطوط جو مرزا صاحب قادیانی نے مرزا احمد بیگ صاحب اور دیگر رشتہ داروں کو بھیجے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہٗ تعالیٰ۔

السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آن مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔اس لئے غرا پرسی سے مجبور رہا صدمہ وفات فرزندان ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اسکے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہوگا۔خصوصاً بچوں کی ماؤں کیلئے تو سخت مصیبت

ہوتی ہے۔خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔جو چاہتا ہے کرتا ہے۔کوئی بات اس کے آگے ان ہونی نہیں۔آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو۔لیکن خداوند علیم جانتا ہے۔کہ اس عاجز کا دل بالکل صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپ کیلئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا کہ میرے دل کی محبت اور اخلاص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا اخیری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔جب ایک مسلمان خدا کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے سو مجھے خدائے تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہونگی۔اور آخر اسی جگہ ہوگا۔کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے۔ اسلئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا۔اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں۔کہ یہ آپ کی لڑکی کیلئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا۔اور خدائے تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دیگا جو آپ کے خیال میں نہیں۔کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جسکے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے۔اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اسکی طرف نظر لگی ہوئی ہے۔اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں

بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلّہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا اُن کو رسوا کرے گا۔ اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشگوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں سو یہ انکی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضہ ہے اور یہ عاجز جیسے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خداوند تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے' ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کیلئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا۔ اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہر گز بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا میں کی برکتیں عطا کرے۔ اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں آپ کو خداوند تعالیٰ عطا فرمائے۔ اگر میرے سے اس خط میں کوئی نا ملائم لفظ ہو تو معاف فرما دیں۔ والسلام۔ خاکسار احقر عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہٗ تعالیٰ السلام علیک ورحمۃ اللہ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا۔ اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گذریگا۔ مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز

بناتے ہیں۔ اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپکے گھر کے لوگ اس مشورے میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ رسول ﷺ کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں سے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اسکو خوار کیا جائے' ذلیل کیا جائے' روسیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اُسکا ہونگا تو وہ ضرور مجھے بچائیگا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کیلئے مجھے چھوڑ دیا۔ اور اب اس لڑکی کے نکاح کیلئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کیلئے چاہتا تھا کہ اُس کی اولاد ہو وہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کیلئے فضل احمد کے گھر میں ہے' بیشک وہ طلاق دیدے ہم راضی ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف

مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے؟ جو چاہے کرے ہم اسکے لئے اپنے خویشوں، اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ ابھی مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحبہ کی مجھ تک پہنچی ہیں۔ بیشک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں اور خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب میں جب ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھدیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس ارادہ سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے کہ میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا بلکہ ایک طرف جب محمدی کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دیگا۔ اگر نہیں دیگا تو میں اُسکو عاق اور لاوارث کرونگا۔ اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ اس کا ارادہ بند کرادو گے تو میں دل وجان سے حاضر ہوں اور فضل احمد کو جو میرے قبضہ میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کیلئے کوشش کرونگا۔ اور میرا مال انکا مال ہوگا۔ لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روکدے۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کیلئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دونگا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا۔ ایسے ہی سب ناطے رشتے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ

کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴؍مئی ۱۸۹۱ء

نقل اصل خط مرزا صاحب جو بنام والدہ عزت بی بی تحریر کیا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحمدہٖ تعالیٰ

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک محمدی، مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دونگا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کرادو۔ اور جس طرح تم سے ہو سکتا ہے اسکو سمجھا دو۔ اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور دین صاحب فضل احمد کو خط لکھدیا ہے اور اگر تم اس ارادے سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کیلئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اسکو وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ وراثت کا اسکو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائیگا۔ جسکا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ 'محمدی' کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آئے تو پھر اسی روز سے جو 'محمدی' کا کسی اور سے نکاح ہو جائے' عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔ سو اس طرح لکھنے سے اس طرف تو 'محمدی' کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اسطرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔ اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دونگا۔ اور پھر میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کیلئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے

عزت بی بی کی بہتری کیلئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کرونگا۔ اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح نہیں رہے گا۔

راقم غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج، ۴؍مئی ۱۸۹۱ء۔

از طرف عزت بی بی بطرف والدہ

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار ہا طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر۔ جلدی مجھے اس جگہ سے لیجاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے۔ اگر نکاح رک نہیں سکتا پھر بلا توقف عزت بی بی کیلئے کوئی آدمی قادیان میں بھیج دو تا کہ اسکو لے جائے۔

ناظرین! انصاف کریں کہ یہ مامور من اللہ اور خدا پر یقین کرنیوالوں کا کام ہے؟ ﴿اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ کے یہی معنی ہیں؟

معیار صداقت بست و سہ (۲۳):

نبی کا خود خدا حافظ ہوتا ہے اور نبی ڈرتا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے نیچے سو گئے۔ تلوار شاخ سے آویزاں کردی۔ غورث ابن الحرث آیا تلوار نکال کر نبی ﷺ کو گستاخانہ جگایا۔ بولا! اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائیگا؟ فرمایا اللہ۔ وہ چکر کھا کر گر گیا۔ آپ نے تلوار اٹھائی اور فرمایا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ وہ حیران ہو گیا۔

(صحیح بخاری)

مرزا صاحب کو آریوں کا خط دھمکی کا پہنچا تو گھر سے باہر اکیلے نہ نکلتے اور سیر کو جاتے تو بہت لوگ ہمراہ لے جاتے۔ ڈر کے مارے حج کو نہ گئے۔ ان باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انکو خود یقین نہیں کہ میں سچا نبی ہوں۔ ورنہ جسکا خدا حامی ہو اسکو ڈر کس کا۔ اور یہ جھوٹ تھا کہ انکو اپنے الہاموں پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ قرآن پر۔

معیار صداقت بست و چہار (۲۴):

نبی بہادر ہوتا ہے بزدل نہیں ہوتا۔ مگر مرزا صاحب نے تمام بہادروں و مجاہدوں کو خونی و وحشی کہا ہے۔ کیونکہ آپ جو اس صفت سے عاری تھے۔ مہدویت کا دعویٰ تو کر دیا مگر جب جنگ کا فرض بتایا گیا تو فرمایا کہ مہدی خونی نہ ہوگا۔

زاہد نداشت تاب وصال پری رخاں
کنجی گرفت وترس خدا را بہانہ ساخت

حالانکہ سچے نبی محمد رسول اللہ ﷺ اس قدر بہادر تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جس جگہ کفار کا غلبہ ہوتا تھا تو ہم رسول اللہ ﷺ کے بازو کے نیچے پناہ لیکر لڑتے تھے اور رسول اللہ ﷺ جیسا کوئی بہادر نہ پاتے۔

(دیکھو آداب واخلاق رسول اللہ ﷺ مصنف امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

نیچے ہم ایک فہرست دیتے ہیں جس میں مرزا صاحب کی پیش گوئیاں جو غلط نکلیں، تا کہ لوگوں کو دھوکہ نہ ہو۔ کیونکہ ان کے مرید خلاف واقعہ بقول پیران نمی پرند و مریدان مے پرانند۔ اُن کی سچائی ان کی پیش گویاں سے ثابت کرتے ہیں، وھو ھذا:

۱...... عنموائیل اور بشیر کی ولادت کی پیشگوئی جس کی نسبت کہا تھا کان اللہ نزل من

السمآء اور جس کی ۱۸ر اپریل ۱۸۸۶ء کو اشاعت کی گئی تھی کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہوگا۔

۲...... بہت سی خواتین مبارکہ جو والدہ محمود کے علاوہ ہیں' نکاح میں آنی تھیں۔

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۹۰۶ء)

۳...... ان خواتین سے جو زوجہ دوئم کے علاوہ بہت نسل کا ہونا۔

۴...... ۱۸ر اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک قیامت خیز زلزلہ کی خبر دی اور اس کی میعاد دو سال آئندہ کی بہار تک بتلائی۔

۵...... ۲۸ر فروری ۱۹۰۶ء کو پھر شائع کیا ''زلزلہ آنے کو ہے''۔ خود باغ میں ڈیرہ لگائے۔

۶...... دیکھ میں آسمان سے تیرے لئے برساؤں گا اور زمین سے نکالوں گا' پر وہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائیں گے۔ (مرزا کے مخالف کوئی بارشوں میں نہیں پکڑے گئے)۔

۷...... ''موت تیراں ماہ حال کو'' بدر ۲۷ر ستمبر ۱۹۰۶ء ۱۳ شعبان کو کوئی موت نہیں ہوئی۔

۸...... ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کی نسبت ۳۰ر مئی ۱۹۰۶ء کو شائع کیا ''فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے''۔ آج ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۷ء تک میں بالکل صحیح سلامت ہوں۔ اور دجالی فتنہ کو پاش پاش کر رہا ہوں۔

۹...... ۱۵ر فروری ۱۹۰۷ء کو شائع کیا کہ ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہ رہے گا۔

۱۰...... منشی الٰہی بخش صاحب مرحوم کی نسبت پیشگوئی کی کہ مرزا پر ایمان لے آئیگا۔

۱۱...... سلطان محمد کی نسبت پیش گوئی کی کہ وہ یوم نکاح سے ڈھائی سال کے اندر فوت ہو جائے گا۔ ۱۰ر جولائی ۱۹۱۰ء

۱۲...... دختر احمد بیگ کی نسبت پیش گوئی کی کہ اس کے ساتھ مرزا کا نکاح ہو چکا اور وہ ضرور

واپس آئے گی۔ ۱۰ر جولائی ۸۸ء

۱۳...... مولوی محمد حسین پر چالیس یوم کے اندر ذلت آنے کی پیشگوئی۔

۱۴...... مولوی محمد حسین، ملاں محمد بخش اور ابوالحسن تبتیٰ کی تیرہ (۱۳) مہینہ میں ذلت۔

۱۵...... ما انا کالقران وسیظهر علی یدی ما ظهر من الفرقان. (جو کچھ اصلاحیں قرآن مجید نے کیں اس کا کروڑواں حصہ بھی مرزا صاحب سے آج تک نہیں ہو سکا)۔

۱۶...... عود جوانی کا الہام مشتہرہ ۲۴ر مئی ۱۹۰۶ء۔

۱۷...... رد علیها روحها وریحانها نصرت جہاں بیگم زوجہ مرزا کی تازگی اور جوانی واپس لائی جائے گی۔

۱۸...... ۱۸ر فروری ۱۹۰۷ء کا الہام کل الفتح عبده.

۱۹...... پہلے بنگالہ کی نسبت جو حکم جاری کیا گیا تھا' اب ان کی دل جوئی ہوگی۔ ۱۱ر فروری ۱۹۰۶ء کا الہام۔

۲۰...... عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی میعاد مشتہرہ کے اندر نہ تو فوت ہوا، نہ اس نے عاجز انسان کو خدا بنانے سے رجوع کیا۔ نہ اندھے دیکھنے لگے، نہ لنگڑے چلنے لگے، نہ بہرے سننے لگے، نہ سچے کی بڑی عزت ہوئی، نہ جھوٹے کی ذلت۔

۲۱...... دسمبر ۱۹۰۲ء تک نشان آسمانی کے ظہور کی پیشگوئی جو مخالفوں کو ساکت کر دیگا۔

۲۲...... طاعون سے قادیان بچے رہنے کی پیشگوئی۔ (کشتی نوح)

۲۳...... مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت پیشگوئی کہ وہ پیشگوئیوں کی پڑتال کے واسطے کبھی قادیان نہ آئے گا۔

۲۴...... مولوی محمد حسین صاحب کی نسبت پیشگوئی کہ وہ اس پر ایمان لے آئیں گے۔

(ص ۱۵۱ اعجاز احمدی)

۲۵...... الکلب یموت علی الکلب ایک مولوی کی نسبت کہ وہ باون سال کی عمر میں مرجائے گا۔ (مگراب ان کی عمر ستر سال ہے)۔

۲۶...... لک الخطاب العزة۔

۲۷...... قیصر ہند کا شکریہ

۲۸...... سید امیر شاہ رسالدار میجر سردار بہادر سے پانسو روپیہ پیشگی لیکر فرزند دلانے کا وعدہ۔

۲۹...... منشی سعد اللہ لودھیانوی کے ابتر ہوجانے کی پیشین گوئی۔

۳۰...... انی احافظ کل من فی الدار. (خاص مرزا کے گھر میں عبدالکریم سیالکوٹی اور پیراندتہ طاعون سے ہلاک ہوئے)۔

۳۱...... مریدوں کی طاعون سے حفاظت۔ (مگر بڑے بڑے مرزائی طاعون سے ہلاک ہوئے مثلاً برہان الدین جہلمی، محمد افضل ایڈیٹر البدر اور اس کا لڑکا مولوی عبدالکریم سیالکوٹی، مولوی محمد یوسف سنوری، عبداللہ سنوری کا بیٹا، ڈاکٹر بوڑیخاں، قاضی ضیاء الدین، ملاں جمال الدین سید والہ، حکیم فضل الٰہی، مرزا فضل بیگ وکیل، مولوی محمد علی ساکن زیرہ، مولوی نوراحمد ساکن لودھی ننگل، ڈنگہ کا حافظ۔ ''ماخوذ از ذکر الحکیم'')۔

فصل اُن دلائل میں جو مرزائی صاحبان مرزا صاحب کی نبوت میں پیش کرتے ہیں اور انکے جواب

دلیل نمبر ۱ : مرزا صاحب چونکہ مسیح موعود ہیں، اس واسطے نبی ہیں۔

جواب ۱...... حدیث شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ نے مسیح موعود حضرت عیسیٰ ابن مریم کو فرمایا اور وہی نبی اللہ ہے۔ اس شک کے دور کرنے کے واسطے کہ کوئی بغیر عیسیٰ علیہ السلام

کے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرے۔ اس طرح تفریق کردی کہ عیسیٰ علیہ السلام بیٹا مریم کا نبی اللہ کہ جسکے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں، آخر زمانہ میں نزول فرمائے گا۔ دنیا میں اس سے زیادہ کوئی فرق کرنے والے صاف الفاظ نہیں ہوسکتے۔ **اوّل**: عیسیٰ کہا۔ **دوم**: اس کی ماں کا نام اس واسطے بتایا کہ اس کا مرد باپ نہ تھا یعنی وہی عیسیٰ جو بغیر باپ پیدا ہوا۔ **سوم**: نبی اللہ یعنی وہی عیسیٰ جو چھ سو برس مجھ سے پہلے نبی و رسول تھا۔ **چھارم**: جسکے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں اور سوائے میرے درمیانی عرصہ میں کوئی نبی نہیں۔ اور جائے نزول دمشق فرمایا۔ چنانچہ وہ حدیث یہ ہے: **عن أبی هريرة انّ النبی ﷺ قال الأنبيآء اخوة لعلاّتٍ أمّهاتهم شتّى ودينهم واحد وانی أوْلی النّاس بعيسى بن مريم لأنّه لم يكن نبی بينی وبينه وانّه نازل فاذا رأيتموه فاعرفوه رجلا مربوعا الى الحمرة والبياض**...... (الخ) (رواہ احمد وابوداؤد وبسند صحیح) ترجمہ: ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہیں کہ فروعی احکام اُن کے مختلف ہیں اور دین انکا ایک ہے یعنی توحید و دعوت الی الحق میں متفق ہیں اور میں قریب تر ہوں عیسیٰ بن مریم کے' اس لئے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں اور بیشک وہ آنے والا ہے۔ جب تم اسکو دیکھو تو اسکی پہچان یہ ہے کہ ایک مرد میانہ قد گندم گوں گیروے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ پھر فوت ہوگا اور مسلمان اس کا جنازہ پڑھیں گے''۔

(روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد نے ساتھ سند صحیح کے)

اب کس قدر زبردستی ہے ایسے ایسے صاف نشانات وعلامات تک ہوتے ہوئے ایک شخص غلام احمد جسکے باپ کا نام غلام مرتضیٰ ہو۔ پنجاب قادیان کا رہنے والا ہو' مسیح موعود کا دعویٰ کرے اور حضرت ایلیا کا نام لیکر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالے کہ حضرت ایلیا کا دوبارہ آنا

ملاکی نبی کی کتاب میں تھااور وہ نہ آیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ وہ ایلیا یحییٰ تھا۔ حالانکہ یہ غلط ہے اور مسیح موعود کے ساتھ اُسکی کوئی مشابہت نہیں۔ **اوّل**: حضرت ایلیا کے باپ کا نام نہیں بتایا گیا تھا۔ **دوم**: حضرت ایلیا بغیر باپ پیدا نہ ہوئے تھے۔ اور نہ ان کی والدہ کا نام ملاکی نبی نے بتایا۔ **سوم**: وہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے بغیر فاصلہ دیگر نبی نہ تھے۔ علاوہ برآن جب یحییٰ کو پوچھا گیا کہ تو وہ ہی ایلیا ہے جسکی خبر ملاکی نبی نے دی تھی تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے انکار کیا کہ نہیں میں وہ نہیں۔ مدعی سست و گواہ چست کا معاملہ ہے۔ اور پھر جب تورات وانجیل مرزا صاحب کے نزدیک محرف اور غیر معتبر ہیں تو پھر یہ کیا ثبوت ہے کہ ایلیا کا قصہ درست ہے۔ اور اگر درست ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور واپس آنا بھی جب اناجیل میں ہے تو درست ہوا۔ مگر یہ کس قدر بے انصافی ہے کہ مرزا صاحب کے مطلب کے واسطے وہی انجیل جو غیر معتبر ہے، معتبر ہو جاتی ہے۔ اور جب فریق مقابل کا مطلب حاصل ہو تو ردّی اور غیر معتبر و محرف رہتی ہے۔ غرض مسیح موعود تو وہی حضرت عیسیٰ نبی اللہ ناصری صاحب انجیل جسکے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمانا ہرگز ہرگز ٹل نہیں سکتا۔ اگر رسول اللہ ﷺ پر ایمان ہے تو مانو اور اگر اُسکو مخبر صادق نہیں یقین کرتے تو جسکو چاہو مانو، آپ کو اختیار ہے۔

۲...... نبی اللہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب تھا جسکو آپ مار بیٹھے ہیں اور بقول آپ کے جو مر جائے اسکو خدا واپس نہیں لا سکتا۔ تو مرزا صاحب پھر نبی اللہ کیسے ہوئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد جدید نبی نہیں آ سکتا اور یہ مرزا صاحب مان چکے ہیں کہ جدید نبی محمد ﷺ کے بعد نہیں آیا۔ چنانچہ ان کی اصل عبارت رفع شک کے واسطے لکھتا ہوں:

”حضرت محمد مصطفیٰ ختم المرسلین کے بعد دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کافر

کاذب جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی“۔ (دیکھو ہینڈ بل نمبر۹ وازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

”خاتم النّبیین ہونا ہمارے نبی ﷺ کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے جو آیت خاتم النّبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل علیہ السلام بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کیلئے وحی نبوت لانے سے بند کیا گیا ہے۔ خداتعالیٰ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا“۔

(دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۶)

جب نیا نبی کوئی نہیں آیا تو پھر مرزا صاحب کس طرح نبی ہوئے۔ مسیح موعود کے دعویٰ سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہ ایسی ردّی دلیل ہے کہ جیسے کوئی شخص کہے کہ میں ڈپٹی کمشنر ہوں۔ جب اس سے ثبوت مانگا جائے تو کہے کہ فلاں حکم شاہی میں لکھا ہوا ہے' کہ ۲۶رمئی ۱۹۰۰ء کو دہلی کا ڈپٹی کمشنر لاہور آئیگا۔ چونکہ ۲۶رتاریخ ہوگئی ہے اور کوئی ڈپٹی کمشنر لاہور میں نہیں آیا۔ پس میں چونکہ مدعی ہوں اور ”حکم شاہی“ میں ہے کہ آنیوالا ڈپٹی کمشنر ہوگا اس لئے میں ڈپٹی کمشنر ہوں۔ جیسا یہ باطل ہے اسی طرح مرزا کا دعویٰ باطل ہے۔

۳...... جب عیسیٰ علیہ السلام بن کے نزول کی خبر مخبر صادق نے دی ہے وہ آنا ہی نہیں کیونکہ بقول آپ کے مر چکا ہے تو پھر جھگڑا ہی طے ہے۔ پھر مسیح موعود کوئی آیا ہی نہیں' یہ سب امیدیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم سے دلائی ہوئی ہیں۔ یعنی عیسیٰ نہیں مرا اور وہ تمہاری طرف واپس آنیوالا ہے۔ اور یہ قرآن مجید کی آیت ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ کی تفسیر ہے۔ پس جو امر قرآن وحدیث سے ثابت ہوا' اگر آپ اس سے انکار کر کے عیسیٰ کو مار کر دفن بھی کشمیر میں کر چکے تو

پھر اب مسیح موعود کیسا۔ جب آنیوالا مر چکا تو اب کسی نے آنا ہی نہیں۔ اور اگر کہو کہ ظلی وبروزی طور پر آنا تھا وہ آیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جتنے فرقے اہل اسلام کے ہیں کوئی ایک بھی عیسیٰ علیہ السلام کے بروزی نزول کا قائل نہیں۔ سب کے سب اصالتاً نزول کے قائل ہیں۔ قرآن وحدیث، قول صحابہ واجتہاد ائمہ اربعہ تابعین وتبع تابعین کسی میں سے کوئی ایک تو نکالو کہ جو بروزی اور ظلی نزول کا قائل ہو۔ مرزا صاحب نے بڑا زور لگا کر اور تلاش کر کے صرف ایک تحریر حضرت محمد اکرم صابری کی نکالی ہے۔ چنانچہ ''ایام صلح'' کے صفحہ ۱۳۸ پر لکھتے ہیں: ''ایک گروہ اکابر صوفیہ نے نزول جسمانی سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ نزول مسیح موعود بطور بروز کے ہوگا''۔ چنانچہ ''اقتباس انوار'' میں جو تصنیف شیخ محمد اکرم صابری ہے جس کو صوفیوں میں بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے۔ جو حال میں مطبع اسلامی لاہور میں ہمارے مخالفوں کے اہتمام سے چھپی ہے، یہ عبارت لکھی ہے: **روحانیت مکمل گاهے بر ارباب ریاضت چناں تصرف می فرماید که فاعل افعاں شاں مے گردد وایں مرتبه را صوفیه بروزی گویند. وبعضے برآنند که روح عیسی در مهدی بروز کند و نزول عبارت از همیں بروز است مطابق ایں حدیث که (لامهدی الا عیسیٰ ابن مریم) وایں مقدمه به غایت ضعیف است۔** مرزا صاحب نے **ایں مقدمه به غایت ضعیف است** کو چھوڑ دیا ہے۔ اور صرف **لا تقربوا الصلوٰۃ** پیش کر کے عوام کو مغالطہ دیا ہے۔ جو مدعی نبوت کی شان سے بعید ہے۔ نبی کسی کو دھوکہ نہیں دیتا اور نہ کسی سے غلط بیانی کرتا ہے۔ گو مرزا صاحب نے یہاں اول تو غلط بیانی کی ہے کہ شیخ محمد اکرم صابری بروزی نزول کے قائل ہیں اور اصل نزول عیسیٰ کے منکر ہیں۔ حالانکہ وہ تردید کر رہے ہیں کہ ایک فرقہ جو یہ کہتا ہے کہ نزول بروزی ہوگا اور

لامهدی الا عیسی ابن مریم سے سند پکڑتے ہیں، ضعیف ہے۔ مگر مرزا صاحب نے **ایں مقدمه به غایت ضعیف است** کو چھوڑ کر دھوکہ دیا ہے۔ حضرت محمد اکرم صابری کا یہ ہرگز مذہب نہیں تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بروزی ہوگا۔ بلکہ وہ تو اس کی تردید کرتے ہیں۔ اور حدیث **لامهدی الا عیسی** کو بھی ضعیف کہتے ہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۷ میں لکھتے ہیں: **یك فرقه برآں رفته اند که مهدی آخر زمان عیسی علیہ السلام ابن مریم است. وایں روایت بغائیت ضعیف است. زیرآنکه اکثر احادیث صحیح ومتواتر از رسالت پناه صلی اللہ علیہ وسلم ورود یافته که مهدی آخر زماں از بنی فاطمه خواهد بود. وعیسیٰ باد اقتدا کرده نماز خواهد گذارد. وجمیع عارفان صاحب تمکین برایں متفق اند. چنانچه شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرهٔ درفتوحات مکی مفصل نوشته است که مهدی آخر زماں از آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم من اولاد فاطمه زهره رضی اللہ عنہا ظاهر مے شود واسم او اسم رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم باشد.**

ناظرین! غور فرمائیں کہ یہ راست باز کا کام ہے کہ اپنے مطلب کے ثابت کرنے کیواسطے دھوکہ دے۔ صرف اس خیال سے کہ کون اصل کو دیکھے گا۔ آدھی عبارت لکھ کر اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کرے اور اس بات کو گناہ نہ سمجھے۔ بھلا کوئی ایماندار ایسا دھوکہ دیتا ہے کہ جو شخص ایک بات کو ضعیف کہہ رہا ہو اسی کو اس کی عبارت کا حصہ چھوڑ کر کہا جائے کہ اس کا بھی یہی مذہب تھا۔ ایسا بیخوف تو کوئی نہیں ہے کہ ظاہراً دیکھتا ہے کہ شیخ محمد اکرم کہہ رہا ہے کہ چونکہ حدیث **لا مهدی الا عیسی ابن مریم** ضعیف ہے اور اس کے مقابل صحیح حدیثوں میں ہے کہ مہدی آل رسول سے ہوگا۔ مرزا صاحب اس واسطے کہ میں آل رسول

سے نہیں ہوں۔ اور مہدی کا دعویٰ کیا ہے اس واسطے مغالطہ دہی سے کام لیا جائے۔ افسوس! اس درجہ کا عالم ہو اور دعاوی میں تو آسمان پر چلا جائے اور راستبازی یہ ہے کہ صریح دھوکہ دیتا ہے کہ محمد اکرم بروز کا قائل ہے حالانکہ وہ ضعیف کہہ رہا ہے۔ بروز اور تناسخ ایک ہی ہے۔ صرف لفظی تنازعہ ہے کیونکہ شیخ محمد اکرم نے صاف لکھ دیا ہے کہ **روح عیسیٰ در مہدی بروز کند۔** اور تناسخ بھی یہی ہے کہ ایک روح جو پہلے دنیا سے گذر چکی ہے پھر دوبارہ آکر ویسے ہی کام کرے جیسا کہ پہلے کر چکی ہے اور مرزا صاحب بھی یہی کہتے ہیں کہ میرے میں روح عیسوی کام کر رہی ہے، یہ تناسخ نہیں تو اور کیا ہے؟ اور تناسخ باطل ہے۔ بروز کا مسئلہ نہ قرآن میں ہے اور نہ کسی حدیث میں ہے اس لئے باطل ہے۔ اگر صفاتی بروز مطلب ہے تو یہ مرتبہ ہر ایک انسان کو حاصل ہے جب کوئی شخص صبر کرے گا تو حضرت ایوب علیہ السلام کی صفت کا ظہور ہوگا اور جب توحید پھیلائے گا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور محمد ﷺ کا بروز ہوگا اور جب سخاوت کرے گا تو حاتم طائی کا بروز ہوگا۔ اور جب تکبر و غرور کرے گا تو فرعون کا بروز ہوگا۔ اس صفاتی بروز سے تو نبوت ثابت نہیں ہوتی' بلکہ مسیلمہ کذاب کا بروز ثابت ہوتا ہے کہ پہلے مسیلمہ کی روح نے مسیلمہ کے وجود میں دعویٰ نبوت کیا' اب مرزا صاحب کے وجود میں دعویٰ نبوت کر رہی ہے۔

۴..... صوفیہ کرام کس طرح صحیح حدیثوں کے برخلاف کہہ سکتے ہیں۔ ہم نیچے وہ حدیثیں جو مہدی کے بارے میں ہیں لکھتے ہیں تاکہ مرزا صاحب کا جھوٹ ظاہر ہو۔ اور مہدی کا دعویٰ بے ثبوت ثابت ہو کیونکہ مرزا صاحب فارسی النسل ہیں اور مہدی فاطمی حسینی قریشی النسب ہوگا۔ **فی روایة لابی داؤد "قال رسول اللہ لولم یبق من الدنیا الا یوم یطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث فیه رجل منی أو من أهل بیتی یطابق اسمه**

تردید نبوتِ قادیانی

اسمی واسم ابیه اسم ابی یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا"۔ ترجمہ: "ایک روایت ابوداؤد کی یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے اگر دنیا سے صرف ایک دن ہی باقی رہ گیا ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو دراز کریگا ایسا کہ بھیج دے گا اس دن میں ایک شخص کو میری نسب سے یا میری اہل بیت میں سے۔ نام اس کا میرے نام کے اور نام باپ اُسکے کا باپ میرے کے مطابق ہوگا اور وہ بھر دیگا زمین کو انصاف اور عدل سے جیسا کہ زمین بھری ہوئی ہوگی ظلم اور ستم سے"۔ **وعن ام سلمة قلت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول المهدی من عترتی من اولادی فاطمه.** (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: ام سلمہ زوجہ مطہرہ حضرت نبینا ﷺ سے روایت ہے' کہا انہوں نے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے: امام مہدی میری اولاد یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونگے۔

ناظرین! اب تو مرزا صاحب کا جھوٹ معلوم ہوا کہ صوفیائے کرام بروزی نزول کے قائل ہیں۔ اب ہم جب دوسری حدیثوں کی طرف دیکھتے ہیں جن میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا بھائی عیسیٰ بیٹا مریم کا نازل ہوگا۔ **فانه لم یمت الی الان بل رفع اللہ الی هذا السمآء** ترجمہ: فی الواقع حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت تک نہیں مرے بلکہ خدا نے انکو آسمان پر اٹھالیا ہے۔ (کنز العمال)۔ **ینزل عیسیٰ عند المنارة البیضاء فی دمشق** یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے سفید منارہ پر اتریںگے۔ تو صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ بروز کا مسئلہ بالکل بے بنیاد ہے۔ اور جو امر قرآن و حدیث کے برخلاف اور اجماع امت کے برخلاف ہو وہ کیونکر ایک شخص صاحب غرض کے کہنے سے مان لیا جائے۔ مرزا کی غرض ہے کہ بروز ثابت ہو اور میں عیسیٰ و مہدی بنوں جو کہ بالکل غلط اور خود غرضی پر مبنی ہے۔

جب عیسیٰ علیہ السلام الگ وجود ہیں اور مہدی الگ ہیں اور پھر دونوں کے خروج ونزول کی جگہ بھی الگ الگ ہے اور فرائض منصبی بھی الگ الگ ہیں تو پھر کس قدر ضد اور ہٹ دھرمی ہے کہ بلا دلیل بروز بروز کہتے جاتے ہیں۔ جب مسلمانوں کا متفقہ اصول ہے کہ قرآن و حدیث کے برخلاف کوئی مسئلہ نہیں مانا جاتا تو پھر بروز کا مسئلہ احادیث صحیحہ کے برخلاف کس طرح مانا جائے۔ عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں نزول فرمائیگا اور مہدی کرعہ خراساں سے نکلے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریگا اور مہدی سفیان کے فتنہ کو دور کرے گا۔ پھر کون شخص مان سکتا ہے کہ غلام احمد قادیان پنجاب سے دعویٰ کرنے والا ہے، دونوں کا بروز ہے اور نبی کہلا سکتا ہے۔

دلیل نمبر ۲: دلیل مرزا صاحب کی نبوت کی یہ ہے کہ انکا کلام بے مثل ہے۔

جواب: یہ زعم ہر ایک شاعر کو ہوا کرتا ہے کہ میرا جیسا کلام کسی کا نہیں۔ پس مرزا صاحب کو یہ زعم اچنبہ نہیں ہوا۔ ہم نیچے اکثر شاعروں کے نام بمعہ اُن کے اشعار کے درج کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے کلام کے بے مثل ہونے کا دعویٰ کیا۔

۱......متنبّی شاعر عربی کا 'اپنا معجزہ اپنے اشعار پیش کرتا تھا۔

۲......محمد علی بابی ہر روز ایک ہزار شعر مناجات کا نظم کرتا تھا جو کوئی اور نہ کر سکتا تھا' جب وہ کاذب ہوئے تو مرزا صاحب کیونکر سچے ہیں۔ جن کے شعر بھی ان کے مقابلہ میں ردّی ہیں۔ دیکھو انوری کیا کہتا ہے:

۳......**انوری:**

مادر گیتی نزاید زیر چرخ چنبری — بادشاہے چوں غیاث الدین گدا چوں انوری
ختم شد بر تو سخاوت بر من مسکیں سخن — چوں ولایت بر علی و بر نبی پیغمبری

۴......**سعدی:**

شیرازی شاعران بسیار گفتہ شعر ہائے پر نمک — کس نگفتہ شعر ہمچوں س و ع و د و ی

۵......**عراقی:**

عشاق تو گرچہ ہمہ شیریں سخن انند — لیکن چوں عراقی ست شکر خائے دگر نیست

۶......**نظامی:**

نظامی کہ نظم درے کار اوست — دری نظم کردن سزاوار اوست

۷......**عرفی:**

اقبال سکندر بجہانگیری نظم — برداشت بہ یکدست حشم را و قلم را

۸......**ظفر:**

ظفر منہ کسکا میدان سخن میں منہ چڑھے تیرے — جو آتا ہے وہ اپنا منہ چراتا منہ کو آتا ہے

۹......**شوق:**

توبہ توبہ خدا نہ تھے ہم — دی ہم کو خدا نے کی خدائی ہم نے

ناظرین! یہ اپنے آپ کو شاعری میں خدا سمجھتا تھا۔ پس مرزا صاحب بھی شاعری کے ذریعہ سے نبی نہیں ہو سکتے' کیونکہ کوئی شاعر نبی نہیں ہوا۔ خداتعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو فرماتا ہے کہ تیری شان نہیں ہے کہ تو شعر کہے۔ دیکھو قرآن: ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ ترجمہ: ''نہ ہم نے اسکو شعر سکھایا ہے اور نہ اسکو لائق ہے''۔ یعنی نبی شاعر نہیں ہوتا اور مرزا صاحب شاعر تھے اس واسطے نبی نہ ہوئے۔

اب صرف تدبر اس امر پر کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی زبان سے اپنی تعریف اور خودستائی کی ہے اور شاعرانہ طاقت سے اپنی بزرگی کا سکہ جمانا

چاہتے ہیں اور اسی شاعرانہ استعارات ومبالغات سے نبی ہونا چاہتے ہیں اور اپنی قوت متفکرہ کے زور سے اپنا ملہم اور یوحی ہونا اور نبی ہونا ظاہر کرتے ہیں۔ یہ صرف خدا نے انہی کو طاقت دی ہے یا آگے بھی ان سے بڑھ بڑھ کر باتوں باتوں سے اپنا فخر وخودستائی ظاہر کیا ہے۔ کیا ان کو بھی کسی نے نبی مانا؟ یا انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا یا کسی مسلمان نے ان کو نبی تسلیم کیا؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر مرزا صاحب کو زبانی اور شاعرانہ لفاظی اور مبالغہ آمیز طور طویل عبارت سے جو پایہ خیر الکلام سے گری ہوئی ہے' کس طرح نبی مانا جائے۔ پس انکا کلام بھی سنو اور پھر مرزا کے کلام کا ان سے مقابلہ کرو۔ اگر آپ مبالغہ اور تعلّی نفس اور خودستائی کے عاشق ہو تو پھر مرزا سے جو بڑھے ہوئے ہیں آپ ان کو نبی و مامور من اللہ ورسول مانو۔

ہنوز باغ جہاں را نبود نام و نشاں — کہ مست بودم ازاں مئے کہ جام اوست جہاں

بکام دوست مئے مہر دوست مے خوردم — دراں نفس کہ جہاں را نبود و نام ونشاں

ترجمہ: ابھی جہاں کے باغ کا نام ونشان بھی نہ تھا کہ میں اس شراب سے مست تھا کہ جسکا پیالہ جہان ہے اپنے دوست کے ساتھ۔ یعنی خدا کے ساتھ میں محبت کی شراب پیتا تھا اُس وقت کہ جہان کا نام ونشان نہ تھا۔

ناظرین! انصاف سے کہیں کہ مرزا صاحب کا کوئی شعر بھی ان کے ہم پلہ ہے۔ اور کوئی حقائق ودقائق قادیانی اسکا مقابلہ کرسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیا عراقی صاحب کو آپ نبی مان لیں گے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر مرزا صاحب کو کیوں مانا جائے۔

غزل عراقی

منم بعشق سرا زِ عرش برتر آوردہ — بزیر پائے سر نہ فلک در آوردہ

بہ بحر ہستی از بے خودی خود رفتہ — در خودی و سر بیخودی بر آوردہ

اساس قصر جلالم عنایت ازلی — بسی ز کنگرہ عرش سر بر آوردہ

زِ آسمان قضاروح قدس ہر نفسے — مرید جانم روحی معطر آوردہ

برائے صدر نشینان در گہم رضواں — ز شاخ طوبے صد چتر سر بر آوردہ

ناظرین! جو تصانیف بہ تبدیل الفاظ مرزا صاحب اپنا نام کر کے مدعی نبوت ہوئے اور انہیں باتوں کا نام حقائق ومعارف رکھا اور امامت کے لباس میں ہوکر شریعت محمدی ﷺ کو مکدر کر دیا۔ امام زمان کی شان سے بعید ہے کہ وہ ستون شریعت کو ایسی ایسی باتوں سے مرکز ثقل سے ہٹانے کا باعث ہو۔ اور سنو شعر

چو زیادہ مست گشتم چہ کلیسا چہ کعبہ — چو تبرک خود گرفتم چہ وصال وچہ جدائی

مرزا صاحب اس منزل سے بالکل محروم تھے کیونکہ تمام عمر مخالفین مذاہب کے گرد رہے۔ ان کے بزرگوں کو برا بھلا کہتے رہے اور اپنے بزرگوں کو کہلاتے رہے۔ کلیسا اور کعبہ کو ایک نظر سے دیکھنا ان کے نصیب نہ ہوا اور نہ حق الیقین کے مرتبہ کو پہنچ کر یخلقوا باخلاق اللہ سے متصف ہوکر خلق خدا کو ایک نظر سے دیکھا جیسا کہ رب العالمین تمام مخلوق کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ ''حقیقۃ الوحی'' میں دعویٰ تو بہت کیا ہے کہ میں تیسرے درجہ والوں میں ہوکر خدا کی ذات میں محو ہوگیا ہوں اور اپنی ہستی کا چولہ محبت الٰہی کی آگ میں جلا دیا ہے۔ مگر ثبوت یہ ہے کہ آخر عمر تک ہر ایک اپنے مخالف کو کوستے رہے۔ محبوب کی ہر ایک ادا اور ہر ایک چیز اور فعل محبّ کو پیارا ہوتا ہے۔ پس خدا کی ذات میں جو شخص محو ہوا اسکو ان جھگڑوں سے کیا کام! وہ تو سوا خدا کے ظہور اور اس کی صفات کے غیر کو دیکھتا ہی نہیں۔ یعنی

[illegible]

واعظان کلام سے تو پورے اُتر آئے ہیں بلکہ سب سے بڑھ گئے ہیں مگر جب حقیقت کا

موقعہ پڑے اوران کے حال پر امتحان ہوتو فوراً قلعی کھل جاتی ہے۔ایک بزرگ کا قول ہے:

بھورا بھوند ایک رنگ کیا بھورا کیا بھوند　　　واہ پئے تاں جانئے وہ بھورا وہ بھوند

پس جب عمل انسان کا نہ ہواور منہ سے کہتا جائے کہ میں نے نفس کو ماردیا ہے اور مقوی ولذیذ کھانے کھائے اور طرح طرح کے سامان عیش وعشرت نفس کے واسطے مہیا کرے جو کہ ایسی نعمتیں دنیادار امیر وکبیر کو بھی حاصل نہ ہوتو کون عقل کا دھنی صرف زبانی لن ترانیوں پر یقین کرسکتا ہے۔جس کا فعل اور قول برابر نہ ہو وہ ہرگز قابل اعتبار نہیں۔

ترک دنیا بخلق آموزند　　　خویشتن وسیم غلہ اندوزند

کا مصداق ہے۔تحریری وتقریری واشتہاری تو ہر ایک شخص مدعی نبوت ہوسکتا ہے مگر عمل معیار ہے۔جب کبھی منہاج نبوت پر پرکھا جائے گا تو کاذب ثابت ہوگا' کیونکہ خدا کا وعدہ سچا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔جو جو اشخاص مرزا صاحب کی لفاظی اور دعاوی اور زبانی شیخی کو ان کی صداقت کی دلیل سمجھتے ہیں۔ہم ان کو واقفیت کے واسطے صرف ایک بزرگ کا کلام لکھ کر مرزا صاحب کے کلام سے مقابلہ کرکے بتاتے ہیں کہ ان کے آگے مرزا صاحب کا کلام کیسے پایہ میں گرا ہوا ہے' وھوھذا:

مقابلہ اشعار مرزا صاحب

ازالہ اوہام' صفحہ ۱۶۸و۱۶۹:

اشعار مرزا صاحب	اشعار عراقی صاحب
کارم زقرب یار بجائے رسیدہ است	اوصاف لایزال ہم ازمن شد آشکار
کانجا زفہم و دانش اغیار برترم	بنگر بمن کہ آئینہ ذات انورم
بد بوئے حاسداں نرساند زباں بمن	نورم کہ از ظہور من اشیاء ظہور یافت
من ہر زمان ز نافہ بادش معطرم	ظاہر تراست ہر نفس انوار اظہرم
باد بہشت بر دل پر سوز من وزد	بر لوح کائنات قلم آنچہ ثبت کرد
صد نگہت لطیف و ہد دود مجرم	حوفی بود ہمہ ز حواشی دفترم
ابنائے روزگار ندانند راز من	عالم بسوزد از لمحات جلال من
من نور خود نہفتہ ز چشمان شپرم	گر پردۂ جمال خود از ہم فرو درم

ایک اورصاحب فرماتے ہیں شعر

کنوں رسیدہ ام ای شیخ درچناں منزل　　　کہ فرق مے نشناسم بعابد ومعبود

کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ مرزا صاحب کا کلام وحال اس شخص جیسا ہے، ہرگز نہیں۔تو پھر جب وہ مدعی نبوت نہیں تو مرزا صاحب کس طرح نبوت کے مدعی ہوکر سچے مانے جائیں۔الہاموں کی بابت سن لو۔عراقی صاحب فرماتے ہیں شعر

محیط خاطر من ہر زماں بہر موجے　　　ہزار گوہر الہام بر سر آوردہ

ترجمہ: میرے دل کے دریا نے ہر وقت ہر موج کے ساتھ یعنی نفس اور سانس کے ساتھ ہزار موتی الہام کا ظاہر کیا ہے۔

ناظرین! مرزا صاحب نے بڑے دعوے سے لکھا ہے کہ میرے جس قدر الہام ہیں کسی شخص کے نہیں اور جو بارش الہام کی مجھ پر ہوتی ہے کسی پر نہیں ہوتی۔مگر عراقی صاحب کے الہام کا یہ زور کہ ہر سانس کے ساتھ الہام ہوتا ہے اور پھر کلام دیکھئے کیسی خوبی اور فصاحت وبلاغت کے ساتھ ہے' کہ مرزا صاحب کی تصانیف واشعار سطحی اور ملانوں والے سوا بہشت اور دوزخ اور اپنے مخالفین کے برا بھلا کہنے کے کچھ نہیں۔

دلیل نمبر ۳: مرزا صاحب کی خاطر طاعون کا عذاب نازل ہوا اور ﴿مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلاً﴾ کی رو سے مرزا صاحب نبی و رسول ہیں۔

جواب اول: طاعون ارادۂ الٰہی سے تعداد عالم کو ایک حد معین تک رکھنے کے واسطے پڑتی ہے۔ جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہمیشہ وبائی بیماریاں اور جنگ و زلزلے و طوفان آتے رہے اور ہزاروں لوگ تباہ ہوتے رہے اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ قدرت نے تعداد مقررہ دنیا میں رکھنی ہے۔ یہ غلط خیال ہے کہ طاعون نبی کے آنے کی خاطر پڑی۔ جب تک لوگ مرزا صاحب کو نہ مانیں گے طاعون فرو نہ ہوگی۔ کیونکہ پہلے بھی دنیا پر طاعون پڑتی رہی ہے اور کوئی نبی نہیں آیا اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ خاتم النبیین کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا، حالانکہ بڑے بڑے قحط سخت وبائیں اور زلزلے آتے رہے۔

۱۳۴۸ء میں طاعون انگلستان میں آئی۔ جب ایڈورڈ سیوم کا عہد حکومت تھا مگر اس وقت کوئی نبی انگلستان یا دنیا کے اور کسی حصہ پر نہ ہوا۔

۱۶۶۵ء میں طاعون انگلستان میں چارلس دوم کے عہد حکومت میں پڑی۔ مگر کوئی نبی نہ ہوا۔

شاہ جہان کے عہد حکومت میں طاعون ہندوستان میں بڑی سختی سے پڑی مگر کوئی نبی نہ ہوا۔

۱۳۴۸ء ایک مہلک وبا مشرق سے اٹھی اور فرانس کی ایک ثلث آبادی ضائع کر گئی مگر کوئی نبی نہ ہوا۔

۲۳۳ھ میں عراق میں ایک ایسی ہوا چلی کہ کھیتیاں جل گئیں۔ بغداد و بصرہ کے مسافر مر گئے۔ پچاس روز یہی قیامت برپا رہی مگر کوئی نبی نہ آیا۔ (تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۵۸)

عراق میں وبا پھیلی اور بے تعداد آدمی تلف ہوئے۔ اور ہزاروں جانیں اسی سال زلزلہ سے ضائع ہوئیں، کوئی نبی نہ آیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۴)

۳۶۴ھ میں جانوروں میں سخت وبا پڑی جس سے ریوڑ کے ریوڑ تباہ ہو گئے کوئی نبی نہیں آیا۔ (دیکھو تاریخ الخلفاء اردو صفحہ ۲۲۴)

۷۴۹ھ میں ایک سخت طاعون ہوا کہ اس کی مثل آگے کبھی نہ سنا گیا، کوئی نبی نہ آیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۰)

ناظرین! بہت سے اور نظائر ہیں مگر بغرض اختصار اسی پر اکتفا ہے۔ اب مرزائی صاحبان بتائیں کہ مذکورہ بالا طاعون اور وبائی بیماریوں کے وقت خدا نے کون نبی بھیجا؟ اب صاف ظاہر ہے کہ طاعون کسی نبی کے آنے کی علامت نہیں اگر نبی کے آنے کی علامت ہوتی تو پہلے بھی ضرور نبی آتے۔ مگر چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آیا۔ یہ باطل ہے کہ طاعون مرزا صاحب کی نبوت کی دلیل ہے۔

دوم: طاعون اگر مرزا صاحب کی تائید میں خدا تعالیٰ بھیجتا تو ضرور تھا کہ مد مقابل یعنی دجال کو تباہ کرتی کیونکہ مسیح موعود کی ڈیوٹی قتل دجال تھا اور بقول مرزا صاحب انگریز قوم دجال تھے۔ تو ضرور تھا کہ طاعون سے انگریز و پادری مرتے، مگر مشاہدہ سے ثابت ہے کہ ایک انگریز و پادری بھی طاعون سے نہیں مرا بلکہ مسلمان بیچارے و ہندو جن کی قضا تھی وہی فوت ہوئے۔

سوم: اگر طاعون مخالفین مرزا صاحب پر حجت تھی تو مرزا صاحب کے گاؤں اور ہم مشربوں کو نہ لیتی۔ مگر مشاہدہ ہے کہ قادیان میں بھی طاعون پھیلی اور خوب برباد کر گئی۔ بلکہ مرزا صاحب کے گھر میں بھی میر صاحب کے لڑکے اسحاق کو دو گلٹیاں نکلیں اور بخار بھی تھا۔

مگر خدا کی قدرت سے بچ گیا اور مرزا صاحب نے اپنی دعا کا ڈھکوسلہ بنالیا۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۲۹)۔ اگر خدا نے مرزا صاحب کی دعا قبول کرنی تھی تو پہلے ہی ان کی پیشگوئی کو کیوں جھٹلایا کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گی کیونکہ خدا کا فرستادہ اس میں ہے اور قادیان خدا کے رسول کی تخت گاہ ہے۔

چہارم: اگر طاعون غیر مرزائیوں کے واسطے عذاب کی شکل میں خدا تعالیٰ نے بھیجی تھی تو مرزا صاحب کے مرید طاعون سے فوت نہ ہوتے۔ مگر مولوی سیالکوٹی پیراندتہ مرزا کے گھر میں فوت ہوئے حالانکہ ''کشتی نوح'' میں صفحہ ۱۰ پر تمام مرید شامل کئے گئے تھے۔ مگر بہت مرید مرزا صاحب طاعون سے ہلاک ہوئے۔ محمد افضل، مولوی برہان الدین، مولوی محمد یوسف، مولوی نور احمد وغیرہ۔ (دیکھو الذکر الحکیم نمبر ۶ صفحہ ۹۱)

مگر چونکہ طاعون حسب ارادہ الٰہی دنیا کی تعداد کو حد مقرر تک رکھنے کیلئے آئی تھی۔ چونکہ قدرت، دنیا کی تعداد حد سے بڑھنے نہیں دیتی جب دنیا کی تعداد حد سے بڑھ جاتی ہے تو قدرت کی طرف سے گھٹائی جاتی ہے اور باہمی جنگ وجدال شروع ہو جاتے ہیں۔ اور جس ملک میں جنگ نہ ہوں وہاں ایسی ایسی وبائی بیماریاں بھیجی جاتی ہیں۔ پس طاعون مرزا صاحب کی صداقت کا نشان نہیں۔ مرزا صاحب کی صداقت کا نشان ہوتی تو مرزائی کوئی طاعون سے نہ مرتا تا کہ غیر احمدیوں پر حجت ہوتی۔ اب کیا ہے کچھ بھی نہیں۔

دلیل نمبر ۴: زلزلے مرزا صاحب کی صداقت کا نشان ہیں۔

جواب: یہ بھی غلط ہے۔ حوادثات ہمیشہ دنیا میں آتے رہتے ہیں۔ ہم ذیل میں زلزلوں کی ایک فہرست دیتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ زلزلے مرزا صاحب کی تائید میں نہیں آئے، ہمیشہ آتے رہتے ہیں۔ اور جب آتشی مادے زمین کے نیچے سے نکلتے ہیں تو زمین پھٹ

جاتی ہے۔

۱۸۰ھ میں سخت زلزلہ آیا جس سے اسکندریہ کے منارے گر گئے۔

(تاریخ الخلفاء اردو صفحہ ۱۵۸)

۲۳۳ھ میں دمشق میں ایسا سخت زلزلہ آیا کہ کہ ہزاروں مکان گر گئے اور خلقت ان کے نیچے دب گئی۔ انطاکیہ میں بھی زلزلہ آیا اس واقعہ میں پچاس ہزار آدمیوں سے کم نقصان نہ ہوا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۸)

۲۴۳ھ میں ٹونس اور قرب وجوار نیرائی وخراسان نیشاپور، طبرستان، اصفہان میں سخت زلزلے آئے۔ پہاڑوں کے ٹکڑے اڑ گئے۔

۲۴۵ھ میں تمام دنیا میں سخت زلزلے آئے۔ شہر اور قلعے اور پل گر گئے۔ انطاکیہ میں پہاڑ سمندر میں گر پڑا۔ آسمان سے سخت ہولناک آواز سنائی دی۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۸۶)

ناظرین! اس وقت مرزا صاحب ہوتے تو ضرور فرماتے خدا نے میری خاطر آواز دی ہے کہ یہ مسیح موعود سچا ہے۔ افسوس گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

دلیل نمبر ۵: مرزا صاحب کی پیش گوئیاں ہیں جو سچی نکلیں یہ انسانی طاقتوں سے باہر ہے کہ کوئی شخص کسی کی مرگ کا وقت بتادے۔

جواب: پیش گوئیاں نبوت کی دلیل ہرگز نہیں ہوسکتیں کیونکہ پیش گوئیاں کاہن، جوگی، پنڈت، جوتشی، رمال، نجومی، قیافہ شناس، جن کی قوت مقائیسہ کی مشق بڑھی ہوئی ہو، پیش گوئیاں کرتے ہیں اور اکثر سچی نکلتی ہیں۔ یہ اظہر من الشمس ہے کہ انگریز بڑے بڑے ستارہ شناسوں کی طرف سے ہمیشہ پیش گوئیاں مشتہر ہوتی رہتی ہیں۔ پس نبوت ورسالت کی معیار پیش گوئیاں ہرگز نہیں۔ مرزا صاحب خود ''براہین احمدیہ'' کے صفحہ ۲۶۷ پر لکھتے ہیں کہ

"کیونکہ دنیا میں بجز انبیاء علیہم السلام کے اور بھی ایسے لوگ بہت نظر آتے ہیں کہ ایسی ایسی خبریں پیش از وقوع بتلایا کرتے ہیں کہ زلزلے آئیں گے، وبا پڑے گی، لڑائیاں ہوں گی، قحط پڑے گی، ایک قوم دوسری قوم پر چڑھائی کرے گی، یہ ہوگا وہ ہوگا اور بارہا ان کی کوئی نہ کوئی خبر تو سچی نکل آتی ہے۔" ......(الخ)۔ پس معیار نبوت پیش گوئیاں نہیں ہیں۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ "انبیاء علیہم السلام کو ان کے علوم صرف وحی الٰہی سے خاص طور پر آئے تو ان کے دل نظر عقلی سے سادہ ہوئے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ عقل ان امور کو نظر فکری سے اصلی طور پر دریافت کرنے سے قاصر ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر کے پاس وحی بھیجی کہ "لئن لم تنته لأمحونَّ اسمک عن دیوان النبوۃ" اگر تم اس تعجب کے کہنے سے باز نہ آؤ گے تو میں تمہارا نام نبوت کے دفتر سے مٹا دونگا۔ (دیکھو فصوص الحکم)

اب شیخ اکبر کے کلام سے معلوم ہوا کہ وحی خاصہ انبیاء علیہم السلام ہے اور اس وحی میں کوئی نبی شک نہیں کرسکتا اور نہ عقل انسانی وحی کی حقیقت کو پاسکتی ہے۔ نبی ہمیشہ وحی الٰہی کے تابع ہوتا ہے اور اپنی عقلی دلیلیں نہیں پیش کرسکتا۔ مگر مرزا صاحب نے وحی الٰہی جو محمد رسول اللہ ﷺ پر ہوئی کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اخیر زمانہ میں اصالتاً بمعہ جسم عنصری آسمان سے نزول فرمائے گا اور دجال کو قتل کرے گا۔ سچے نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے تو کوئی عقلی اعتراض محال عقلی کا نہ کیا کہ خداوندا! یہ جسم خاکی تو آسمان پر کس طرح لے جاسکتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو تو نے کرہ زمہریر سے کس طرح گذارا اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کھاتا پیتا کیا ہوگا اور بول و براز کہاں کرتا ہوگا۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے تو مان لیا اور حدیثوں میں بلاکسی شک وشبہ کے فرمادیا کہ اخیر زمانہ میں میرا بھائی عیسیٰ علیہ السلام جس کے اور میرے درمیان

کوئی نبی نہیں آسمان سے نازل ہوگا اور صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور وہ مرا نہیں۔ ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم یعنی عیسیٰ نہیں مرا اور وہ تمہاری طرف واپس آنیوالا ہے۔ مگر مرزا صاحب نے ہزاروں اعتراض مادہ پرستوں کی طرح کئے۔

اب سوال ہوتا ہے کہ کیا محمد رسول اللہ ﷺ کو اتنی عقل نہ تھی کہ محالات عقلی کا اعتراض کرتے یا اس اعتراض کو وحی الٰہی کے مقابلہ میں جگہ دیتے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ محمد ﷺ کو خدا کی ذات پاک اور صفات لامحدود کا عرفان تھا اور ان کا حق الیقین تھا کہ خدا تعالیٰ قادر مطلق ہے جو چاہے کرسکتا ہے سبحٰن الذی اذا اراد بشیء فیقول له کن فیکون "یعنی پاک ہے وہ ذات جس چیز کا ارادہ کرے صرف کہہ دیتا ہے ہوجا' وہ چیز ہوجاتی ہے"۔ اور نظیر بھی قائم تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور قانون قدرت جو آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک چلا آتا تھا اس کو توڑا۔ کس قدر غیر مناسب ہے کہ وہی خدا جب فرماتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اخیر زمانہ میں آئے گا اور مرا نہیں ہم نے اسکو اٹھا لیا ہے تو محمد ﷺ صاحب عارف کامل ہوکر اور سچا نبی ہوکر ہرگز محالات عقلی کا اعتراض نہ کرسکتا تھا اور نہ اس نے کیا۔ مگر مرزا صاحب چونکہ عرفان اختیارات ذات باری تعالیٰ سے ناواقف تھے اور انکا نور معرفت قدرت ذوالجلال سے ایسا منور نہ تھا جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کا اور جیسا کہ محمد ﷺ کا، اس واسطے محالات عقلی اعتراضات ان کو مادہ پرستوں کی طرح سوجھے جیسا کہ کفار عرب کو قیامت کے آنے اور حشر بالاجساد وعذاب دوزخ اور رسول اللہ ﷺ کے معراج پر سوجھے تھے۔ مگر انبیاء علیہم السلام اس بیماری سے پاک ہوتے ہیں۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا حال شاہد ہے کہ انہوں نے صرف اتنا خیال کیا تھا کہ ﴿انّٰی یُحْیِی

هٰذِہٖ اللّٰہُ بَعْدَ مَوْتِہَا﴾ یعنی تعجب ہے فرماتے ہیں کہ کیونکر اللہ تعالیٰ بعد مرنے کے زندہ کرے گا۔ صرف اتنے خیال سے یہ عتاب ہوا کہ اگر ہماری قدرت اور طاقت میں شک کر کے ایسا کہنے سے باز نہ آئے گا تو تیرا نام نبیوں کے دفتر سے کاٹ دیا جائے گا۔ جس سے صاف ثابت ہوا کہ ذات باری تعالیٰ کی نسبت یہ کہنا کہ خدا مردہ کو زندہ نہیں کر سکتا یا کیونکر زندہ کرے گا، ہرگز جائز نہیں۔ اور یہ کہنا صرف عدم معرفت الٰہی سے ہے۔ کیونکہ جو شخص ایک وجود کی طاقت کو نور معرفت سے دیکھ لیتا ہے کہ جس ذات پاک نے بغیر ہونے مادہ وآلات وظاہری اسباب کے یہ تمام کائنات بنادی۔ اس کے آگے اس امر کا کرنا جسکو ناچیز انسان اپنی قدرت اور طاقت سے بالاتر سمجھتا ہے یا محال جانتا ہے کر دینا کچھ مشکل نہیں۔ مگر جو شخص عرفان کے نور سے بے بہرہ ہے وہ یہی خیال کرتا ہے کہ جس طرح میں ایک امر محال عقلی کے کرنے پر عاجز ہوں، خدا بھی عاجز ہے اور جس طرح میں آسمان پر نہیں جا سکتا خدا تعالیٰ بھی کسی انسان کو آسمان پر لے جانے کے واسطے عاجز ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام چونکہ ان کی دو جہتیں ہوتی ہیں ایک انسانوں کی طرف اور دوسری خدا تعالیٰ کی طرف۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی طاقتوں اور قدرتوں کا علم رکھتے ہیں۔ اس واسطے نبی ورسول محالات عقلی کا لفظ خدا تعالیٰ کی ذات کی نسبت نہیں کہتے۔ اور مرزا صاحب محالات عقلی اور خلاف قانون قدرت کے دلدل میں پھنسے ہوئے تھے اسلئے وہ نبی ہرگز نہیں ہو سکتے۔

۱...... پیشگوئیاں بھی غلط نکلیں حالانکہ عبداللہ آتھم والی پیشگوئی اور منکوحہ آسمانی والی پیشگوئی معیار صداقت مرزا صاحب نے خود قرار دی تھیں۔ مگر وہ بہت صفائی سے جھوٹی نکلیں۔ اگرچہ مرزا صاحب نے تاویلیں بہت کیں مگر چندانکہ کہگل مے کنی دیوار بے بنیاد را، جھوٹ جھوٹ ہے خواہ اس پر لاکھ ملمع کرو۔ یہ تاویل کہ عبداللہ نے رجوع کر لیا اس لئے نہیں

مرا۔ اول تو پندرہ (۱۵) مہینے کی میعاد میں جس خدا نے عبداللہ کی سزا مقرر کی تھی اور پھر ملتوی کر دی تھی تو مرزا صاحب کو بھی خبر کر دیتا تاکہ وہ مشتہر کر دیتے کہ عبداللہ اب نہیں مرے گا۔ کیونکہ اس نے رجوع حق کی طرف کر لیا ہے۔ مگر چونکہ خدا نے تاریخ مقررہ سے پہلے کوئی اطلاع مرزا صاحب کو نہیں دی، اس لئے یہ تاویل باطل ہے۔

۲...... اگر عبداللہ رجوع کرتا تو مسلمان ہوتا مگر بدستور عیسائی رہا۔ پس یہ غلط ہوا کہ اس نے رجوع کیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مثال دیکر جو مرزا صاحب نے مغالطہ دیا ہے، غلط ہے کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم ایمان لے آئی تھی اور عبداللہ ایمان نہیں لایا تھا۔ پس یہ غلط ہوا کہ عذاب ٹل جایا کرتا ہے۔

۳...... اگر عبداللہ دل میں ایمان لایا اور ظاہر نہیں کیا تو منافق تھا اور منافق کافر سے بدتر ہے۔ اس لئے بھی عذاب کا ٹل جانا جھوٹی تاویل ہے۔

۴...... مرزا صاحب وعبداللہ اور اسلام وعیسائیت میں کچھ فرق نہ رہا کہ جب مرزا صاحب نے اسلام پیش کر کے اس کے واسطے عذاب مانگا اور اس کی موت مانگی تو خدا نے عذاب کی وعید کر دی۔ مگر جب عبداللہ نے عیسائیت کے ذریعہ سے مخلصی چاہی تو خدا نے اس کو بھی مخلصی دے دی، تو پھر دونوں برابر ہوئے۔ بلکہ عبداللہ زیادہ مقبول ثابت ہوا کہ خدا نے اس کی خاطر مرزا صاحب جو حکم جاری کرا آئے تھے وہ منسوخ کرا دیا یہ بالکل غلط بیانی ہے کہ آخر عبداللہ مر تو گیا، یہ کیسا لغو دعویٰ ہے کہ اگر عبداللہ مر گیا تو مرزا صاحب کہاں ہمیشہ زندہ رہے، وہ بھی مر گئے۔ پھر یہ کیا پیش گوئی ہوئی آخر انسان کبھی نہ کبھی تو مرے گا۔ پس جب مریگا تب ہی پیش گوئی سچی ہوئی۔ شعر

اے دوست بر جنازہ دشمن چو بگذری　　شادی مکن کہ بر تو ہمیں ماجرا رود

ہمارے نزدیک تو مرگ کی پیشگوئیاں صرف مکر وفریب ظاہر کرتی ہیں کیونکہ پیشگوئی کے وقت پہلے سوچ لیا جاتا تھا کہ ہر ایک انسان نے مرنا ضرور ہے۔ جب مریگا تب ہی تاویلات سے اپنی سچائی ثابت کردیں گے۔ شادی کر کے پیشگوئی کرنا کہ اولاد ہوگی یہ ویسی کرامتیں ہیں ''کہ پیر صاحب پتھر ڈوبا دیتے ہیں اور گھاس کو ترا دیتے ہیں۔''

دوسری پیشگوئی منکوحہ آسمانی کی ہے، یہ بھی غلط نکلی اور مرزا صاحب منہ دیکھتے رہ گئے۔ پھر اس میں ترمیم کی کہ باکرہ نہیں بیوہ ہوکر ضرور آئے گی۔ بھلا کوئی پوچھے کہ یہ کیوں کوئی غیرت مند انسان چاہتا ہے کہ اس کی منکوحہ آسمانی دوسرے کے پاس جاکر بال بچہ جنے اور بیوہ ہوکر پھر نکاح میں آئے۔ مگر خیر یہ بھی مان لیا گیا اور مرزا صاحب نے بڑے زور سے لکھا کہ میری جان نہیں نکلے گی جب تک یہ پیشگوئی پوری نہ ہو۔ چنانچہ ہم سب عبارات مرزا صاحب پہلے لکھ چکے ہیں۔ مگر قدرتِ خدا محمد ﷺ کی نقل کی تھی کہ ان کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آسمان پر ہوا تو زمین پر بھی ضرور ہوا۔ میرا بھی ایسا ہی ہو جائے گا، تو نبوت ثابت ہے مگر خدا تعالیٰ اپنے وعدہ خاتم النّبیین کے برخلاف کس طرح کرتا۔ اور سچے اور جھوٹے نبی میں فرق کردیا کہ مرزا صاحب بصد حسرت دنیا سے چل دیئے اور محمدی بیگم اپنے گھر میں آباد ہے۔ مگر لطف یہ ہے کہ مرزائی اس فاش غلط پیشگوئی کو بھی سچی پیشگوئی کہتے ہیں۔ اور دلیل دیتے ہیں کہ محمدی بیگم کا باپ جو مر گیا۔ کیا خوب! مرزا صاحب نے مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کا جنازہ آسمان پر دیکھا تھا یا اس کی لڑکی کے ساتھ نکاح ہوا تھا۔ جھوٹ اور ہٹ دھرمی کی بھی کوئی حد نہیں۔ کجا شادی کجا مرگ۔ کجا نکاح کجا جنازہ۔ ڈولی کے عوض جنازہ نکلا اور خوش فہم مرزائی جنازہ کو ڈولی سمجھ کر پیش گوئی سچی کہتے جاتے ہیں۔ پس جب مرزا صاحب کی پیشگوئیاں بھی غلط نکلیں تو وہ نبی کیونکر ہوئے۔

دلیل نمبر ٦: دارقطنی میں امام محمد باقر نے فرمایا ہے: **انّ لِمھْدِینا آیتَین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض تنکسف القمرُ لأوّل لیلةٍ من رمضانَ وتنکسف الشّمسُ فی النصف منه.** ترجمہ: ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین وآسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن اس کی اول رات ہوگا یعنی تیرھویں تاریخ میں اور سورج کا گرہن اس کے دونوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا پس یہ نشان صداقت ہے جو میرے زمانہ میں ہے۔ جس کو عرصہ قریباً بارہ سال کا گذرا ہے۔ اسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا...... (الخ)۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۱۹۴)

جواب: ا...... اول تو مرزا صاحب نے اپنی عادت کے موافق ترجمہ غلط کر کے تحریف کی ہے۔ یعنی جس عبارت کا ذکر تک نہیں وہ اپنے پاس سے داخل کرلی ہے: ''یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے''۔ **ناظرین!** یہ کسی لفظ حدیث کا ترجمہ نہیں۔ اگر کوئی لفظ حدیث میں ہے تو مرزائی بتادیں اور پھر آگے مہدی معہود کے زمانہ میں یہ بھی اپنے پاس لگالیا ہے۔ پھر اس کے دونوں میں سے بیچ کے دن یہ بھی اپنے پاس سے درج کرلیا ہے۔ اور اخیر کا فقرہ جو تاکید کے واسطے دوبارہ تھا، وہ چھوڑ دیا ہے۔ یعنی ولم تکونا منذ خلق **السمٰواتِ والارض** جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا جب سے اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کئے۔ (دیکھو صفحہ ۱۷۵، کتاب الاشاعۃ اشراط الساعۃ مطبوعہ مصر)۔ اب کون عقل مند ایسے شخص کو محقق و مامور من اللہ مان سکتا ہے جو اپنے مطلب کے واسطے رسول یا خدا کے کلام میں تحریف کرے۔ لفظ کچھ ہیں معنی کچھ کرتے ہیں اور اپنے پاس سے عبارت زیادہ

کرتے ہیں، جو کہ امام زمان کی شان سے بعید ہے۔

صحیح ترجمہ یہ ہے: ''ہمارے مہدی کے واسطے دو نشان ہیں جو کہ جب سے زمین وآسمان خلق ہوئے یعنی پیدا ہوئے ایسا کبھی نہیں ہوا یعنی قمر کو اول رمضان کی گرہن لگے گا اور سورج کو نصف رمضان میں لگے گا اور جب سے آسمان وزمین اللہ نے پیدا کئے ایسا کبھی نہیں ہوا''۔

ناظرین! لفظ حدیث صاف صاف بتا رہے ہیں کہ منذ خلق السموٰت والارض یعنی جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ خلاف قانون قدرت خرق عادت کے طور پر ہر دو گرہن ہوں گے یعنی پہلی رمضان کو چاند کو گرہن لگے گا اور نصف رمضان یعنی ۱۴ و ۱۵ رمضان کو سورج کو۔ اور مرزا صاحب کے وقت ایسا نہیں ہوا۔ پس یہ باطل ہے کہ چاند وسورج کا گرہن رمضان میں مرزا صاحب کی صداقت کا نشان ہے اور خلاف عادت ہونا دو دفعہ فرمادیا۔

۲..... چونکہ اس حدیث کا مضمون خلاف قانون قدرت ہے۔ یعنی وہ امر جو ابتدائی آفرینش سے نہیں ہوا وہ مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔ مرزا صاحب کے اپنے مذہب کے برخلاف ہے کیونکہ وہ محال عقلی وخلاف قانون قدرت کے جال میں پھنسے ہوئے تھے اور اسی واسطے خدا کو عاجز انسان کی طرح محالات عقلی پر قادر نہ سمجھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور واپس آنے سے منکر تھے تو اب وہ کس طرح یہ پیش کر سکتے ہیں کہ خلاف قانون قدرت چاند گرہن وسورج گرہن ہوا بلکہ یہ حدیث ہی نہیں۔ ایک قول امام محمد باقر کا ہے جو کہ صحیح حدیث کے مقابل پر ہے اور اس کے دو راوی ہیں، عمرو وجابر کذاب ہیں۔ اس لئے یہ قول محدثین کے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔ مگر مرزا صاحب کی مطلب پرستی حد سے بڑھی ہوئی ہے۔

ضعیف سے ضعیف قول اور حدیث سے مطلب نکلتا ہو تو اسی کو بار بار لکھتے جاتے ہیں اور قرآن اور صحیح حدیث کی پرواہ نہیں کرتے جیسا کہ **لا مھدی الا عیسیٰ** پر اڑے جاتے ہیں اور غضب یہ کرتے ہیں کہ جھوٹ لکھتے ہوئے خوف خدا نہیں۔ اسی قول چاند گرہن وسورج گرہن کو ''اربعین'' کے صفحہ ۲۶ پر حدیث نبوی ﷺ قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ یہ قول کسی حدیث کی کتاب ''صحاح ستہ'' میں نہیں۔ چونکہ صحیح حدیث جس میں آنحضرت ﷺ نے صاف صاف فرمادیا، کہ چاند گرہن وسورج گرہن کسی کے غم وخوشی کے نشان نہیں۔ یعنی کسی کی موت وحیات سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ صرف خداتعالیٰ کے قادر مطلق ہونے کے دو نشان ہیں۔ جب یہ قول اس حدیث کے متعارض ہے تو مردود ہے۔

۳..... یہ مرزا صاحب کا فرمانا بالکل غلط ہے کہ پہلے کبھی ''مامور من اللہ و رسول'' کے مدعی ہونے کے چاند وسورج کو گرہن رمضان میں نہیں ہوا۔ ہم نیچے قطع حجت کے واسطے اکثر نام مدعیان نبوت ومہدویت بمعہ تاریخ وسن گرہن ہر دو چاند وسورج ''ماہ رمضان'' میں لکھتے ہیں، تا کہ مرزا صاحب کی راستبازی معلوم ہو۔

۶۲ ہجری ۶۳ ہجری میں محمد حنیفہ مدعی نبوت کے وقت ماہ رمضان میں چاند و سورج کو گرہن لگا۔ (دیکھو غایۃ المقصود صفحہ ۳۸)

۵۸ ہجری و ۱۰۷، ۱۰۸ ہجری میں جعفر مدعی نبوت ہوا اور اس کے وقت میں رمضان میں دونوں گرہن ہوئے۔ (دیکھو ابن خلکان وغایۃ المقصود)

۲۴۱، ۲۴۲ ہجری میں حسن عسکری نے دعویٰ کیا اور ہر دو گرہن رمضان میں ہوئے۔ (دیکھو ابن خلکان)

۲۷۶، ۲۷۷ ہجری میں عباس نے دعویٰ نبوت ومہدویت کیا اور ہر دو گرہن

اسکے وقت میں ہوئے۔ (دیکھو غسل مصفیٰ)

۱۰۸۸، ۱۰۸۹ ہجری میں محمد نے دعویٰ مہدویت کیا اور ہر دو گرہن اس کے وقت ہوئے۔ (دیکھو مہدی نامہ)

۱۲۰۸، ۱۲۲۲ ہجری میں سید احمد بریلوی نے دعویٰ مہدویت کیا اور ہر دو گرہن ہوئے۔ (دیکھو تواریخ احمدی)

۱۳۱۱، ۱۳۱۲ ہجری میں محمد عبداللہ بن عمر نے دعویٰ مہدویت کیا اور ہر دو گرہن اس کے وقت ہوئے۔ (دیکھو غسل مصفیٰ)

چونکہ اختصار منظور ہے اس واسطے اسی پر اکتفا ہے ورنہ بہت سی نظیریں ہیں بلکہ بہت سے کذابوں کا یہ نشان ہے کہ رمضان میں چاند وسورج کا گرہن حسب معمول ۱۳، ۲۸ وغیرہ کو ہو۔ سچے مہدی کا نشان تو وہی ہے جو کہ اول ونصف رمضان میں خلاف قانون مقررہ ہوگا۔ کیونکہ حسب معمول جیسا کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں' ایسا تو چھبیس (۲۶) مدعیان میں سے تیئیس (۲۳) کے وقت میں ہوا۔ اور رمضان میں چاند گرہن وسورج گرہن ہوا۔ اس حساب سے تو مرزا صاحب بھی اُنہیں اپنے بھائیوں' کذابوں' مدعیان میں سے ہوئے' نہ کہ سچے مہدی۔ اگر سچے مہدی ہوتے تو اول رمضان اور نصف رمضان میں چاند وسورج کا گرہن ہوتا۔

۴..... مسٹر کینتھ صاحب نے اپنی کتاب ''یوز آف دی گلوبس'' میں کسوف وخسوف کا جو قاعدہ بیان کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ دوسوتیئیس (۲۲۳) سال ایک دور قمری میں دس دفعہ ماہ رمضان میں چاند وسورج کو گرہن ہوتا ہے۔

اگر اس قول کو مرزا صاحب کی خاطر حدیث مان بھی لیں تو پھر بھی منذ خلق

السمٰوات والارض کے کیا معنی ہوئے؟ جسکے معنی یہ ہیں کہ ابتدائے آفرینش سے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ یعنی جب سے زمین وآسمان خلق ہوئے ہیں۔

اوّل: رمضان ونصف رمضان میں چاند وسورج کا گرہن بالترتیب کبھی نہیں ہوا اور مہدی کے وقت میں ہوگا۔ حسب معمول ۱۳ سے ۱۵ تک اور ۲۷ سے ۳۰ تک تو ہمیشہ گرہن ہوتے رہتے ہیں جیسا کہ اوپر دکھایا گیا ہے۔

دوم: مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے منکر ہیں اس لئے کہ پہلے نظیر نہیں ہے۔ یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ انسان آسمان پر جائے اور وہاں تو حضرت ایلیا کی نظیر بھی تھی۔ اب خود بتادیں کہ اس کی کیا نظیر ہے کہ جب سے آسمان وزمین پیدا ہوئے ہیں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اب کس طرح مان کر اپنی صداقت کی دلیل دیتے ہیں جب پہلے نظیر نہیں تو اب یہ بھی غلط ہے کہ رمضان میں گرہن مرزا صاحب کی صداقت کا نشان ہے۔

۵..... لفظ حدیث یہ ہیں کہ **ینکسف القمر فی الاول لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی نصفه منه** یعنی چاند کو گرہن لگے گا پہلی رات رمضان کو اور نصف اس کے میں سورج کو۔ تعجب ہے کہ مرزا صاحب نے اول کے معنی ۱۲ و ۱۳، اور نصف کے معنی بجائے آدھا کے اخیر کیونکر کر لئے۔ اور کس لغت کی کتاب میں لکھا دیکھا کہ اول رمضان کے معنی نصف رمضان اور نصف رمضان کے معنی اخیر رمضان ہیں۔ افسوس! مرزا صاحب اپنے مطلب میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ تمام جہان کی مسلمات کو اپنی پیدا کردہ دلیل کے سامنے جو بالکل سیاق وسباق کے خلاف ہوتی ہے ردّی قرار دیتے ہیں اور بالکل بے سند کہتے جاتے ہیں۔ بھلا یہ کیا معقول ہے کہ کبھی پہلی دوسری کو بھی گرہن لگ سکتا ہے۔ کیونکہ خلاف قانون قدرت ہے۔ اور خدا ایسا نہیں کرسکتا' مگر رمضان میں خرق عادت کرسکتا ہے؟ جس کا جواب

یہ ہے کہ اگر خدا اول رات کے چاند کو خرق عادت کے طور پر گرہن لگانے سے عاجز ہے‘ اسلئے کہ پہلی رات کا چاند بہت چھوٹا ہوتا ہے تو سورج تو چھوٹا نہیں ہوتا۔ اس کو بموجب قول کے الفاظ کے نصف رمضان میں کیوں گرہن نہ لگا۔ اور مرزا صاحب نصف کے معنی اخیر رمضان کس لغت کے رو سے لیتے ہیں؟ اور منذ خلق السمٰوات والارض کو اڑا دیتے ہیں۔ اور پھر یہ کیوں کہتے ہو کہ رمضان میں خرق عادت کے طور پر گرہن لگا ہے۔ جب خلاف قانون قدرت خدا کر ہی نہیں سکتا تو پھر حدیث بھی غلط ہے کہ اول رمضان میں جو ابتدائے دنیا سے کبھی نہیں ہوا تو پھر نشان کیسا؟ یہ بھی غلط ہوا اور حدیث بھی غلط۔ (معاذ اللہ)

۶...... مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اول دوم سوم کے چاند کو ہلال کہتے ہیں، نہ کہ قمر۔ اس واسطے اول رمضان معنی کرنا غلط ہے اور ۱۲، ۱۳ درست ہیں، اگر ہلال ہوتا تو اول رمضان درست تھا۔ جس کا جواب یہ ہے کہ ۱۲، ۱۳ کے چاند کو بدر کہتے ہیں۔ اگر حدیث کا مطلب حسب معمول ۱۲، ۱۳ کو گرہن ہونا ہوتا تو بدر کا لفظ ہونا چاہیے تھا، نہ کہ قمر کا۔ کیا مرزا صاحب کو معلوم نہیں کہ ہلال و بدر قمر کی حالتوں کا نام ہے اصل قمر ہی ہے۔

(۱) عربی زبان میں قمر کا لفظ ہلال و بدر دونوں حالتوں پر بولا جاتا ہے: ﴿وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ﴾. (۲) ﴿وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا﴾. حدیث میں بھی قمر چاند کو کہا گیا ہے چاہے پہلی دوسری کا ہو یا ۱۲، ۱۵ وغیرہ کا۔ الشمس والقمر ثوران مکدرات یوم القیمة. یعنی ’’آفتاب اور ماہتاب پنیر کی دو چکیوں کی طرح بے نور پڑے ہونگے‘‘۔ غرض یہ دھوکہ ہے کہ اول رمضان کے معنی ۱۲ و ۱۳ رمضان ہے ورنہ ہلال ہوتا۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر ۱۲، ۱۳ مراد ہوتی تو بدر ہوتا کیونکہ جیسا پہلے تاریخ کی چاند کو ہلال کہتے ہیں ویسے ہی ۱۲ و ۱۳ کے چاند کو بدر کہتے ہیں۔ چونکہ بدر نہیں فرمایا اور ساتھ ہی منذ خلق السمٰوات والارض فرمایا اس

لئے ثابت ہوا کہ رمضان کی پہلی رات کو خلاف معمول چاند کو گرہن ہوگا اور نصف رمضان میں سورج کو ہوگا۔ پھر سورج کے گرہن کے واسطے نصفه منه کی قید کیوں لگائی۔ اگر اول رمضان مراد نہ ہوتی۔ کیونکہ ہمیشہ سورج کو گرہن ۲۸، ۲۹ کو لگتا ہے۔ جب کہ سورج کا موقعہ بجائے ۲۷ و ۲۸۔ ۱۳ و ۱۴ نصف فرمایا‘ تو ضروری ہوا کہ چاند کا موقعہ گرہن بجائے ۱۲، ۱۳ کے یکم دوم رمضان ہو، ورنہ بالکل غلط معنی ہوتے ہیں۔ جس قدر چاند کو پیچھے ہٹا دیا اسی قدر سورج کو بھی پیچھے ہٹا دیا‘ یعنی سورج کو گرہن بجائے اخیر رمضان کے نصف رمضان میں ہوگا اور چاند کا گرہن بجائے نصف رمضان کے اول رمضان کو ہوگا۔ منه کی ضمیر رمضان کی طرف راجع ہے جو صاف صاف ظاہر کر رہا ہے۔ اول اور نصف رمضان سے اول و نصف رمضان ہی مراد ہے نہ کہ کوئی من گھڑت بے سند خود تراشیدہ معنی ہیں۔

۷...... عن شریک قال بلغنی ان قبل خروج المهدی ینکسف القمر فی شهر رمضان مرتین (رواہ نعیم) یعنی ’’رمضان میں دو دفعہ چاند گرہن ہوگا‘‘۔

اس حدیث نے بہت صاف کر دیا کہ اول رمضان کو ہی چاند گرہن ہوگا‘ خلاف معمول یعنی جب سے آسمان زمین بنے ہیں کبھی اول رمضان کو چاند گرہن نہیں ہوا اور دوسرا گرہن حسب معمول ۱۲ و ۱۳ رمضان کو ہوگا۔ پہلا گرہن صرف مہدی کے نشانات کے واسطے ہوگا۔ جس سے صاف مرزا صاحب کی تمام دلائل کا بطلان ہو گیا۔ کیونکہ اس حدیث نے تفسیر کر دی۔ (صفحہ ۱۷۶، اشاعۃ الساعہ مطبوعہ مصر)

اب تو بالکل صاف ظاہر ہو گیا اور اول رمضان سے یکم رمضان ہی مراد ہے اور چونکہ اول رمضان کو چاند گرہن نہیں ہوا۔ پس یہ باطل ہے کہ مرزا صاحب کی صداقت آسمان نے کی۔

٨......عن کعب قال يطلع من المشرق قبل الخروج المهدی نجم له ذنب

یعنی ''مشرق کی طرف سے ایک ستارہ جس کے واسطے دم ہوگی، مہدی کے خروج سے پہلے طلوع کرے گے یعنی نکلے گا''۔ چونکہ یہ ستارہ بھی نہیں نکلا تو مہدی کا نشان کیسے ہوا اور مرزا صاحب کے واسطے آسمانی نشان کے کیا معنی ہوئے۔

دوم: عن أبی جعفر محمد بن علی الباقر رضی اللہ عنہ قال اذا رأيتم ناراً من المشرق ثلاثة ايام وسبعة ايام فتوقعوا خرج ال محمدٍ ان شاء الله تعالىٰ

ترجمہ: ''جس وقت دیکھو تم مشرق سے آگ تین دن یا سات دن' پس امید کرو کہ آل محمد ﷺ نے خروج کیا ہے اگر چاہا اللہ نے'' (صفحہ ۱۷۶، اشاعۃ السنۃ)۔ عن أبی هريرة رضی اللہ عنہ قال يكون بالمدينة وقعة يفرق فيها احجار الزيت بالحمرة عندها الا كضربة سوط فينبغی عن المدينة يريدين ثم يبايع المهدی (رواہ نعیم) ترجمہ: اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اس نے مدینہ میں ایک بڑی لڑائی ہوگی جس میں مقام احجار الزیت پر خوف طاری ہوگا اور مدینہ کا سنگلاخ (بیرون مدینہ جانب مشرق) ضرب تازیانہ کی طرح موجب اذیت ہوگا تب دو صادق مدینہ سے باہر نکلیں گے۔ پھر مہدی کی بیعت کی جائے گی۔

٩......مرزا صاحب تو مسیح موعود ہونے کے مدعی ہیں۔ اور یہ کسی حدیث میں نہیں ہے کہ مسیح موعود کے وقت رمضان میں چاند و سورج کو گرہن ہوگا۔ اگر یہ کہیں کہ مہدی و مسیح موعود، مجدد، رجل فارسی، مامور من اللہ، امام زمان، کرشن جی وغیرہ وغیرہ جن کے مرزا صاحب مدعی تھے صرف ایک ہی شخص ہے تو یہ دعاوی مفصلہ ذیل دلائل سے باطل ہیں:

الف: مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ ناصری جسکے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی

نبی نہیں وہی نزول فرمائیگا اور اسکا نزول دمشق میں ہوگا۔

ب: حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور موضع کرعہ علاقہ خراسان سے ہوگا اور وہ عربی نسل سیدۃ النساء فاطمہ زہراء کے نسب سے ہوگا' جیسا کہ پہلے گذرا ہے اور اس کا نام اور اس کے باپ کا نام رسول اللہ ﷺ کے نام پر ہوگا اور مدینہ میں بیعت لے گا' نہ کہ قادیان پنجاب میں۔

ج: مجدد امتی محمد رسول اللہ ﷺ ہوتا ہے اور ہر ایک صدی کے سر پر ہوتا ہے۔ مجدد نبوت و مہدویت کا مدعی نہیں ہوتا اور مرزا صاحب نبوت و رسالت کے مدعی ہیں۔ پس یہ خیال غلط ہے کہ مسیح موعود مہدی و مجدد و کرشن وغیرہ ایک ہے۔

د: رجل فارسی کا ڈھکوسلا بالکل بے ربط ہے۔ یہ حدیث تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حق میں تھی۔ مرزا صاحب نے ناحق رجل فارسی ہونے کا دعویٰ کیا۔ رجل فارسی مسیح موعود ہر گز نہیں ہو سکتا اور نہ کسی حدیث میں ہے کہ مسیح موعود رجل فارسی ہوگا۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ تعریف کی کہ یہ شخص اس قدر متلاشی ایمان ہے کہ اگر ایمان ثریا پر بھی معلق ہوتا تو وہاں سے بھی لے آتا۔ یہ کیونکر صحیح ہے کہ جو رجل فارسی ہے یعنی فارس کا رہنے والا ہو وہی سلمان پارسی ہے اور ایمان کو 'ثریا' سے لانیوالا ہے۔

نہ ہر کہ چہرہ برلفروخت دلبری داند   نہ ہر کہ آئینہ دارد و سکندری داند

لو کا لفظ تو شرطیہ ہے۔ پس نہ ایمان ثریا پر اٹھایا گیا تھا اور نہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ لائے تھے۔ یہ کیسا بودا استدلال ہے کہ چونکہ میں فارسی النسل ہوں اس لئے رجل فارسی ہوں اور ایمان کو ثریا سے لایا ہوں اور یہ کہاں لکھا ہے کہ مسیح موعود رجل فارسی ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے تو اس کو مریم کا بیٹا اس واسطے کہا کہ اس کا باپ نہ تھا۔ مگر تعجب ہے کہ باپ والا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے۔ اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اعلام کبھی نہیں بدل سکتے۔ جب مسیح

موعود کے اعلام رسول اللہ ﷺ نے فرما دیئے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم نبی اللہ جسکے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں۔ پس ’چار علم‘ جو کہ رسول اللہ ﷺ نے تفریق کے واسطے فرما دیئے کہ کوئی جھوٹا مدعی نہ ہو وہ بتا رہے ہیں کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں اور ایسا ہی مہدی کے اعلام بھی بتا دیئے۔ محمد بن عبداللہ فاطمی النسب‘ حسنی‘ قریشی‘ عربی النسل۔ اب کوئی سوچے کہ کجا عربی النسل اور کجا فارسی النسل۔ غرض سب کے سب غیر معقول دعویٰ ہیں‘ کیونکہ ان تمام کا مجموعہ پھر امام زمان قرار دیا ہے۔ اور ’’ضرورت امام‘‘ کے صفحہ ۲۴ پر موٹے خط سے لکھتے ہیں کہ ’’امام زمان میں ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کے وحی لکھنے والے کو خیال ہوا کہ میں بھی ملہم ہوں تو فوراً ہلاک ہو گیا اور ایسا مغضوب ہوا کہ قبر نے بھی اس کو باہر پھینک دیا تھا‘‘۔ مگر خود مرزا صاحب رسول اللہ ﷺ کے وحی کے ساتھ وحی کا دعویٰ کریں تو مسلمان اور امتی ہیں اور محمد ﷺ کی طرح امام زمان بھی ہوں اور امتی بھی ہوں۔ یہ ایسا نامعقول دعویٰ ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ میں رعیت بھی ہوں اور بادشاہ بھی ہوں۔ اب کوئی صحیح الدماغ آدمی ایسی ایسی متضاد اور نامعقول باتیں کس طرح مان سکتا ہے۔ یہ کس حدیث میں ہے کہ مسیح موعود محمد ﷺ کی برابری کرے گا اچھا یہ سب کچھ تو اسلامی حلقہ کے اندر رہا۔ اب مرزا صاحب کو ہند کی آب و ہوا نے عربی النسل ہونا، فارسی النسل ہونا، ناصری ہونا سب کچھ فراموش کرا کر کرشن جی مہاراج بھی ہونا دماغ میں ڈالا۔ اللہ اکبر! کجا محمد رسول اللہ ﷺ توحید پرست اور کجا کرشن جی مہاراج بت پرست۔ قیامت کے منکر تناسخ کے قائل۔ کہاں پاک ذات محمد ﷺ دنیا اور عاقبت کی خبر دینے والا‘ بلکہ جو قیامت پر ایمان نہ لائے وہ اس کے نزدیک مسلمان نہیں‘ اور اللہ اکبر کے نعرے لگانے والا اور دنیا پر توحید پھیلانے والا اور کہاں ہند کا کرشن رام رام جپنے والا اور انسانوں میں حلول کرنے والا۔

ناظرین! یہ ہے مدعی امامت کی فلسفی عقل جس نے فلسفہ اور سائنس کے رعب میں آ کر معجزات انبیاء علیہم السلام سے تو انکار کیا اور جب گرا تو ایسا گرا کہ کرشن جی کا روپ دھارا جو عقلاً و عادتاً محال اور ناممکن ہے۔ اور یہ کونسا فلسفہ ہے کہ ایک وجود میں عیسیٰ علیہ السلام و محمد ﷺ و کرشن و مہدی و مجدد وغیرہ وغیرہ کی روحیں جمع ہو سکتی ہیں؟ حالانکہ روح صرف ایک اکیلی بدن میں منتظم رہ سکتی ہے۔ متعدد روحیں تو آپس میں لڑ کر ایک منٹ میں الگ ہو جائیں گی۔ محمد ﷺ کی روح اور معاذ اللہ کرشن جی کی روح ایک محل میں کسی طرح نہیں رہ سکتی ہیں۔ محمد ﷺ کی روح تو قیامت میں جزا سزا کی وعظ فرمائے گی اور کرشن جی کی روح تناسخ کا چکر بتائیگی اور قیامت سے انکار کرائے گی۔ کرشن جی کا نمونہ تعلیم ذیل کے شعروں سے جو گیتا میں فیضی نے اکبر بادشاہ کے حکم سے کیا تھا‘ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ پھر محمد ﷺ کی تعلیم کے مقابلہ پر خود ناظرین غور کر کے نتیجہ نکال لیں۔

من از ہرسہ عالم جد گشتہ ام — تہی گشتہ از خود خدا گشتہ ام
منم ہر چہ ہستم خدا از من است — فنا از من است و بقا از من است

تناسخ وانکار قیامت:

ہمہ شکل اعمال بگرفتہ اند — بہ تقلیب احوال دل گفتہ اند
گرفتار زندان آمد شد اند — زبید انثی خصم جاں خود اند

ناظرین! غور فرمائیں کہ ایک شخص مدعی ہے کہ میں عیسیٰ علیہ السلام بھی ہوں، محمد ﷺ بھی ہوں، مہدی بھی‘ حتیٰ کہ کرشن بھی ہوں۔ جب کچھ ثبوت نہیں دے سکتے تو فرماتے ہیں کہ میں اصلی نہیں ہوں، ان کا بروز ہوں اور ظل ہوں۔

ناظرین! بروز و تناسخ ایک ہی ہے صرف لفظی تنازعہ ہے کیونکہ بروز کے معنی ظاہر ہونے

کے ہیں۔اور ظہور یا جسمانی ہوتا ہے یا روحانی اور یا صفاتی۔اگر مرزا صاحب کو بروز عیسیٰ ومہدی ودجل فارسی، محمد ومامور من اللہ وکرشن وغیرہ کا جسمانی فرض کریں تو یہ بالکل باطل ہے۔کیونکہ مرزا صاحب اپنے باپ غلام مرتضیٰ کے نطفہ سے اپنی والدہ کے پیٹ سے صرف اکیلے پیدا ہوئے اور ان کا تعلق ان اشخاص سے جو کئی سو برس اُن سے پہلے ہو چکے، جسمانی ہرگز نہیں ہوسکتا۔جب جسمانی نہیں ہوسکتا تو روحانی ہوگا۔روحانی تعلق بھی باطل ہے کیونکہ ایک جسم میں دو روح نہیں رہ سکتے' تو متعدد روح کس طرح اکٹھے رہ سکتے ہیں۔کیونکہ اس پر حکماء متقدمین وحال کا اتفاق ہے کہ روح جوہر مجرد ہے' صرف ایک ہی بدن انسان میں متصرف ہوسکتا ہے۔اس تعلق بدن سے بمنزلہ کاریگر کے ہے یعنی جیسا کہ کاریگر اوزاروں سے کام کرتا ہے اسی طرح قوائے جسمانی سے روح بدن میں کام کرتی ہے اور بذریعہ حواس ظاہرہ وباطنہ احساس وانجام امور عالم کرتی ہے۔پس مرزا صاحب کا دعویٰ روحانی بھی غلط ہے۔کیونکہ بقول ان کے ارواح انبیاء بعد مرگ بہشت میں داخل ہو چکیں اور جو بہشت میں داخل ہو جائے اسکو نکلنے کی اجازت نہیں۔(دیکھو ازالہ اوہام' صفحہ ۳۵۲)

یہ سچ ہے کہ جو شخص بہشت میں داخل کیا جاتا ہے پھر وہ اس سے خارج نہیں کیا جاتا۔پس روحانی بروز باطل ہے۔کیونکہ جب روح بہشت سے نکل ہی نہیں سکتی تو پھر بروز وظل روحی باطل ہوا۔''ظل''یعنی سایہ اصل کا ہوتا ہے جب اصل بہشت میں بند ہے تو پھر اسکا ظل محال ہے۔ظل کے واسطے اصل کا وجود ضروری ہے۔جب اصل اس دنیا میں نہیں تو اس کا سایہ بھی نہیں۔باقی رہا بروز صفاتی سو وہ مرتبہ ہر ایک بشر کو حاصل ہے جب انسان نیک کام کرتا ہے تو صالحین کا صفاتی بروز ہے۔اور جب بُرے کام کرتا ہے تو کفار وفجار وغیرہ کا بروز ہے۔اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ بروز کا مسئلہ بالکل باطل ہے۔مرزا صاحب

معمولی ایک شاعرانہ طبیعت کے آدمی تھے۔اور طبیعت کی موزونی کے زور سے رسول ونبی بنا چاہتے تھے۔سو وہ دوسرے کذابوں کی طرح دعویٰ کر کے چل دیئے اور مسیلمہ کذاب وغیرہ کی طرح پیرو بھی چھوڑ گئے جو سنت اللہ کے موافق بطریق سابق کذابوں کی امتوں کے آہستہ آہستہ برباد ہونگے اور ضرور ہونگے۔سب کذاب بھی یہی کہتے آئے ہیں کہ پہلے کاذب تھے اور میں سچا ہوں وہ ملیامیٹ وبرباد ہوگئے مگر میں چونکہ سچا ہوں اس واسطے میرے پیرو ہمیشہ غالب رہیں گے اور سرسبز ہونگے۔مگر سنت اللہ یہی ہے کہ ہزارہا لوگ اسلام میں ایسے ایسے پیدا ہوئے اور آخر کار فنا ہوئے۔تاریخ جب یہ باواز بلند پکار رہی ہے کہ اُستاد''سیس''جیسے اولوالعزم جس کے صرف تین لاکھ مرید سپاہی لڑنے والے تھے۔جب اس قدر حمیت کا آدمی اور اکثر جنگوں میں فتحیاب ہونے والا بہادر جسکا آج نام ونشان نہیں۔صالح بن طریف نے نبوت کے دعویٰ کے ساتھ سلطنت بھی حاصل کر لی اور سینتالیس (۴۷) برس تک کامیابی کے ساتھ نبوت وبادشاہت کی۔مگر وہ بھی بمعہ اپنی امت ومریدوں کے خاک سے مل گیا اور سچے رسول کا دین تازہ بتازہ چلا آتا ہے۔جب نظیریں موجود ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مرزائی سنت اللہ کے مطابق برباد نہ ہونگے۔یہ صرف مریدوں کو پھنسانے کیواسطے ہے۔ہر ایک کاذب کہا کرتا ہے کہ میرا گروہ ہمیشہ رہے گا تا کہ مریدوں کے حوصلے پست نہ ہوں۔بیچارے مرزائیوں کی ترقی کی ان کذابوں کی ترقی وحمیت وشجاعت وجانثاری کے مقابلہ میں کچھ حقیقت ہی نہیں۔صرف انگریزوں کی عملداری کے باعث زبانی وتحریری دعاوی ہیں۔خلافت اسلامیہ ہوتی تو مدت کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔پس مسلمانوں کو پہلے کذابوں کا حال غور سے پڑھنا چاہیے جو کہ ہم پہلے اسی کتاب میں لکھ چکے ہیں۔پھر اپنی عقل خداداد سے نتیجہ نکال لیں۔یہ دھوکہ ہر ایک کاذب دیتا آیا ہے کہ خدا مجھ

سے باتیں کرتا ہے اور میں خدا کے حکم سے کہتا ہوں۔ مرزا صاحب کا نرالا دعویٰ نہیں۔

دلیل نمبر ۷: مرزا صاحب کو مخاطبہ و مکالمہ الٰہی ہوتا تھا۔ اور جس کو مکالمہ و مخاطبہ الٰہی ہو وہ نبی ہوتا ہے۔

جواب: مکالمہ و مخاطبہ خدا کی طرف سے بھی ہوتا ہے اور شیطان کی طرف سے بھی۔ سب اولیاء اللہ و صوفیائے کرام وساوس شیطان سے پناہ مانگتے آئے ہیں۔ وساوس شیطانی اور الہام ربانی میں فرق کرنے والی شریعت محمدی ﷺ ہے' اگر کوئی الہام یا کشف یا رؤیا' شریعت کے برخلاف ہے تو وسوسہ شیطانی اور مردود ہے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی مقدمہ ''فصوص الحکم'' میں فرماتے ہیں ''وحی خاصہ انبیاء علیہم السلام ہے۔ اور یہ بواسطہ فرشتہ جبرائیل علیہ السلام ہوتا ہے۔ اس لئے یہ وسوسہ سے پاک ہوتا ہے یعنی وہ خالص کلام خدا تعالیٰ ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی حدیث کو وحی (یعنی وحی متلو) یا قرآن نہیں کہتے۔ وحی مخصوص نبوت سے ہے اور الہام ولایت سے مخصوص ہے۔ اور نیز وحی میں تبلیغ شرط ہے اور الہام میں تبلیغ شرط نہیں۔ ''واردات رحمانی وملکوتی'' اور ''واردات جنی و شیطانی'' میں جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ جو واردات رحمانی ہوتے ہیں ان سے خوف ورجاو خیر کی طرف رغبت ہوتی ہے اور طاعت میں رغبت و لذت ہوتی ہے اور جو اس کے برخلاف ہو وہ شیطانی واردات ہیں''۔

ناظرین! شیخ کی عبارت سے دو امور ثابت ہیں۔ **ایک** وحی خاصہ انبیاء علیہم السلام ہونا اور بذریعہ جبرائیل علیہ السلام ہونا۔ **دوم:** الہام اولیاء رحمانی بھی ہوتا ہے اور شیطانی بھی ہوتا ہے مگر مرزا صاحب نے اپنی ہر ایک واردات کو وحی قرار دیا اور الہام رحمانی و شیطانی میں کچھ فرق نہیں کرتے۔ سب رطب و یابس جو آپ کے دماغ میں آجائے اور جو جائز و ناجائز

آپ کے دل سے اُٹھے اسکا نام وحی الٰہی رکھ لیا اور اس کو قرآن کا رتبہ دیا اور یہی وجہ انکی گمراہی کی ہے اگر وہ شریعت محمدی ﷺ کو معیار قرار دیتے تو ہرگز یہ معجون مرکب کشف' خواب' رؤیا' الہام' فکر' ارادہ' خیال' وہم' قیاس' سب کو وحی الٰہی کا رتبہ نہ دیتے اور نہ اجماع امت سے الگ ہوتے۔ سب اولیاء اللہ و علماء امت کے نزدیک شریعت معیار الہام و کشف ہے۔ جو الہام و کشف شریعت کے برخلاف ہو وہ اللہ کی طرف سے نہیں۔ مگر مرزا صاحب سب کو اللہ کی طرف سے سمجھ کر ٹھوکر کھاتے رہے اور جب وہ جھوٹ نکلا تو اس جھوٹ کی مرمت کے واسطے اور ہزار ہا جھوٹ ان کو بنانے پڑے اور پھر بھی جھوٹے کے جھوٹے رہے۔ اسی واسطے معیار شریعت ضروری ہے۔

پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ' فتوح الغیب' میں لکھتے ہیں کہ ''الہام اور کشف پر عمل کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ قرآن و حدیث اور نیز اجماع اور قیاس صحیح کے مخالف نہ ہو''۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ' احیاء العلوم' میں لکھتے ہیں کہ ''ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ الہام پر عمل نہ کرو جب تک اس کی تصدیق آثار سے نہ ہو جائے''۔

مرزا صاحب نے تو سب قیدیں توڑ دیں۔ اپنے کشف والہامات کو وحی کا پایۂ خلاف اجماع امت دیا اور اس پر ایمان لائے اور ایسا ایمان جیسا قرآن پر یعنی ''براہین احمدیہ'' قرآن ہے۔ اور وسوسہ سے پاک سمجھا حالانکہ اُن کے کشف و الہامات صاف صاف بتا رہے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں' ان کی طبیعت کا فعل ہے اور بعض صاف صاف وساوس ہیں۔

۱...... ''کتاب البریہ'' کے صفحہ ۷۹ پر لکھتے ہیں: ''میں نے اپنے آپ کو کشف میں دیکھا کہ

میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں"۔ بغرض اختصار اسی قدر کافی ہے۔ ورنہ یہ کشف بہت طول ہے کہ میں نے زمین وآسمان بنائے اور میں اس کے خلق پر قادر تھا وغیرہ۔ اب کوئی مسلمان قرآن پر ایمان رکھنے والا اور محمد رسول اللہ ﷺ کو رسول برحق ماننے والا، اس کشف کو خدائی کشف سمجھ سکتا ہے؟ کبھی ناچیز انسان بھی خدا ہوسکتا ہے؟ اور خالق زمین و آسمان ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر صاف ہے کہ یہ دماغ کی خشکی کا باعث ہے اور وسوسہ ہے۔

۲...... کشف: انا انزلنٰه قريبا من القاديان یعنی "ہم نے اس کو قادیان کے قریب اُتارا ہے"۔ یہ عبارت مرزا صاحب نے قرآن کے نصف کے قریب کشفی حالت میں دیکھی۔ (دیکھو ازالہ اوہام، صفحہ ۷۶)۔ اب بتاؤ کہ یہ کشف قرآن شریف میں اتنی عبارت زیادہ بتاتا ہے، خدا کی طرف سے ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

۳...... انمآ امرک اذا اردت بشيئا ان يقول له كن فيكون یعنی "اللہ تعالیٰ مرزا صاحب کو فرماتا ہے کہ اب تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے اور صرف اس قدر کہہ دے کہ ہوجا، وہ ہوجائے گی"۔

کیوں ناظرین! جب یہ خدا کی صفت ہے کہ جس چیز کا ارادہ کرے اور کہہ دے کہ ہوجا، وہ ہوجاتی ہے۔ اب یہ الہام مرزا صاحب کو خدا کا شریک بناتا ہے تو پھر کس طرح وسوسہ شیطانی نہ سمجھا جائے؟ (دیکھو اخبار بدر، ۲۴؍ فروری ۱۹۰۵ء)

۴...... انت من مائنا وهم من فشل تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ خشکی سے۔
(اربعین نمبر ۳ ص ۳۴)

ناظرین! یہ خدائی الہام ہے کہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ گئے، وہ تو

صرف اللہ کی نفخ روح سے پیدا ہوئے اور خدا کے نطفہ سے نہ تھے مگر مرزا صاحب تو خدا کے پانی سے پیدا ہوئے۔ مگر تعجب ہے کہ پھر مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کس کے باپ تھے، اس الہام میں تو مرزا صاحب شیطان کے پورے پورے ہتھے چڑھے ہیں کہ آج تک خدا کا نطفہ ہونے کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا تھا اور خدا بھی اپنے آپ کو لم یلد ولم یولد کہہ کر الگ رکھتا تھا۔ مگر مرزا صاحب اس کو اکیلا وحدہٗ لاشریک لہٗ کب چھوڑتے ہیں۔

ناظرین! تہذیب زیادہ اجازت نہیں دیتی کہ مرزا صاحب کے اس الہام و کشف پر جرح کی جائے۔ عاقلان خود میدانند کہ جب حواس میں فرق آجاوے تو ایسا ہی ہوتا ہے مگر یہاں تو تبلیغ کا بھی ٹھیکہ لے آئے ہیں کہ کوئی توحید پرست مسلمان دنیا پر نہ رہے، ورنہ اس کی نجات نہیں کہ مرزا صاحب کو نبی کیوں نہیں مانا۔

۵...... **اعمل ماشئت فانی قد غفرتک لک انت منی بمنزلة لايعلمها الحق** (براہین احمدیہ، صفحہ ۵۶۰)۔ ترجمہ: جو چاہے کر، پس تحقیق میں نے تجھے بخش دیا۔ میری طرف سے تیرا ایسا مرتبہ ہے کہ خلقت نہیں جانتی۔

ناظرین! یہ الہام مرزا صاحب کا خدا کی طرف سے ہوسکتا ہے! کہ خدا نے مرزا صاحب کو سرٹیفکٹ دے دیا کہ جو چاہو سو کرو ہم نے تم کو بخش دیا ہے۔ شاید اسی واسطے انکی زبان سے انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام حضرت علی رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ وغیرہ سب علماء امت وغیرہ اشخاص ستائے گئے اور مرزا صاحب نے دل کھول کر ان کی توہین کی اور گالیاں دیں۔ کیوں نہ ہو خدا کے بخشے ہوئے جو ہوئے۔

ناظرین! یہی الہام قریب انہیں الفاظ کے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو جب ہوا کہ "اے عبدالقادر ہم نے تیری عبادت قبول کرلی اب بس کر۔ تو حضرت نے حدود شریعت کی

طرف دیکھا اور لاحول شریف پڑھ کر اس الہام کا رد کیا۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میری عبادت خدا نے قبول کر لی اور آئندہ بس کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ما عبدتک حق عبادتک یعنی ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ مگر مرزا صاحب ہیں کہ ان کشوف والہامات پر دھوکہ خوردہ ہیں۔ جو دماغ میں آ جائے خدا کی طرف سے مکالمہ ومخاطبہ سمجھتے تھے۔

۶...... **اللہ یحمدک علی العرش** یعنی اللہ تعالیٰ تیری عرش پر حمد کرتا ہے۔ یہ خدائی الہام کیونکر ہو سکتا ہے۔ مخلوق خالق کی حمد کرتی ہے، نہ خالق مخلوق کی حمد کرتا ہے۔ مرزا صاحب جب مخلوق تھے تو پھر خدا ان کی حمد کس طرح کرتا ہے۔ دیکھو قرآن مجید **الحمد للہ رب العلمین** یعنی تو حمد رب العالمین کا حق ہے۔

غرض جس شخص کے کشف خلاف شرع اور تصانیف بھی خلاف شرع ہوں اور امتی ہونے کا دعویٰ بھی رکھتا ہو وہ اپنے کشوف اور الہام کو وحی کا پایہ نہیں دے سکتا' اگر دے تو کافر ہے۔ ہاں محمد ﷺ کی امت میں سے ہونے کا دعویٰ چھوڑ کر نبی و رسول جو چاہے بن سکتا ہے۔ جب نبی و رسول ہے تو پھر کمزوری کیوں؟ کہ تشریعی نبی نہیں ہوں غیر تشریعی ہوں یہ بالکل دھوکہ ہے۔ کیونکہ جب صاحب وحی ہوا اور بعض احکام قرآن کا ناسخ ہوا جیسا کہ جہاد فی سبیل اللہ کو حرام کر دیا جو فرض تھا، خاتم النّبیین کے بعد نبیوں کا آنا قرار دیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے انکار، دجال کے وجود سے انکار تو پھر تشریعی نبی ہونے میں کیا شک ہے۔ یہ صرف مرزا صاحب اور مرزائیوں کی کمزوری اور نفاق ہے کہ کھلا کھلا دعویٰ نبوت نہیں کرتے۔ جب نبی ہے اور مرید اُسکو نبی مانتے ہیں تو پھر کیوں ڈرتے ہیں اور **لا الہ الا اللہ غلام احمد رسول اللہ** نہیں کہتے جیسا کہ ایک مرزائی مولوی ظہیر الدین نے لکھا

ہے میں تو اس کو پکا مرزا صاحب کا مرید سمجھتا ہوں کیونکہ وہ انکو مطلق نبی سمجھتا ہے اور نیز جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ پہلی کتابوں اور نبیوں کے ناسخ تھے ایسا ہی مرزا صاحب کو سمجھتا ہے۔ (اب دیکھو ہینڈبل ظہیر الدین)۔ مگر افسوس خواجہ کمال الدین و حکیم نور دین صاحب و دیگر اراکین مرزائیت دل میں کچھ اعتقاد رکھتے ہیں اور ظاہر کچھ کرتے ہیں۔ جب خلافت اسلامی نہیں ہے تو ڈر کس بات کا ہے۔ جو اعتقاد ہے ظاہر کیوں نہیں کرتے۔ ظاہر تو یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کو ہم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مانند سمجھتے ہیں تو پھر جو مرزا صاحب کی بیعت نہ کرے کافر کیوں ہوا اور اُسکی نجات کیوں نہ ہوگی۔ کیا خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ و شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ و مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہیں یہ لکھا تھا اور کہا تھا کہ جو مسلمان قرآن و حدیث پر چلے، محمد رسول اللہ ﷺ کو سچا نبی یقین کر کے اُس کی شریعت کے مطابق چلے اور ارکان اسلام نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ وغیرہ فرائض دین ادا کرے مگر جب تک ہماری بیعت نہ کرے اور چندہ نہ دے وہ مسلمان نہیں اور اُسکی نجات نہ ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر یہ کہنا کہ مرزا صاحب ان بزرگواروں کی طرح ایک سلسلہ کے پیشوا ہیں' دھوکہ ہے یا نہیں؟ کجا مرزا صاحب کے دعاوی اور کجا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ وہ پکے مسلمان اور محمد رسول اللہ ﷺ کے سچے وفادار اور تابعدار اور مطیع فرمان و تعظیم و آداب رسول اللہ ﷺ میں صادق' ان بزرگوں میں سے بھی کسی نے دعویٰ نبوت کیا؟ وحی کا دعویٰ کیا؟ اپنی عورتوں کو ''ام المؤمنین'' کہا؟ اپنے جانشین کو ''خلیفۃ المسلمین'' کا خطاب دیا؟ یاروں کو اصحاب کبار، اجمیر و بغداد کو مکہ اور مدینہ کے برابر سمجھا؟ نعوذ باللہ' محمد رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کو غلطی کرنیوالے

بتلایا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسمریزیم کرنے والا کہا؟ قرآنی معجزات کو عمل الترب کہا؟ خود خدا بنے؟ خود خالق زمین وآسمان بنے وغیرہ وغیرہ؟ نہیں۔ تو پھر کیونکر مرزا صاحب ان بزرگوں کی طرح ہوئے۔ یہ صرف لوگوں کو پھنسانے کے واسطے ایک حیلہ ہے کہ مسلمان اُن بزرگوں کا نام سن کر پھنس جائیں اور مرزا صاحب کے مرید ہوں۔ مگر اب تو میر قاسم علی صاحب اڈیٹر الحق ''اخبار دہلی'' نے جو ایک سربرآوردہ متکلم مرزائی ہیں انہوں نے صرف مرزا صاحب کی نبوت ہی ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی ہے بلکہ جو خاتم النّبیین کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اُنکو مغضوب ومجذوم ومحرف لکھدیا ہے اور کتاب کا نام ''النبوۃ فی خیر الامت'' رکھا ہے اور تمام عقلی ڈھکوسلے لگائے ہیں اور انکو بھی اپنے مرشد مرزا صاحب کی طرح زعم ہوا ہے کہ انکو بھی کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ ایک ہزار روپیہ انعام لکھا ہے مگر مثل مشہور ہے کہ آگ کا جلا ہوا جگنوں سے بھی ڈرتا ہے۔ پہلے تین سو روپیہ ہار چکے ہیں۔ اس لئے شرط لگائی ہے کہ فریق ثانی صرف قرآن سے جواب دے اور خود تمام بے سند باتیں خلاف شرع لکھی ہیں۔ خیر انعام تو کس نے دینا ہے کمزوری تو پہلے ہی معلوم تھی تب ہی تو مرزا صاحب کی طرح شرطیں ایسی ناممکن الوقوع پیش کی ہیں کہ نہ کوئی شرط پوری کرے اور نہ کچھ دینا پڑے مگر یہاں بھی کوئی روپے کا بھوکا نہیں صرف تحقیق حق مدِ نظر ہے اس لئے ہم نے اس کتاب کا جواب دیا ہے تاکہ مسلمان بھائی اس دھوکہ سے خبردار رہیں کیونکہ پہلے بہت مسلمانوں نے اس عقلی ڈھکوسلے پر ٹھوکر کھائی ہے کہ اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کی ہتک ہے کہ وہ زمین پر مدفون ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہو۔

اسی طرح اب میر قاسم علی نے ڈھکوسلا نکالا ہے کہ اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کی

ہتک ہے کہ اس کی امت میں نبی نہ ہوں کیونکہ پہلے نبیوں کے بعد نبی آتے رہے۔ جب موسیٰ کے بعد چھوٹے چھوٹے نبی آتے رہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی اس میں ہتک ہے اور اس امت کی بھی اس میں ہتک ہے کہ کوئی نبی نہ آئے۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ جب نبیوں کا سردار آگیا جسکے تمام انبیاء علیہم السلام ''مقدمۃ الجیش'' تھے تو پھر اس کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن نہیں۔ اگر مسیلمہ یا اس کے اور بھائیوں نے دعویٰ کیا تو جھوٹے ثابت ہوئے۔

اگر موسیٰ علیہ السلام کی مانند نبی آنے ہوتے تو جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ساتھ حضرت یوشع علیہ السلام اور پھر اس کے بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام تک تیرہ سو (۱۳۰۰) برس میں لگاتار نبی آتے رہے۔ مگر چونکہ کوئی نبی نہیں آیا اور حضرت محمد ﷺ نے خاتم النّبیین کی تفسیر لا نبی بعدی سے فرمادی اور عمل بھی اسی پر تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک رہا کہ کوئی نبی نہ ہوا۔ تو اب تیرہ سو (۱۳۰۰) برس کے بعد حضرت موسیٰ کی مماثلت کی دلیل غلط ہے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کی مماثلت ارادۂ الٰہی میں ہوتی تو حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کہلاتے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی کہلاتے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کہلاتے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صاف صاف فرمایا کہ الا وانی لست نبیا ولا یوحی الیّ یعنی نہ میں نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص وحی ونبوت کا دعویٰ کرے جھوٹا ہے اور کاذب ہے۔

اب ہم نمبروار ہر ایک طریق پر دلیل اور اعتراض اور عقلی ڈھکوسلے کا جواب دیتے ہیں‘ وھو ھذا:

پہلی دلیل: جب سے دنیا کا سلسلہ اور نسل آدم کی ابتداء ہوئی ہے تب ہی سے یہ قانون الٰہی جاری ہے کہ انسانوں کی حفاظت روحانی وجسمانی کے واسطے انبیاء ومرسلین اور والیان و

سلاطین دنیا میں ہوتے رہے اور قرآن میں بھی اس کی تصدیق ہے: ﴿لَوْلاَ دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰہَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ (سورۂ بقرہ)۔ ﴿لَوْلاَ دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْھَا اسْمُ اللّٰہِ كَثِيْرًا﴾ (سورۂ حج)۔ ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلاً﴾ (سورۂ نحل)۔ ﴿وَلِكُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ﴾ (سورۂ رعد)۔ ﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلاَّ خَلاَ فِيْھَا نَذِيْرٌ﴾ (سورہ فاطر)۔ خلاصہ یہ ہے کہ حفاظت روحانی بذریعہ انبیاء اور حفاظت جسمانی بذریعہ سلاطین ہوتی آئی ہے۔

جواب: آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ نص قرآنی سے کسی نبی کا آنا بعد رسول اللہ ﷺ ثابت کریں جو آیات آپ نے قرآن مجید کی بطور نص اپنے دعویٰ کے ثبوت میں لکھی ہیں یہ ہرگز دلالت نہیں کرتیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی بھیجا جائیگا۔ کیونکہ پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے: ’’اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض لوگوں کے ذریعہ سے دفع نہ کرے تو زمین سب خراب ہو جائے لیکن اللہ دنیا کے رہنے والوں پر مہربان ہے‘‘۔

یہ آیت تو سیاست تمدنی کے متعلق ہے آپ کے دعویٰ کے متعلق ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا احسان جتاتا ہے کہ اگر ہم انسانوں کے مختلف قوائے ومراتب نہ بناتے، تو امن قائم نہ رہتا اور زور آور مالدار کمزوروں اور شریفوں پر ظلم کرتے۔ پس ہم نے امن قائم رکھنے کے واسطے سلطنتیں قائم کر دیں تا کہ کمزوروں کا بدلہ زور آوروں سے اور مظلوموں کا بدلہ ظالموں سے لیں۔ یہ آپ نے کہاں سے نکال لیا کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی بھیجیں گے۔ پس یہ استدلال آپ کا غلط ہے۔

دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ: ’’اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے

توڑھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں نام اللہ کا بہت پڑھا جاتا ہے‘‘۔

اس آیت سے بھی کہیں نہیں نکلتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوگا۔ پس اس سے بھی استدلال غلط ہے۔

تیسری آیت کا ترجمہ: ’’تحقیق بھیجے ہم نے تمام امتوں میں رسول‘‘۔ بعثنا ماضی کا صیغہ ہے یعنی رسول اللہ ﷺ سے پہلے نہ کہ بعد اور آپ کا دعویٰ بعد رسول اللہ ﷺ رسول کا ثابت کرنا تھا۔ پس یہ بھی استدلال غلط ہوا۔

چوتھی آیت کا ترجمہ: ’’ہر ایک قوم کے واسطے ہادی ہے‘ یعنی ہدایت کنندہ ہے‘‘۔ پس مسلمانوں کا ہادی محمد رسول اللہ ﷺ ہے اور اُسکی شریعت جو تیرہ سو (۱۳۰۰) برس سے بذریعہ علماء پہنچ رہی ہے۔ اس سے آپ کا مطلب کس طرح نکلا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی ہوگا۔

پانچویں آیت کا ترجمہ: ’’اور کوئی فرقہ نہیں جس میں نہیں ہو چکا کوئی ڈرانے والا‘‘۔ یہ آیت بھی مذکورہ بالا آیت کے ہم معنی ہے۔ اس سے بھی استدلال غلط ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا اس آیت سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔

اب ہم میر صاحب کی عقلی دلیل کا جواب دیتے ہیں:

۱..... نص قرآنی کے مقابلہ میں آپ کی خشک عقلی دلیل کچھ وقعت نہیں رکھتی۔

۲..... یہ غلط ہے کہ جسمانی حفاظت کے ساتھ روحانی حفاظت لازمی ہے۔ مشاہدہ سب دلیلوں کا باوا ہے۔ بہت سی سلطنتیں بغیر نبوت کے ہوتی رہی ہیں اور اب بھی موجود ہیں تمام سلاطین نبی نہیں ہوئے۔ نمرود بادشاہ تھا نبی نہ تھا۔ فرعون بادشاہ تھا نبی نہ تھا۔ اب یورپ کی

سلطنتیں ہیں۔ ان میں کوئی نبی نہیں۔ پس یہ آپکا ایجاد کردہ قاعدہ کہ حفاظت روحانی وجسمانی کے واسطے نبی و بادشاہ ہمیشہ سے چلے آئے ہیں اور چلے جانے چاہئیں۔ مشاہدہ سے غلط ہو رہا ہے۔

۳..... محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے یعنی بادشاہ ہوئے مگر نبی نہ ہوئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے نبی و رسول نہ ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے نبی ورسول نہ ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے مگر نبی ورسول نہ ہوئے اور فرمایا الا وانی لست نبیا ولا یوحی الیّ خبردار ہو کہ میں نہ نبی ہوں اور نہ وحی کی جاتی ہے میری طرف۔ پس یہ بالکل غلط دلیل ہے کہ خلافت ونبوت لازم وملزوم ہے۔

۴..... آنحضرت ﷺ نے جب یہ فرمایا تھا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے‘ تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کی فراست افراد امت کی فراست سے اعلیٰ درجہ کی تھی‘ ضرور تھا کہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ ﷺ جب پہلی امتوں میں پہلے نبیوں کے بعد غیر تشریعی نبی ہوتے آئے ہیں تو آپ کی امت میں کیوں غیر تشریعی نبی نہ ہوں۔ مگر چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سر تسلیم حضرت ﷺ کے حکم **لا نبی بعدی** کے آگے خم کیا‘ اس لئے ثابت ہوا کہ غیر تشریعی کا ڈھکوسلہ باطل ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی نہ ہوگا۔

۵..... نبی ورسول ایک مقنن ہوتا ہے۔ جب قانون کامل ہو چکا اور نعمت نبوت ختم ہو چکی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ﴾ تو اب کسی ناقص نبی کی ضرورت نہ رہی۔ جب ضرورت قانون نہ رہی تو مقنن کی بھی ضرورت نہ رہی۔ جس سے ثابت ہوا کہ ناقص یا ظلی یا بروزی کا ہونا باطل ہے۔ اور حدیث **علماء**

امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میرے علماء امت بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند تجدید دین وتبلیغ احکام الٰہی کریں گے تو ثابت ہوا کہ بنی اسرائیل جیسے نبیوں کا آنا بھی بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے بند ہے۔

۶..... تیرہ سو (۱۳۰۰) برس کے عرصہ میں جب کوئی مدعی نبوت سچا نہیں ہوا اور بموجب حدیث تیس (۳۰) کاذبوں کا دعویٰ کرنا پیشگوئی ہے اور پیشگوئی کے مطابق وہ کاذب ثابت ہوئے تو کیا وجہ ہے کہ اب تیرہ سو (۱۳۰۰) برس کے بعد خلاف اجماع امت وصحابہ کرام کسی مدعی نبوت کا دعویٰ سچا ہو۔

۷..... وعدہ خداوند: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ﴾ یعنی ”ہم نے ہی قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں“۔ نبی غیر تشریعی کے آنے کو روکتا ہے کیونکہ غیر تشریعی نبی شریعت کی حفاظت وتبلیغ وتجدید کے واسطے آتے تھے۔ جب یہ کام علماء امت کرتے آئے ہیں اور کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے تو پھر کسی مدعی نبوت کا دعویٰ ہرگز سچا نہیں ہو سکتا۔ پس امکان نبوت خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد باطل ہے۔

دوسری دلیل: ﴿قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ﴾ اے قرآن پر ایمان رکھنے والے مومن کہہ کہ یا اللہ تو ہی تمام ملک کا مالک ہے‘ تو جس کو چاہے دنیا کا ملک اور حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہے دیا ہوا ملک چھین لیتا ہے۔

جواب: تعجب ہے میر صاحب کیا کر رہے ہیں۔ اس آیت کو محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی ﷺ کے امکان سے کیا تعلق ہے۔ آپ کا دعویٰ تو یہ تھا کہ قرآن سے محمد رسول اللہ ﷺ

کے بعد کسی رسول کا آنا ثابت کروں گا۔ کیا اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی
نبی ورسول آئے گا؟ ہرگز نہیں، تو پھر بے فائدہ آیت لکھ کر صرف لوگوں کو یہ جتانا کہ قرآن کی
آیت سے ثابت کرتے ہیں یہ دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کجا امکان نبوت کی بحث اور کجا خدا
تعالیٰ ہی ملک دیتا ہے اور سلطنت عطا کرتا ہے۔ خدائے تعالیٰ بیشک سلطنت دیتا ہے مگر
بلاواسطہ اسباب دنیاوی نہیں دیتا کیونکہ یہ دنیا عالم اسباب ہے اور خدا تعالیٰ فاعل۔ افعال
مخلوق صرف باعتبار خالق یا علت العلل ہونے کے ہے ورنہ بغیر اسباب کے نہ وہ کسی کو
سلطنت دیتا ہے اور نہ کسی کو ملک دیتا ہے۔ اور نہ بغیر اسباب ظاہری کسی سے سلطنت چھینتا
ہے۔ جب بدانتظامی اور بغاوت کے سامان ملک میں پھیل جائیں تو یہی اسباب زوال
سلطنت کے ہوتے ہیں اور جب عدل وانصاف اور اتفاق اور امن ملک میں ہو تو سلطنت
قائم رہتی ہے۔ جس قوم میں شجاعت کی صفت ہوگی خدا اسکو سلطنت دے گا۔ بزدلوں اور
نامردوں کے حوالے کبھی خدا نے ملک نہیں کیا اور نہ کوئی نظیر ہے کہ کسی شخص کو بغیر اسباب
ظاہری سلطنت مل گئی ہو۔ مگر اس دلیل کو امکان نبوت سے کیا تعلق ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ تو پھر
استدلال بھی غلط ہوا۔

تیسری دلیل: ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ یعنی ”خدا ہی خوب جانتا ہے
کہ کون شخص نبوت ورسالت کے قابل ہے“۔ پس وہ اسی کو رسول بناتا ہے۔ یہ ثابت شدہ
امر ہے کہ سلطنت ورسالت وہبی ہے...... (الخ)

جواب: یہ آیت بھی بے محل ہے۔ اس سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ
کے بعد رسول بھیجے گا۔ پس یہ دلیل بھی ردّی ہے اور استدلال غلط ہے۔

عقلی جواب: اگر سلطنت نعمت ہے اور خدا تعالیٰ بلا اسباب ظاہری دیتا ہے تو پھر

خدائے تعالیٰ کی ذات پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اسکے انعام سلطنت سے عیسیٰ پرست بت
پرست تو انعام پائے اور جو اسکو وحدہٗ لا شریک لہ یقین کریں اور اس کی خالص
عبادت کریں، ان کو نعمت سلطنت سے محروم کرے، یہ کونسا انصاف ہے کہ توحید پرستوں سے
ملک چھین چھین کر خدا تعالیٰ دہریت پرستوں، لامذہبوں اور عیسیٰ پرستوں کو دے رہا ہے
حالانکہ فسق وفجور، ظلم وستم میں یورپ تمام ملکوں سے بڑھا ہوا ہے پھر خدا انکو دن بدن ترقی
دے رہا ہے۔ اور جو اسکے نام لیوا ہیں ان کے ہاتھ سے ملک جا کر دشمنان خدا بلکہ منکران
خدا کے ملک میں شامل ہو رہے ہیں۔ مگر نہیں خدا تعالیٰ جو اپنے آپ کو فاعل افعال دنیاوی
اور انسانوں کے کاموں کے انجام دینے والا تعلیم فرماتا ہے۔ اس کا یہ مطلب جو میر صاحب
سمجھے ہیں کہ خدا بلاواسطہ ارباب سلطنت دے دیتا ہے اور یہ وہبی چیز ہے، غلط ہے۔ خدا
تعالیٰ بسبب علت العلل کے فاعل حقیقی قرار دیا جاتا ہے اور فاعل مجازی انسان خود ہیں اور
اسباب وتجاویز سے جو کچھ انسان کرتا ہے اسکا بدلہ اسکو مل جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ براہ راست
بلا اسباب کے اپنی کسی صفت کا بھی ظہور نہیں کرتا۔ رازق ہے مگر کبھی کسی کو بلاواسطہ رزق گھر
کی چھت سے یا آسمان سے نہیں دیتا۔ ہاتھ، پاؤں، عقل وعلم وغیرہ، اعصاب وجوارح
عطا کئے جن کے ذریعہ سے انسان روزی کماتا ہے۔ اسی طرح خالق بھی ہے مگر مرد وعورت
جمع ہونے کے سوا اولاد نہیں دیتا۔ غرض دنیا میں جو شخص جس کام کے اسباب مہیا کرے گا
بلاتمیز کفر واسلام اُس کا وہ کام ہو جائیگا۔ یہ بالکل غلط خیال ہے کہ بیٹھے بٹھائے خدا تعالیٰ
سلطنت وخلافت بلا اسباب ظاہری دیدیتا ہے۔ مگر ایسی ایسی عقلی دلائل نص قرآنی ”خاتم
النّبیین“ کے مقابلہ میں کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ اگر کوئی شخص سنکھیا کھائے یا توپ کے آگے
کھڑا ہو کر امید رکھے کہ مجھ کو خدا بچالے گا اسکی بے عقلی اور جہل ہے۔ اسی طرح ہاتھ پاؤں

چھوڑ کر اور سلطنت کو وہی سمجھ کر دعویٰ خلافت کرنا اور پھر خلافت کے نہ ملنے پر تاویلات کرنا باطل ہے۔ یزید کو تو خدا تعالیٰ نے سلطنت دیدی اور مرزا صاحب کو محروم رکھا۔ کیا آپ کے قول کے مطابق یزید اہل تھا اور مرزا صاحب نااہل تھے۔

چوتھی دلیل: جب یہ امر ثابت ہو چکے کہ خدا تعالیٰ انسانوں کی حفاظت روحانی وجسمانی کے واسطے ہمیشہ نبی و بادشاہ بناتا رہتا ہے اور نبوت و سلطنت دونوں عطیہ الٰہی ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے: ﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا﴾ یعنی ''اے میری قوم (موسیٰ کی قوم) اللہ کی اس نعمت اور احسان اور انعام کو یاد کرو جب کہ اُس نے تم میں سے انبیاء اور بادشاہ بنائے''۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبوت و سلطنت انعام الٰہی ہیں۔

جواب: یہ غلط ہے کہ آپ نے ثابت کر دیا کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ نبی و بادشاہ بناتا رہتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوا۔ حالانکہ تیرہ سو (۱۳۰۰) برس سے اوپر گذر گئے۔ اگر محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی بنانا ہوتا تو جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے وصال پر یشوع علیہ السلام کو نبوت دی اور پھر لگاتار تیرہ سو (۱۳۰۰) برس میں بہت نبی حضرت یحییٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام تک مبعوث کئے، محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی کرتا۔ مگر چونکہ قرآن میں خدا نے وعدہ کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور کوئی بھی نبی نہیں ہوا۔ تو آپ کا یہ فرمانا دھوکہ ہے کہ خدا ہمیشہ نبی و بادشاہ بناتا رہتا ہے۔ خدا نے یزید کو بقول آپ کے بادشاہ بنایا۔ کیا یزید نبی بھی تھا؟ اگر نہیں تھا تو یہ غلط ہوا کہ خدا ہمیشہ بادشاہ نبی بناتا رہتا ہے۔

دوم: یہ آیت قرآن مجید کی تو بنی اسرائیل کے حق میں ہے اور اللہ اپنا احسان جتاتا ہے کہ تم ہماری نعمتوں کو یاد کرو کہ ہم نے تم میں رسول پیدا کئے یہ کہاں سے نکلا ہے کہ محمد رسول اللہ

ﷺ کے بعد بھی ہم رسول بھیجتے رہیں گے۔ پس آپ کا اس آیت سے بھی استدلال غلط ہے۔

پانچویں دلیل: یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نبوت ورسالت نعمت الٰہی ہے: ﴿يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ یعنی ''اے بنی اسرائیل کے نبیوں میرے وہ انعام یاد کرو جو میں نے تم پر کئے۔ دنیا میں عزت دی کہ ملک کا حاکم بنایا اور دین میں بھی تم کو سب کا پیشوا بنایا''۔ (الخ)

جواب: اس آیت سے بھی استدلال غلط ہے کجا بنی اسرائیل اور کجا امت محمدی ﷺ۔ مگر اس آیت سے امکان نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کس طرح ثابت ہوا' یہ تو کسی لفظ سے بھی نہیں نکلتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوگا یا نبی کہلائیگا۔ پھر یہ دلیل بھی ردّی ہے۔

چھٹی دلیل: یہ انعام کب عطا ہوتا ہے جب اس کی ضرورت ہو۔

جواب: بیشک ضرورت کے وقت انعام ہوتا ہے مگر مرزا صاحب کے زمانہ میں انگریزی سلطنت یا امن کے باعث کچھ ضرورت نہ تھی اور نہ خدا نے مرزا صاحب کو خلافت دی۔ کیونکہ اس عظیم الشان عہدہ کے واسطے اہل ہونا ضروری ہے۔ نبوت کے واسطے راست باز ہونا ضروری ہے۔ جس شخص کا کوئی کلام مغالطہ اور استعارہ اور شاعرانہ غلو و کنایات سے خالی نہ ہو وہ کبھی نبی نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ شاعر نبی نہیں ہوتا اور نرم دل اور جان کے عزیز رکھنے والا' دنیا کے عیش و آرام کے طالب کو جو صفت شجاعت اور جانبازی سے خالی اور آپ گھر میں بیٹھے اور یہ بڑ لگائے کہ میرے تابعدار اس ضرورت کو پورا کریں گے ایسا شخص کبھی سلطنت نبوت کا اہل نہیں ہوسکتا۔ رسول اللہ ﷺ خود ہر ایک غزوہ میں پہلی صف میں ہوتے تھے اور جرأت و بہادری کے وہ نمونے دکھاتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں) کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ جیسا بہادر کوئی نہیں دیکھا۔ جس جگہ کفار کا سخت غلبہ ہوتا تھا تو ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زیر بازو اور پناہ گیر ہو کر کفار سے لڑتے تھے۔

(دیکھو آداب واخلاق رسول اللہ' مصنفہ امام غزالی' باب ۱۰)

اللہ اکبر! اب کوئی انصاف تو کرے کہ دعویٰ تو یہ ہے کہ رسول ﷺ کا بروز ہوں اور حوصلہ اور عمل شجاعت یہ کہ ایام صلح میں لکھتے ہیں کہ ”میں حج کو اس واسطے نہیں جاتا کہ مولوی لوگوں سے ڈر ہے کہ مجھ کو مروا دیں گے“۔

دوم: ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے سامنے تحریری اقرار کرتے ہیں کہ آئندہ ایسے الہام نہ ہونگے۔ دہلی کے مباحثہ میں اس لئے نہیں آتے کہ جان کا خوف ہے۔ اور ایک انگریز کی ضمانت لیکر آتے ہیں۔ بھلا خدا ایسے شخص کو امامت وخلافت کبھی دیتا ہے؟ ہرگز نہیں! حدیث شریف میں ہے: ”انما الامام جنة یقاتل من ورآئه ویتقی به“ (الخ) ترجمہ: ”امام تو ایک ڈھال ہے جسکی پناہ لیکر قتال کیا جاتا ہے۔ جس سبب سے لوگوں کا بچاؤ ہوتا ہے“۔ مرزا صاحب نے امام زمان ہونے کا دعویٰ تو کرلیا اور محمد ﷺ کی ساری نقل بھی اتاری مگر ”قتال“ کے نام سے جان جاتی تھی۔ بھلا ایسا شخص کبھی نبی وخلیفہ ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

ساتویں دلیل: نبوت وسلطنت کی ضرورت کب ہوتی ہے۔ جب بندگان خدا کی روحانیت وجسمانیت غیر محفوظ ہو' تب حفاظت روحانی وجسمانی کیلئے خدا تعالیٰ کسی انسان کامل کو نبوت عطا کرتا ہے اور اگر دونوں کی ضرورت ہو تو انعام نبوت وسلطنت عطا فرماتا ہے......(الخ)

جواب: یہ بالکل غلط اور من گھڑت بات ہے کہ جب جسمانیت وروحانیت غیر مطمئن ہوں تو ضرور نبی آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد زمانہ پر کئی حادثات آئے اور اہلِ اسلام

اور دیگر بندگان خدا پر ایسے ایسے وقت آئے کہ تثلیث پرستوں نے غیر مذاہب کے لوگوں پر وہ ظلم اور سختیاں روا رکھیں کہ جسکے سننے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور قرآن پاک کی اور مساجد اور اہل اسلام کی ایسی بے حرمتیاں ہوئیں کہ سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور اس زمانہ میں ان مظالم کا لاکھواں بلکہ کروڑواں حصہ بھی بطور نظیر کوئی پیش نہیں کرسکتا۔ اس وقت نہ کوئی نبی آیا اور نہ رحمت حق نے جوش کھا کر اپنے عہد خاتم النّبیین کو توڑا اور نہ اپنے رسول مقبول ﷺ کے بعد کوئی رسول و نبی بھیجا اور نہ کوئی سلطنت نئی پیدا ہوئی ہے کہ عیسیٰ پرستوں کے مظالم کا بدلہ لیتی یا ان سے ملک چھینا جاتا۔ اب میں مختصر طور پر تاریخ میں سے صرف ایک کا ذکر ہی کافی سمجھتا ہوں' وھو ھذا:

۱......۱۴۷۸ء میں پاپا کا فرمان صادر ہوا کہ کفر وزندقہ کی سراغ براری اور استیصال کے واسطے انکویزیشن کی مقدس عدالت قائم کی جائے۔ اس عدالت کے پہلے سال یعنی ۱۴۸۱ء کی کاروائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ دو ہزار اشخاص اندلس میں زندہ جلائے گئے اور انکے علاوہ کئی ہزار مردے قبروں سے نکال کر جلائے گئے اور ستر ہزار اشخاص کو جرمانہ یا حبس دوام کی سزا دی گئی۔ (دیکھو' معرکہ مذہب وسائنس' صفحہ ۲۰۵) بدنصیب مجرموں کے تباہ شدہ خاندانوں کی مصیبت کا اندازہ کرتے ہوئے دماغ لرزتا ہے۔ لارنٹ نے جو انکویزیشن کا مورخ ہے۔ اندازہ لگایا ہے کہ ٹاکوسیڈا اور اسکے شرکا اٹھارہ (۱۸) سال کی مدت میں ستر ہزار دو سو بیس اشخاص کو زندہ جلایا گیا۔ چھ ہزار آٹھ سو ساٹھ اشخاص کی مورتیں بنا کر جلائیں اور ستانوے ہزار تین سو اکیس اشخاص کو مختلف سزائیں دیں۔ (صفحہ ۲۰۶)۔ بغرض اختصار اسی پر اکتفا ہے جو صاحب زیادہ اندھیر نگری اور ظلم کا زمانہ دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ کتاب مذکور سے ملاحظہ کریں جسکا مصنف ”ڈریپر صاحب“ ہے۔ اسی کتاب کے انہیں صفحات میں لکھا ہے کہ تمام یہودی

اور مسلمانوں کا قلع قمع کیا گیا اور تمام اپنے مال واملاک کو چھوڑ کر افریقہ واٹلی وغیرہ دیار کو چلے گئے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اس وقت کون نبی ہوا اور کونسی سلطنت مظلوموں کی امداد کیلئے قائم ہوئی؟ کوئی نہیں تو پھر آپ کا قاعدہ ایجاد بندہ غلط ہوا۔

۲..... مرزا صاحب خود اپنے بزرگوں کا حال لکھتے ہیں‘ وھو ھذا:

اس زمانہ میں قادیان میں وہ نور اسلام چمک رہا تھا کہ اردگرد کے مسلمان اس قصبہ کو مکہ کہتے تھے لیکن مرزا گل محمد صاحب مرحوم کے عہد ریاست کے بعد مرزا عطا محمد صاحب کے عہد میں جو اس عاجز کے دادا صاحب تھے ایک دفعہ ایک سخت انقلاب آ گیا اور ان سکھوں کی بے ایمانی اور بدذاتی اور عہد شکنی کی وجہ سے جنہوں نے مخالفت کے بعد محض نفاق کے طور پر مصالحہ اختیار کر لیا تھا، انواع واقسام کی مصیبتیں ان پر نازل ہوئیں۔ اور بجز قادیان اور چند دیہات کے تمام دیہات ان کے قبضہ سے نکل گئے۔ اس روز سکھوں نے پانچ سو کے قریب قرآن شریف آگ میں جلا دیئے اور بہت سی کتابیں جلا کر خاک کر دیں اور مساجد میں سے بعض مساجد مسمار کر دیں۔ بعض میں اپنے گھر بنائے اور بعض کو دھرم سالہ بنا کر قائم رکھا جو اب تک موجود ہیں...... (الخ)۔ (دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۰)

اب میر صاحب فرمائیں کہ مرزا صاحب کو اس وقت اپنے دادا صاحب کی مدد کے واسطے آنا چاہیے تھا، اگر آپ کا قاعدہ درست ہے کہ خدا تعالیٰ حفاظت روحانی اور جسمانی کرتا ہے پھر خدا تعالیٰ کیوں خاموش بیٹھ کر تماشہ دیکھتا رہا۔ قرآن شریف جلتے دیکھ کر بھی اور مسجدیں مسمار ہوتے دیکھ کر بھی خدا کو غیرت نہ آئی (معاذ اللہ) اور اس وقت اس نے کوئی نبی نہ بھیجا اور نہ کوئی نئی سلطنت بھیجی۔ جس سے آپ کا قاعدہ ایجاد بندہ غلط ہوا۔

اب ہم ناظرین کو دکھانا چاہتے ہیں کہ خدا نے نبی بھیجا تو کس زمانہ عافیت اور

امن میں جس کی صفت مرزا صاحب ایام صلح میں بدیں الفاظ کرتے ہیں‘ وھو ھذا:

انگریزوں کے احسن انتظام سے مصر قسطنطنیہ اور بلاد وشام اور دور دراز ملکوں اور بعض یورپ کے کتب خانوں اور مطبعوں سے کتابیں ہمارے ملک میں چلی آتی ہیں۔ اور پنجاب جو مردہ بلکہ مردار کی طرح ہو گیا تھا اب علم سے سمندر کی طرح بھرتا جاتا ہے اور یقین ہے کہ وہ جلد تر ہر ایک بات میں ہندوستان سے سبقت لے جائے گا۔ پھر اب انصافاً کہو کہ کس سلطنت کے آنے سے یہ باتیں ہم لوگوں کو نصیب ہوئیں؟ اور کس مبارک گورنمنٹ کے قدم سے ہم وحشیانہ حالت سے باہر ہوئے؟ انگریزوں کی سلطنت نے دعوت اسلام کا موقعہ دیا۔ (صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷، ایام صلح مصنفہ مرزا صاحب)

اب میر صاحب خود غور فرمائیں کہ ایسے رحمت کے زمانہ میں نبی اور سلطنت کا آنا بے محل ہے یا نہیں۔ پھر مرزا صاحب کی نبوت وسلطنت کس طرح مانی جائے۔ سکھوں کے عہد میں جب سخت ضرورت سلطنت کی تھی اس وقت تو قادیانی خدا نے سکھوں کو فتح دی اور مرزا صاحب کے دادا صاحب مرزا عطا محمد کو شکست دی اور جلاوطن کرایا‘ اگر آپ کا قاعدہ ایجاد بندہ درست ہے تو مرزا صاحب سکھوں کے عہد میں یا جب عیسائیت کا زور تھا اور یہودی اور مسلمان ذبح ہوتے، عذابوں کے شکنجوں میں کھینچے جاتے، آگ میں ہزاروں کی تعداد میں جلائے جاتے‘ کیوں نبوت وسلطنت لیکر نہ آئے؟ پس ثابت ہوا کہ آپ کا قاعدہ ایجاد بندہ غلط ہی نہیں بلکہ اغلط ہے۔ اس مضمون پر ہزاروں نظیریں تاریخ سے نقل ہو سکتی ہیں۔ مگر اختصار منظور ہے اس لئے قلم انداز کی جاتی ہیں۔

مرزا صاحب کی تحریر سے میر صاحب کا من گھڑت قاعدہ کہ ہمیشہ نبوت وسلطنت حفاظت کے واسطے خدا عطا کرتا ہے، غلط ہوا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی

نہیں ہوا اور خلافت خدا تعالیٰ امت محمدی ﷺ میں وقتاً فوقتاً عطا فرماتا رہا۔ سب سے پہلے خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عطا ہوئی مگر نبوت ان کو نہ ملی۔ ایسا ہی خلفائے راشدین خلافت پاتے آئے مگر ایک بھی نبی نہ ہوا۔ پس یہ بالکل غلط اور خلاف واقعات ہے کہ نبوت وخلافت محمد ﷺ کے بعد حسب ضرورت عطا ہوتی رہے۔ نبوت تو حضرت ﷺ کی ذات پر ختم ہوئی۔ ہاں خلافت جاری ہے۔ یورپ کی اتنی سلطنتیں ہیں ان میں کوئی نبی نہیں ہوا۔ پس نبوت وخلافت کو ایک سمجھنا غلطی ہے۔

آٹھویں دلیل: حفاظت روحانی وجسمانی سے مراد حفاظت دین ودنیا ہے۔

جواب: حفاظت دین بذریعہ علمائے دین محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد ہوتی چلی آئی ہے۔ اور مجدد دین ہوتے چلے آئے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** یعنی ”میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہونگے“۔ یعنی حفاظ ومبلغ دین ہونگے اور دین کو ہمیشہ کفریات اور بدعات سے پاک کرتے رہیں گے۔ یہ کہیں نہیں لکھا کہ میرے بعد حسب ضرورت نبی آیا کریں گے۔ باقی رہی خلافت کی بحث‘ جو آپ نے سند دی ہے کہ ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ...... (الخ) یہ بالکل بے موقعہ اور بے محل ہے۔ اس سے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ یا خدا کا وعدہ جھوٹا ہے کہ اس نے مرزا صاحب کو خلیفہ نہیں بنایا اور یا مرزا صاحب اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ میں سے نہیں ہیں۔ کیونکہ نہ انکو کوئی ملک ملا اور نہ کوئی سلطنت ملی۔ اور اگر خلافت روحانی کہو تو یہ بالکل غلط ہے کیونکہ قرآن مجید کی آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ...... الخ میں خلافت ظاہری یعنی سلطنت کا وعدہ تھا۔ روحانی خلیفہ محمد رسول اللہ ﷺ تو اس وقت ایمان والوں میں موجود تھا۔ دنیاوی خلافت ایمان والے چاہتے تھے۔ پس خدا نے وعدہ کیا اور محمد رسول اللہ ﷺ کو سلطنت بھی

تردید نبوت قادیانی

دی۔

نویں دلیل: یوم وعدہ سے لیکر آج تک خداوند کریم ورحیم اس وعدہ کو حسب ضرورت وقت پورا کرتا رہا...... (الخ)

جواب: یہ بالکل غلط ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی اور خلیفہ ہوا ہے۔ اگر کوئی ہوا ہے تو بتاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جامع صفات کاملہ فرماتے ہیں: **الا وانی لست نبیا ولا یوحی الیّ.** حالانکہ خلیفہ چہارم تھے۔

دسویں دلیل: کیا امت محمدیہ انعام نبوت سے محروم ہے؟

جواب: نعمت ودولت ایمان امت محمدیہ ﷺ شریعت حقہ کو صراط مستقیم یقین کرتی ہے۔ اور یہی انعام الٰہی ہے کہ ضالین میں سے نہیں ہوئے اور نبوت کا دعویٰ نہیں کرتے اور نہ مدعی نبوت کو بعد خاتم النّبیین کے کسی طرح سچا مانتے ہیں۔ انعام الٰہی سے وہ محروم ہیں جو راہ راست کو چھوڑ کر اپنی رائے اور عقلی ڈھکوسلوں کی پیروی کرتے ہیں۔ صراط مستقیم پر چلنے یا قائم رہنے کی دعا بیشک پانچ وقت مسلمان ایماندار مانگتے ہیں۔ اور شکر ہے کہ دعا قبول ہوئی ہے اور تیئیس (۲۳) کروڑ مسلمان ایماندار شریعت محمدی وصراط مستقیم پر قائم ہیں سوا مرزائیوں کے کہ وہ صراط مستقیم کو چھوڑ کر خود رسول ونبی بننے کی خواہش کرتے ہیں۔ بھلا صاحب اگر مرزا جی اس دعا کے ذریعہ نبی ہوگئے، تو آپ جو پانچ وقت ہر روز نماز پڑھتے ہو کیوں محروم ہو، اگر محروم نہیں ہو تو کیوں نبی نہیں ہو۔ جب خدا بقول آپ کے خلافِ وعدہ بھی نہیں کرتا اور دعا بھی سنتا ہے اور آپ پانچ وقت یہی مانگتے ہو کہ ہم کو نبی بنا‘ تو پھر آپ کو کیوں نہیں بناتا **نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔**

ناظرین! چونکہ دسویں دلیل سے آگے مصنف کتاب نے نمبر دینے بند کردیئے ہیں اسلئے

آئندہ ہم سوال یا اعتراض کو قولہ سے لکھیں گے۔

قولہ: بالخصوص منعم علیہ کون ہیں۔ وہ نبی، صدیق، شہید، صالحین ہیں: ﴿مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا﴾ ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر خدا نے انعام کئے اور یہ لوگ بہت ہی رفیق ہیں: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ﴾

ترجمہ: کہہ دو اے محمد ﷺ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو...... (الخ)

جواب: یہ بالکل غلط ہے کہ کوئی شخص رسول اور نبی کی تابعداری سے نبی ورسول ہوسکتا ہے اور نہ اس آیت کا یہ مطلب ہے۔ **ناظرین**! بغور ملاحظہ فرمائیں کہ آیت میں "مع الذین انعم" ہے یعنی تابعداری کرنے والا ان کے ساتھ ہوگا۔ کبھی ساتھ ہونے سے ہم رتبہ ہونا بھی مراد ہوسکتا ہے؟ کبھی نہیں مثلاً فرمان جاری ہوتا ہے کہ لاٹ صاحب کے ساتھ اسکے سکرٹریاں وخدام وخیمہ زنان وغیرہ خلاصی وقلی وغیرہ ڈاکٹران ساتھ ہوتے ہیں۔ یا بادشاہ کے ساتھ وزیر وامیر کوتوال وغیرہ خدام ولشکریاں ہوتے ہیں۔ تو کیا یہ تمام شاہی مرتبہ کے ہوتے ہیں یا تابعداروں کو لاٹ صاحب وبادشاہ کہا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں، تو پھر نبی اور رسول کا تابعدار کس طرح نبی کہلا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور آیت کا مطلب یہ ہرگز نہیں جیسا کہ غلط پیش کیا جاتا ہے' یہ تو صرف قیامت کے دن کا ذکر ہے کہ روز قیامت کو جو کہ ایک بڑا ابتلا اور سختی کا دن ہوگا تو اس وقت جن جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی تابعداری کی ہوگی۔ وہ اپنے نبی کے ساتھ جائے امن اور جوار رحمت الٰہی میں ہوں گے۔

اب اس آیت سے یہ سمجھنا کہ امت محمدی ﷺ میں ہمیشہ نبی وخلیفہ ہوتے رہیں گے' کونسی عقل ہے؟ نہ تو دین کی عقل ہے کیونکہ محمد ﷺ کے بعد جو کہ خاتم النّبیین ہے، کوئی نبی نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ اور دنیاوی عقل بھی اس کے مانع ہے کہ تابعداری محمد ﷺ کی حصول سلطنت وخلافت کیلئے لازمی ہو' کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ سلطنتیں اور کفار کی بھی ہیں جو محمد ﷺ کو نہیں مانتے۔ پس ثابت ہوا کہ قرآن مجید کا وعدہ ابتدائی اسلام میں ان ایمان والوں کو دیا گیا تھا جو کہ مصائب اعداء اسلام کی خاطر برداشت کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیتے تھے۔ اور اکثر بہ تقاضائے بشریت دشمنان اسلام کے مظالم اور اپنی بے کسی وبے زری وبے بسی سے درگاہ الٰہی سے ناامید تصور کر کے اپنی افلاس اور دشمنوں کی ثروت کا تصور کر کے گھبراتے تھے، ان کی تسلی کے واسطے یہ وعدہ تھا جو اس وقت پورا ہوا۔ اگر ہمیشہ کے واسطے یہ وعدہ مانیں تو اول خاتم النّبیین کے مخالف ہے کہ خدا تعالیٰ ایک جگہ تو محمد ﷺ کو خاتم النّبیین فرماتا ہے کہ تیرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور دوسری جگہ نبی بھیجنے کا وعدہ کرے' جو کہ خلاف شان خدائی ہے۔

دوم: تیرہ سو (۱۳۰۰) برس میں جس قدر کاذب نبی گذرے ہیں، سب سچے ماننے پڑیں گے۔ کیونکہ اس آیت کے رو سے اگر امکان نبوت ثابت ہے تو پھر مرزا اور دیگر کذاب برابر ہیں کیونکہ اُنکے جانباز پیرو' مرزا صاحب سے زیادہ تھے اور جنگوں میں بعض کذابوں کے جانباز پیرو ایک مورچہ پر دو لاکھ سے زیادہ تھے اور خدا نے انکو فتح بھی دی۔ جس کی نظیر مرزا صاحب میں ہرگز نہیں۔ مرزا صاحب خود قبول کرتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کے چھ سات ہفتہ میں لاکھ سے زیادہ پیرو ہوگئے تھے۔ (دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۲۸۳)

استاد سیس جو ملک خراسان میں مدعی نبوت ہوا تھا اور تین لاکھ سپاہی صرف اسکے

لڑنے والے تھے۔ جس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس کے پیرو کئی لاکھوں کی تعداد میں ہونگے جن میں سے تین لاکھ تو لڑنے والے ہی تھے۔ دوسرے مرید کتنے لاکھ ہونگے؟ ان کے مقابلہ میں مرزا صاحب کی کچھ حقیقت نہیں۔ جب انکو کذاب کہا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مرزا صاحب کو نبوت کے دعویٰ میں سچا سمجھا جائے۔

سوم: اس آیت میں تو خلافت کا وعدہ ہے نہ کہ نبوت کا' اور آپ نبوت کا ثبوت دے رہے ہیں، نہ کہ خلافت کا' اور خلافت بھی دنیاوی کا وعدہ ہے کہ مومنین جو تنگدست، افلاس زدہ تھے انکو خدا نے وعدۂ اقبال اور فتح کا دیکر مطمئن فرمایا تھا اور یہ اس وقت کے واسطے وعدہ تھا جو پورا ہوا۔ اور آپ کا یہ آیت پیش کرنا' مرزا صاحب کی خلافت میں بالکل غلط ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب ایک ڈپٹی کمشنر کے سامنے تمام الہام بھول گئے تھے۔ خلافت کے واسطے جان کی قربانی مقدم ہے، جس کو مرزا صاحب عزیز کر کے حج تک نہ گئے۔ ایسے کمزور عقل کے آدمی کو خلافت سے کیا نسبت۔ یہ تو اہل ہی نہیں اور خدا نااہل کو خلافت نہیں دیتا۔

چہارم: اگر آپ کے نزدیک نبوت وخلافت انعام الٰہی میں سے ہیں۔ اور ہمیشہ کیلئے اسکا وعدہ ہے تو تیرہ سو (۱۳۰۰) برس میں کون کون نبی وخلیفہ ہوا؟ چونکہ کوئی نہیں ہوا۔ صرف محمد رسول ﷺ کے بعد خلافت اصحاب کبار میں رہی اور صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی دعویٰ نبوت نہ کیا' حالانکہ تابعداری رسول میں انہوں نے مال اور جانیں قربان کر دیں اور مرزا صاحب نے تابعداری میں مسلمانوں سے مال بٹورا اور خوب جان پروری کی اور نعمت ہائے دنیاوی سے فائدہ اٹھایا۔ اگر تابعداری سے کوئی نبی ہونا ہوتا تو صحابہ کرام ہوتے' مگر وہ تو پکار پکار کہہ رہے ہیں کہ نہ ہم نبی ہیں اور نہ ہم کو وحی ہوتی ہے۔ ہاں کذابوں نے وحی الٰہی کا دعویٰ کیا اور نبوت کے مدعی ہوئے' کیونکہ نبوت ورسالت کسبی نہیں صرف وہبی ہے۔

پنجم: اگر نبوت وخلافت نعمت ہائے الٰہی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب کو خلافت نصیب نہ ہوئی۔ اگر خدا تعالیٰ ملک نہ دیتا تو ان کے پردادا کے گاؤں جو سکھوں نے ظلم سے چھین لئے تھے' واپس دلانے خدا کو اپنے وعدے کے موافق ضروری تھے جن کا رونا وہ ''ازالہ اوہام'' میں رو چکے ہیں۔ مگر وجہ یہی ہے کہ انگریزوں کا راج ہے۔

ششم: اگر خلافت سے روحانی خلافت مراد ہے تو یہ خلافت تو گھر گھر میں اور گاؤں گاؤں اور شہر شہر میں ہر ملک میں اسلامی دنیا میں چلی آئی ہے اور چلی جائے گی، یعنی پیری مریدی۔ یہ خلافت روحانی تو ہر ایک سجادہ نشین، تکیہ نشین، خانقاہ نشین، زاویہ نشین کو حاصل ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی متابعت اور اپنے پیر طریقت کی فرمانبرداری اور فقر فاقہ اور نفس کشی کے باعث حاصل ہے۔ اور جس شخص کا پیر طریقت نہ ہو اس کو اس خلافت سے کچھ حصہ نہیں ملتا۔ اپنے منہ سے خواہ کوئی کچھ بن بیٹھے بے مرشدے اور بے پیرے کو کبھی خلافت روحانی سے کچھ حصہ نہیں ملتا، نہ ملا ہے اور نہ ملے گا۔

ہوائے معصیت دل مے خراشد　　کہ اے بے پیر تا پیرت نباشد

اور یہ کس قدر نامعقول دعویٰ ہے کہ دوسرے سجادہ نشین جو پیری مریدی کرتے ہیں، وہ ناحق پر ہیں اور میں جو پیری مریدی کرتا ہوں، حق پر ہوں۔ بلکہ میرے مرید ہوئے بغیر نجات نہیں۔ یہ ایسی مثال ہے کہ ایک خود غرض دوکاندار کہتا ہے کہ دوسری دوکانوں سے میری دکان اچھی ہے، لوگ مجھ سے ہی خریدیں دوسری دوکان پر کوئی نہ جائے۔ اور جب دوسرے پیروں کی طرح مریدوں کے مال سے آپ بھی مزے اڑائیں اور دنیاوی عیش کریں تو پھر آپ ان سے بہتر کیونکر ہوئے اور آپ کی دوکان ذریعہ نجات کس دلیل سے ہے؟

ہفتم: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ سے بھی امکان نبوت ثابت کرنا باکل غلط ہے'

کیونکہ اللہ سے دعا کرنا کہ خدایا! ہم کو ان لوگوں کا راستہ دکھا یعنی ہم کو وہی طریق بتا جو طریق انبیاء علیہم السلام کا ہے اور اسی پر ہم کو چلنے کی توفیق دے اور اسی پر ثابت قدم رکھ اور صراط مستقیم کے معارج ہم کو عنایت فرما۔ افسوس! آپ نے صراط مستقیم کے معنی نہیں سمجھے۔ لو ہم بتاتے ہیں' ذرا غور اور فکر کرو اور پھر انصاف سے کہو کہ اس آیت سے طلب نبوت وامکان نبوت بعد محمد رسول اللہ ﷺ کس طرح ثابت ہے؟

راہ راست طلب کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اے خدا تعالیٰ جس طرح تو نے راہ حق لا نبی بعدی. کا منعم علیہم کو خطرات نفسانیہ وملہکات شیطانیہ سے پاک صاف عنایت فرمایا ہے اور انکو اس راستہ میں کسی قسم کے قطع الطریقوں اور حرامیوں اور چوروں وغیرہ سے پالا نہیں پڑا اور وہ تیرے راستہ میں علم الیقین وعین الیقین وحق الیقین کے مرتبہ کو پہنچ گئے ہیں ویسا ہی مامون و بے خطر راستہ ہم کو دکھا' تا کہ ہم تیری ہی عبادت کریں اور تیری ہی مدد تلاش کریں اور شرک سے بچے رہیں اور وساوس شیطانی ہم کو ہلاک نہ کریں اور ہم بہ سبب صفائی راستہ جس میں حسد، بغض، تکبر، خود پسندی، ریا، نفس پروری، شہوت، غضب وغیرہ اخلاق رذیلہ کے پتھر و کنکر و کانٹے نہ ہوں۔ بلکہ خوشگوار چشمے فیضان الٰہی، تحمل وصبر، شکر، توکل، رضا جوئی، نفس کشی، احسان مروت، اخلاق حسنہ، ہمدردی، ایثار وغیرہ وغیرہ کے سایہ دار درخت ہوں۔ تا کہ ہم تمام انسان علی قدر مراتب اس راستہ سلوک کو طے کر کے تیری عرفان کی منزل مقصود تک باامن وامان پہنچ جائیں۔ ایسا راستہ ہو کہ ہماری محنتیں طلب حق اور تیری رضا میں اُسکے خطرناک منزلوں کو نہ دیکھیں اور نہ پست ہمت ہوں۔ جب ایک مرتبہ تیرے فضل وکرم سے حاصل کریں تو دوسرے مرتبہ کی طلب کے شوق کا دریا ہم میں موجزن ہو اور جب دوسری منزل مراتب کو طے کریں تو تیسری کی توفیق عطا فرما۔ علیٰ ہذا القیاس۔ مثلاً اگر

ہم ایمان میں کامل ہو کر کامل مومن ہو جائیں تو پھر ہم کو رفاقت صالحین عنایت فرما اور جب صالحین کی رفاقت سے فیض حاصل کر لیں تو شہیدوں کی رفاقت مرحمت فرما اور شہیدوں کی رفاقت سے مستفیض ہوں تو صدیقوں کی رفاقت اور ان کے روحانی فیض سے فیض یاب کر اور جب صدیقوں کی رفاقت سے فیض یاب ہو جائیں تو پھر نبیوں کی رفاقت اور ان کے روحانی فیض سے ہم کو شعاع انوار معرفت سے پُر نور فرما اور یہی دعا ہر ایک مومن پانچ وقت پڑھتا ہے۔ تا کہ جو جس منزل اور مرتبہ میں ہے اس کو اس سے اعلیٰ درجہ نصیب ہو۔ پس عام مسلمانوں کو رفاقت صالحین کی طلب کرنی چاہیے۔ اور صالحین کو رفاقت شہداء طلب کرنی چاہیے اور شہداء کو رفاقت انبیاء طلب کرنی چاہیے۔ اب کون عقل منداس کے یہ معنی سمجھتا ہے کہ اس جیسا ہو جائے اور اسی لقب سے ملقب ہو؟ کیا کوئی شخص اگر رفاقت بادشاہ کی خاطر پہلے رفاقت دربانان کرتا ہے اور پھر اراکین سلطنت اور پھر وزراء اور ازاں بعد رفاقت بادشاہ حاصل کرے تو وہ شخص اس بات کا مستحق ہے کہ وہ دربان، رکن سلطنت، وزیر اور بادشاہ کہلا سکے؟ ہرگز نہیں، تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک شخص امت میں سے بلا رفاقت صالحین وشہداء وانبیاء خود ہی بن بیٹھے اور نبی کہلائے۔ جب کہ ہمارے پاس نظیریں موجود ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے وقت میں ان کے اصلی رفیق صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وشہداء وصالحین وغیرہم تھے اور متابعت رسول اللہ ﷺ میں بھی اکمل تھے۔ جب انہوں نے اپنے آپ کو نبی نہ کہلوایا تو تیرہ سو (۱۳۰۰) برس کے بعد جو شخص "خیر القرون قرنی" سے محروم ہو' کیونکر نبی کہلا سکتا ہے۔ ہاں مرتد ہو کر جو کچھ چاہے بن سکتا ہے، نبی بنے، خدا بنے، اس کا اختیار ہے۔ کیونکہ انگریزوں کا راج اور آزادی کا زمانہ ہے۔ ورنہ اسلامی دائرہ میں ہو کر امت محمدی ﷺ کا مدعی ہو کر مدعی نبوت سوا کاذب نبی کے کوئی

نہیں ہوسکتا۔ متابعت رسول اللہ ﷺ کا دعویٰ بھی ہو اور خود بھی رسول اللہ ہونے کا دعویٰ ہو یہ بالکل غلط اور اجتماع نقیضین ہے۔ بھلا ایک وقت میں غلام بھی ہو اور آقا بھی ہو' کیونکر ہوسکتا ہے؟

ہشتم: اگر صراط مستقیم کا طلب کرنا منعم علیہ ہونا مانا جائے اور اس سے نبوت ہی مراد لی جائے تو پھر محمد رسول اللہ ﷺ بھی پانچ وقت پڑھتے تھے' تو اس سے یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بھی نبوت حاصل نہ تھی جس کی وہ دعا فرماتے تھے۔ اور اگر حاصل تھی تو پھر ضرور ہے کہ اس دعا کے معنی نبوت کی طلب نہیں بلکہ کچھ اور ہے اور وہ علو درجات کا طلب کرنا ہے' جس کی انتہا نہیں۔ پس **انعمت علیھم** کی **صراط مستقیم** ترقی درجات قرب الی اللہ ہے او. وہ حسب فطرت وعلی قدر مدارج ہر ایک خدا تعالیٰ سے طلب کرتا ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی صراط مستقیم کی دعا کرتے ہیں۔ اور ترقی عالم سفلی سے عالم علوی کی طرف مانگتے ہیں۔ لہٰذا عام مسلمانوں کو رفاقت صالحین اور صالحین کو رفاقت شہداء اور شہداء کو رفاقت انبیاء اور انبیاء کو رفاقت ملائکہ وقرب الٰہی کی دعا کرنی چاہیے اور تمام کرتے آئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کی دعا اس کی استعداد کے موافق قبول فرماتا ہے اور اس کی یعنی دعا کرنیوالے کی استعداد کے مطابق اسکو انعام عطا کرتا ہے' جیسا کہ اس کا وعدہ ہے کہ ﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ یعنی ''مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا''۔ اب قبولیت دعا میں بہت لوگ غلطی کھاتے ہیں چونکہ ہم نے خدا تعالیٰ سے جو چیز مانگی تھی وہ ہم کو نہیں ملی اس لئے دعا مقبول نہیں ہوئی۔ سو واضح ہو کہ ایسا اعتقاد خدا تعالیٰ کے وعدہ کو جھٹلاتا ہے۔ دعا ضر ,ر قبول ہوتی ہے اور اس کا اجر وثواب دعا کرنے والے کو ضرور ہوتا ہے۔ مگر وہ چیز جو یہ شخص طلب کرتا ہے چونکہ علم خدا میں اس کے حق میں مفید نہیں اس لئے وہ اسکو

تردید نبوت قادیانی

نہیں دیتا۔ اس لئے دعا اکثر قبول نہیں ہوتی اور عبادت میں لکھی جاتی ہے۔ چونکہ انعام نبوت محمد ﷺ پر ختم ہوچکا ہے اور یہ بہ نص قطعی قرآن کے برخلاف ہے کہ محمد ﷺ کے بعد نبی ہو۔ اس لئے اگر کوئی شخص نبوت کا مدعی امت محمدی میں ہوکر کرے تو جھوٹا ہے۔ جیسا کہ پہلے کذابون گذرے ہیں۔

قوله: بقائے نبوت فی خیرامت۔ نبوت وسلطنت انعام الٰہی ہیں اور پہلے بنی اسرائیل کو یہ ہر دو انعام ملتے رہے اور امت محمدی کو بھی ان انعامات کے حاصل کرنے کی دعا سکھلائی گئی جو پنجگانہ نمازوں میں خدا تعالیٰ کے حضور میں پیش کی جاتی ہے اور وعدہ الٰہی دعاؤں کے قبول کرنے کے واسطے ہوچکا ہے۔۔۔۔۔۔ (الخ)

جواب: اگر پنجگانہ نماز میں نبوت وسلطنت کے واسطے دعا مخصوص ہے تو پھر رسول اللہ ﷺ جو کہ نبی اور خلیفہ بھی تھے کیوں پنج وقت بلکہ تہجد میں دعا پڑھتے تھے۔ کیا وہ فضول کام کرتے تھے۔ ہم اوپر ثابت کرآئے ہیں کہ ''دعا'' اور ''صراط مستقیم'' کے معنی آپ غلط بیان کرتے ہیں۔ اگر سلطنت انعام الٰہی ہے تو مرزا صاحب کیوں نہ منعم ہوئے اور کفار یورپ جو خدا کو بھی نہیں مانتے اور فسق وفجور وظلم وستم وقتل وغارت میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ آپ کے نزدیک **منعم علیھم** ہیں۔ مرزا صاحب کی دعاؤں کو خدا نے ردّ کرکے کفار ظالموں کو سلطنت دی۔ کیا مرزا صاحب کی دعاؤں کا یہی اثر ہے؟ وہ فرماتے ہیں کہ خدا نے میری سب دعائیں قبول کرلی ہیں۔ مگر خلافت کا انعام ان کو نہ ملا۔

دوم: بنی اسرائیل کے کسی نبی علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے کل عالم کے واسطے مبعوث نہیں فرمایا تھا۔ اور نہ ان میں کوئی ایسا عظیم الشان مرسل نبی ہوا تھا جسکو خدا تعالیٰ نے خاتم النبیین کہا ہو اور نہ انکو کوئی ایسی کامل شریعت عطا کی تھی جو کل عالم اور فرقوں اور قوموں کے واسطے کافی ہو،

لیکر آیا تھا۔ اسلئے بنی اسرائیل کے نبیوں کے بعد نبی ہوتے تھے اور اس وقت مشیت ایزدی
نے باب نبوت بند نہیں کیا تھا اور نہ کوئی اکمل دین عطا کیا تھا مگر جب محمد رسول اللہ ﷺ خاتم
المرسلین تشریف لائے اور ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی﴾
کا سرٹیفکیٹ ساتھ لائے اور خدا نے اپنے قول وفعل کے واقعات سے تصدیق بھی فرمادی
کہ آپ ﷺ کو کوئی بیٹا جو آپ ﷺ کے بعد نبی ہوتا عطا نہ فرمایا۔ تو اب تیرہ سو (۱۳۰۰)
برس کے بعد یہ کیونکر مانا جائے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے۔ جب کہ ہر
دو صیغوں یعنی شریعت وطریقت کے کام بذریعہ قرآن شریف وعلماء دین جن کی شان میں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے
علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند تبلیغ دین کیا کریں گے کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

قولہ: نبی یا رسول کے معنی از روئے لغت خبر دینے والا و پیغام پہنچانے والا ہیں۔

جواب: اگر آپ لغوی معنوں کے لحاظ سے مرزا صاحب کو نبی کہتے ہو تو ہم بھی ان کو ایک
چٹھی رساں یا کاہن و پنڈت جوتشی بلکہ اخبار نویس مان لیتے ہیں۔ مگر یہ تو ان کی ہتک ہے کہ
رئیس قادیان کو ایک چٹھی رسان یا اخبار پہنچانے والا مانیں۔

دوم: چٹھی رسان وکاہن وپنڈت وجوتشی کی بھی بیعت کے بغیر کسی کی نجات نہیں ہوتی تو
کوئی سند شرعی پیش کرو کہ کوئی امت محمدی میں سے ارکان اسلام پورے پورے بجالائے۔
اور حج وزکوٰۃ، نماز وروزہ ادا کرے اور پورا رسول اللہ ﷺ کا تابعدار ہو مگر جب تک قادیانی
چٹھی رسان وکاہن کی بیعت نہ کرے اسکو نجات نہیں، کیونکر درست ہے؟ لغوی معنوں سے
تو آپ نے مرزا صاحب کا کھیل ہی بگاڑ دیا۔

سوم: شرعی معنی جو رسول کے کئے ہیں کہ ایک خاص معنوں میں محدود ہے کہ رسول، اللہ

تعالیٰ کی طرف سے پیغام بذریعہ وحی الہام لا کر بندوں کو پہنچائے آپ اس کو نہیں مانتے اور
فرماتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ وہ صاحب شریعت وامت بھی ہو۔ جن لوگوں نے نبی
ورسول میں فرق سمجھا ہے وہ غلطی پر ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کے نزدیک نبی
ورسول ایک ہی ہے تو پھر مرزا صاحب کی نبوت ورسالت میں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت
ورسالت میں کچھ فرق نہ رہا، اور یہ کفر ہے کہ نص قرآنی کے خلاف کسی کو نبی ورسول مانا
جائے۔ اور یہ آپکا فرمانا کہ نبی ورسول میں جو لوگ فرق کرتے ہیں کہ نبی بغیر شریعت ہوتا ہے
اور رسول، صاحب کتاب وامت وشریعت ہوتا ہے، غلط ہے۔ تو پھر ہمارے ساتھ مرزا
صاحب بھی غلطی پر ہوئے جنہوں نے فرمایا کہ **"من نیستیم رسول ونیا وردہ ام
کتاب"** جس کے صاف معنی یہی ہیں کہ "میں صاحب کتاب نہیں ہوں صرف ظلی وناقص
نبی ہوں"۔ اور آپ ایسے خیال کو غلط ٹھہراتے ہیں۔ اب ناظرین انصاف فرمائیں کہ مرشد
سچا ہے یا بالکا پیر سچا ہے یا مرید۔ پہلے گھر میں اتفاق کرلو پھر میدان میں آکر دوسروں کی
غلطیاں پکڑنا۔

چہارم: یہ آپ کی غلطی ہے کہ آپ نبی ورسول کو شرعی معنوں میں خبر دینے والا کہتے ہیں
شرعی معنوں اور اصطلاح میں بیشک نبی ورسول دو قسم ہوتے ہیں، ایک صاحب کتاب
وشریعت اور دوسرے صرف نبی مبلغ شریعت یعنی تبلیغ کرنے والے۔ اور اصطلاح شرع
محمدی میں مرسل نبی، صاحب کتاب وشریعت جو نبی ہو اسکو کہتے ہیں۔ مرسل نبی صرف خبر
رساں ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ کچھ اپنے اختیار بھی رکھتا ہے اور وہ بحیثیت گورنر ہوتا ہے کہ حسب
موقع اپنے اختیارات سے بھی کام کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ
وَرَسُوْلَہٗ﴾ "اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرو"۔ یہ غلط ہے کہ نبی ورسول صرف خبر ہی

دینے والا ہوتا ہے۔ شیخ اکبر ابن عربی کتاب ''فصوص الحکم'' کے مقدمہ میں صفحہ ۷۴ پر لکھتے ہیں: ''نبی کبھی صاحب شریعت ہوتا ہے جیسے مرسل علیہم السلام ہیں۔ پس رسول و نبی میں فرق ہے۔

قولہ: **نبی ورسول کی قرآن مجید سے تحقیق**۔ اس خود ساختہ اصطلاح کے خلاف کہ نبی تابع رسول اور رسول صاحب شریعت کو کہتے ہیں۔ آیات ذیل دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْ م بَعْدِہٖ بِالرُّسُل. ترجمہ: ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور پیچھے اس کے رسول بھیجے۔

جواب: 'مرسل' کی تعریف شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' کے صفحہ ۱۰۸' پر یہ کی ہے: ''ان کا نام مرسل اس واسطے رکھا گیا ہے کہ انکو بادشاہوں کے پیغام رساں سے مشابہت دی گئی ہے جو رعایا کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ سلاطین کی امر و نہی کی انکو اطلاع کرتے ہیں...... (الخ)۔ واضح ہو کہ ایلچی بادشاہ کی طرف سے کچھ پیغام لاتا ہے اور کچھ اسکو اپنے اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں کہ حسب موقع ان اختیارات کو کام میں لائے اور جو امور واحکام بادشاہ کے رعایا کی سمجھ میں نہ آئیں ان کو شرح وبسط سے بیان کرے اور خود عمل کر کے نمونہ بن کر دکھادے۔ یہ جو آیت آپ نے پیش کی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہم نے رسول بھیجے اسکا مطلب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، رسول صاحب کتاب بھیجے۔ اگر رسول غیر تشریعی نبی کو مانو گے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہو وہ بھی موسیٰ کی شریعت کا غیر تشریعی نبی مانو گے اور یہ باطل ہے۔ کیونکہ محمد ﷺ صاحب کتاب وشریعت ہیں۔ اس واسطے رسول' اللہ کے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ صاحب کتاب وشریعت ہیں۔ جیسا کہ مرزا

صاحب بھی کہتے ہیں: مصرعہ

ع من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

مرزا صاحب بھی رسول کو صاحب کتاب وشریعت مانتے ہیں۔

قولہ: **ارسال رسل کا ثبوت**۔ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ خدا کی رحمت محدود نہیں اور نبوت بھی خدا کی رحمت ہے اور انعام الٰہی ہے جس کا تعلق صرف انسانوں سے ہے۔ اب یہ بتاتے ہیں کہ خداوند جل شانہ نے قرآن مجید میں وعدہ فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی رسول آتے رہیں گے تاکہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل میں' حسب منطوق آیہ کریمہ ﴿وَقَفَّیْنَا مِنْ م بَعْدِہٖ بِالرُّسُل﴾ پے درپے رسول آتے رہیں گے تاکہ مماثلت کامل طور پر ثابت ہو...... (الخ)۔ اور وعدہ کی آیت یہ ہے: ﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ یعنی ''اے آدم کی اولاد ضرور بالضرور تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول آتے رہیں گے تم کو میری آیات سناتے رہیں گے، جو خدا سے ڈر کر اصلاح کریں گے تو ان پر خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔

جواب اول: جب خدا کی رحمت محدود نہیں اور رسالت ونبوت وسلطنت' نعمت ورحمت الٰہی ہے تو خود ہی انبیاء اور سلاطین میں محدود کر رہے ہیں۔ جب نعمت الٰہی ہے اور عام ہے تو پھر دوسری نعمتِ الٰہی کی طرح عام کیوں نہیں جیسا کہ خدا کی رحمت سے رزق پہنچتا ہے، اولاد ملتی ہے اور دیگر نعمتیں ملتی ہیں تو نبوت ورسالت بھی اگر محدود نہیں تو ہر ایک انسان کو دوسری نعمتوں کی طرح ملنی چاہیے مگر چونکہ انسانوں میں سے ہر ایک کو نہیں ملتی اور مشاہدہ ہے کہ ہر ایک نبی نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ نبوت ورسالت عام نہیں، بے شک محدود ہے خاص کامل

انسانوں میں۔جیسا کہ خداتعالیٰ کا ارشاد ہے﴿یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ﴾ یعنی ''اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے''۔ نبیوں اور رسولوں کو عوام میں سے۔

دوم: یہ بالکل دھوکہ اور غلط ہے کہ خداتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی آتے رہیں گے۔تمام قرآن الحمد سے والناس تک دیکھو ایک آیت بھی نہ ملے گی جس میں فرمایا گیا ہو کہ محمد ﷺ کے بعد بھی ہم نبی بھیجیں گے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی بھیجے تھے۔جیسا قفینا من بعدہٖ موسیٰ کے حق میں فرمایا ایسا قرآن میں قفینا من بعدہٖ محمد ﷺ کے حق میں نہیں فرمایا۔اور کیونکر فرماتا جب کہ خاتم النّبیین ﷺ فرما چکا تھا۔خدا کے کلام میں تعارض ممتنع الوجود ہے اور اگر یہ مانیں کہ خدا نے خاتم النّبیین بھی فرمایا اور پھر قفینا من بعدہٖ بالرسل بھی محمد ﷺ کے حق میں فرمایا تو یہ تعارض شان و علم خداوندی کے برخلاف ہے۔ باقی رہی وہ آیت جو آپ نے پیش کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا چاہا ہے اس کی یہ غرض ہے کہ اول تو آپنے معنی ہی غلط اور محرف کئے ہیں کچھ عبارت اپنے مطلب کے واسطے اپنے پاس سے لگالی ہے اور کچھ الفاظ چھوڑ دیئے ہیں جو کہ خشیۃ اللہ اور ایمانداری کے برخلاف ہے۔صحیح ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ ''اے اولاد آدم کی جب کبھی تمہارے پاس رسول تم میں سے سنائیں تم کو آیتیں میری تو جس نے خطرہ کیا اور سنوار پکڑی نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غم کھائیں''۔ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب بمعہ مختصر تفسیر:''جب ہم نے آدم کو نافرمانی کی سزا میں بہشت سے نکالا تو ان کی نسل کی روحوں کو جمع کر کے یہ بھی فرما دیا تھا کہ اے بنی آدم جب کبھی تم میں سے ہی ہمارے پیغمبر تمہارے پاس پہنچیں اور ہمارے احکام تم کو پڑھ کر سنائیں تو ان کا کہا مان لینا۔ کیونکہ جو شخص ان کے کہنے کے مطابق پرہیزگاری اختیار کرے گا اور اپنی حالت کی اصلاح کر لے گا تو قیامت کے دن ان پر نہ تو کسی قسم کا خوف

طاری ہوگا اور نہ وہ کسی طور پر آزردہ خاطر ہوں گے''۔

ناظرین! یہ آیت قصہ حضرت آدم علیہ السلام کی ہے اور یہ اس وقت کا حکم ہے۔جس وقت دنیا کی ابتدا تھی اور کوئی نبی مبعوث نہ ہوا تھا۔اس وقت پہلے ہی خداتعالیٰ نے بنی آدم کی روحوں کو تنبیہ کر دی تھی اور یہ ارسال رسل سے پہلے کا حکم تھا چنانچہ اس کے بعد عالم بطون سے عالم ظہور میں انبیاء علیہم السلام آتے رہے اور سعید روحیں اس حکم خداوندی کی تعمیل بھی کرتی رہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک جتنے نبی و رسول آئے انکو مانا اور ایمان لائے اور ان کی شریعتوں کے موافق عمل کرتے رہے اور عذاب جہنم سے انہوں نے نجات پائی۔اب ہم قرآن کی تفسیر قرآن کی دوسری آیت سے بتاتے ہیں کہ یہ ہر دو آیات حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ کے متعلق ہیں ان سے ہمیشہ رسولوں اور نبیوں کا آنا سمجھنا غلطی ہے۔خداتعالیٰ 'سورہ طٰہٰ کے رکوع ۷' کے اخیر انہیں الفاظ میں حضرت آدم علیہ السلام کو فرماتا ہے:﴿قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعاً بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُم مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى﴾ ترجمہ:''فرمایا اترو یہاں سے دونوں اکٹھے رہو ایک دوسرے کے دشمن پھر کبھی پہنچے تم کو میری طرف سے راہ کی خبر پھر جو چلا میری بتائی ہوئی راہ پر نہ بہکے گا وہ اور نہ تکلیف میں پڑے گا''۔اب اس آیت نے پہلی آیت کی تفسیر کر دی کہ یہ خاص حکم حضرت آدم علیہ السلام کے وقت اور قصہ کا ہے۔اور اس حکم کے مطابق عمل بھی ہوتا رہا کہ خداتعالیٰ صاحب شریعت رسول و پیغمبر مرسل بھیجتا رہا، یہ بالکل دھوکہ ہے کہ غیر تشریعی نبیوں کا وعدہ اس آیت میں ہےٗ اللہ فرماتا ہے:﴿رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ﴾ اس آیت میں رسل کی تعریف ہے۔

ا......''منکم'' یعنی انسانوں میں سے ہوں گے۔

۲...... ''یقصون علیکم اٰیتی''یعنی صاحب شریعت ہوں گے جو کہ میرے احکام تم کو سنا دیں گے۔ جو کہ منافی ہے غیر تشریعی نبی کے۔

۳...... ''فمن اتقٰی''اس لئے اس کی تابعداری فرض ہوئی۔ غیر تشریعی نبی اگر خلاف شریعت سابقہ کہے تو اس کی تابعداری فرض نہیں ہوتی۔ پس ثابت ہوا کہ تشریعی رسل کا حکم ہے۔

۴...... ''اصلح''اس لفظ سے بھی رُسل صاحب شریعت مراد ہے کہ انسان سابق عقیدہ کی اصلاح کرے۔ جب کوئی رسول آئے اور شریعت لائے تو اس شریعت کے مطابق ہر ایک انسان اپنی اپنی اصلاح کرے۔ اب اس آیت سے یہ سمجھنا کہ رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے ہمیشہ کے واسطے ہے، سو یہ مفصلہ ذیل دلائل سے غلط ہے:

۱...... مرزا صاحب خود اور ان کے پیرو تمام اور مصنف ''کتاب النبوۃ''یعنی میر صاحب قاسم علی بلا خوف تردید مان چکے ہیں کہ باب نبوت تشریعی بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے بند ہے، نہ کوئی جدید شریعت قیامت تک آسکتی ہے اور نہ کوئی رسول صاحب کتاب آسکتا ہے۔

چنانچہ مرزا صاحب کی اصل عبارت یہ ہے:

''قرآن کریم بعد خاتم النّبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول ﷺ کو علم دین بتوسط جبرئیل علیہ السلام ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل علیہ السلام بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔'' (دیکھو ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۷۶۲)

اب تو صاف ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب کے مذہب میں بھی خاتم النّبیین کے معنی رسالت کا بند ہونا ہے یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی و رسول نہ ہوگا۔ پس

اس آیت سے یہ سمجھنا کہ بنی آدم سے وعدہ ہمیشہ رسولوں کے بھیجنے کا ہے، غلط ہوا۔

۲...... یہ کس قدر نامعقول دلیل ہے کہ مرزا نے اپنی نبوت و رسالت ثابت کرنے کے لئے کہا کہ نبوت و رسالت نعمت الٰہی ہے۔ ۴۵ حصے تو نعمت نبوت کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ بند ہوگئی اور ایک حصہ چھیالیسواں بند نہیں ہوا اور جس میں یہ ۴۶واں حصہ مبشرات کا ہو وہ نبی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خواب ہر ایک مسلم و کافر کو آتے ہیں اور بشارتیں ملتی ہیں اور سچے خواب ہر ایک ہی دیکھتا ہے مگر وہ نبی نہیں اور مرزا صاحب نبی ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ کہتے ہیں کہ نعمت نبوت سے امت محروم کیوں ہو حالانکہ خود اعلیٰ نعمت رسالت تشریعی و نبوت سے محرومی امت کی تسلیم کرتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ اس امت کا کیا قصور ہے کہ اس کو باوجود خیر الامت ہونے کے ۴۶ویں جز نبوت کی ملے اور سابقہ امتوں کو جو کہ ادنیٰ امتیں تھیں ان کو تشریعی نبی و رسل ملتے رہے اس میں امت مرحومہ کی خود ہتک کرتے ہیں۔

دوم: جو دلیل تشریعی نبوت و رسالت کے بند ہونے کی ہے وہی دلیل غیر تشریعی نبی کے بند ہونے کی ہے۔ پس جس دلیل سے ۴۵ حصوں نعمت نبوت سے آپ امت محمدی کا محروم ہونا مانتے ہیں اسی دلیل سے ہم ایک حصہ نبوت کا یعنی ۴۶واں حصہ کا بند ہونا مانتے ہیں کہ یہ کیونکر درست ہے خاتم النّبیین کی آیت ۴۵ حصوں نبوت کے مسدود ہونے پر نص قطعی ہوا اور ایک حصہ پر نہ ہوا۔ اگر کوئی نص جزوی نبوت کی ہے تو لاؤ مگر کوئی نہیں جس میں لکھا ہو کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد غیر تشریعی نبی آئینگے۔

۳...... اگر اس آیت میں ہمیشہ رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے تو تیرہ سو (۱۳۰۰) برس میں کیوں کوئی صادق رسول نہیں آیا۔ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وصال کے ساتھ ہی یوشع

علیہ السلام نبی آیا۔

۴..... آپ رسول اور نبی میں فرق نہیں مانتے اور رسول صاحب شریعت وکتاب ہوتا ہے تو پھر مرزا صاحب کی شریعت وکتاب کونسی ہے؟ وہ تو انکاری ہیں کہ

ع من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

۵..... اس آیت میں ''رسل'' جمع رسول کا لفظ ہے اور مرزا صاحب صرف ایک ہی ہیں جنہوں نے امت محمدی میں ہو کر دعویٰ نبوت کیا ہے تو یہ کیونکر درست ہے۔ یا تو یہ مانو گے کہ مرزا صاحب کے بعد بھی نبی ورسول آئینگے تو پھر مرزا صاحب کا دعویٰ امام آخر الزمان ومہدی ومسیح موعود کا جھوٹا ہوتا ہے یا قرآن میں تحریف کرو گے کہ بجائے رسل کے رسول بناؤ گے۔

۶..... اگر تمام احکام مختص بزمان نہیں ہیں تو پھر جو اللہ کا یہ حکم ہے کہ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤی اَوْلِیَآءَ﴾ یعنی ''اے ایمان والو! یہود نصاریٰ کو دوست نہ پکڑو''۔ مگر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میرا باپ بھی اور میں بھی نصاریٰ کا خیر خواہ اور دلی دوست ہوں اور میرے مرید سچے وفادار ہیں۔ اگر استمراری حکم ہے تو پھر قرآن کے برخلاف نصاریٰ سے دوستی کیسی؟ دوسری جگہ قرآن میں فرماتا ہے: ﴿خُذُوْا اَسْلِحَتَکُمْ﴾ یعنی ہتھیار رکھو۔ اب اس زمانہ میں ہتھیار مسلمان کیوں نہیں رکھتے نہ مرزا صاحب نے رکھے اور نہ ان کے کسی مرید نے۔ غرض یہ غلط فہمی ہے کہ جو احکام ووعدے مختص الزمان ہوں انکو ہمیشہ کا وعدہ سمجھنا۔ خلیفے بنانے کا وعدہ جس وقت کے واسطے تھا' خدا نے اس وقت بنا دیا اور رسولوں کا بھی جیسا وعدہ تھا آئے۔ کیا آدم علیہ السلام کو جو حکم ہوا کہ اتر جاؤ تو آپ اس سے ہمیشہ کا اترنا سمجھو گے اگر یہی سمجھ بیٹھے ہیں تو غلطی ہے۔ ایسا ہی اگر آدم علیہ السلام کو اس کی

اولاد کی روحوں کو خدا نے خبردار کر دیا اور پیشگوئی کے طور پر اطلاع کر دی تو پھر اس آیت کو محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد امکان نبوت سے کیا تعلق ہوا۔

۷..... صیغہ استقبال ونون ثقیلہ سے کس کو انکار ہے۔ یہ تو عام قاعدہ ہے کہ جس وقت کوئی قصہ گذشتہ زمانہ کا بیان کرتا ہے تو انہیں کلمات اور صیغوں سے کرتا ہے۔ جس میں متکلم نے بیان کیا تھا۔ پس قرآن مجید نے بھی قصہ آدم علیہ السلام انہیں الفاظ اور صیغوں میں بیان کیا جس طرح خدا تعالیٰ نے بنی آدم کی روحوں کو کہا تھا۔ اس سے امکان نبی ورسول بعد محمد ﷺ کیونکر نکلتا ہے۔ مگر ﴿اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ کی بحث کے وقت تو آپ کے مرشد اور خلیفہ اور تمام گروہ کہتا ہے کہ نون ثقیلہ جب مضارع پر آئے تو استقبال کے واسطے نہیں ہوتا۔ اب اپنے مطلب کے واسطے آپ کیوں مان رہے ہیں؟

۸..... قرآن شریف جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ سمجھتے تھے۔ دوسرا کوئی غیر ملک اور زبان والا نہیں سمجھ سکتا۔ اور مرزا صاحب مان چکے ہیں کہ محمد ﷺ کی فراست وفہم کل افراد امت کی فہم وفراست سے زیادہ ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ اپنے بعد کسی نبی کا آنا جائز نہیں رکھتے۔ کہ تمام حدیثوں میں جو ہم اسی کتاب میں لکھ چکے ہیں لا نبی بعدی فرماتے آئے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ اس آیت سے رسولوں کا بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے آنا سمجھنا امتی کی غلطی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں اس کی کچھ وقعت نہیں۔

۹..... ایک امتی نبی ورسول نہیں ہوسکتا کیونکہ نبوت ورسالت وہبی اور انعام الٰہی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ دعویٰ کہ ایک امتی نبی ورسول بہ سبب پیروی محمد رسول اللہ ﷺ کے ہوسکتا ہے غلط ہے اور مشاہدہ ہے کہ جب صحابہ کرام میں سے جو پورے پورے فرمانبردار رسول اللہ ﷺ تھے جب وہ نبی ورسول نہ کہلائے تو تیرہ سو (۱۳۰۰) برس کے بعد ایک امتی کس طرح

نبی کہلا سکتا ہے؟

۱۰...... جب سیاق وسباق قرآن کی طرف دیکھتے ہیں تو صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت سے امکان رسول بعد محمد رسول اللہ ﷺ غلط ہے کیونکہ پہلے سے قصہ آدم علیہ السلام کا چلا آتا ہے۔ پس ایک قصہ کی آیت کا ماقبل و مابعد چھوڑ کر امکان رسل میں پیش کرنا دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے۔ باقی رہا یہ ڈھکوسلہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مماثلت تامہ کی غرض سے نبی ورسول محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد آنے چاہئیں، یہ دھوکہ اور مغالطہ ہے۔ مماثلت تامہ کبھی کسی مثیل و مماثل میں نہیں ہوتی صرف ادنیٰ مشارکت وجہ شبہ میں ہوتی ہے۔ جب کوئی متکلم کہتا ہے کہ زید شیر ہے تو اس وقت مماثلت تامہ کی غرض سے شیر کے پنجے ودم اور دانت وغیرہ سب اعضاء وصفات شیر کی زید میں کوئی عقلمند مان سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ صرف ادنیٰ اشتراک قوت کے باعث زید کو شیر کہا گیا ہے۔ پس محمد رسول اللہ ﷺ کی مماثلت ترسیل ورسل میں ہے۔ یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا اسی طرح محمد ﷺ کو کل دنیا کی طرف رسول کر کے بھیجا گیا ہے۔

اول: تو پہلے ہی آپ کا قاعدہ مماثلت تامہ کا غلط ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صرف فرعون کی طرف بھیجے گئے اور محمد رسول اللہ ﷺ کل عالم کی طرف۔ یہاں آپ کی مماثلت تامہ غلط ہوئی۔

دوم: موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہی فرعون کے خوف سے دریا میں ڈالے گئے۔ محمد رسول اللہ ﷺ دریا میں نہیں ڈالے گئے۔ یہاں بھی آپ کی مماثلت تامہ غلط ہوئی۔

سوم: موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہی ان کے بھائی ہارون کو نبی مقرر کیا۔ محمد ﷺ کیساتھ کوئی مددگار نبی مقرر نہ کیا۔ یہاں بھی آپ کی مماثلت تامہ غلط ہوئی۔

چہارم: جب موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی تو ساتھ ہی ﴿وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ﴾ فرمایا۔ اور محمد ﷺ کو قرآن دیا اور یہ نہ فرمایا کہ محمد ﷺ کے بعد پے در پے رسول بھیجے جائیں گے۔ یہاں بھی مماثلت تامہ غلط ہے۔

پنجم: موسیٰ علیہ السلام کو معجزۂ عصا دیا جو کہ دنیا سے نابود ہوا، محمد رسول اللہ ﷺ کا معجزۂ قرآن ایسا ہے کہ جب تک دنیا قائم ہے، ہمیشہ رہے گا۔ یہاں بھی آپ کی مماثلت غلط ہے۔

ششم: موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی اشاعت کے واسطے چھوٹے چھوٹے نبی غیرتشریعی موسیٰ علیہ السلام کی وصال کے ساتھ ہی حضرت یوشع علیہ السلام سے شروع ہوکر حضرت یحییٰ علیہ السلام تک، تیرہ سو (۱۳۰۰) برس عرصہ میں کئی غیرتشریعی نبی آئے اور ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اخیر میں صاحب کتاب مرسل بھی آئے۔ مگر محمد رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد کوئی غیرتشریعی نبی تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک نہیں آیا ہے۔ تو اس سے بھی مماثلت تامہ کا خیال غلط ہے۔

پس ثابت ہوا کہ یہ ڈھکوسلہ کہ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی امت میں نبی ہوتے رہے، اب اگر امت محمدیہ ﷺ میں نہ ہوں، تو محمد ﷺ اور امت کی ہتک ہے، بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اگر موسیٰ علیہ السلام کی مانند محمد ﷺ کے بعد بھی نبی آتے تو پھر محمد ﷺ کو موسیٰ علیہ السلام پر کوئی شرف نہ رہتا۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے جو افسر بغیر مددگار کے کام کرے وہ زیادہ لائق ہے بہ نسبت اس افسر کے کہ اس کے ساتھ ایک نائب ہو اور پھر بھی پے در پے چھوٹے چھوٹے نبی مددگار آتے ہیں۔ کس قدر فضیلت ہے اس رسول پاک ﷺ کو کہ صرف اکیلا اپنا کام رسالت سرانجام دیتا ہے۔ اور کس قدر فضیلت ہے اس امت کو کہ بغیر کسی چھوٹے یعنی نائب رسول کے سچے رسول محمد ﷺ کے دین پر اسی طرح قائم ہے، جس

طرح اس کی زندگی میں تھے۔اور کس قدر فخر ہے اس امت کو سابقہ امتوں پر کہ باوجود نہ آنے کسی نبی کے تیرہ سو(۱۳۰۰) برس تک اپنے رسول پاک ﷺ کے عشق ومحبت میں سرگرم ہے اور اسکو زندہ جاوید نبی تصور کر کے اسی طرح اس کے احکام وشریعت کی پیروی کرتی ہے جس طرح اس کی زندگی میں تھی' گویا وہ رسول پاک ان میں زندہ ہے برخلاف اس کے سابقہ امتیں نبی کی موجودگی میں ہی اڑ بیٹھتی تھیں کہ ہم سے یہ نہ ہوگا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی جواب دے دیا کرتے تھے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے حالانکہ ہارون علیہ السلام ان میں موجود تھے۔تو انہوں نے گوسالہ پرستی شروع کردی تھی پس ایسے کجرو اور خام طبع وبداعتقادوالوں کے واسطے غیرتشریعی نبیوں کا آنا ضروری تھا۔اور یہ بالکل دھوکہ ہے کہ وہ نبی شریعت موسوی کی پیروی سے نبی ہوتے تھے کیونکہ نبی کو خدا اپنی خاص رحمت سے چن لیا کرتا ہے۔نبوت کسبی نہیں۔پس مسلمانوں کو اس ٹھوکر سے بچنا چاہیے۔پولیس کی ضرورت وہاں ہی ہوتی ہے جس جگہ بدمعاش اور چور ہوں۔اور غیرتشریعی نبوت کی ضرورت بھی اسی امت میں ہوتی ہے جہاں ایمان کی کجی ہو اور اس کے مرتد ہونے کا خوف ہو۔محمد رسول اللہ ﷺ کی امت تو خدا کے فضل سے تیرہ سو(۱۳۰۰) برس سے مرتد نہیں ہوئی اور نہ اس میں ضرورت ہے۔اس واسطے اس کا لقب ''خیر الامت'' ہے اگر غیرتشریعی نبیوں کی ضرورت اس امت میں بھی ہے تو خیر الامت نہیں۔پس جو لوگ خیر الامت میں سے نہیں وہ غیرتشریعی نبی مانیں۔

قولہ: دوسرا ثبوت ارسال رسل۔قیامت کے دن رب العالمین احکم الحاکمین تمام اہل جہنم سے پوچھے گا کہ ﴿یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ...... الخ﴾ ترجمہ:اے جماعت جنوں اور انسانوں کی! کیا تمہارے

پاس تم میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تمکو میرے حکم سناتے اور اس دن کے آنے سے ڈراتے۔وہ کہیں گے کہ ہاں ہم خود اپنے مخالف گواہ ہیں کہ بیشک رسول آئے تھے اور ہم کو دنیا کی زندگی نے فریب دیا تھا اور ہم کافر تھے۔اس سوال وجواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر قرن میں رسولوں کا وجود ہوگا اور تا قیامت خدا کے رسول آتے رہیں گے۔

جواب: بیشک خدا کفار سے پوچھے گا کہ تمہارے پاس پیغمبر آئے اور وہ کہیں گے کہ آئے' مگر اس آیت سے یہ کہاں سے نکلا کہ ہر ایک قرن اور وقت میں بھی نبی ورسول آتے رہیں گے۔جب محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اس کی نبوت اور کتاب وشریعت دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور ہر ایک زمانہ میں علماء امت تبلیغ کرتے آئے۔اسی لحاظ سے کفار پر حجت ہے اور اس واسطے کفار اقرار کریں گے۔دیکھو آیت ﴿رُسُلاً مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزاً حَکِیْمًا﴾ ترجمہ: بھیجے رسول خوشخبری دینے اور ڈرسنانے والے تاکہ نہ رہے اللہ پر لوگوں کو الزام کی جگہ رسولوں کے بعد اور اللہ زبردست ہے حکمت والا۔اگر یہ مانا جائے کہ ہر ایک قرن میں نبی کا امکان اور لزوم اس آیت سے ثابت ہے تو پھر محمد ﷺ کے بعد تیرہ سو(۱۳۰۰) برس میں جو کروڑوں مسلمان گذرے اور کوئی نبی کسی قرن میں نہیں ہوا تو آپ کے نزدیک ان سے سوال فضول ہوگا اور وہ نبوت محمد ﷺ سے منکر ہونگے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آیا اور کئی قرن گذر گئے تو خدا تعالیٰ ان سے سوال نہیں کرسکتا ہے اور نہ وہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت ونبوت کی تبلیغ کا اقرار کریں گے اور اگر ان پر رسول اللہ ﷺ کی رسالت ونبوت بذریعہ قرآن وشریعت محمدی تصدیق ہو چکی ہے تو پھر آپ کا استدلال اس آیت سے غلط ہے۔

افسوس! ایسی بے بنیاد وبودی دلیل سے آپ امکان نبوت صریح نص قرآنی کے خلاف

ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر بہ نفس نفیس کسی قوم میں پیغمبر کا ہونا لازمی قرار دیں اور ہر ایک قرن میں ضروری ہو تو پھر محمد ﷺ تو صرف مکہ میں نبی تھے اور مکہ اور مدینہ والوں پر حجت ہے۔ دوسرے ملکوں والے تو انکار کر سکتے ہیں کہ ہمارے میں کوئی نبی نہیں آیا کیونکہ محمد ﷺ صرف مکہ مدینہ میں رہے اور انہیں لوگوں نے انکو دیکھا۔ اگر یہ دلیل آپ کی درست مانیں تو تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک کا زمانہ بعد محمد ﷺ کے مرزا صاحب تک بلا پیغمبر و نبی رہا۔ اگر دیکھ کر پیغمبر کا اقرار ہوگا اور پیغمبر کی تعلیم و شریعت کفار پر حجت نہ ہوگی تو پھر مسلمان بھی کفار کے برابر ہونگے یہ کونسی منطق ہے کہ اجی کافروں نے تو نبی کو نہیں دیکھا' اگر ہمیشہ نبی نہ ہونگے تو کفار پر حجت نہ ہوگی۔ کیا قرآن و شریعت حجت نہیں اور ہر ایک نبی کا ہر ایک زمانہ میں آنا حجت ہے تو پھر وسطیٰ زمانوں کا کیا حال ہے وہ سب بلا نبی و پیغمبر رہے۔

اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے محمد ﷺ کی مماثلت تامہ ہوتی تو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد فوراً حضرت یوشع علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت محمد ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبوت ملتی اور وہ نبی کہلاتے' مگر حضرت ﷺ نے تو صاف صاف فرمادیا کہ اگر میرے بعد نبی ہونا ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا الا وانی لست نبیا ولا یوحی الیَّ. یعنی میں نہ نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ تو آپ کا قاعدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہاں گیا کہ نبی ہمیشہ ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو محمد ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے واسطے ہارون علیہ السلام مگر چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ تو نبی نہیں اور ہارون علیہ السلام نبی تھا۔ پس ثابت ہوا کہ کسی قسم کا نبی تشریعی و غیر تشریعی محمد ﷺ کے بعد نہیں ہے۔

قولہ: تیسرا ثبوت ارسال رسل۔ یہ دلیل بھی ویسی ہے جیسی دوسری' صرف کتاب بڑھانے کے واسطے پہلی دلیل کا اعادہ کیا ہے۔ ہمارا جواب بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اس میں خود ہی آپ نے تنزل کیا ہے کہ یا تو محمد رسول اللہ ﷺ کا بار بار دنیا میں بطریق بروز تشریف لانا ماننا پڑے گا یا بعد میں ان کا روضہ مبارک میں ہی سے ﴿یَتْلُوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ رَبِّکُمْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا﴾ کے مطابق عمل ثابت کرنا پڑیگا۔

جواب: آیت شریف میں یہ کہاں لکھا ہے کہ ہر وقت اور ہر زمانہ میں پیغمبر بہ نفس نفیس ہی تبلیغ دین کرتا رہے گا۔ اگر آپ یہ دکھادیں تو ہم ثابت کردیں گے کہ محمد ﷺ کی نبوت قرآن مجید زندہ جاوید ہر قرن اور ہر زمانہ میں تعلیم دین محمدی کرتا رہا ہے اور کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ کسی اور نبی کی ضرورت نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے دیکھو ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ﴾ یعنی ہم نے ہی یہ قرآن و شریعت محمدی اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ کوئی نبی محمد ﷺ کے بعد بغرض حفاظت نہ بھیجا جائے گا۔ شریعت موسوی کی حفاظت بذریعہ غیر تشریعی نبی ہوتی تھی یہ شان محمدی ﷺ ہے کہ جس کا محافظ خود خدا ہے۔ جسکا محافظ خدا ہو اور خدا کے عمل و فعل سے یہی ثابت ہے کہ بغیر کسی نبی کے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک برابر حفاظت ہوتی چلی آئی ہے اور قرآنی تعلیم خود بخود ہر ایک زمانہ اور قرن میں، ہر ایک ملک میں بغیر کسی نبی کی کوشش کے پھیلتی رہی ہے۔ پس امکان نبوت بعد محمد ﷺ باطل ہوا۔

قولہ: احادیث سے بقائے نبوت فی خیرامت۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رؤیائے صالحہ چھیالیسواں حصہ نبوت ہے اور حدیث میں ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنی نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا مگر مبشرات۔ اس حدیث سے ثابت ہوا

کہ نبوت میں سے مبشرات کا سلسلہ جو نبوت کا ایک جز ہے تاقیامت آپ کے بعد بھی باقی ہے۔......الخ

جواب: افسوس میر صاحب کو اپنا دعویٰ ہی یاد نہیں رہا کہ موسیٰ کی مماثلت تامہ کے واسطے جو قاعدہ غیر تشریعی نبی کا حضرت یوشع علیہ السلام سے لیکر حضرت یحییٰ علیہ السلام تک جو جاری تھا وہی محمد ﷺ کے بعد جاری رہنا چاہیے تھا۔ مگر خود ہی پینتالیس جزو کا عدم وجود مان، گئے اور ایک جز رکھی اس حدیث سے اپنا دعویٰ خود بخود اڑا دیا۔ کیونکہ جزیہ موجبہ کلیہ نہیں ہوتا۔ یہ حدیث تو ختم نبوت کی دلیل ہے، نہ امکان نبوت کی۔ باقی رہا جزو نبوت تو یہ بالکل ہی نامعقول ہے کہ جز پر کل کا حکم لگایا جائے۔ کوئی عقلمند ایک جز گھر کو یعنی دروازہ یا شہتیر یا دیوار کو گھر نہیں کہہ سکتا۔ جزیہ موجبہ کلیہ نہیں ہوا کرتا۔ پس ہر ایک شخص رؤیائے صالحہ دیکھنے والا نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ رؤیا صالحہ ہر ایک کو ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس پر ہر ایک کا اتفاق ہے کہ سچا خواب ہر ایک انسان کو ہو سکتا ہے خواہ کسی مذہب کا ہو۔ بلکہ مرزا صاحب نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ کنجری شراب پئے ہوئے یار کی بغل میں سچا خواب دیکھ لیتی ہے۔ (دیکھو توضیح المرام صفحہ ۸۴، مصنفہ مرزا صاحب) یہ بالکل بیہودہ خیال ہے کہ رؤیائے صالحہ دیکھنے والا نبی ہوتا ہے اور نبی کہلا سکتا ہے۔ حدیث کا مطلب تو یہ ہے کہ نبوت میرے بعد ختم ہوگئی ہے' کوئی نبی میرے بعد نہ ہوگا، نہ کچھ نبوت کا باقی دنیا میں رہے گا' سوا مبشرات کے جو کہ بذریعہ رؤیائے صالحہ یعنی خواب میں بشارتیں لوگوں کو دی جائیں گی۔ مگر بشارتیں دیکھنے والا نبی نہ ہوگا۔ یہ کہاں سے نکلتا ہے کہ بشارت دیکھنے والا نبی کہلا سکتا ہے۔ جزوی اشتراک سے کلی لقب کا کوئی مستحق نہیں ہو سکتا۔ کرم شب تاب ہرگز ہرگز آفتاب نہیں کہلا سکتا اور نہ کوئی احواس شخص کرم شب تاب کو آفتاب کہہ سکتا ہے۔ ایسا ہی جس میں پینتالیس (۴۵) جزو نہ ہوں صرف ایک

جزو کے ہونے سے اس کو نبی نہیں کہہ سکتے اور نہ اب تک کوئی تیرہ سو (۱۳۰۰) برس میں خوابوں کے ذریعہ سے نبی کہلایا۔ حالانکہ اس پر اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ جیسا خواب بین اور خواب کا تعبیر کنندہ کوئی نہیں ہے جب وہ نبی نہ کہلائے تو دوسرے کی کیا حقیقت ہے؟ مگر تعجب ہے کہ آپ سخت دھوکا دے رہے ہیں۔ بحث تو خاتم النبیین میں ہے کہ ''نبیوں کے ختم کرنے والا'' اور آپ نبوت کے اجزاء باقی رہنے کا ثبوت صرف مغالطہ میں ڈالنے کے واسطے دے رہے ہیں۔ قرآن میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہے نہ کہ نبوت کے ختم کرنے والا۔ نبوت تو محمد ﷺ کی یعنی قرآن واحادیث وشریعت ودیگر برکات روحانی آج تک امت میں چلی آتی ہیں مگر کوئی نبی نہیں کہلا سکتے۔

قولہ: دوسرا ثبوت احادیث سے: **قال رسول اللہ ﷺ ان من امتی محدثین ومعلمین ومکلمین وان عمر منھم وقرء ابن عباس** رضی اللہ عنہما **وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا محدث یعنی الصدیقین والمحدث ھو ملھم** آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں بعض لوگ مکالمات اللہ سے مشرف ہونگے اور عمر بن خطاب ؓ ان میں سے ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت میں قرآن مجید کی آیت **وما ارسلنامن قبلک من رسول ولانبی ولا محدث** بھی ہے اور محدث ''ملہم'' کو کہتے ہیں۔

جواب: **کجابود اشھب کجا تاختم۔** حضرت آپ تو نبوت پر بحث کر رہے ہیں۔ محدث وملہم کا ثبوت اور نص کس واسطے ذکر رہے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک نبی وملہم ایک ہی ہے۔ دیکھو حدیث **عن ابی ھریرۃ** ؓ **قال قال رسول اللہ لقد کان فیما قبلکم من الامۃ محدثون فان لک احد فی امتی فانہ عمر** ؓ (متفق علیہ) روایت

ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا' فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ تحقیق تھے الہام کئے گئے بیچ ان لوگوں کے' تھے پہلے تم سے امتوں میں سے' پس اگر ہو میری امت میں کوئی پس تحقیق وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوگا۔(نقل کیا بخاری ومسلم نے)۔ اس حدیث سے محدثیت بھی جاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر محدود ہے۔ آپ پہلے لکھ آئے ہیں کہ رسول و نبی کا قرآن مجید میں کوئی فرق نہیں مرسل کے معنی صاحب کتاب نبی من گھڑت ہے۔ گویا مرسل و نبی تشریعی وغیرتشریعی سب ایک ہیں اور آپ نبوت پر بحث کررہے ہیں۔ محدث اور ملہم کو کیوں بیچ میں لے آئے۔ چونکہ یہ خارج از بحث ہے اس لئے اس کا جواب صرف اسی قدر کافی ہے کہ جس قدر ملہم امت محمدی میں گذرے ہیں اور اب ہیں اور ہونگے آپ کے قول سے سب نبی ہوئے اور یہ بالکل غلط ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رسول ﷺ نے محدث فرمایا مگر نبی نہیں فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو محمد ﷺ نے بمنزلہ ہارون علیہ السلام کے فرمایا مگر ساتھ ہی لانبوۃ بعدی فرمادیا۔

امت محمدی میں خدا کے فضل سے ہزارہا بلکہ کروڑہا ملہم گذرے مگر کسی نے بھی دعویٰ نبوت نہ کیا۔ پس اس حدیث سے آپ کا استدلال غلط ہوا کیونکہ جس لقب کا صحابہ کرام نے حضرات امامین حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ وقطب الاقطاب سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ وحضرت محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ وغیرہ کسی نے بھی اپنے آپ کو مستحق نہ سمجھا اور نبی نہ کہلایا تو پھر مرزا جیسے ایک امتی کو کوئی حق نہیں کہ نبی کا لقب پائے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے قریب خیرالقرون سے بےنصیب ہو۔ اور خیر القرون قرنی کی نعمت سے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس دور پڑا ہو۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ حضرت خضر ملہم تھا نبی نہ تھا۔ افسوس آپ کو گھر کی خبر نہیں۔

قولہ: آپ لکھتے ہیں کہ ولی کی کرامت اور نبی کے معجزہ میں بجز اس کے کہ ایک کا نام خوش

فہمی سے کرامت رکھ لیا اور دوسرے کا نام معجزہ' ورنہ دونوں ایک ہی خدا کی طرف سے ہیں۔ پس جس خدا کے کلام نے محمد ﷺ کو نبی بنایا۔ اسی خدا کا کلام احمد کو بھی نبی بنادے گا۔

جواب: افسوس جب تعصب اور ضد ہو اور انسان شریعت اور مذہب کی رسی سے اپنا گلا نکال کر شتر بے مہار بن جائے تو اسکو تمام مسلمات سلف سے انکار کرنا پڑتا ہے تب ہی تو اپنے من گھڑت اور بے سند باتوں کو پیش کرسکتا ہے۔ اب آپ کے نزدیک ولی کو کرامت اور نبی کو معجزہ دیا جانا ایک ہی بات ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیاء واولیاء کے قلب پر وحی نازل ہونے میں فرق اسی قدر ہے کہ انبیاء کی وحی میں فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ولی کی وحی میں فقط الہام ہوتا ہے اور فرشتے کبھی نازل نہیں ہوتے۔ مگر یہ نہیں سوچا کہ جب کرامت ومعجزہ ایک ہے تو پھر ولی و نبی ایک کیوں نہ ہوں ان میں صرف لفظی فرق ہے اور پھر نبی اور کاہن وجوگی گھر گھر ایک ایک پیسہ لیکر غیب کی خبریں دیتا پھرتا ہے اور اسکی خبریں بھی اکثر سچی ہوتی ہیں۔ ان کی خبر رسانی اور نبی کی خبر رسانی میں بھی کچھ فرق نہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نبی وجوگی وکاہن ورمال جتنے خبر دینے والے ہیں سب نبی ہیں۔ اور ان میں سوا تنازعہ لفظی کچھ فرق نہیں حالانکہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ نبی کاہن وشاعر نہیں ہے۔

دوم: بیشک خدا تعالیٰ نے محمد ﷺ کو احمد و نبی بنایا مگر غلام احمد کو غلام ہی رکھا۔ کوئی خدا کا کلام پیش کرو جس میں لکھا ہے کہ غلام احمد کو ہم نبی کریں گے' ورنہ دروغ بیانی سے توبہ کرو۔ غلام وآقا میں فرق ہے، نبی وولی میں فرق ہے، معجزہ وکرامت میں فرق ہے شعر

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد   اگر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

افسوس! میر صاحب کو مرزا صاحب سے بھی اتفاق نہیں۔ مرزائیوں کی بہت نازک حالت ہے۔ ابھی تو مرزا صاحب کو فوت ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے مگر ان کے مرید انہیں

کی تحریروں کے برخلاف لکھے جاتے ہیں اور من گھڑت باتیں جو جی میں آئیں وہی لکھ مارتے ہیں۔اب میر صاحب فرمائیں کہ مرزا صاحب سچے ہیں کہ آپ؟ اور آپ نے مرزا صاحب کے برخلاف ان کا مرید ہوکر لکھا ہے یا مرتد ہوکر۔کیونکہ مرزا صاحب تو کاہن وشعبدہ باز وولی وپیغمبر کے عجائبات میں فرق کرتے ہیں مگر آپ ایک ہی جانتے ہیں۔صرف نزاع لفظی ہے!......شرم! (دیکھو سطر۱۲)

قولہ: نزول ملائکہ برمومنین۔قرآن شریف سے یہ امر بھی بصراحت ثابت ہے کہ امت محمدیہ کے افراد کامل پر خداتعالیٰ کے فرشتے منجانب اللہ بشارتیں لیکر اسی دنیاوی حیات میں نازل ہوتے ہیں......(الخ) (دیکھو سطر۱۸ حاشیہ۱۱)

جواب: جناب کا کہنا مانیں یا مرزا صاحب کا' وہ تو فرماتے ہیں کہ فرشتے نزول نہیں فرماتے۔اور آپ فرماتے ہیں کہ فرشتے نزول فرماتے ہیں۔دیکھو مرزا صاحب کی عبارت ''براہین احمدیہ'' کے صفحہ۴۶۷ پر یوں لکھتے ہیں:

''کیونکہ دنیا میں بجز انبیاء علیہم السلام کے اور بھی ایسے لوگ بہت نظر آتے ہیں کہ ایسی ایسی خبریں قبل از وقوع بتا دیا کرتے ہیں کہ زلزلے آئیں گے، وبا پڑے گی اور لڑائیاں ہوں گی، قحط پڑے گا، ایک قوم دوسری قوم پر چڑھائی کرے گی، یہ ہوگا وہ ہوگا۔اور بارہا ان کی کوئی نہ کوئی خبر سچی بھی نکل آتی ہے۔انبیاء علیہم السلام سے جو عجائبات اس قسم کے ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ کسی نے رسی کا سانپ بنا کر دکھایا اور کسی نے مردہ کو زندہ کرکے دکھایا۔یہ اس قسم کی دست بازیوں سے پاک ہیں جو شعبدہ باز لوگ کیا کرتے ہیں۔

صفحہ ۳۹۱ حاشیہ نمبر ۱۱: جو کچھ ہورہا ہے نجوم کی تاثیرات سے ہورہا ہے اور ملائکہ ستاروں کے ارواح ہیں وہ سیاروں کیلئے جان کا حکم رکھتے ہیں۔لہٰذا وہ کبھی سیاروں سے جدا

نہیں ہوتے......(الخ)۔ (توضیح مرام)

اب آپ فرمائیں کس کا کہا مانیں' آپ کا یا مرزا صاحب کا۔

دوم: ان آیات کو امکان نبوت بعد حضرت محمد ﷺ سے کیا تعلق ہے اگر فرشتے سب بندوں کے پاس آتے ہیں تو یہ آپ نے کہاں سے سمجھ لیا ہے کہ جس کے پاس فرشتے بشارت لائیں وہ نبی کہلائیگا۔آپ تو نبوت ثابت کررہے ہیں، نہ کہ نزول ملائکہ۔اکثر سخت بیماری کے زور میں تمام بیماروں کو فرشتے نظر آتے ہیں تو کیا سب نبی ومسیح موعود ہیں؟ ہرگز نہیں۔

قولہ: داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت۔حضرت مولانا علی الہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ خداتعالیٰ کے بندوں میں ایسے بندے بھی ہیں جو خداوند تعالیٰ کے دوست ہیں جنہیں دوستی وولایت سے مخصوص کیا ہے اور اس کے ملک کے والی ہیں۔

جواب: داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ خود ولی تھے۔کیا انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔کیا کسی اور ولی نے دعویٰ نبوت کیا؟ ہرگز نہیں، تو پھر آپ کی یہ کیا سند ہے۔خدا کے ولی اور دوست ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہے مگر کسی نے محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت سوائے کذابوں کے نہیں کیا۔

پس مدعیان نبوت کبھی خدا کے دوست اور ولی نہیں ہوسکتے۔بلکہ خدا کے دشمن ہیں کہ اس کے افضل الرسل کا شرک بالوجود وشرک بالصفات کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ خداتعالیٰ کی غیرت یہ نہیں چاہتی کہ اس کے حبیب محمد ﷺ کا کوئی شریک وعدیل ہو۔اسی واسطے سب جھوٹے مدعیان نبوت کو تباہ کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا۔یہ نرالی بات نہیں کہ مرزا صاحب اپنی جماعت کو حق پر کہتے ہیں کہ ہم فنا نہ ہونگے۔یہ باتیں تمام کذاب' اپنے

مریدوں کے اعتقاد قائم رکھنے کے واسطے کہا کرتے تھے۔ جب وہ سب فنا ہوگئے تو مرزا صاحب اور مرزائی کون ہیں۔ اوران کی جماعت کیا حقیقت رکھتی ہے؟ تاریخ بتارہی ہے کہ یہ بھی ان کی طرح مدت کے بعد فنا ہونگے۔ صالح بن ظریف نے دوسری صدی کے شروع میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۲۷ھ میں بادشاہ بھی ہوگیا اور نبوت کا دعویٰ کر کے وحی کے ذریعہ سے قرآن ثانی کے نزول کا بھی دعویٰ کیا حالانکہ بڑا دیندار تھا اور بڑا عالم بھی تھا۔ اس کی امت اسی قرآن کی سورتیں نماز میں پڑھتے تھے۔ سینتالیس (۴۷) برس تک اس نے بادشاہت کے ساتھ نبوت کی اور اپنی اولاد کیلئے بادشاہت چھوڑ گیا۔ اور کئی سو برس تک اس کی اولاد میں بادشاہت رہی اور اس کے مذہب کی اشاعت نہایت زور سے ہوتی رہی۔

(دیکھو حقیقۃ المسیح، صفحہ ۴۶ بحوالہ تاریخ ابن خلدون)

اب مرزائی بتائیں کہ ایسا بہادر اور زور آور مدعی نبوت کی نبوت چلی؟ ہرگز نہیں، خدا نے ملیا میٹ کردی۔ مرزا صاحب تو باتوں باتوں میں زبانی جمع خرچ کرنے والے تھے۔ اور کمزور طبیعت کے ایسے کہ ایک ڈپٹی کمشنر سے ڈر کر تمام الہام بند ہوگئے اس کا دعویٰ نبوت کس طرح چل سکتا ہے۔ اگر انگریزوں کا راج نہ ہوتا تو مدت کا فیصلہ ہوگیا ہوتا۔

قولہ: مخالف سلسلہ احمدیہ کی شہادت۔ ''رسالہ انور صوفیہ'' جو جماعت علی شاہ کی تائید اور تصوف کا ٹھیکہ دار ہے۔ جس کی عداوت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے کسی ثبوت کی محتاج نہیں۔ جس کا ایڈیٹر ظفر علی نامی حضرت مسیح موعود کی شان میں بدزبانی کرتا ہوا اپنے اسلاف یہود اور ہمعصر امرتسر یہودی سے کسی حالت میں کم رہنا گوارا نہیں کرتا۔ ماہ تمبر ۱۹۰۷ء میں حسب ذیل مضمون زیر عنوان ''ولایت'' لکھتا ہے:

''آنحضرت ﷺ کی سچی تعلیم اور اضافہ برکات سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا

ہے کہ جو شخص آپ کی کامل اتباع کرتا ہے۔ اسے خداوند تعالیٰ ظلی نبوت کے انوار سے منور فرما کر دین محمدی کی حمایت کیلئے مامور کرتا ہے اور ایسے بزرگ ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں اور رہیں گے جن کو آنحضرت ﷺ نے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرمایا ہے''۔

(صفحہ۱۲و۱۳)

خداوند تعالیٰ کے دوستوں کو الہام اور مکالمہ کے ذریعہ اس دنیا میں خوشخبری ملتی ہے اور آئندہ زندگی میں ملے گی۔ (صفحہ۱۲)

ولایت خاصہ واصلین ارباب سلوک سے مخصوص ہے۔ جن کو مخاطبہ و مکالمہ الٰہیہ کا شرف حاصل ہے۔ مبارک ہے وہ انسان جو ولایت خاصہ کا آرزومند ہے۔ (صفحہ۱۶)

جواب: یہاں تو کوئی لفظ ہی ایسا نہیں جس سے محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا ثابت ہو۔ اس میں ولایت کا ذکر ہے۔ ولی ہزارہا امت محمدیہ ﷺ میں گذرے مگر کسی نے اپنے آپ کو نبی نہیں کہلایا۔ صرف ظلی نبوت کے انوار کے لفظوں نے آپ کو دھوکہ دینے کا حوصلہ دلایا کہ چلو اس سے ظلی نبوت کا امکان ثابت کریں مگر غور فرمائیں کہ انوار جمع نور کی ہے۔ نبوت کے ظل کا نور کیا ہوا، تعلیم نبوت یعنی شریعت محمدی ﷺ جو کہ ہر زمانہ میں علماء امت میں روشنی ڈال رہی ہے اور علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح اس کی تبلیغ ہر زمانہ میں کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ یہ کہاں سے آپ نے سمجھ لیا کہ وہ نبی ہونگے اور ہر زمانہ کا لفظ آپ نے جب مان لیا ہے تو پھر بتائیں تیرہ سو (۱۳۰۰) برس میں کس نے ظلی نبوت کا دعویٰ کیا؟ حالانکہ ایسے بے تعداد مبلغ گزرے ہیں۔

دوم: اس سے کس کو انکار ہے کہ خدا تعالیٰ کے دوستوں کو الہام ہوتا ہے۔ الہام تو ہوتا ہے مگر ولی کا الہام حجت شرعی نہیں۔ اگر الہام شریعت کے برخلاف ہے تو مردود ہے جیسا کہ مرزا

صاحب کاالہام: انت منی بمنزلۃ ولدی تو مجھ سے بمنزلہ بیٹے کے ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: کہ میری ذات اتخاذ ولد سے پاک ہے۔ دیکھو آیت: ﴿الَّذِیْ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا﴾ ترجمہ: اللہ وہ ہے جس کی ہے سلطنت آسمان اورزمین کی اورنہیں پکڑا اس نے بیٹا اورنہیں کوئی اس کا شریک بیچ ملک کے اور پیدا کی ہے ہر چیز اورٹھیک کیا اسکوناپ کر۔

دوسرا الہام: مرزاصاحب جو کہ اخبار الحکم مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون ترجمہ: اب تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے اورصرف اس قدر کہہ دے کہ ہوجا' وہ ہوجائیگی۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ یہ الہام اسی خدا کی طرف سے ہے جو اپنی صفت بیان فرماتا ہے کہ پاک ہے وہ ذات کہ جب ارادہ کرے کسی چیز کا پس کہہ دیتا ہے ہوجا اور وہ ہوجاتی ہے۔ اسی خدا نے اپنی خدائی مرزا صاحب کو دے دی حالانکہ مشاہدہ بتارہا ہے کہ مرزاصاحب کبھی اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوئے۔ محمدی بیگم کے نکاح کا ارادہ کیا بلکہ خدا نے نکاح آسمان پر پڑھ بھی دیا مگر ظہور میں نہ آیا۔ اگر خدانخواستہ یہ الہام سچا مانا جائے تو تمام دنیا پر سوا چند ہزار مرزائیوں کے کوئی مخالف مذہب نہ رہتا اور مرزاصاحب کے مخالفین جن پر مرزاصاحب تمام عمر دانت پیستے رہے اور بدعائیں رورو کر کرتے رہے ایک کا بھی کچھ نہ بگڑا۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی ذلت اور موت خدا سے مانگتے رہے بلکہ ان کی موت کا اپنی زندگی میں ہونا اپنی صداقت کا نشان بتاتے رہے مگر کچھ نہ ہوا۔ عبداللہ آتھم عیسائی کی موت کی پیشگوئی معیار صداقت اسلام ٹھہرائی اور پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ عیسائیت کا ستون جب تک نہ گرادوں' نہ مروں گا یہ بھی جھوٹی

نکلی اور مرگئے۔ غرض طوالت کا خوف ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اب کوئی عقلمند یقین کرسکتا ہے کہ یہ الہام خدا کی طرف سے تھے (نعوذ باللہ)۔ خدا تو اپنے وعدے میں پختہ ہے کبھی خلاف وعدہ نہیں کرتا۔ مرزاصاحب کو ہی دھوکہ ہوا ہے کہ الہام خدا کی طرف سے تھے حالانکہ ایسا نہ تھا۔ اس پر اجماع امت ہے کہ الہام اولیاء موجب علم ظنی ہے اوراگر دوولیوں کا کسی ایک الہام میں اتفاق کلی ہوجائے تو اس کا درجہ ظن غالب کا ہوگا۔ لیکن اگر ولی کا کشف اورالہام کسی حدیث کے جواحاد میں سے ہو۔ بلکہ کسی قیاس کے جو شرائط قیاس کا جامع ہو مخالف ہو گا، تب اس جگہ حدیث کو بلکہ قیاس کو الہام پر ترجیح دینی چاہیے۔

(دیکھو ارشاد الطالبین قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی)

پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جو قطب الاقطاب مانے ہوئے ہیں، ''فتوح الغیب'' میں فرماتے ہیں کہ الہام اور کشف پر عمل کرنا جائز ہے بشرطیکہ قرآن وحدیث اور نیز اجماع اور قیاس صحیح کے مخالف نہ ہو۔ داتا گنج بخش ''کشف المحجوب'' فارسی کے صفحہ ۱۶۵ پر لکھتے ہیں: اهل الهام را بر خطا وصواب برهان نباشد زانچه یکے گوید که بمن الهام ست که خداوند اندر مکان است ویکے گوئید که مرا الهام چناں است که ویرا مکان نیست۔ لامحاله اندر دو دعاوے متضاد حق به نزدیك یکے باشد هر دو بالهام دعویٰ می کنند ولامحاله دلیلے بباید تا فرق کند میان صدق وکذب...... (الخ)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ وصیت فرماتے ہیں یك قدم از موافقت جماعت امت کشیده نداری تا ناگاه ببایِن نشوی وندانی دردوزخ افتی۔

(صفحہ ۱۵' تذکرۃ الاولیاء)

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ اپنی کشفی ومعراجی حالت میں فرماتے ہیں کہ **پس چهار هزار وادی قطع کردم بنهایت درجه اولیاء رسیدم چوں نگاه کردم خود را در بدایت درجه انبیاء** علیهم السلام **دیدم۔ چوں نگاه کردم سرخود برکف پائے یك نبی دیدم پس معلوم شد که نهایت حال اولیاء بدایت حال انبیاء است نهایت آنها را غایت نیست۔** (تذکرۃ الاولیاء)

''احیاء العلوم'' میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الہام پر عمل نہ کرو جب تک اس کی تصدیق آثار سے نہ ہوجائے۔

''حضرت شیخ ابن عربی'' فتوحات کے باب ۴۶۴ میں آیت ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾ میں فرماتے ہیں کہ اولی الامر منکم سے اقطاب وخلفاء اور اولیاء اللہ مراد ہیں اور انکی اطاعت اس وقت تک واجب ہے جب تک کہ خلاف شرع حکم نہ فرمائیں۔ اب اگر مذکورہ بالا معیار سے مرزا صاحب کے کشوف والہام، منام پیشگوئیاں دیکھیں تو بالکل خلاف شرع اور خلاف قرآن وحدیث واجماع ہیں۔ جن پر یقین کرنا اور عمل کرنا موجب خطر ہے اور اگر مرزا صاحب کے کشوف والہام سچ مانے جائیں تو مرزا صاحب خود ہی احاطہ اسلام اور عقائد اسلام سے خارج ہیں۔

دیکھو ازالہ اوہام، صفحہ ۷۶ پر آپ فرماتے ہیں: ''اس جگہ مجھے یاد آیا ہے کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان کا قرآن کے اندر داخل ہونے کا ذکر ہے، ہوا تھا۔ اسی روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے پاس بیٹھ کر باآواز بلند قرآن پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا

انزلنٰہ قریبا من القادیان تو میں نے بہت تعجب کیا کہ ''قادیان'' کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے...... (الخ)

ناظرین! اب ظاہر ہے کہ یہ کشف بالکل غلط اور وسوسہ شیطانی ہے کہ قرآن میں تحریف لفظی کراتا ہے کہ ایک فقرہ جو قرآن میں تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک نہیں تھا اور اب بھی نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ قرآن کو محرف مانا جائے یا اس کشف کو غلط سمجھا جائے؟ مگر چونکہ کوئی مسلمان قرآن کی تحریف لفظی ہرگز نہیں مان سکتا ہے' اس لئے یقینی طور پر ثابت ہوا کہ کشفِ مرزا صاحب بالکل غلط، خلاف واقعہ اور خلاف شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور مردود ہے۔

دوسرا کشفِ مرزا صاحب جو ''کتاب البریہ'' کے صفحہ ۷۹ پر درج ہے اور وہ یہ ہے کہ ''میں نے ایک دفعہ کشفی حالت میں دیکھا کہ خدا ہوں اور یقین کیا کہ خدا ہوں اور میں اس حالت میں کہہ رہا تھا ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب وتفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اسکی ترتیب وتفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح. پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں''...... (الخ)

ناظرین! یا تو مرزائی صاحبان مرزا صاحب کا زمین وآسمان بنایا ہوا دکھائیں یا اس کشف کو وسوسہ شیطانی مانیں۔ چونکہ مرزا صاحب کی پیدائش کے پہلے زمین وآسمان خدا تعالیٰ نے

بنائے ہوئے تھے جہاں مرزا صاحب بھی چند روز رہ کر گذر گئے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ یہ کشف خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ تھا کیونکہ خدا جانتا ہے کہ ناچیز انسان خالق زمین وآسمان نہیں ہوسکتا ورنہ میرا شریک ٹھہرے گا۔

اول: یہ کشف صریح نص قرآنی کے برخلاف ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ یعنی اللہ کا کوئی شریک نہیں ملک میں اور اس نے پیدا کیں تمام چیزیں۔ دیکھو سورۂ بقرہ ﴿الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ......الخ﴾ یعنی جس خدا نے زمین کا فرش بنایا اور آسمان کی چھت اور آسمان سے پانی برسایا۔ اب ظاہر ہے کہ خالق زمین وآسمان خدا تعالیٰ ہے۔ پس مرزا صاحب کا کشف بالکل وسوسہ ہے اور قابل اعتبار نہیں۔ اس کا جواب مرزائی صاحب دیتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی فقیروں اور اولیاء اللہ نے ایسے ایسے کلمے جوش توحید میں کہے ہیں۔ جس کا جواب یہ ہے کہ اول تو اُن فقیروں اور اولیاء اللہ کا دعویٰ نبوت وامام زمان و مامور من اللہ کا نہیں تھا اور نہ صاحب ہوش تھے، مستی کی حالت میں انہوں نے فرمایا۔ مگر جب ہوش میں آئے اور مریدوں نے اطلاع دی تو فوراً توبہ کی بلکہ بعض نے تو حکم دیا کہ جس وقت ہمارے منہ سے یہ کلمہ نکلے ہم کو قتل کردو۔

دوم: ان کی بات شریعت محمدی میں سند نہیں اور نہ ان کا ایسا کہنا باعث گمراہی عوام ہے کیونکہ وہ لوگ مجدد وامام زمان ہونے کے مدعی نہ تھے۔

سوم: وہ مقام انانیت یعنی خودی میں نہ تھے۔ جب ان کے اوپر بسبب محبت تامہ تجلیات الٰہی وارد ہو کر ان کی ہستی کو محو کر دیتے تھے اس وقت ان کا اپنا وجود درمیان وجود ذات باری تعالیٰ حائل نہ ہوتا تھا۔ مگر مرزا صاحب نے صرف ان لوگوں کو نقل کر کے کفر کے کلمات کہے

ورنہ انکو اگر وہ مقام حاصل ہوتا تو مجذوب ہو کر فرماتے اور اپنی خودی اور ہستی سے محو ہو جاتے مگر کشف کے الفاظ پر غور کرو۔

۱......منشائے حق کے موافق جس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اور حق میں حالت کشفی میں مرزا صاحب کو تمیز تھی۔

۲......میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ اگر مرزا صاحب محویت کی حالت میں ہوتے تو پھر میں کون تھا جب تک انسان میں ''میں'' ہے تب تک وہ اس نعمت سے محروم ہے۔ ہاں نقل کے طور پر اولیاء اور خدا بن بھی بیٹھے تو ہوسکتا ہے، اس کا کوئی علاج نہیں۔ منصور حلاج نے بھی انا الحق کہا اور فرعون نے بھی انا ربکم الاعلیٰ کہا۔ فرق کرنیوالی صرف شریعت تھی۔ منصور نے شریعت کی تعظیم کی اور اس کے آگے سر تسلیم خم کیا' مسلمان مرا۔ فرعون نے تکبر کیا اور شریعت کے آگے نہ جھکا' کافر مرا۔ بس اگر مرزا صاحب نے بھی حضرت منصور حلاج وشمس تبریز وسرمد وغیرہ کی طرح شریعت محمدی ﷺ کی تعظیم کر کے سر تسلیم خم کیا ہے۔ تو کوئی اُنکی تصنیف دکھاؤ جس سے ثابت ہو کہ وہ توبہ کر کے فوت ہوئے اور مسلمان فوت ہوئے۔ توبہ نامہ جب تک نہ دکھاؤ، ہزار تاویل کرو سب ردّی ہے۔

۴......اُن کا یہ دعویٰ تھا کہ جو ہم کو اور ہمارے کشوف والہام کو نہ مانے وہ مسلمان نہیں اُن کے جنازہ میں شریک نہ ہو اور ان سے ناطہ نہ کرو۔ ان کے ساتھ نمازیں نہ پڑھو۔

تیسرا الہام: انت منی وانا منک یعنی تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔

(دیکھو دافع البلاء، صفحہ ۸)

چوتھا الہام: انت من ماؤنا وهم من فشل ''تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ فشل یعنی خشکی سے''۔ (دیکھو اربعین نمبر ۳، صفحہ ۳۴) یہاں مرزا صاحب خدا کے حقیقی بیٹے بن

گئے۔

پانچواں الہام: یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ ترجمہ: اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالونگا۔ اور میں تیرے تابعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھونگا۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۴)

چھٹا الہام: انت اشد مناسبة به عیسیٰ ابن مریم واشبه الناس بخلقا وزماما.
(دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۴)

ساتواں الہام: انت منی بمنزلة توحیدی۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید وتفرید۔
(حقیقۃ الوحی ص ۸۶)

آٹھواں الہام: اذا غضبت غضبت ترجمہ: مرزا صاحب جس پر غضبناک ہو میں غضبناک ہوتا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۷)

نواں الہام: آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۹)

دہم الہام: لا تخف انک انت الاعلیٰ کچھ خوف مت کر۔ تو ہی غالب ہوگا۔
(حقیقۃ الوحی ۸۹)

گیارہواں الہام: یلقی الروح من امره علی من یشاء ترجمہ: مرزا صاحب جس پر اپنے بندوں میں چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے۔ یعنی منصب نبوت اسکو بخشتا ہے۔

بارہواں الہام: فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا، نہ دیکھا، نہ جانا۔ برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔ (حقیقۃ الوحی) حاشیہ پر مرزا صاحب اس الہام کی تشریح کرتے ہیں۔ یہ پیشگوئی ایسے شخص کے بارے میں ہے جو مرید بن کر پھر مرتد ہو کر شوخیاں دکھائیں اس سے ڈاکٹر عبدالحکیم مراد ہے۔ مگر یہ الہام مرزا صاحب پر الٹا اپنے

پر پڑا اور خود ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی جس کو شوخیاں کہتے ہیں خود ہلاک ہوئے۔

تیرھواں الہام: 'سرک سری' تیرا بھید میرا بھید ہے۔ یہ خوب راز دار خدا ہے کہ مرزا صاحب کے کہنے سے عبداللہ آتھم کی موت کا حکم دیا مگر عبداللہ نے دعا کی تو اس کو معاف کردیا اور مرزا صاحب کو نہ بتایا کہ تا ۶/ستمبر کی ذلت نہ ہوتی۔

اب رسول اللہ ﷺ کی شرکت بھی سنو

پہلا: ''اربعین'' کے صفحہ ۵ داعیا الی اللہ وسراجا منیرًا یہ دونوں خطاب محمد رسول اللہ ﷺ کے ہیں جو مرزا صاحب کو ہوئے۔ محمد ﷺ بھی سراج منیر اور مرزا صاحب بھی سراج منیر مگر مرزا صاحب شریعت اور کتاب کوئی نہیں لائے۔ تو پھر سراج منیر کس بات کے ہوئے۔

دوسرا: سوا اس امت میں ایک شخص میں ہی ہوں کہ جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں تیئس (۲۳) برس کی مدت دی گئی ہے اور تیئس (۲۳) برس تک برابر یہ سلسلہ جاری رکھا گیا ہے۔

ناظرین! یہ غلط ہے کہ مرزا صاحب کے سوا کذبوں کو تیئس (۲۳) برس تک موقع نہیں دیا گیا اور وہ ہلاک ہوئے۔ دیکھو ذیل کے کذابوں جن کو ۲۳ برس سے زیادہ مہلت دی گئی۔

ا.....صالح بن طریف نے دوسری صدی ہجری کے شروع میں دعویٰ نبوت کیا۔ یہ شخص بڑا عالم ودیندار تھا اور کہتا تھا کہ مجھ کو وحی ہوتی ہے۔ اور یہ دعویٰ کرکے اس نے ''قرآن ثانی'' مرزا صاحب کی طرح بے مثل بنایا تھا۔ اور اس کی امت اسی قرآن کی سورتیں نماز میں پڑھتی تھی۔ سینتالیس (۴۷) برس تک اس نے بادشاہت کے ساتھ نبوت کی اور اپنی

اولاد میں بادشاہت چھوڑ گیا جو کئی سو برس تک اس کی اولاد میں رہی۔

(دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر وابن خلکان)

اسکو تو خدا نے نبوت کے ذریعہ خلافت بھی دی، مرزا صاحب کو کچھ بھی نہ ملا۔

۲..... عبداللہ علوی نے افریقہ میں مہدی کا دعویٰ کیا اور وہاں کا بادشاہ ہو گیا۔ اور چوبیس (۲۴) برس سے زیادہ اس نے نبوت اور بادشاہت کی۔

۳..... ابن تومرت اور ان کے خلیفہ نے بھی دعوئ مہدویت کیا اور تنتالیس (۴۳) برس تک اس دعوئی کے ساتھ بادشاہت کی۔

اب مرزائی صاحبان بتائیں کہ ان اشخاص کو اس قدر کامیابی ہوئی کہ مرزا صاحب کو ان کے پاسنگ خدا نے نہ دی تو کیا وہ سچے تھے جن کو تیئس (۲۳) برس سے زیادہ عرصہ خدا نے کامیابی کے ساتھ زندہ رکھا حالانکہ ان کو جنگ وجدال بھی پیش آئے جہاں قتل ہونا کچھ مشکل بھی نہ تھا مگر خدا نے ان کی حفاظت کی اور مرزا صاحب ڈر کر گھر سے نہ نکلے۔ اس واسطے کہ قتل نہ کیا جاؤں، صداقت کا نشان نہیں ہے کیونکہ یہ تو باامن سلطنت کے زیرسایہ تھے۔ بلکہ مرزا صاحب کا ڈرنا اور خوف سے باہر نہ نکلنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے آپ کو صادق نہ جانتے تھے۔

تیسرا الہام: مرزا صاحب **وما ارسلنک الا رحمة للعالمین.** ’’نہیں بھیجا تم کو مگر عالموں کی رحمت کے واسطے‘‘۔ (دیکھو اربعین نمبر۳ صفحہ ۲۳) یعنی اب مرزا صاحب رحمۃ للعالمین ہیں یہ صفت محمد ﷺ کی بھی خدا نے مرزا صاحب کو دے دی۔

چوتھا الہام: **قل یاایها الناس انی رسول اللّٰه الیکم جمیعا** ترجمہ: اے لوگو! تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری تمام کی طرف۔ (دیکھو اخبار الاخیار مصنفہ مرزا صاحب ص۲و۳)

میں نبی ہوں میرا انکار کرنے والا مستوجب سزا ہے۔ (دیکھو توضیح المرام ص۱۸)

پانچواں الہام: **انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر** (دیکھو اربعین نمبر۳ صفحہ ۳۶)

چھٹا الہام: سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلا. ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو یعنی تجھ کو ایک رات میں۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی ص۷۸)

ساتواں الہام: **یٰس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم، تنزیل العزیز الرحیم.** ترجمہ: اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر اس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۷)

آٹھواں الہام: **اردت ان استخلف فخلقت ادم** ترجمہ: میں نے ارادہ کیا کہ اس زمانہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں جو میں نے اس آدم یعنی مرزا صاحب کو پیدا کیا۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۷۷)

ناظرین! مرزا صاحب خلافت کے مدعی بھی تھے مگر انگریزی حکومت کے ڈر نے اس خلافت سے محروم رکھا۔ اب مرزائی صاحبان بتائیں کہ خلافت نعمت خدا تھی تو مرزا صاحب کو خدا نے کیوں محروم رکھا۔ خدا نے یزید کو خلافت دیدی اور مرزا صاحب کو نہ دی جب تمام نقل محمد ﷺ کی اتاری اور تمام آیاتِ قرآنی جو اُن کی شان میں تھیں وہ اپنی میں بتا کر نبی تو بن گئے مگر خلافت کے بارے میں خدا کا وعدہ کیوں ظہور میں نہیں آیا۔ یا تو یہ الہام کہ میں نے ارادہ کیا ہے تم کو خلیفہ بناؤں اس زمانہ میں غلط ہے۔ یا خدا تعالیٰ میں خلیفہ بنانے کی طاقت نہیں۔ عقلمند کے واسطے سچے جھوٹے میں فرق کرنے کے واسطے یہی معیار کافی ہے کہ زبانی وتحریری تو مرزا صاحب پورے پورے **محمد** ﷺ بن گئے۔ اگر اُن کا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح آسمان پر ہوا تو مرزا صاحب کا نکاح بھی محمدی بیگم سے آسمان

پر پڑھا گیا۔ معراج بھی ہوگئی خلیفہ بھی بن گئے، مرسلین میں سے بھی بن گئے، سراج المنیر بھی بن گئے۔ داعی الی اللہ بھی ہوئے وغیرہ وغیرہ۔ قرآن کے مقابلہ میں براہان احمدیہ بھی بنالی، بے مثل کلام بھی قرآن جیسی بنالی اگرچہ علماء نے غلطیاں نکالیں اپنی بیویوں کو امہات المؤمنین کا لقب بھی دیا، یاروں کو اصحاب کبار کا درجہ دیا، قادیان کو مکہ بنایا وغیرہ وغیرہ۔ مگر سب کاروائی خیالی و تحریری بری حد ہوئی تو روحانی کہہ کر اپنا پیچھا چھڑایا مگر سچے نبی کا اگر نکاح آسمان پر ہوا تو زمین پر بھی ضرور ہوا۔ سچے نبی کو خلافت کا وعدہ دیا گیا تو خدا نے اسکو خلافت بھی دی۔ مگر مرزا صاحب کو سوا تاویلات باطلہ کے کچھ بھی خدا نے نہ دیا۔ بلکہ ہندوستان کی خلافت تو عیسیٰ پرستوں کو ملی۔ قادیانی خدا بھی خوب سمجھدار ہے کہ مرزا صاحب اور عیسائیوں میں فرق نہ جانا۔ وعدہ خلافت کا مرزا صاحب سے کیا مگر خلافت بادشاہت عیسیٰ پرستوں کو دے دی جو کہ بقول مرزا صاحب دجال ہیں اور جنہوں نے مسیح موعود کے ہاتھ سے قتل ہونا تھا...... سچ ہے! مصرعہ

ع چندانکہ کھنگل مے کنی دیوار بے بنیاد را

خدا نے صادق محمد رسول اللہ ﷺ میں اور اس کے نقال میں کیسا بین فرق اپنی قدرت سے ظاہر کر دیا کہ کاذب کو چون و چرا کی گنجائش نہ رہے۔ شیر قالین اور ہے، اور شیر جنگل اور ہے۔ مگر تعجب ہے کہ اس نامعقول منطق کے کیا معنی ہیں کہ مرزائی صاحبان کہتے ہیں مرزا صاحب بسبب پیروی محمد ﷺ نبی ہوئے مگر مرزا صاحب کے الہام و کشوف تو اسکو خدا اور رسول ہونا مستقل طور پر براہ راست ثابت کر رہے ہیں۔ جب خدا اور مرزا صاحب کا بھید ایک ہے بلکہ خود خدا ہی مرزا صاحب کا بھید ہے تو پھر محمد ﷺ کو کون پوچھتا ہے۔ یہ صرف مسلمانوں کے ڈر سے ابلہ فریبی کی جاتی ہے کہ ساتھ ساتھ محمد محمد بھی کہتے جاؤ تاکہ

مسلمان جو محمد ﷺ کے دین کے حامی مرزا صاحب کو سمجھ کر پھنسے ہیں، نکل نہ جائیں۔

قولہ: موانعات نبوت۔ نبوت و سلطنت چونکہ انعام الٰہی ہیں اور پہلی امتوں میں یہ نعمت چلی آئی ہے تو خیر الامم میں وہ نعمت ضرور ہونی چاہیے۔ محرومی کی وجوہات ذیل میں۔

۱...... خیر الامت ایسی صلاحیت نہیں رکھتی کہ انعام نبوت کی مورد و مستحق ہو جائے۔

۲...... نبوت و رسالت دراصل کوئی انعام یا نعمت نہیں۔

۳...... خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ آئندہ تا قیامت خواہ کوئی نبی کتنا ہی متقی اور صالح ہو نبوت عطا نہیں کرینگے۔

۴...... خزانہ الٰہی میں یہ نعمت ہی نہیں رہی۔

جواب: یہ من گھڑت وجوہات چونکہ بغیر کسی سند شرعی کے ہیں اور انکے مقابل نصوص شرعی قرآن و حدیث ہے جیسا کہ گذرا۔ پس اس خود ایجاد کردہ توھم کا یہی جواب ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے ایمان کی فکر کریں۔ اور ہر ایک کا جواب بھی سن لیں۔

۱...... امتی ہونا اور صلاحیت نبوت یہ بالکل نامعقول بات ہے۔ یہ ایسا ہے جیسا غلام ہونا اور آقا کی صلاحیت رکھنا۔ اگر آقا کی صلاحیت رکھتا تو غلام کیوں ہوا۔ ایسا ہی اگر نبوت کی صلاحیت رکھتا تھا تو امتی کیوں ہوا۔ اجتماع ضدین تمام عقلاء کے نزدیک باطل ہے۔

۲...... نبوت و رسالت بیشک نعمت ہے جو محمد ﷺ پر بہ نص قرآنی ختم ہوئی اور نعمت شریعت و ولایت انعام الٰہی مسلمانوں میں چلی آتی ہیں۔ قیامت تک اہل اللہ و ولی اللہ غوث و قطب چلے جائیں گے مگر نبی نہ کہلائیں گے۔ جو نبی کہلائے گا کاذب اور احاطہ اسلام سے خارج ہے۔

۳...... بیشک اہل اسلام میں مدارج ہیں جو صالحین اور متقیوں کے واسطے ہیں۔ سنو شریعت

میں محدثین، مجتہدین، زاہدین، متصوفین، اہل طریقت بین، قطب الاقطاب، ملہم، قطب غوث، ولی، اولیاء، ابدال، سالک، قلندر، مجذوب وغیرہ وغیرہ۔ مگر نبوت خاصہ انبیاء ہے جو کہ محمد ﷺ کے بعد بند ہے۔

۴...... اس کا جواب صرف یہ ہے کہ خداتعالیٰ کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں۔ ہر قسم کی نعمت ہے مگر وہ حسب موقعہ وارادہ خود دیتا ہے یہ نہیں کہ وہ نعمت سنبھال نہیں سکتا۔ اور ہر ایک کو دیتا ہے چونکہ اس کے وعدہ میں تخالف نہیں۔ اس لئے وہ رحمت للعالمین کو جب خاتم النبیین فرما چکا تو اب اگر کسی کو نبی کرے تو وعدہ خلاف ہوتا ہے۔

قولہ: پہلی صورت پر بحث۔ اگر پہلی صورت سمجھی جائے، تو قرآن کی آیت: ﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ﴾ یعنی ”اے مسلمانوں تم بہتر ہو تمام امتوں سے جو لوگوں کیلئے بعد آئے ہو نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور ایک اللہ پر ایمان رکھتے ہو“۔ دوسری آیت: ﴿کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطاً لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا﴾ یعنی ”اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا کہ تم تمام لوگوں پر شہادت دینے والے ہو اور رسول تم پر شہید ہو“۔ تیسری آیت: ﴿وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ﴾ یعنی ”میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں جس سے تم خدا کی راہ پر پہنچو“۔ چوتھی آیت: ﴿اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ﴾ ”میں نے اپنی نعمت تم پر تمام کردی“...... الخ

جواب: **ناظرین!** ان چار آیتوں سے میر صاحب امکان نبوت ثابت کرتے ہیں جن سے الٹا ختم نبوت ثابت ہوتا ہے اور بار بار خیر الامت ہانکے جاتے ہیں اور طول طویل بیان

خارج از بحث بالکل خارج از مبحث کر کے صرف وہ اپنا حربہ جو جہلاء کو دھوکہ دیتا ہے چلاتے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے خیر امت کے معنی آپ نہیں سمجھتے اگر خیر امت کے معنی صحیح مفہوم میں سمجھتے تو کبھی اتنا لمبا چوڑا اپنا ذہنی ذخیرہ بے محل نہ خرچ کرتے۔

حضرت خیر امت کی یہی تو تعریف ہے کہ سابق نبیوں کی امتیں ایمان پر قائم رہتی تھیں اور جب تک بار بار نبی نہ بھیجے جاتے وہ ایمان پر قائم نہ رہ کر مشرک ہو جاتی تھیں۔ بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے اور حضرت ہارون علیہ السلام کی موجودگی میں ہی مشرک ہو کر گوسالہ پرستی شروع کر دی تھی۔ مگر امت محمدی ﷺ کی یہ خوبی ہے کہ باوجودیکہ تیرہ سو (۱۳۰۰) برس گذر چکے وہ دین پر قائم ہے اور قیامت تک رہے گی۔ کوئی ایسا فرقہ نہ پاؤ گے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت سے منکر ہو۔ پس خداتعالیٰ کے علم میں جو کل عالم کی جزئیات تک احاطہ رکھنے والا ہے آچکا ہے کہ یہ خیر امت ہے۔ ان کو محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہ ہوگی۔ وہ اپنے دین کے پورے پورے فدائی رہیں گے۔ یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ پولیس کا انتظام اسی جگہ ضروری ہوتا ہے۔ جس جگہ بدمعاش اور چور ہوں اور جس جگہ باامن نیک چال چلن رعایا ہوں وہاں چوکی پہرہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پس خیر امت کے واسطے سوا قرآن وحدیث کے کسی جدید نبی کی ضرورت نہیں۔ جب ضرورت ہی نہیں تو پھر جدید نبی کیسا۔ یا نعوذباللہ خدا غلط کہہ رہا ہے کہ تم خیر امت ہو کیونکہ پہلی امتوں کو اس واسطے خیر امت نہ کہا کہ ان میں جدید نبیوں کی ضرورت پڑتی رہتی تھی مگر امت محمدی ﷺ کو یہ فضیلت ہے کہ وہ صرف ایک ہی نبی رحمت للعالمین کی شریعت اور قرآن کو تاقیامت اپنے لئے کافی سمجھتے ہیں اور کسی کاذب نبی کے دعویٰ کو نہیں مانتے۔

قولہ: دوسری صورت پر بحث۔ ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ

ذُرِّیَّةِ اٰدَمَ﴾ یعنی موسیٰ اور ابراہیم واسحاق ویعقوب واسماعیل وادریس علیہم السلام وہ لوگ ہیں جن پر انعام کیا اللہ نے نبیوں میں اور آدم کی اولاد میں...... (الخ)

جواب: اس آیت سے بھی امکان نبوت کو کچھ تعلق نہیں۔ نبوت بیشک نعمت ہے جو کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئی۔ بیہودہ الفاظ اور رمز وکنایہ کے دل آزار الفاظ کا جواب نہیں دیا جائے گا‘ وہ اللہ پر چھوڑا جائے گا کہ خدا تعالیٰ شاید آپ کو ہدایت بخشے۔

قولہ: تیسری صورت یہ ہے کہ آیا خداوند تبارک وتعالیٰ نے کہیں فرمایا ہے کہ تا قیامت ہم کسی مخلص مومن محبوب الٰہی مطیع قرآن متبع نبی ذیشان کو انعام نبوت عطا نہیں کریں گے۔

جواب: حضرت قرآن میں تو ہے مگر آپ کو اگر معلوم نہیں تو ہم بتاتے ہیں۔

۱...... خَاتَمَ النَّبِیِّیْن والی آیت

۲...... اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ والی آیت

۳...... اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ والی آیت

۴...... اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْن والی آیت

مگر ضد سے آپ نہ مانیں تو اس کا کچھ علاج نہیں۔ باقی آپ کا قیاس کہ قرآن کا متبع مخلص مومن کیوں نبی نہ ہو آپ کی خوش فہمی ہے۔ جو شخص مخلص مومن اور قرآن کا متبع ہوگا وہ تو مدعی نبوت نہ ہوگا کیونکہ دعویٰ نبوت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد فوراً اتباع رسول اللہ ﷺ اور تعلیم قرآنی سے محروم کر دیتا ہے جیسا کہ مسیلمہ کذاب واسود عنسی وغیرہ کذابوں ہوئے تھے جن کا ذکر اسی کتاب میں پہلے گذر چکا ہے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ جب آپ رسالت ونبوت کو نعمت الٰہی سمجھتے ہیں اور مرزا صاحب کو اس کا اہل جانتے ہیں تو پھر تشریعی نبوت سے انکو کیوں محروم کرتے ہو، کیا وہ اس کے لائق نہیں یا خدا کے خزانہ میں اور شریعت نہیں۔ اور خدا کے

خزانہ میں سلطنت نہیں۔ جب ہے اور ضرور ہے اور مشاہدہ ہے کہ وہ کافروں کو دے رہا ہے تو پھر خدا نے مرزا صاحب کو سلطنت کی نعمت، تشریعی نبوت کی نعمت، خلافت کی نعمت بلکہ ایک چھوٹی سی چھوٹی ریاست سے بھی کیوں محروم رکھا۔ پس ثابت ہوا کہ یا مرزا صاحب اہل نہیں تھے، یا خدا کے خزانہ میں کمی تھی، یا قرآن کی خاتم النّبیین کا اعتقاد درست ہے اور آپ غلطی پر ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد مرزا صاحب کو نبی بنا رہے ہیں۔

ناظرین! آپ کو ثبوت امکان نبوت جو میر صاحب نے دیا، معلوم ہوگیا ہے کہ ایک آیت یا حدیث بھی پیش نہ کر سکے جس میں لکھا ہو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے۔ یا کسی حدیث میں ہو کہ میرے بعد کوئی نبی سوا عیسیٰ علیہ السلام کے آئے گا۔ اب ان کے اعتراضات اور انکی تردید شروع ہوتی ہے۔ جو وہ خاتم النّبیین کے ماننے والے چالیس (۴۰) کروڑ مسلمانوں پر کرتے ہیں اور اپنے عقلی ڈھکوسلے لگاتے ہیں۔ ان کا مقصود صرف جہلاء کو دھوکہ دینا ہوتا ہے۔ اس لئے بے محل آیتیں لکھتے جاتے ہیں۔

قولہ:

۱...... آنحضرت ﷺ کا وجود باجود مانع نبوت ہے۔

۲...... تکمیل دین واتمام نعمت بھی قاطع نبوت ہے۔

۳...... احادیث سے انقطاع نبوت فی خیر امت۔

اور اخیر میں اس طرح بزرگان اسلام کی تعظیم وخدمت کرتے ہیں۔ سنو! یہ ہے ناظرین ان دشمنان دین کا عقیدہ اور ان کے دلائل جس کے ذریعہ دوست بن کر اسلام کی اس خصوصیت اور افضلیت اور عزت کو مٹانا چاہتے ہیں جو خاتم النّبیین کے اندر موجود ہے اور مشرکین عرب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کو روحانی طور پر بھی ابتر اور **لاولد** قرار دیتے ہیں...... (الخ)

جواب: میر صاحب آپ کی بدزبانی کا جواب کچھ نہیں دیا جائے گا مگر اتنا ضرور پوچھیں گے کہ مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ ؎

ہر نبوت را برو شد اختتام

آپ کے نزدیک وہ بھی انہیں دشمنان دین میں سے ہیں اور مشرکین عرب میں سے، یا مرشد کے ادب کے واسطے کوئی حیلہ نکالو گے...... افسوس۔ سچ ہے ”نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے“۔

۲...... حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے **لانبی بعدی** فرمایا یعنی میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آئے گا۔ اور میرے علماء امت بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہونگے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد بند ہے تو کیا آپ کے منہ میں خاک! محمد رسول اللہ ﷺ بھی مشرکین عرب و دشمنان اسلام ہوئے۔ ذرا حیا کرنا چاہیے۔

۳...... اگر انسان کی بصیرت میں فرق ہو اور قوت ایمان و تعظیمی دور ہو جائے اور فراست کی آنکھ پر عیب بینی کا شیشہ لگ جائے تو اس کو عمدہ صفت بھی عیب نظر آتی ہے۔ شیخ سعدی نے خوب فرمایا ہے ؎

کسے بدیدہ انکار گر نگاہ کند　　نشان صورت یوسف دہد بنا خوبی

چونکہ بدقسمتی سے میر صاحب کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ نبوت کا خاتمہ پاک وجود محمد ﷺ پر نہیں ہوا اور اب اس کے بعد کوئی جدید نبی کلی و جزوی کا نہ ہونا غلط ہے اس واسطے آپ ایڑی چوٹی کا زور اس بات پر لگا رہے ہیں کہ خاتم النبیین ہونا عیب ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی کسر شان اور امت مرحومہ کی ہتک ہے۔ مگر آپ کو یہ سمجھ نہیں آتا کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد امکان نبوت مان لیں تو پھر جس قدر تیس (۳۰) یا

چالیس (۴۰) کاذب مدعیان نبوت گذرے ہیں سب سچے ماننے پڑیں گے کیونکہ وہ مرزا صاحب سے بدرجہا افضل اور صاحب علم و اکثر اہل زبان و صاحب سیف والقلم و شجاعت و دلیری میں یکتا بلکہ یک گونہ جنگ اعداء میں رسول مقبول کے تابع اور مرزا صاحب کی طرح مدعی امت محمدی اور مرزا صاحب سے لاکھوں لاکھ ہائے مرید بھی زیادہ۔ اور جنگوں میں بھی کامیاب تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان کو جھوٹا کہیں اور مرزا صاحب کو سچا۔ جو جو دلائل آپ دے رہے ہیں وہی ان کے حق میں ہونگے۔

دوم: اگر کسی نبی کا آنا مانا جائے تو خاتم النبیین کی مہر ٹوٹتی اور قرآن کا وعدہ غلط ہوتا ہے جسکو مرزا بھی ازالہ اوہام ص ۵۸۶ پر مان چکے ہیں۔ اصل عبارت مرزا صاحب کی نقل کرتا ہوں: ”خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا“۔ اب بتاؤ خدا کا خزانہ رسولوں کا ختم ہو گیا ہے یا نہیں۔ اور جو بدالفاظ آپ نے خاتم النبیین ماننے والوں پر وارد کئے ہیں مرزا صاحب بھی ان کے شریک ہوئے ہیں یا نہیں۔

قولہ: امت مرحومہ کی فضیلت بنی اسرائیل پر۔

جواب: اس کا جواب ہو چکا ہے۔ بار بار ایک ہی بات کو پیش کرنا اور تبدیل کر کے کتاب کو لمبا کرنا معقول نہیں ہے دین کے کام میں عقلی ڈھکوسلے نہیں چلتے۔ بھلا یہ کیا دلیل ہے کہ بنی اسرائیل میں تو سچے نبی ہوتے تھے اور امت محمدیہ ﷺ میں جھوٹے ہوتے ہیں۔ جس کا جواب یہ ہے الجنس مع الجنس وہ کذابوں بھی سچے اور آپ بھی سچے۔ بیج ہر قسم کا چلا آتا ہے اور مخبر صادق کا فرمانا کبھی خطا نہیں جاتا ہے کہ **سیکون فی امتی کذابون ثلاثون** یعنی میری امت میں تیس (۳۰) جھوٹے ہونگے۔ پس مرزا صاحب نے اس پیش گوئی کو سچا کر دیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ آپ کا عقلی ڈھکوسلہ بھی کوئی نص ہے۔ اگر نص ہے تو پہلے

انتیس (۲۹) مدعیان بھی سچے ہیں۔ جب امکان آپ کے نزدیک ثابت ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ کذاب ہوں اور مرزا صاحب صادق ہوں۔ مرزا صاحب کی تعلیم تو آپ کی اس عبارت سے معلوم ہوگئی کہ ذات پاک محمد رسول اللہ ﷺ کو محمد شاہ رنگیلے سے تشبیہ دی تو آپ کا کیا اعتبار ہے کہ کل کو مرزا صاحب کو ہری سنگ نلوا سے تشبیہ نہ دو گے۔ جب دادا کی یہ عزت کرتے ہو تو باپ کی خاک کرو گے۔ جب انسان کا ایمان اٹھ جائے تو پھر اسکو کوئی حیا نہیں رہتی۔ کجا دونوں جہاں کے بادشاہ اور کجا محمد شاہ رنگیلے۔ وہ خاتم سلطنت بسبب نالائقی اور عیاشی کے ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ خاتم نبوت بسبب افضل الانبیاء ہونے کے۔ مگر بے ادب کو دونوں یکساں نظر آتے ہیں۔

قولہٗ: قرآن ایک پھلدار درخت ہے۔

جواب: بیشک درخت پھلدار ہے اور تیئس (۲۳) کروڑ مسلمان اس کے پھل سے فیضیاب ہیں۔ مگر ایک چھوٹی جماعت اپنا الگ درخت بنانا چاہتی ہے جو زقوم جیسے تھوہر کا درخت ہے جو حسبِ عادت اللہ زمانہ کی خزاں اسکو پہلے کذابوں کے درختوں کی طرح خاک سیاہ کردے گی۔ کہاں ہیں پہلے کذابوں۔

قولہٗ: آنحضرت ﷺ سراجاً منیراً ہیں۔

جواب: یہ ڈھکوسلہ بحث سے خارج ہے۔ سراج منیر ہے تو پھر آپ کو کیا اور آپ کے دعوٰی کو امکان نبوت سے کیا تعلق۔ آپ لوگ تو اس سراج منیر کے نیچے نہیں رہنا چاہتے۔ الگ سراج منیر مان لیا۔ پس اگر دنیا میں دو سراج منیر ہیں تو آپ سچے اور اگر ایک ہے تو ہم سچے اور اگر صرف ایک ہی آفتاب ہے اور دوسرا آفتاب ممکن نہیں تو پھر دوسرا نبی بھی ممکن نہیں۔ قرآن مجید میں بیشک بغیر صفت محمد رسول اللہ ﷺ کے کسی کی شان میں نہیں آیا تب

تردید نبوت قادیانی

ہی تو لانبی بعدی ثابت ہوا کہ نہ خدا نے جزوی وظلی وناقص آفتاب دنیا پر بھیجا اور نہ ظلی وناقص نبی بھیجا اور یہی مقصود تھا۔ مولوی رومی صاحب لکھتے ہیں۔ مصرعہ

ع آفتاب آمد دلیل آفتاب

قولہٗ: خدا کے دو آفتاب ہیں۔ سراج کے معنی جب کہ قرآن مجید ولغت سے آفتاب کے معلوم ہوگئے تو اب یقین کر لینا چاہیے کہ خدا کے دو آفتاب ہیں۔

جواب: یہ بھی ڈھکوسلہ بحث سے خارج ہے۔ آفتاب تو دو نہیں صرف ایک ہے جو آسمان پر ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مشبہ کی حیثیت میں آفتاب کہا ہے جو کہ خاتم النبیین کی دلیل ہے کہ جس طرح آفتاب کا مثل نہیں ہے اسی طرح آپ کے بعد بھی کوئی نبی نہیں جس طرح آفتاب سے کوئی وجود نور پا کر اور منور ہو کر آفتاب ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم اور روحانی فیض سے فیضیاب ہو کر کوئی نبوت کا مدعی نہیں ہوسکتا۔ آپ خود قائل ہیں کہ جو آفتاب سے نور پاتا ہے، قمر ہے۔ پس آفتاب محمدی ﷺ سے نور پانے والا قطب، ولی وغوث وابدال وغیرہ وغیرہ ہے، وہ نبی نہیں کہلا سکتا۔ جسطرح قمر کو آفتاب کہنا جہالت ہے اسی طرح ولی کو نبی کہنا جہالت ہے۔

قولہٗ: سراج کیلئے ایک قمر بھی ہے۔

جواب: اس ڈھکوسلہ سے آپ کو کیا فائدہ اور اس کو امکان نبوت سے کیا تعلق بلکہ ستارے اور شہاب بھی ہیں اور کئی لاکھ اجرام فلکی ہیں۔ آپ تو خاتم النبیین کا ثبوت دے رہے ہیں ذرا ہوش میں آؤ اور اپنا دعویٰ یاد رکھو کہ قرآن سے امکان نبوت ثابت کرنا ہے۔

قولہٗ: سراج الانبیاء کا بھی ایک قمر الانبیاء ہے جو سراج الانبیاء کو بغیر قمر کے مانتا ہے وہ جاہل شپرہ چشم مادرزاد نابینا ہے۔۔۔۔۔ (الخ)

جواب: اس من گھڑت مسئلہ کی سند شرعی کوئی نہیں۔ سراج الانبیاء قمر الانبیاء کسی آیت وحدیث میں نہیں۔ جب تک کوئی سند آپ نہ دیں آپ کی ایجاد باطل ہے۔

دوم: جب سراج لانبیاء کے واسطے قمر کا ہونا ضروری ہے تو تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک سراج الانبیاء بغیر قمر کے چلا آیا ہے۔ اس لئے آپ کی من گھڑت دلیل باطل ہے کہ سراج الانبیاء کے واسطے قمر الانبیاء لازمی ہے۔

سوم: اگر نور ہدایت وفیضان معرفت جو رسول اللہ ﷺ سے اخذ کرنے والے کو قمر کہا جائے تو اس صورت میں ہزار ہا قمر امت محمدی ﷺ میں گذرے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ مرزا صاحب کی خصوصیت کیا ہے کہ یہ رسول کہلائے جس طرح سراج سے نور اخذ کرکے قمر آفتاب نہیں کہلا سکتا اسی طرح سراج الانبیاء (رسول) سے نور اخذ کرنے والا قمر الانبیاء سراج (رسول) نہیں کہلا سکتا۔

چہارم: اگر قمر الانبیاء مرزا صاحب تھے تو تمام انبیاء علیہم السلام کیا ہوئے۔ اور اس میں ان تمام انبیاء کی ہتک ہے کہ ایک امتی قمر ہو اور وہ ستارے، جس سے مرزا صاحب کا شرف تمام انبیاء پر ثابت ہوتا ہے، اور یہ کفر ہے، کیونکہ محمد ﷺ بھی انبیاء کے ساتھ ہیں۔

قولہ: نبوت رحمت ہے۔

جواب: اس کی بحث گذر چکی ہے۔ کیا تشریعی نبوت رحمت نہیں۔ جس سے مرزا صاحب کو محروم کرکے پینتالیس (۴۵) جز چھوڑ کر صرف ایک جز دیتے ہو کیا شریعت نعمت ورحمت نہیں۔ مگر امکان نبوت سے اس کا کیا تعلق ہے۔

قولہ: رحمت محسنوں کے قریب ہے۔

جواب: اس سے آپ کے دعویٰ کا کیا فائدہ ہے۔ صرف آپ کو طوالت منظور ہے، جو آپ

کو ہی مبارک رہے۔ امکان نبوت کی دلیل لاؤ اگر سچے ہو۔ محسن کی بحث ہے یا نبی کی؟

قولہ: محسن کون ہے؟

جواب: بحث سے خارج ہے۔ نبوت کی بحث ہے، نہ کہ محسن کی۔

قولہ: محسن کو نبوت ملتی ہے۔

جواب: بالکل غلط ہے۔ آیت بالکل بے محل ہے اس میں تو اللہ تعالیٰ محسنین کو اجر دینے کا وعدہ فرماتا ہے، نہ کہ نبوت کا۔ تمام آیات سے تمسک غلط ہے کیونکہ حضرت اسحٰق علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام وغیرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں سے ہے اور خاتم النبیین ان کے بعد تشریف لائے۔ اور آپ ﷺ کی ذات بابرکات پر نبوت ختم ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کے امکان کی کوئی آیت پیش کرو۔ ورنہ بے محل الٹ پلٹ آیات لکھ کر لوگوں کو دھوکہ نہ دو۔

قولہ: محسن کو نبوت مل سکتی ہے۔ چوبیسویں پارہ کے شروع میں ہی خداوند کریم فرماتا ہے ﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ لَهُمْ مَا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ یعنی جو شخص سچائی (نبوت ورسالت وکلام خدا) لایا۔ اور جس نے اس صداقت کو مان لیا وہی متقی ہیں اور ان کیلئے جو کچھ وہ چاہیں خدا کے پاس موجود ہے ان کے ملے گا۔ اسی طرح ہم محسنوں کو ان کی نیکیوں کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔ دیکھا کیا صاف وعدہ خداوند کریم کا ہے...... (الخ)

جواب اول: تو حسب عادت تحریف معنوی کی ہے اور ترجمہ بھی اپنی مرضی کے مطابق کیا ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے۔ ''اور وہ شخص جو آیا ساتھ سچ کے اور جس کو مان لیا اس کو یہ لوگ وہ ہیں پرہیزگار واسطے ان کے ہے جو چاہیں نزدیک پروردگار اپنے کے یہ ہے بدلہ احسان کرنے

والوں کا''۔

ناظرین! اس سے اوپر کی آیت میں اللہ کی وعید ہے۔ منکروں کے واسطے جہنم اور اس کے مقابل خدا تعالیٰ مؤمنین کو بشارت دیتا ہے کہ جو شخص ایمان لائے گا' وہ پرہیزگار ہے اور ان کے واسطے بدلہ ہے جو چاہیں۔ اب ظاہر ہے کہ جب کافروں اور منکروں کو دوزخ ملے گی' تو مومنوں اور پرہیزگاروں کو بہشت اور اس کی نعمتیں جو ان کا جی چاہے ملیں گی۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ نبوت ملے گی۔ کیونکہ مسلمان ایماندار جو محمد ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور امتی ہے کبھی نبی ہونے کی خواہش نہ کرے گا اور جو کرے گا وہ ایماندار نہیں۔ کیونکہ جس کے دل میں خود نبی ہونے کی خواہش شیطان کے اغواسے ہوگی۔ اسکا خاصہ ہے کہ محمد ﷺ کی نبوت سے انکاری ہو اگرچہ نفاق کے طور پر منہ سے اپنے آپ کو امتی کہے مگر نبی امتی نہیں ہوتا۔ اس آیت کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ لایا سچ تو نبی اور مانا سچ یہ مومن۔ یعنی مومن وہ پرہیزگار شخص ہے جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی برحق مانا اور جو وہ لائے یعنی شریعت وقرآن اس پر چلا اور قائم رہا وہ مومن وپرہیزگار ہے۔ اور اسکے واسطے بدلہ ہے۔ مدعیان نبوت کذابوں کے واسطے تو یہ وعدہ ہرگز نہیں۔

دوم: اگر مان لیں کہ یہ نبوت کی دلیل ہے تو پھر تیرہ سو (۱۳۰۰) برس کے عرصہ میں جس قدر مسلمان صحابہ کرام وتابعین اور تمام امت مرحومہ سب کے سب نہ مؤمن تھے اور نہ محسن تھے کیونکہ انکو نبوت نہ ملی اور نہ کوئی نبی کہلایا۔ پس یہ غلط ہے کہ محسن کو نبوت ملتی ہے۔ قیامت کے دن نبوت کی خواہش باطل ہے کیونکہ جب دنیا ہی نہیں تو نبوت کیسی۔

قولہ: رحمت سے ناامید مت ہو۔

جواب: رحمت سے ناامید وہ ہے جو رحمت للعالمین کی رحمت کے سایہ سے محروم ہو کر

نیا نبی تلاش کرتا ہے اور خام ایمان رکھ کر سچے اور کامل نبی کے پاک دامن کو چھوڑ کر جھوٹے اور ناقص نبی کے پیچھے لگتا ہے اور قرآن اور حدیث کو اپنے لئے کافی نہیں سمجھتا اور شاعرانہ لفاظی اور خودستائی تصنیف کردہ مدعی نبوت کی مان کر شریعت حقہ کو ہاتھ سے دیتا ہے۔ مسلمان محمدی تو تیرہ سو (۱۳۰۰) برس سے کروڑہا کی تعداد میں محمد رسول اللہ ﷺ کی طفیل رحمت الٰہی کے امیدوار چلے آتے ہیں اور وہ رحمت نجات اخروی ہے، نہ کہ خواہش نبوت۔

ناظرین! میر صاحب ص ۵۶ پر زیر عنوان'' تردید موانعات نبوت فی خیر الامت'' لکھتے ہیں: ''علماء حال کے باطل خیال کا ابطال گویا صرف علماء حال ختم نبوت کے قائل ہیں اور متقدمین علماء امکان نبوت کے قائل ہیں''۔

ناظرین! یہ ایسا سفید جھوٹ ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے تراشا ہے کہ وفات مسیح پر پہلا اجماع امت ہے۔

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما   چیست یاران طریقت اندریں تدبیر ما

ہم بڑے دعویٰ سے کہتے ہیں کہ متقدمین سے ایک عالم بھی ایسا نہیں ہے اور نہ کوئی محدث اور کوئی مجتہد کہ وہ اس بات کو مانتا ہو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی ہے تو نکالو ورنہ جھوٹ تراشنے اور دھوکہ دینے سے خوف خدا کرو۔

ناظرین! وہ دس آیتیں جن سے میر صاحب نے امکان نبوت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، حسب ذیل ہیں۔ آپ خود انصاف کریں کہ ایک سے بھی حضرت کے بعد کسی نبی کا ہونا مفہوم نہیں۔

۱..... ﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ﴾ (الآیۃ)

۲......﴿یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ﴾

۳......﴿قَالَ لَھُمْ خَزَنَتُھَا اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ رَبِّکُمْ﴾

۴......﴿سَاَلَھُمْ خَزَنَتُھَا اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ ط قَالُوْا بَلٰی قَدْجَآءَ نَانَذِیْرًا﴾ (الآیہ)

۵......﴿وَنُوْحًا ھَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَھٰرُوْنَ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾ (الآیہ)

۶......﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا وَّکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾

۷......﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَاسْتَوٰٓی اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا وَّکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾

۸......﴿سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾

۹......﴿سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾

۱۰......﴿سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْیَاسِیْنَ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾

اس جگہ صرف سوال یہ ہوتا ہے کہ مرزاصاحب نے اپنا بہت زور لگایا اور اَنْعَمْتَ عَلَیْھِم اور وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ کی دو آیتوں کے سوا ان کو استدلال کے واسطے یہ آیتیں نظر نہ آئیں اور آپ کو آئیں۔ اس کے دو وجوہ ہو سکتے ہیں:

۱......آپ کا علم اور قوت اجتہاد مرزاصاحب سے زیادہ ہو مگر چونکہ بدیہی ہے کہ آپ مرزا صاحب کے علم سے زیادہ تو کجا بلکہ بہت کم ہیں۔ جب یہ صورت ہے تو پھر آپ کا استدلال خود غلط ہے۔

۲......کشفی والہامی طاقت ہے۔ یہ بھی مرزاصاحب کی آپ سے زیادہ مسلم ہے۔ پس آپ کس دلیل سے ان آیات سے محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی کا مبعوث ہونا نکالتے ہیں۔

جب آپ کے پیشوا اور پیغمبر نے نہیں نکالا۔ پس یہ ماننا پڑے گا کہ یا میر قاسم علی کی قوت استدلال وقرآن دانی مرزاصاحب سے بڑھی ہوئی ہے اور یا میر قاسم علی کا ان آیات سے استدلال غلط ہے۔

قولہ: ازواج مطہرات امہات المؤمنین ہیں۔

جواب: بیشک امہات المؤمنین ہیں تو پھر آپ کے دعویٰ کو اس سے کیا تعلق ہے؟ بے فائدہ خارج از بحث اپنے اوراق سیاہ کئے ہیں کام کی ایک بات بھی نہیں۔ جب قرآن نے فرمادیا کہ محمد ﷺ کسی کے باپ نہیں تو قرآن کے مقابلہ میں لایعنی اور فضول من گھڑت خرافات کون مان سکتا ہے کیا خدا کو علم نہ تھا کہ روحانی اولاد بھی ہوتی ہے، میں مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ نہ کہوں اور محمد ﷺ نے بھی خدا کو نہ کہا کہ میری تو اولاد ہے اور میرا بڑا بیٹا غلام احمد قادیانی ہوگا نبی ہوگا آپ کیوں بے فائدہ قرآن میں مجھ کو مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ فرمارہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ھفوات الجاھلین.

۲......روحانی بیٹے مراد ہوتے تو صحابہ کرام سب کے سب محمد رسول اللہ ﷺ کے روحانی بیٹے تھے جن کے طفیل مرزاصاحب کو دین پہنچا۔ تیرہ سو(۱۳۰۰) برس تک تو ابتر رہے اور تیرہ سو(۱۳۰۰) برس کے بعد ایک روحانی بیٹا ہوا اور ۲۳ کروڑ کل دنیا کے مسلمان کس کے روحانی بیٹے ہیں۔ سچ ہے جو امام وقت کو نہ پہچانے اور جھوٹے مدعی کے پیچھے لگ جائے جہالت کی موت مرتا ہے۔

قولہ: آنحضرت ﷺ ابوالمؤمنین ہیں۔

جواب: قرآن تو فرماتا ہے کہ محمد ﷺ کسی کا باپ نہیں۔ قرآن کے مقابلہ میں آپ کی اور آپ کے پیرومرشد کی کون سنتا ہے اور اس کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔

قولہٗ: خاتم النّبیین اور کج فہم مخالفین۔

جواب: میر صاحب کی حالت پر افسوس ہے کہ ان کی سخت کلامی سے محمد رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام تابعین تبع تابعین سب کے سب کج فہم ہوئے۔ اللہ ان کی حالت پر رحم کرے قرآن کی تفسیر جو حدیث نے کردی کہ **لا نبی بعدی** تو پھر سوائے گستاخ ومرتد کے مسلمان کا کام نہیں کہ اس کو کج فہمی کہے۔ میں میر صاحب کی خاطر ان کے پیغمبر کی عبارت نقل کرتا ہوں کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ان کی بدزبانی سے اُنکا پیغمبر بھی نہ بچ سکا اور وہ بھی کج فہم ہوئے۔ مرزا صاحب ''ازالہ اوہام'' کے ص ۷۶۱ پر لکھتے ہیں:

''چہارم: قرآن کریم بعد خاتم النّبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل علیہ السلام ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل علیہ السلام بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو''۔

اب میر صاحب بتائیں کہ قادیانی نبی بھی تو کج فہمی سے باب رسالت کو مسدود مان رہا ہے اور آپ کے تمام دلائل کو کہ رسالت ونبوت نعمت ہے اور محسن کو مل سکتی ہے سب خاک میں ملائیں۔ اب ہم کو جواب دینے کی کچھ ضرورت نہیں۔ آپ پہلے گھر میں سوچیں۔ افسوس میر صاحب کو مرزائی تعلیم کی بھی خبر نہیں' یا ہے تو عمداً عوام کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں خود ہی اپنے آپ سے اعتراض بنا لیتے اور خود ہی خلاف عقل ونقل اپنے جی میں جو آیا لکھ مارتے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔

قولہٗ: آنحضرت ﷺ ابوالمؤمنین ہیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جس شخص کی بیویاں مومنین کی مائیں ہوئیں تو ان بیویوں کا شوہر بالاولیٰ مومنوں کا باپ ہوگا...... (الخ)

جواب: نص قرآنی کے مقابلہ میں آپ کا ڈھکوسلہ غلط ہے اور قابل وقعت نہیں۔ یہ ایسی نامعقول دلیل ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ مرزا صاحب بہ سبب پیر ومرشد ہونے کے مَردوں کے باپ ہیں اور عورتوں کے بھی باپ ضرور ہیں۔ پس مرزائی مرد اور عورتیں بھی آپس میں بہن بھائی ہیں اور انکا نکاح حرام ہے جیسا حقیقی بہن سے نکاح حرام ہے۔ ورنہ ضرور مانو گے کہ روحانی باپ ہونا جسمانی باپ ہونے سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ قرآن کی آیت ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ سے تو جسمانی بیٹا اور جسمانی باپ مطلب ہے، نہ کہ روحانی۔ پس یہ طریق استدلال غلط ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کی بیویاں امہات المؤمنین ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ ضرور باپ ہیں اور اگر بیٹا مراد ہے تو کل مؤمنین وصحابہ کرام اور دنیا بھر کے مسلمان سب روحانی بیٹے محمد رسول اللہ ﷺ کے ہیں۔ مرزا صاحب کے ہاتھ کیا آیا۔ میر صاحب اگر آپ کی سمجھ میں یہ مسئلہ امہات المؤمنین نہیں آیا اور اسی جہل کے باعث آنحضرت ﷺ کو امت کا باپ قرار دیتے ہیں تو ہم بتاتے ہیں کہ امہات المؤمنین کو صرف محرمات ابدی میں لانے کے باعث ازواج مطہرات کو امہات المؤمنین فرمایا۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح حقیقی ماں کے ساتھ نکاح حرام ہے اسی طرح محمد ﷺ کی بیویوں سے نکاح حرام ہے اور ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ میں حقیقی بیٹا مراد ہے جو وارث ہوتا ہے۔ واقعی حقیقی صلبی بیٹا محمد ﷺ کے بعد کوئی نہ تھا اور نہ کوئی جانشین ہوا اور نہ نبی کہلایا۔ روحانی بیٹے محمد رسول اللہ ﷺ کے انوار نبوت وخلافت کے سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد خلافت جسمانی الگ اور خلافت روحانی الگ ہوگئی۔ خلافت جسمانی یعنی بادشاہت تو مختلف اشخاص میں تبدیلیاں

پکڑتی ہوئی اب تک خدا کے فضل وکرم سے عربوں اور ترکوں میں ہے اور خلافت روحانی بھی فقیر وسجادہ نشین وخانقاہ وزاویہ گزنیاں کے ذریعہ سے ہر ایک مسلمان کو فیضیاب کر رہی ہے۔ جس کا ہر ایک سلسلہ طریقت حضرت علی ؓ تک جا ختم ہوتا ہے۔ ہر ایک مسلمان خواہ کسی سلسلہ کا مرید ہو، قادری ہو، چشتی ہو، نقشبندی ہو یا سہروردی۔ اس کا سلسلہ پیشوایان حضرت علی ؓ تک جاتا ہے کیونکہ خاتم ولایت حضرت علی ؓ ہیں۔ ہاں بے مرشدے کو فیض ہرگز نہیں ہوتا۔

کہ اے بے پیر تا پیرت نباشد   ہوائے معصیت دل می خراشد

مرزاصاحب کا کوئی پیر طریقت نہ تھا اس لئے وہ روحانی خلافت کے فیض سے محروم تھے۔ کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ میرا کوئی پیر ومرشد نہیں۔

قولہ: خاتم النّبیین وکج فہم مخالفین۔

جواب: مرزاصاحب بھی تو ختم نبوت کے قائل ہیں۔ دیکھو وہ لکھتے ہیں ؎

ع   ہر نبوت را بروشد اختتام

کیا آپ کی اس بدزبانی کی رو سے وہ بھی کج فہم ہیں۔ باقی رہے آپ کے اعتراض سو وہ بھی ایسے ہی بیہودہ و بے سند تک بازی ہے جس کا جواب یہی کافی ہے کہ پہلے اپنے گھر میں فیصلہ کرلو کہ مرزاصاحب حق پر ہیں کہ نبوت کو محمد ﷺ پر ختم کرتے ہیں۔ یا میر صاحب جو خاتم النّبیین یقین کرنے والوں کو کج فہم مغضوب ومجذوم کا خطاب دیتے ہیں کون حق پر ہے؟ اور یہ بحث بار بار کی جاتی ہے حالانکہ جواب کئی بار ہو چکا ہے۔ آیتیں اور حدیثیں بالکل بے محل ہیں اور خارج از بحث ہیں۔ صرف جہلاء کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مرزاصاحب خود لکھتے ہیں کہ ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (مجموعہ اشتہارات' حصہ۳' ص۲۲۳)

قولہ: کیا رسول اللہ ﷺ کسی مرد کا باپ نہیں ہوتا؟

جواب: اس کی بحث ابوالمؤمنین میں گذر چکی ہے صرف بھرتی کی عبارت سے حجم کتاب بڑھانا منظور ہے۔ ورنہ جب نص قرآنی موجود ہے تو پھر ڈھکوسلے کون مان سکتا ہے۔

قولہ: لفظ لکن رفع وہم کیلئے ہوتا ہے۔ آیت زیر بحث میں جو لفظ لکن زبان عرب میں استدراک کے واسطے آتا ہے۔ یعنی لکن سے جو پہلے کلام ہوتا ہے اس کو سن کر جو سامع کو وہم پیدا ہوا اس پیدا شدہ وہم کو رفع کرنے کے واسطے صرف لکن بول کر آگے اس وہم کو رفع کیا جاتا ہے۔

جواب: بیشک لفظ لکن استدراک کے واسطے آتا ہے اور اس آیت میں بھی درست آیا ہے صرف سمجھ کا پھیر ہے ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ میں پورا مفہوم علت کسی مرد کے باپ ہونے کی درج نہ تھی یعنی بیان نہ کیا گیا تھا' کہ کیا وجہ ہے کہ محمد ﷺ کسی مرد کا باپ ہم نے نہیں بنایا؟ لکن کے لفظ کے بعد پورا پورا مطلب سمجھا دیا کہ ہم نے محمد ﷺ کو اس واسطے بیٹا نہیں دیا کہ محمد ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی نہ ہوگا۔ خاتم النّبیین سے صاف بیان کردیا کہ محمد ﷺ کے باپ نہ ہونے کی حکمت یہ ہے کہ خاتم النّبیین ہے اس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اگر کوئی محمد ﷺ کا بیٹا ہوتا تو وہ بھی نبی ہوتا۔ مگر محمد ﷺ کے بعد کسی قسم کے نبی کا ہونا منظور خدا نہ تھا اس واسطے نہ بیٹا دیا اور نہ محمد ﷺ کو باپ کہا۔ پہلا جملہ کہ محمد ﷺ کسی مرد کا باپ نہیں، معلول ہے اور رسول اللہ ﷺ وخاتم النّبیین اس کی علت ہے اور لکن صرف استدراک ہے یعنی اس کی کیا وجہ ہے کہ محمد ﷺ باپ نہیں اس واسطے کہ خاتم النّبیین ہیں۔ یا محمد ﷺ کا کیوں کوئی بیٹا نہیں' اس واسطے کہ محمد ﷺ خاتم النّبیین ہیں اور خاتم النّبیین کی تفسیر حدیث **لا نبی بعدی** میں رسول اللہ ﷺ نے خود کردی ہے کسی

دوسرے شخص کی رائے سے تفسیر کی ہوئی محمد رسول اللہ ﷺ کی تفسیر کے آگے کچھ وقعت نہیں رکھتی۔

قولہ: خاتم النّبیین کے معنی۔

جواب: دیکھو اس بحث کو ابتدائی کتاب میں نص شرعیہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ مسلمان ہر ایک مخبوط الحواس کے دماغ کا نزلہ نصوص شرعی کے مقابلہ میں بے سند بات کی طرح مردود سمجھتے ہیں۔ بلکہ مرزا صاحب بھی خاتم النّبیین کے معنی ختم کرنیوالا ہی مانتے ہیں۔ ''توضیح المرام'' میں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اگر یہ عذر پیش کریں کہ باب نبوت مسدود ہے تو میں کہتا ہوں نہ **من کل الوجوہ** باب نبوت مسدود ہے۔ (دیکھو توضیح المرام ص ۱۸ و ۱۹)

اب میر صاحب فرمائیں کہ ان کو سچا مانیں یا ان کے مرشد کو جو 'خاتم' کے معنی ختم کرنیوالا کرتا ہے۔ صرف یہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ باب نبوت بند کرنیوالا تو ہے مگر نہ **من کل الوجوہ**۔ بفرض محال اگر مان لیں کہ ایک جزو نبوت کھلی ہے تو پینتالیس (۴۵) جزو تو مرزا صاحب بھی بند شدہ مانتے ہیں۔ یہ کون عقل کا اندھا کہتا ہے کہ خاتم کے معنی ''ختم کرنیوالا'' ماننے والا مغضوب ومجذوم ہے۔

قولہ: قرآن مجید اور لفظ ختم۔ خدا تعالیٰ نے 'سورۂ بقرہ' کے پہلے رکوع میں کافروں کے حق میں فرمایا ہے: ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ﴾ یعنی اللہ نے کافروں کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی...... (الخ)

جواب: لفظ ختم عربی میں بند کرنے کے موقعہ پر استعمال کیا گیا ہے۔ دل اور کان پر مہر کرنے کے واسطے بھی، معنی یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل بند اور بے حس کر دیئے ہیں کہ نصیحت کو اس میں دخل نہیں یعنی نصیحت ان کو اثر نہیں کرتی۔ کیونکہ ان کے دلوں پر مہر

ہے یعنی بند کئے گئے ہیں۔ پس ایسا ہی کانوں کی مہر سے بھی کانوں کا بند کرنا مقصود ہے کیونکہ وہ حق کی بات سنتے ہی نہیں۔ یعنی جو نصیحت ان کو کی جائے اسکو سنتے ہی نہیں یعنی عمل نہیں کرتے گویا انہوں نے سنا ہی نہیں اور کیوں نہیں سنا کیونکہ ان کے کانوں پر مہر ہے جیسا کہ بند کئے گئے ہیں...... (الخ)۔ (دیکھو بحث خاتم النّبیین)

قولہ: لفظ خاتم اور لغت عرب۔

جواب: ختم کے معنی تمام گردانیدن کے ہیں از روئے فعل کے **ختم یختم ختما فهو خاتم فذاک مختوم** اس لحاظ سے خاتم کے معنی 'ختم کرنے والا' اور 'پورا کرنیوالا' ہے۔ انگوٹھی اور مہر کے معنی سیاق وسباق قرآنی کے برخلاف ہے اگرچہ ختم کے معنی انگشتری کے بھی ہیں مگر یہاں انگشتری کے ہرگز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود ختم کے معنی پورا کرنے اور تمام کرنے کے لئے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نبوت کے محل میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی جس کو میں نے آ کر تمام کر دیا اب میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اب اگر ہزار جاہل ختم کے معنی انگشتری وغیرہ اس موقعہ پر کرے تو مسلمان رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں اسکی کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ اگر کوئی کاذب اپنے مطلب کے واسطے رسول اللہ ﷺ کے برخلاف قرآن کے معنی کرے تو اس کے خود غرضی کے معنی ہرگز ہرگز قابل اعتبار نہیں اور نہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے کلام کے مقابلہ میں لایعنی اور من گھڑت باتوں کو مانتے ہیں اور تیرہ سو (۱۳۰۰) برس سے جو دین چلا آتا ہے کسی در پردہ عیسائی کے اغواء سے ہاتھ سے نہیں دے سکتے۔

قولہ: مہر سے کیا مراد ہے۔

جواب: ختم اور مہر کی بحث گذر چکی ہے کہ ختم کے معنی اُس 'مہر' کے ہیں جو کہ کسی چیز کے

بند کرنے کے وقت استعمال کی جاتی ہے جیسا کہ خداتعالیٰ کا فرمان ہے﴿ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتَامُهٗ مِسْكٌ﴾ ترجمہ: اس کو پلائی جاتی ہے شراب خالص مہر کی ہوئی جس کی مہر جمتی ہے مشک پر یعنی کستوری پر۔ پھر حاشیہ پر فائدہ میں لکھا ہے کہ بوتلوں کے منہ کستوری سے بند ہونگے اوران پر ایک درجہ کے بہشتیوں کے نام کی مہر جمی ہوئی ہوگی۔

ناظرین! اب روز روشن کی طرح معلوم ہوگیا کہ ختم کی مہر وہی مہر ہے جو بند شدہ اشیاء کے منہ پر جمائی جاتی ہے۔ پس مجازی معنی ختم کے بند کرنے کے ہیں اور حقیقی معنی کسی شے کے پورا وتمام کرنے کے ہیں۔ مفصل بحث گذر چکی۔ دیکھو ابتداء سے بحث خاتم النّبیین۔

قولهٗ: خاتم اور لغت عجم۔

جواب: بسم اللہ ہی غلط ہے۔ ختم جب عربی لفظ ہے تو لغت عجم سے اس کا کیا تعلق صرف طول بیانی سے کتاب بڑھانا منظور ہے' ورنہ معنی ایک ہی ہیں۔ بمایختم به یعنی آلہ مہر کرنے کا جس سے لفافہ یا تھیلی کا منہ بند کیا جاتا ہے اور مجازی معنی بند کرنے کے بیکار کرنے کے ہیں۔ جیسا کہ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ﴾ سے ظاہر ہے کہ کفار کے دل حق بات کے قبول کرنے اور سننے کے واسطے بند و بیکار کئے گئے ہیں۔ پس محمد ﷺ کا وجود پاک انبیاء علیهم السلام کے بند کرنے کا آلہ ہے یعنی آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔

قولهٗ: مہر سے کیا مراد ہے۔ خاتم کے معنی جب کہ از روئے قرآن مجید ولغت معلوم ہو چکے تو خاتم النّبیین کے معنی نبیوں کی مہر سے کیا مراد ہے؟...... (الخ)

جواب: جب یہ لغت عرب سے ثابت ہو چکا ہے کہ مہر سے آلہ مہر کرنے کا یعنی بند کرنے کا صحیح ہے تو پھر محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود آئندہ نبیوں کے آنے کا آلہ بند کرنے کا ہوا۔ پس خاتم النّبیین کے معنی لا نبی بعدی درست ہوئے۔

قولهٗ: دستاویز کی مہر۔ دنیا میں کوئی دستاویز یا مکتوب ایسا نہیں دیکھا یا سنا گیا۔ جس پر اس غرض سے مہر لگائی جاتی ہو کہ وہ مضمون یا مکتوب اس مہر سے ختم کردیا۔...... الخ

جواب: مہر کے معنی ہمیشہ بند کرنے کے ہیں اور مہر دو قسم کی ہوتی ہے ایک سیل اور دوسری سٹیمپ عربی لفظ ختم جو زیر بحث ہے اس کے معنی یا ترجمہ سیل ہے۔ اور یہ مہر وہ ہے جو موم یالاخ یا کسی اور لیسدار مادہ سے کسی چیز کا منہ بند کر کے گرہ کے اوپر چسپاں کرتے ہیں اور ہمیشہ جب کبھی یہ مضمون ادا کرنا ہو کہ جس کا مفہوم بند کرنا ہو وہاں مہر کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ سنو عرفی کہتا ہے۔ شعر

امید ہست کہ مہر لب سوال شود   عنا شیت کہ چو عصیاں ماست لامحصور

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم کو امید ہے کہ ہماری لبوں کی مہر ہو جائے گی تیری رحمت جو کہ ہمارے گناہوں کی مانند بے انتہا ہے یعنی ہماری بخشش بغیر ہمارے لب ہلانے کے ہو جائی گی۔

مرزا صاحب خود مہر کے معنی بند ہونے کے کرتے ہیں۔ دیکھو حقیقۃ الوحی' ص۳' سطر ۹' کیونکہ وید کے رو سے تو خوابوں اور الہاموں پر مہر لگ گئی ہے۔ پھر دیکھو حقیقۃ الوحی' ص ۶۰' سطر ۳' مگر افسوس کہ عیسائی مذہب میں معرفت الٰہی کا دروازہ بند ہے کیونکہ خداتعالیٰ کی ہم کلامی پر مہر لگ گئی ہے۔

اب ہم ادب سے میر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ مہر کے معنی بند کرنے کے جو مرزا صاحب نے کئے ہیں آپ ان کو بھی وہی خطاب دیں گے جو معاندین کو دیتے ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ آپ دھوکہ دے رہے ہیں۔ بحث تو ختم کی ہے جو عربی لفظ ہے اور آپ مہر جو فارسی لفظ ہے اس پر ناحق نکتہ چینی کر رہے ہیں اگر دستاویز کی مہر مراد بھی لو تو اس کے

معنی بھی دستاویز کے مضمون کے بند کر[illegible] کے ہیں یعنی جب مہر مقر کی دستاویز پر لگ جائے تو پھر اور مضمون بند ہو جاتا ہے اگر زیادہ [illegible]ا جائے تو دوبارہ مہر لگائی جاتی ہے۔

قولہٗ: کتابوں پر مہر۔ ہزارہا کتابیں مذہبی اور دنیاوی ہمارے سامنے مطبوعہ و غیر مطبوعہ ایسی ہیں جن کے اخیر مہر ہوتی ہے۔ مگر اس سے بھی صرف تصدیق مراد ہے۔...... الخ

جواب: جب آپ خود مانتے ہیں کہ کتابوں کے اخیر مہر لگائی جاتی ہے تو ثابت ہوا کہ اختتام و آخر ہونے کی دلیل و ثبوت مہر ہے۔ یہ دلیل تو آپ کے دعویٰ کے برخلاف ہے معلوم نہیں کہ کیوں آپ کی سمجھ میں ایسی صاف بات نہیں آتی کہ جیسے مہر اخیر میں لگتی ہے اور اختتام کی علامت ہے ایسا ہی محمد ﷺ سب انبیاء علیہم السلام کے اخیر ہیں اور ان کے اختتام کی دلیل ہیں۔ کبھی کسی نے دیکھا ہے کہ جب اخیر مہر لگ جائے تو پھر بھی کتاب کی عبارت جاری رہتی ہے اگر نہیں اور ضرور نہیں تو پھر مہر سے مراد اختتام صحیح ہے۔

قولہٗ: ڈاک خانہ کی مہر۔ رات دن خطوط پر، پارسلوں پر، منی آرڈروں پر مہریں لگی ہوئی نظر آتی ہیں ان مہروں سے بھی تصدیق اصل مدعا ہے...... الخ

جواب: ڈاکخانہ کی مہر دو قسم کی ہوتی ہیں ایک Seal جو کہ ختم کا ترجمہ ہے۔ **دوم:** سٹیمپ اور بحث ختم پر ہے نہ کہ سٹیمپ پر۔ اس واسطے Seal مہر جو ڈاکخانہ کی ہے اس کے معنی ہم میر صاحب کو سمجھاتے ہیں تا کہ ان کی غلط فہمی دور ہو۔ ڈاکخانہ کی Seal مہر صرف ڈاک کی تھیلیوں کے منہ بند کرنے کے وقت استعمال کرتے ہیں خواہ پارسل میل ہو یا لیٹر میل یعنی خواہ پارسلوں کا تھیلا ہو یا چٹھیوں و کتابوں وغیرہ کا۔ مہر ہمیشہ تھیلے کے منہ کو بند کر کے اس گرہ کے اوپر لاخ سے ثبت کرتے ہیں اور یہ بعینہٖ ترجمہ ختم کا ہے جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُہٗ مِسْکٌ﴾ یعنی وہ

شراب کی بوتلیں جو کستوری سے مہر کی گئی ہونگی یعنی بند کی گئی ہونگی۔ اسی طرح ڈاک کے تھیلے لاخ سے منہ بند کئے جاتے ہیں۔ آپ تصدیق کے معنی غلط کر کے دھوکہ دیتے ہیں۔ ڈاکخانہ کی مہر جو ختم کا ترجمہ ہے ہر جگہ بند کرنے کے موقعہ پر لگاتے ہیں، نہ کہ تصدیق کے موقع پر۔

دوم: ان کی بناوٹ میں بھی فرق ہوتا ہے۔ ختم یعنی Seal (سیل) کے اندر حرف کھدے ہوئے ہوتے ہیں اور مہر یعنی Stamp کے حروف اُبھرے ہوئے ہوتے ہیں جن پر سیاہی لگ جاتی ہے اور وہ کاغذ پر چھپ جاتا ہے۔ پس ڈاک خانہ کی سیل کے معنی بند کرنے کا آلہ ہے، نہ کہ تصدیق کا۔

قولہٗ: عدالتوں کی مہر۔

جواب: یہ دھوکہ ہے۔ عدالتوں کی مہر ختم کا ترجمہ غلط ہے۔ وہ مہر جس کا ترجمہ ختم ہو یعنی سیل جو سیاہی سے نہ لگائی جاتی ہو موم یا لاخ سے لگائی جاتی ہو، بتاتے تو کوئی مان سکتا تھا۔ یہ دھوکا ایسا ہے جیسا کوئی خنزیر کی بحث میں سور کے لفظ پر بحث کرے کہ سور کے معنی خوشی و دیوار کے ہیں اور سور جائز ہے۔ کہاں ختم اور کہاں مہر۔ اگر آپ سچے تھے تو ختم کے معنی نکالتے نہ کہ مہر کے معنی۔ مہر تو اشرفی و پونڈ کو بھی کہتے ہیں۔ جب کوئی گریز کرتا ہے تو بے راہ ہو کر جس طرف پناہ ملتی نظر آتی ہو جا پناہ لیتا ہے۔ یہی حال میر صاحب کا ہے۔ قرآن کے لفظ خاتم پر تو جھوٹے ہوئے اب ہاتھ پاؤں مارتے ہیں کہ کسی طرح دھوکہ دہی سے کام چلے مگر مصرعہ

ع من خوب مے شناسم پیران پارسا را

مگر ہم بھی دھوکہ ظاہر کرتے رہیں گے جس قدر مہریں یعنی ڈاکخانہ کی مہر،

عدالتوں کی مہر، کارخانوں کی مہر، مولویوں کی مہر، سکون پر مہر، ہر ایک مہر سے مراد تصدیق فعل ہوتی ہے یعنی غیریت کے شک کا دور کرنا یا غیر کے دخل کو روکنا مقصود ہوتا ہے۔ جس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ مہر جس دفتر یا کارخانہ یا مولوی کی ہے اسی کی ہے غیر کا اس میں دخل نہیں۔ جب عدالت کی مہر لگ جائے تو جس عدالت کی مہر ہے وہ دوسری عدالتوں کے دخل سے مہر شدہ کاغذ کو بند کر دیتی ہے۔ اگر ڈپٹی کمشنر کی عدالت کی مہر ہے تو وہ بند کرنے والی ہے، اس شک کی کہ یہ کاغذات ڈویژنل جج کی عدالت کا نہیں یعنی مہر شدہ کاغذ ڈویژنل جج کے دفتر یا عدالت کے ہونے کو بند کرتا ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ چونکہ مجھ پر مہر ڈپٹی کمشنر کے دفتر کی ہے لہٰذا میں دوسرے دفتروں اور عدالتوں کو بند کرنے والا ہوں۔ تصدیق جو آپ کہتے ہیں اگر آپ کو تصدیق کے معنی بھی معلوم ہوتے تو کبھی مہر کے معنوں پر شک نہ کرتے۔ تصدیق ضد ہے تکذیب کی۔ پس جب کسی امر میں شک ہوتا ہے تو اس شک کی روک و بندش تصدیق مہر سے ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص شک کرتا ہے کہ تحریر عدالت یا کارخانہ یا ڈاکخانہ یا کسی دفتر یا کسی مولوی کی نہیں ہے تو مہر دکھائی جاتی ہے۔ جب فریق ثانی مہر دیکھ لیتا ہے تو اس کا شک رک جاتا ہے اور بند ہو جاتا ہے اور تکذیب بند ہو جاتی ہے پس تکذیب کی بندش بذریعہ مہر ہوتی ہے۔ اس واسطے ثابت ہوا کہ مہر کے معنی بند کرنے کے ہیں۔ اس تمام بحث سے ہوا کہ مہر خواہ کسی قسم کی ہو بند کرنے شک وشبہ کے واسطے استعمال کی جاتی ہے۔ جب فریق ثانی مقابل مہر دیکھ لیتا ہے تو اس کا شک دور ہو جاتا ہے۔ پس مہر آلہ ہے شک کے بند کرنے کا۔ جب آپ کوئی چیز خرید کرتے ہیں اور دوکاندار سے کہتے ہیں کہ آگرہ فیکٹری کا بوٹ دو تو دوکاندار جب آپ کو بوٹ دکھاتا ہے تو آپ کو شک ہوتا ہے کہ شاید یہ بوٹ کسی اور فیکٹری کا ہو۔ مگر جب آپ آگرہ فیکٹری کی مہر دیکھ لو گے تو آپ کا شک بند ہو

جائے گا تو ثابت ہوا کہ آلہ شک بند کرنے کا مہر فیکٹری کی ہے اور ایسا ہی جب کسی خط یا لفافہ کو آپ دیکھیں گے تو شک کریں گے کہ کس ڈاکخانہ سے یہ خط روانہ ہوا ہے مگر جب آپ مہر لاہور کے ڈاکخانہ یا دہلی کے ڈاکخانہ کی دیکھ لیں گے تو آپ کا شک جاتا رہے گا۔ پس مہر ڈاکخانہ آپ کے شک بند کرنے کا آلہ ہے۔ جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ مہر آلہ شک کے بند کرنے کا ہے تو اس شک کے مٹانے کے واسطے کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، حضرت محمد ﷺ کا وجود پاک بطور خاتم آلہ نبیوں کے بند ہونے کا ہے۔ جس طرح مہر کے دیکھنے سے شک بند ہو جاتا ہے کہ یہ چیز اسی کارخانہ کی ہے جس کی اس پر مہر ہے اسی طرح محمد ﷺ کے وجود سے کسی اور نبی کے آنے کا شک بند ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کا وجود باجود کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ مہر محمد ﷺ شک مٹانے والی ہے مگر مومنوں کے لئے۔

قولہ: ہر ایک مہر تم دنیا بھر میں کسی طرح کی پیش کرو بادنیٰ تامل کھل جائے گا کہ کوئی مہر اس غرض سے نہیں لگائی جاتی کہ وہ مہر شدہ چیز کے خاتمہ کیلئے ہے...... الخ

جواب: یہ سخت جھوٹ اور دھوکہ ہے کہ مہر خاتمہ کی غرض سے لگائی نہیں جاتی۔ اب پھر میر صاحب مہر کی بحث سے عاجز آ کر خاتمہ کی طرف گئے ہیں۔ خیر ہم بھی اسی طرف تعاقب کرتے ہیں۔ میر صاحب اہل زبان لغت عربی کے اور نصوص قرآنی واحادیث نبوی کے مقابلہ میں آپ کے عقلی ڈھکوسلے کہاں تک چلیں گے جب ختم کے معنی آپ لغت عرب سے آخر ہر چیزے وپایان انجام خاتمة الشیء مان چکے مگر **دروغ گورا حافظہ نباشد** کا معاملہ ہے اگر آپ کو اپنی تحریر یاد نہیں رہی تو ہم اس کی نقل کرتے ہیں دیکھو کتاب النبوۃ' صفحہ ۶۷، جس کے معنی ہوئے کسی چیز پر مہر کردی دوسرے معنی کا محاورہ ہے خاتمة الشیء یعنی کسی چیز کا انجام اور اخیر...... الخ

اب ہم میر صاحب کو بتاتے ہیں کہ جب مہر کے معنی بند کے ہیں اور تھیلی و بوتل جب بھر جائے یا پوری ہو جائے اور اسکے اندر اور چیز نہ سما سکے تب منہ بند کر کے مہر لگاتے ہیں۔ پس مجازاً معنی مہر کے خاتمة الشیء صحیح ہوئے آپ کا اس سے کیا مطلب نکلا ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ سے خود آپ نے اقرار کر لیا ہے کہ کفار کی سزا کے واسطے آیا ہے۔ سزا تو جب ہوگی کہ جب ان کے دل حق کو قبول کرنے سے بند ہو نگے۔

قولہٗ: مہر اخیر پر کیوں لگائی جاتی ہے۔ واضح ہو کہ کسی دستاویز یا مکتوب کے آخر پر کاتب یا مقر یا گواہوں کی مہر اس واسطے لگائی جاتی ہے کہ وہ تمام تحریر یا مہر شدہ شے کی قبولیت وتسلیم کی دلیل ہو...... الخ

جواب: اس کا جواب پہلے مہر کی بحث اور دستاویزات کی بحث میں ہو چکا ہے۔ مگر میر صاحب کا مقصود کتاب کا طول کرنا ہے ایک بات کو اُلٹ پلٹ کر دوسری شکل میں الگ دلیل بنا لیتے ہیں جو کہ پایۂ خیر الکلام سے نہایت گری ہوئی روش ہے۔ ہم بھی جواب دوبارہ دینے کے واسطے مجبور ہیں۔ یہ غلط ہے کہ دستاویز پر مہر قبولیت وتسلیم کی دلیل ہوتی ہے۔ تسلیم و قبولیت تو ہر ایک معاملہ کی پہلی طے ہو جاتی ہے تو پھر معاملہ تحریر میں آتا ہے اور تحریر کی تکمیل وتصدیق کا آلہ مہر یا دستخط ہوتے ہیں۔ جب کسی دستاویز پر دستخط یا مہر مقر ہو جائے تو پھر اس دستاویز میں کمی وزیادتی نہیں ہوتی' اگر کرنی ہوتی تو دوبارہ دستخط ومہر کرائی جاتی ہے' جس سے صاف ظاہر ہے کہ مہر مقر کی تصدیق کا آلہ ہے مثلاً کریم بخش نے دستاویز کی مگر شک ہے کہ اس نے یہ تحریر کی ہے یا نہیں اس شک کے دور کرنے وبند کرنے کا آلہ مہر ہے بعد ملاحظہ مہر کے شک دور ہو جاتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مہر کے معنی بند کرنے کے درست ہیں جیسا کہ خود مرزا صاحب اور دیگر تمام باحواس اشخاص کرتے ہیں اور میر صاحب کا ایجاد

بندہ غلط ہے مگر کوئی پوچھے کہ وہ قرآن سے کسی جدید نبی کے لانے کے مدعی تھے یہ فضول بحث کس واسطے کر رہے ہیں۔ کجا نص قرآنی اور کجا یہ عقلی ڈھکوسلے۔

قولہٗ: مہر پر ایک اور غلط فہمی۔ بعض نادان خاتم النّبیین والی مہر کی یہ مراد بتاتے ہیں کہ یہ ایسی مہر ہے جیسے کوئی شخص ایک تحریر یا مکتوب کسی دوسرے کے نام لکھ کر اس کو لفافہ میں بند کر کے اس پر مہر کریں تا کہ کوئی دوسرا شخص اُس مہر کو نہ توڑے اور خاتم النّبیین کو تشبیہ اسی مہر سے دی گئی۔ اس پر حسبِ ذیل اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

۱...... ایک چیز جس کی حفاظت منظور ہو اسکا وجود۔

۲...... پہنچنے والے کا وجود۔

۳...... جس کے نام وہ شے ہو اس کا وجود

۴...... مہر جو اس غرض سے لگائی جاتی ہے کہ دوسرا کھول نہ لے اس کا وجود۔

۵...... وہ مہر پہنچنے والے کی ہوتی ہے اس کا وجود۔

۶...... وہ چیز جس میں کوئی چیز بند کی جاتی ہے اس کا وجود۔

اب بتاؤ کہ خاتم النّبیین میں نبیوں کی مہر آنحضرت ﷺ کو قرار دیا گیا ہے۔ کس طرح یہ تمہاری مشابہت کا مصداق ہو سکتا ہے؟

جواب: مرزا صاحب اور ان کے مرید ہمیشہ تشبیہ کی بحث میں مغالطہ دیا کرتے ہیں۔ مگر جب ویسے ہی اعتراض فریق ثانی کی طرف سے ہوں تو بغلیں جھانکتے ہیں۔ جب مسیح موعود یعنی مرزا صاحب پر لازمی اعتراض نصوص شرعیہ کے رو سے کئے جائیں تو استعارہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے اور جب کہا جائے کہ مرزا صاحب جو مثیل عیسیٰ اپنے آپ کو کہتے ہیں ان میں عیسیٰ کی کوئی مماثلت نہیں۔

اوّل: عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو بشارت فرشتہ نے دی کہ تیرے ہاں لڑکا ہوگا۔

دوم: حضرت عیسیٰ بغیر نطفہ کے پیدا ہوئے اور مرزا باپ کے نطفہ سے۔

سوم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تمام عمر شادی نہ کی مرزا صاحب نے تین بیویاں کیں۔

چہارم: عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا کوئی گھر نہ بنایا مرزا صاحب نے پرتکلف مکانات بنوائے۔

پنجم: عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ مرزا صاحب پیشگوئیوں سے زندہ کو مردہ کرتے رہے اگرچہ خلاف ہوتا۔

ششم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی آسمان پر ہوا مرزا صاحب عوام کیطرح فوت ہوکر زمین میں مدفون ہیں۔

ہفتم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد نہ تھی مرزا صاحب اولاد والے تھے۔

ہشتم: خلاف اجماع بقول آپ کے عیسیٰ مصلوب و معذب ہوئے اور مرزا صاحب نہ مصلوب ہوئے اور نہ معذب ہوئے۔ پس یا تو مماثلت تامہ ثابت کرو یا مرزا صاحب مثیل عیسیٰ علیہ السلام نہیں۔ کوئی بھی مماثلت مرزا صاحب کی حضرت عیسیٰ سے نہیں مگر جب دوسرے استعارہ کی بحث کریں تو مماثلت تامہ کے اعتراض کرتے ہیں۔ مگر ہم اس کا بھی جواب دیتے ہیں **وھو ھذا:**

۱...... یہ غلط ہے کہ مہر کے واسطے چھ وجودوں کا ہونا ضروری ہے کیونکہ خاتم کے لفظ پر بحث ہے اور خاتم کے واسطے تین وجود کا ہونا لازمی ہے خواہ 'ت' کی زبر سے ہو یا زیر سے ہو ہر ایک کے معنی ہیں، ختم کرنے والا۔

۲...... وجود جو ختم کیا جائے۔

۳...... جو آلہ ختم کا ہو۔

سو تینوں وجود خاتم النبیین میں موجود ہیں۔ خاتم الانبیاء خدا تعالیٰ کا وجود ہے۔ نبوت و رسالت ختم شدہ وجود ہیں۔ محمد ﷺ ختم نبوت و رسالت ہیں۔ پس خاتم النبیین میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود پاک نبوت و رسالت کے پورا اور تمام کرنے کا یا ہونے کا آلہ ہے۔ باقی اعتراض اس صورت میں ہو سکتے تھے جبکہ نبوت و رسالت کسی کوزہ یا بوتل یا صندوق یا تھیلی میں بند کرنے پر ارادہ الٰہی میں ہوتے۔ مگر ارادہ الٰہی میں سلسلہ رسل محمد ﷺ کے بعد بند کرنا تھا سو کر دیا۔ اب ان کے بعد نبی کوئی نہ ہوگا۔

دوم: مہر مادی یعنی لوہے یا لکڑی یا ربڑ یا پتھر کی مہر کے واسطے ایسے ایسے وجودوں کا ہونا ضروری ہے۔ مجازی اور غیر مادی مہر جو صرف استعارہ کے طور پر مذکور ہو اس کے واسطے لازمی نہیں۔ یہ صرف محاورہ کے طور پر تاکید کے واسطے فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی رسول نہ آئے گا۔ گویا کہ آپ کا وجود پاک انبیاء علیہم السلام کے وجود کے واسطے بطور مہر ہے جیسا کہ کوئی شخص نہایت تاکید اور زور کے موقعہ پر کہتا ہے کہ اب ہم نے اس پر مہر کر دی ہے۔ یعنی ایسا امر پھر ہونا ناممکن الوجود ہے۔

قولہ: جبرائیل علیہ السلام خائن نہیں۔

جواب: افسوس اپنے پاس سے ہی سوال بنا لیا۔ کون کہتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام خائن ہے جب تک کوئی ثبوت پیش نہ کرو کہ مسلمانوں کی فلاں کتاب میں لکھا ہے کہ جبرائیل خائن ہے تب تک آپ کا بہتان ہے۔

۲...... یہ اعتراض ایسا پایہ عقل سے گرا ہوا ہے کہ لڑکے بھی ہنسی اڑاتے ہیں۔ میر صاحب کے نزدیک وحی الٰہی کسی بوتل یا کوزہ میں بند ہو کر آتی تھی اور اس پر لاکھ یا موم کی مہر ہوتی تھی

اور محمد ﷺ کو صحیح وسلامت پہنچا دیتا تھا اور خیانت نہیں کرتا تھا ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ﴾ سے میر صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ کافروں کے دلوں پر لاکھ یا موم گلا کر خدا تعالیٰ اپنی انگوٹھی کی مہر لگاتا تھا۔ سچ ہے جب دین کی رسی سے کوئی گردن نکال لے تو پھر اس کو دین کی سمجھ نہیں رہتی اور ڈوبنے والے کی طرح چاروں طرف ہاتھ پاؤں مارتا ہے کہ کسی طرح بچ جاؤں بھلا جھوٹ کب تک قائم رہے۔ اپنے جھوٹے دعویٰ نبوت کے واسطے تو تمام مسائل دین کو استعارات اور مجاز سے الٹ دیا۔ مگر محمد ﷺ کی فضیلت سے انکار کرنے کے واسطے حقیقی معنی اور ہر ایک حقیقی مراد لیتے ہیں۔ مگر جب وفات مسیح اور مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے میں بحث کریں گے تو تمام بے سند تاویل مجاز واستعارات وتاویلات بعید از عقل ونقل نکالتے جائیں گے کہ دمشق سے مراد قادیان اور عیسیٰ ابن مریم کے معنی مرزا غلام احمد قادیانی ہے مگر یہاں جو استعارہ خدا نے ختم اللّٰہ میں استعمال کیا ہے اور خاتم میں ہے اس سے انکار ہے۔ اللہ رحم کرے۔

قولہٗ: ادنیٰ واعلیٰ مہر۔

جواب: یہ بھی مہر کی بحث میں گذر چکا ہے۔ صرف کتاب کا حجم بڑھانے کے واسطے بار بار ذکر کیا ہے۔ جب مرزا صاحب خود خاتم کے معنی اکمل وتمام کرنے والا مانتے ہیں اور ہر نبوت را بروشد اختتام کہتے ہیں تو پھر آپ کی من گھڑت بات کون مانتا ہے۔

قولہٗ: آمدم برسر مطلب۔

جواب: اس کی بحث بھی لکن میں گزر چکی ہے۔

قولہٗ: مؤمنین کے وہم کا ازالہ۔

جواب: اس کی بحث بھی لکن میں گذر چکی ہے۔

قولہٗ: منکرین کے اعتراض کا ازالہ تفصیل اس کی یہ ہے کہ کفار معاندین جو یہ کہتے تھے کہ محمد ﷺ کا سلسلہ اسکی زندگی تک ہے۔

جواب: یہ بالکل خانہ ساز اور لغو دلیل ہے کہ کفار کی دلیل کے محمد ﷺ لاولد ہے اور خدا نے بھی اس کا لاولد ہونا مان لیا اور ابتر کہا بالکل واقعات کے برخلاف ہے۔

رسول اللہ ﷺ واقعی کسی بالغ مرد کے باپ نہ تھے۔ اس کی وجہ یا علت غائی خدا نے خود فرمادی: ﴿لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ یعنی محمد ﷺ کی لاولدی کا یہ باعث ہے کہ ہم نے اس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں کرنا اور ہم نے ہر قسم کی نبوت محمد ﷺ پر ختم کردی ہے۔ اب ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی قرآن مجید کی یہی تفسیر کی ہے کہ میرا بیٹا نہ ہونے کی وجہ یہ ہے انا خاتم النبیین یعنی لا نبی بعدی۔

یہ ڈھکوسلہ بالکل خلاف عقل ونقل ہے کہ کفار کہتے تھے کہ محمد ﷺ کا سلسلہ نہ چلے گا جب رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی فیصلہ کردیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے خود فرمادیا تھا کہ ''نبی کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو اہل خلافت ہوگا وہ خلیفہ ہوگا''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ کا کوئی وارث نہ تھا اور کفار جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی تمام عرب بلکہ شام تک بھی اسلام پھیلایا گیا تھا اور مسلمانوں کی سلطنت قائم ہوگئی تھی تو وہ بے سبب نہ ہونے بیٹے کے کیونکر ملیامیٹ ہوسکتی ہے۔ ابتر کا لفظ رسول اللہ ﷺ کے واسطے بے ادبوں نے خود گھڑ لیا ہے ورنہ خدا تعالیٰ نے تو رسول اللہ ﷺ کو ابتر نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ ﴿اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ﴾ یعنی ''تیرے دشمن ابتر ہونگے''۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مکہ ومدینہ میں کوئی دشمن نہ رہا۔ بھلا رسول اللہ ﷺ کس طرح ابتر ہوسکتے ہیں۔ یہاں تو صرف بیٹا نہ ہونے کی علت غائی ختم نبوت بتائی گئی ہے نہ کچھ اور۔

یہ بھی غلط ہے کہ سلطنت کا وارث بیٹا ہی ہوتا ہے۔ جب بیٹا نہ ہوتو پھر جو اہل ہو اس کو سلطنت ملتی ہے۔ تاریخ کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ بادشاہ اپنی زندگی میں ہی ولی عہد مقرر کر دیتا ہے۔ دور کیوں جاتے ہو اب دنیا کی سلطنتوں میں دیکھ لو کہ جس بادشاہ کا بیٹا نہ ہوتو پھر جس کو رعایا اور اراکین بادشاہ تسلیم کریں وہی ہوتا ہے۔ پس واقعات بھی بتا رہے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے۔ آپ کی دروغ بیانی اور خانہ ساز ڈھکوسلوں سے کبھی نامعقول بات ثابت ہو سکتی ہے ہرگز نہیں۔

قولہ: انبیاء کے وارث نبی ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی یہ بڑی خواہش اور آرزو ہوتی ہے کہ ان کا جانشین اور وارث نبوت کوئی ولی عہد اور فرزند رشید ہوا...... الخ

جواب: **ناظرین**! یہ سخت دھوکہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا ذکر کر کے اپنا مدعا ثابت کرنا چاہتے ہیں مگر ان عقل و دین کے اندھوں کو معلوم نہیں کہ جو انبیاء علیہم السلام محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے گذرے ہیں اور صاحب اولاد نرینہ تھے ان کے حالات محمد ﷺ سے کس طرح مطابق ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے وقت تو سلسلہ نبوت جاری تھا اور تشریعی غیر تشریعی نبی آتے تھے اور آتے رہے۔ اس دلیل یعنی وارث نبوت سے تو سخت ہتک محمد رسول اللہ ﷺ کی کردی کہ دوسرے نبیوں کو خدا تعالیٰ اولاد نرینہ دیتا رہا اور محمد ﷺ کو محروم رکھا اور اس دلیل سے ان کا شرف بھی محمد ﷺ پر ثابت کر دیا۔ حالانکہ خاتم الرسل وخاتم الانبیاء کو یہی شرف دوسرے انبیاء پر تھا کہ نہ ان کو دین کامل دیا گیا تھا اور نہ ان کو رحمت للعالمین اور خاتم النبیین کہا گیا تھا۔ مگر جب دل قساوت کفر وانکار وشرک فی النبوۃ سے اندھا ہو جاتا ہے تو جو امر شرف کا ہوتا ہے وہی بے دینوں کو عیب نظر آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا بیٹا نہ ہونا مسلمانوں کے نزدیک باعث شرف ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کو خدا نے یہ فضیلت دی کہ کل نبی اس کے مقدمۃ الجیش بنائے اور اشرف الاولین سب کے بعد تشریف لائے۔ رحمت للعالمین کا لقب اسی ختم الرسل کے باعث پایا۔ مگر ان کفار کو جو محمد ﷺ کا در چھوڑ کر کسی اور کو نبی مانتے ہیں جب کوئی شرعی دلیل نہ ملی تو اپنا عقلی ڈھکوسلہ جڑ دیا کہ سب کے پیچھے اور آخر میں آنا باعث فخر نہیں۔ اللہ اکبر! جس امر کو خدا اور اس کا رسول بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس کی امت ہونا اپنا فخر جان کر دعا کرتا ہے کہ خدایا مجھ کو نبی آخر الزمان کی امت میں ہونا نصیب کر۔ آج اسی نبی کی امت ہونے کے مدعی خود اور نبی کا آنا مان رہے ہیں اور اپنی بے دینی کو عقل کی دلیل کہتے ہیں کہ انبیاء سابق کی اولاد ہوتی تھی اور اس کی نبوت کے وارث ہوتے چلے آئے ہیں پس رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی نبی اور وارث ہونے چاہئیں۔ اور بالکل بیہودہ طور پر کتاب کے اوراق سیاہ کر دیئے کہ حجم کتاب بڑھ جائے۔ کہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور کہیں حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا بے محل درج کر دی ہے کہ انہوں نے دعائیں کیں اور ان کو بیٹے اور وارث ملے۔ جس سے بیدین کا مطلب یہ ہے کہ حضرت کی دعا قبول نہ ہوئی اور نہ ان کو کوئی بیٹا ملا۔ یہ ہے مرزائی جماعت کا ایمان کہ اپنے رسول کی ہتک کس پیرائے میں کرتے ہیں اور کس کس لباس میں ہو کر دین اسلام سے دشمنی کر کے اس کی تخریب کے درپے ہیں۔ اس کے ایک امتی کاذب مدعی کی تو سب دعائیں قبول ہوں اور اولاد بھی ہو مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی دعا خدا نے قبول نہ کی اور نہ اس کو اولاد نرینہ دی۔ گویا جو امر رسول اللہ ﷺ کے شرف کا تھا کہ اس کو بیٹا نہ دیکر اس پر ختم نبوت کی جو دلیل خدا نے قول اور فعل سے دی تھی آپ اس کو زکریا اور ابراہیم کی نظیر دے کر باطل کر رہے ہیں۔ اگر اولاد کا ہونا اور وارث کا ہونا باعث فخر ہے تو پھر جن کی سب سے زیادہ اولاد ہوتی ہے وہی افضل ٹھہرے۔ مگر خدا تعالیٰ ان

دشمنان دین کی خاطر پہلے ہی ایسے ایسے باطل اعتراضوں کے واسطے فرما چکا ہے کہ میں نے بیٹا اس واسطے نہیں دیا تا کہ آپ کا خاتم النّبیین ہونا قائم رہے اور کسی قسم کی نبوت آپ کے بعد نہ ہو اس جگہ ایک ڈھکوسلہ بھی جڑ دیا ہے کہ روحانی بیٹا تھا اور روحانی وارث تھا اور وہ مرزا صاحب تھے۔ کیا خوب دلیل ہے جو کہ ذیل کی دلائل سے باطل ہے۔

ا...... اگر دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح حضرت کو شرف ہوتا تو جسمانی بیٹا ہوتا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام وزکریا علیہ السلام کو خدا نے دیا تھا اور ان کے وارث ہوئے تھے جیسا کہ خود ہی آپ نے آیتیں لکھی ہیں۔

۲...... روحانی بیٹے اگر مراد لیں تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بموجب خیر القرون قرنی کے بدرجہ اولیٰ روحانی بیٹے تھے۔ پھر بھی تیرہ سو (۱۳۰۰) سال کے بعد روحانی بیٹا ہو کر قادیانی کا نبی کہلانا باطل ہوا۔ کیونکہ آپ مان چکے ہیں کہ بڑا بیٹا وارث ہوتا ہے اور سب چھوٹے بھائیوں کو بڑے بھائی کی متابعت کرنی چاہیے۔ پس مرزا صاحب جو تیرہ سو (۱۳۰۰) برس چھوٹے ہیں اور صحابہ کرام سے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس پیچھے آئے ہیں ان کی پیروی کریں اور نبی نہ کہلائیں۔ کیونکہ برخلاف نص قرآنی واحادیث ہے۔ کیونکہ اصلی روحانی بیٹوں یعنی صحابہ کرام تابعین وتبع تابعین میں سے بڑے بڑے اولیاء فنافی الرسول کے مرتبہ والے صاحب کشوف والہامات گذرے ہیں، مگر کسی نے بھی اپنے آپ کو نبی نہیں کہلایا۔ پس یہ بالکل باطل ہے کہ بیٹے سے مراد روحانی بیٹا مراد ہے۔

۳...... اگر روحانی بیٹا مراد ہوتا تو یہ غلط ہے کیونکہ جو جو لوگ آنحضرت ﷺ کی شریعت وتعلیم کے وارث ہیں وہ سب کے سب روحانی بیٹے ہیں اور یہ بالکل بے ربط اور نامعقول تھا کہ خدا تعالیٰ باوجود ہونے روحانی بیٹوں کے خلاف واقع ﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ

رِّجَالِکُمْ﴾ یعنی محمد ﷺ کسی کے باپ نہیں کیونکہ روحانیت کے لحاظ سے باپ تو تھا اور خدا کی شان سے بعید ہے کہ اس کو معلوم نہیں کہ محمد ﷺ تو روحانی باپ ہے اور میں اس کو روحانی باپ ہونے سے محروم کر رہا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ امہات المؤمنین کہنے سے خدا تعالیٰ کا صرف جسمانی لحاظ سے مطلب تھا کہ ازواج مطہرات امت محمدی ﷺ پر حرام ہوں ان سے نکاح ثانی کرنا ایسا قرار دیا جیسا کہ حقیقی جسمانی ماں سے نکاح کرنا۔ یہ بالکل باطل ہے کہ خدا تعالیٰ کی منشاء کے برخلاف روحانی مائیں اور روحانی باپ سمجھے جائیں اور تاویلات باطلہ سے ظاہری احکام شریعت کو ایک وہمی اور ظنی قرار دیا جائے کیونکہ اگر ظاہری احکام شریعت کو ہر ایک کی رائے سے روحانی قرار دیا جائے تو آج ایک مسئلہ کل دوسرا پرسوں تیسرا علیٰ ھذا القیاس. جتنے لوگ ہونگے اتنے ہی مرادی اور روحانی معنی ہونگے تو اصل دین مفقود ہو جائیگا۔ مثلاً ایک شخص کہے کہ نماز بھی روحانی ہے ظاہر اوپر نیچے ہونا مراد نہیں اور قرآنی سند بھی پیش کر دے کہ ''اللہ تعالیٰ تمہاری ظاہری صورتوں پر نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے''۔ پس دل کی نماز مراد ہے۔ دوسرا کہے گا کہ روزہ سے مراد بھی بھوکے رہنے سے نہیں روحانی روزہ مراد ہے اور حدیث پیش کرے گا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''بعض لوگ روزہ سے کچھ حصہ نہیں لیتے سوا اس کے کہ منہ باندھ رکھیں انکو کچھ ثواب نہیں ہوتا''۔ روحانی روزہ رکھنا چاہیے۔ ایسا ہی تیسرا آدمی قربانی کے بارے میں کہے گا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''تمہارے خون اور گوشت کی مجھ کو پرواہ نہیں''۔ پس اس سے روحانی قربانی مراد ہے تو مسلمان خدا کے واسطے ذرا غور کریں، کہ ایسی ایسی بیہودہ خودرائی سے دین قائم رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس یہ بالکل باطل اور ابطل ہے کہ محمد ﷺ باپ تھے اور خدا نے غلط فرمایا کہ رسول کسی کا باپ نہیں۔

۴..... چونکہ اللہ تعالیٰ بکل شیء علیم ہے اور اس نے اسی آیت کے اخیر میں فرما بھی دیا ہے کہ ﴿کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ محمد ﷺ کے بعد کاذب مدعی نبوت ہونگے اس واسطے اس نے پہلے ہی سے اپنے قول اور فعل سے ثابت کر دیا کہ محمد ﷺ کو پہلے سے تو خاتم النّبیین فرمایا اور پھر فعل سے کسی رجل کا باپ نہ بنایا کیونکہ اس نے پہلے جملے میں ﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ﴾ یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد بالغ کا باپ نہیں سمجھا دیا کہ چونکہ محمد ﷺ خاتم النّبیین ہے اس لئے یہ کسی کے باپ نہیں۔ معاذ اللہ ابتر نہیں۔ جیسا کہ کفار عرب و مرزائی خیال کرتے ہیں اور دوسرے جملے کے سرے پر لکن کے لفظ سے جو اضراب واستدراک ہے، صاف صاف کھول دیا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں یعنی اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔ خاتم کے معنی تمام کرنا اور انجام کو پہنچانا کسی چیز کا اور مہر کے معنی بھی ہیں۔ مگر جب سیاق وسباق قرآن خاتم کے معنی تمام کرنے والا چاہتے ہیں تو پھر جہالت ہے کہ خاتم کے معنی یہاں انگشتری کریں اور نگینہ و مہر بتائیں اور ناحق نفسانی خواہش کے مطابق الٹے معنی کر کے اوراق سیاہ کر کے لوگوں کو دھوکا دیا جائے۔

قولہ: اولاد رسول اللہ سے ولی عہد ایک ہوگا۔ چنانچہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اپنی کتاب ''منصب الامامت'' کے نکتہ رابعہ کے ذیل میں لکھتے ہیں: **خلیفه راشد بمنزله فرزند ولی عهد رسول است ودیگر ائمه دین بمنزله فرزندان دیگر پس مقتضائے سعادت مندی سائر فرزنداں همیں است که او رابجائے والد خود شمارند وباادوم مشارکت نه زنند بلفظه بقدر حاجت** (ص ۶۸)

جواب: ۱..... مولوی اسمٰعیل صاحب کی عبارت سے تو مرزا صاحب کی نبوت بالکل باطل

تردید نبوت قادیانی

ہے کیونکہ وہ خلافت کے بارے میں لکھتے ہیں نہ کہ نبوت کے بارے میں۔ یہ طریق استدلال بالکل غلط ہے کہ بحث تو ہو نبوت کی اور سند پیش کی جائے خلافت کی۔ چونکہ مرزا صاحب خلافت کے مدعی انگریزوں سے ڈر کر نہیں تھے اس لئے آپ کا استدلال بالکل غلط ہوا۔ مولوی اسمٰعیل نے کہاں لکھا ہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہے۔

۲..... مولوی اسمٰعیل صاحب تو خلیفہ راشد کی شرط لگاتے ہیں کہ وہ خلیفہ جو رسول اللہ ﷺ کے قدم بقدم چلے وہ بمنزلہ فرزند رسول ہے۔ اب کوئی صاحب ہوش مان سکتا ہے کہ تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک تو کوئی خلیفہ راشد نہیں ہوا اور تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک رسول اللہ ﷺ بھی بغیر فرزند رہے اور اسلام بھی بغیر خلافت و خلیفہ یونہی ترقی کرتا رہا اور تخت خلافت بغیر خلیفہ چلا آیا۔ **نعوذ باللّٰہ من ھفوات الجاھلین۔**

۳..... اگر خلیفہ آج تک کوئی نہیں ہوا اور نہ فرزند رسول آج تک کوئی ہوا تو پھر اسلام دنیا پر کس طرح پھیلا؟ اور شریعت اور دین کس طرح قائم رہا؟ اور بقول آپ کے بڑا بیٹا تخت خلافت پر بیٹھنا چاہیے تھا اور بڑا بیٹا آپ کے نزدیک مرزا صاحب ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کے وقت اور ان کی وصال کے وقت وجود ہی نہ تھا اور حضرت ابوبکر ؓ نے خلافت کی مسند پر قدم رکھا تو گویا انہوں نے مرزا صاحب کا حق چھینا اور پھر حضرت عمر ؓ نے بھی جو کہ بڑے عادل تھے انہوں نے بھی مرزا صاحب کا، جو نبی تھے اور نبی کا جانشین بھی نبی ہونا چاہیے تھا، حق چھینا اور ایسا ہی دیگر خلفاء نے حتیٰ کہ نوبت حضرت امام حسن ؓ و حسین ؓ تک پہنچی اور وہ بھی معاذ اللہ غلطی پر تھے کہ مرزا صاحب کے حق کو نہ جانا اور خود مدعی خلافت بنے اور یزید سے بیعت خلافت نہ کی۔ مگر بڑا ظلم خدا نے کیا کہ مرزا صاحب کا حق یزید کو دے دیا۔ اللہ اکبر! یہ سچ ہے جو امام وقت کو نہیں پہچانتا اور جھوٹے سچے میں تمیز نہیں

کرتا اوراس کی بیعت کر لیتا ہے جہالت کی موت مرتا ہے۔ کیا یہ کم جہالت ہے کہ ولی عہد تو تیرہ سو (۱۳۰۰) برس پیچھے پیدا ہوا اوراس کی خلافت تیرہ سو (۱۳۰۰) برس اس کے پہلے سربراہ خلافت کرتے آئے ہوں۔ مگر وہ جنہوں نے جانیں قربان کیں، جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کے شریک رہے، مال وجان قربان کئے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مصیبتوں میں رات دن رہے، وہ تو ولی عہد نہ ہوئے اور نہ وہ رسول اللہ ﷺ کے فرزند کہلا کر نبی ہوئے بلکہ **لانبی بعدی** اور خاتم النّبیین مانتے رہے۔ مگر ۱۳/سو برس کے بعد ایک رقیق القلب نہایت ڈرنے والا جس کو اگر خواب میں بھی تلوار نظر آتی تو سب دعووں سے ڈر کر دست بردار ہو جاتا۔ گھر کے کواڑ بند کر کے اندر سے تیر وتفنگ چلانیوالا بھی خلیفہ ہونے کا مدعی ہے۔

ہم یہ ادب سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ اسلام اور تمام اسلاف کی ہتک نہیں کہ ان کی خلافت ایسی ایسی تاویلات کے جنگوں سے قائم ہوئی تھی جیسا کہ مرزا صاحب نے جنگ مقدس کر کے شکست کھا کر اس کا نام فتح رکھ کر خلافت قائم کی ہے اور جتنے اسلامی جنگ اور فتوحات ہیں سب ایسے ہی تھے جن کے ذریعہ سے مرزا صاحب نے اپنی خلافت قائم کی ہے۔

افسوس! میر صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی سند پیش کر کے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا تنزل خلافت پر کر کے ان کی نبوت کو ملیا میٹ کر دیا۔ کیونکہ خلیفہ تو ہمیشہ ہوتے آئے اور اب بھی ہیں مگر وہ نہ تو مدعی فرزند رسول ہوئے اور نہ ہی مدعی نبوت ہوئے۔ ہاں کذابون نبوت کے مدعی ہوتے رہے اور خلافت اسلامی ان کو پائے مال کرتی رہی مرزا صاحب کی صداقت بھی فوراً نکل آتی 'اگر کسی اسلامی خلافت کے ماتحت ہو کر دعویٰ کرتے۔ انگریزوں کا آزادی کا زمانہ تھا جو کوئی چاہے دعویٰ کرے کون پوچھتا ہے۔ اگر ولی عہد رسول تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ کی خلافت کا دعویٰ ان لوگوں میں کرتے جنہوں نے ان کی مسند

خلافت چھینی ہوئی ہے۔ مگر وہاں تو مردان میدان کا کام تھا، نہ کہ بہت باتوں کے تیر وتفنگ سے فتح یاب ہونے والوں کا۔ اب میر صاحب فرمائیں کہ اب بھی مرزا صاحب کو ولی عہد خلافت مانتے ہیں اور یہی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے تیرہ سو (۱۳۰۰) سال کے بعد خلافت کا مدعی آیا اور زبانی جمع خرچ کر کے بغیر حاصل کئے اپنی خلافت کے دنیا سے چل دیا۔ اور کیا میر صاحب ایسے فرزند کو لائق فرزند کہیں گے کہ باپ کی خلافت کو غیروں کے ہاتھ میں دیکھے اور صبر وشکر کر کے باتوں باتوں میں خلیفہ بن کر دل خوش کرے یا اس جاٹ کی طرح جو گھر جا کر کہنے لگا کہ ریل کیا ہے، پیٹ میں پانی ڈال لیا اور ہاتھ پر آگ لے کر چیخ مار کر دوڑنا شروع کر دیا پس ریل ہوگئی۔ ایسا ہی مرزا صاحب نے خلافت کو ایک جاٹ والی ریل سمجھ لیا کہ چلو خلافت کیا ہے۔ سودو سو مرید اردگرد بیٹھ گئے اور کچے خوشامدیوں نے چاروں طرف سے جری اللہ وخلیفۃ اللہ پکارنا شروع کر دیا۔ پس مرزا صاحب نے بھی اپنے آپ کو خلیفہ سمجھا۔ مولانا روم کے شعر میں ہم تھوڑا تصرف کر کے لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے مناسب حال ہے ؎

کار شاہان بر قیاس خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

ہم نے 'پاکان' کی جگہ 'شاہان' لکھا ہے۔ خلافت بادشاہت کا نام ہے اگر مرزا صاحب فرزند رسول ہو کر ولی عہد خلافت ہوتے تو شیروں کی طرح میدان میں آتے مگر چونکہ وہ قادیان کے خم میں بندر ہے۔ اس واسطے شیر یعنی خلیفہ نہ تھے بلکہ شیر یعنی دودھ تھے۔

اب تو واقعات نے بتا دیا ہے کہ مرزا صاحب کا ایک دعویٰ بھی درست نہیں۔ خود ان کے معیار سے ثابت ہو گیا۔ دیکھو 'اخبار بدر' مورخہ ۱۹/جولائی ۱۹۰۶ء طالب حق کیلئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کیلئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ

پرستی کے ستون کو توڑوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام۔ غلام احمد

ناظرین! اب مرزائی صاحبان بتائیں کہ مرزا صاحب فوت بھی ہوگئے اور ان سے کوئی کام بھی مسیح موعود کا ظہور میں نہ آیا۔ عیسیٰ پرستوں کا عروج دن بدن زیادہ ہے اور اسلام کا تنزل ہو رہا ہے۔ اب مرزا صاحب کے اپنے معیار سے تو وہ مسیح موعود نہ رہے۔ باقی رہا ان کا خلیفہ ہونا' سو اس کا جواب یہ ہے کہ شیر قالین شیر جنگل نہیں ہوسکتا۔ دعویٰ بغیر ثبوت کے کون مان سکتا ہے خلیفہ تو بن گئے مگر خلافت کا ثبوت پوچھو تو بغلیں جھانکنے لگ جاتے ہیں کہ قادیانی خلافت کا ملک کہاں ہے یا شطرنج کا بادشاہ اور دیگر اراکین ہیں کہ قادیانی بستہ میں بند ہیں کسی کو نظر نہیں آتے۔

۴..... امام اگر بمنزلہ فرزند رسول ہے تو جتنے امام گذرے ہیں سب فرزند رسول ﷺ ہوئے اور امام کی علامت یہ ہے کہ وہ تابع شریعت محمد ﷺ ہو۔ مرزا صاحب تابع شریعت محمدی نہیں رہے خود مدعی نبوت ہو کر مسلمان متبعین کی فہرست سے نکل گئے اور امام نہ رہے۔ جو شخص احکام شریعت کو منسوخ کرے جیسا کہ مرزا صاحب 'تحفہ قیصریہ' میں لکھتے ہیں کہ وہ عیب و غلطیاں مسلمانوں میں ہیں۔ (۱) تلوار کا جہاد اپنے مذہب کا رکن سمجھتے ہیں۔ (۲) خونی مہدی و خونی مسیح کے منتظر ہیں۔ (۳) مسلمانوں کے جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حق میں

تردید نبوتِ قادیانی

بداندیش ہے۔ ہزارہا مسلمان میرے تابع ہوگئے اس خطرناک وحشیانہ عقائد کو چھوڑ کر۔ میرا گروہ ایک سچا خیر خواہ گورنمنٹ بن گیا ہے ہر ایک جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔

اب ناظرین انصاف سے کہیں کہ جو شخص اس طرح در پردہ اسلام کا دشمن ہو اور مسلمانوں کو خواہ وہ کسی ملک کے باشندے ہوں جب ان پر کوئی دشمن چڑھائی کرے تو مسلمانوں کو اس سے لڑنا قطعاً حرام ہے۔ وہ جو چاہے مسلمانوں سے سلوک کرے مکہ معظمہ کی بے حرمتی کرے، مدینہ منورہ کو مسمار کرے، بغداد شریف و بیت المقدس کو منہدم کرے، عورتوں کی عصمت بگاڑے، مسلمانوں کو لڑنا حرام ہے۔ ایسا شخص فرزند رسول ہے یا در پردہ عیسائی ہے۔

۵..... فرزند رشید وہ ہوتا ہے جو باپ کے قدم پر چلے۔ باپ تو فرماتا ہے کہ خدا نے مجھ کو تمام نبیوں پر فضیلت دی ہے کہ میرے واسطے جہاد فرض کیا ہے اور فرزند رشید تیرہ سو (۱۳۰۰) برس کے بعد اس حکم خدا کو کہ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ﴾ منسوخ کرتا ہے اور تمام اہل اسلام کو جنہوں نے جہاد فی سبیل اللہ کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو قطعی جنتی فرمایا اس کے فرزند ہونے کے مدعی نے ان کو 'خونی بداندیش' کا لقب دیا اب جس کے دماغ میں ذرہ بھی عقل انسانی ہے کہہ سکتا ہے کہ یہ ناخلف جو باپ کے برخلاف جاتا ہے اس کا وارث ہے اور اس کے تخت خلافت کا مستحق ہے؟ ہرگز نہیں۔

۶..... میر صاحب نے مولوی اسمٰعیل صاحب کی تحریر سے جو اخذ کیا ہے، بالکل بے محل اور ان کے دعویٰ کے برخلاف ہے کہ **امام وقت بمنزلہ فرزند رسول است وسائر اکابر واعاظم ملت بمنزلہ ملازمان وخدمتگاراں اند پس تمام اکابر**

سلطنت وارکان ملک را تعظیم شاهزاده والا که هر ضرور ست......الخ

کیونکہ امام وقت جو کہ فرزند رسول ہے تیرہ سو (۱۳۰۰) سال کے بعد پیدا ہوا اور اس کے خدمتگار پہلے پیدا ہو کر مر بھی جائیں، یہ بالکل باطل اور محال ہے یا یہ ماننا پڑے گا کہ پہلے جس قدر امام وقت گذرے ہیں سب نبی تھے اور یا یہ کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت جھوٹا ہے۔ کیونکہ مولوی اسمٰعیل صاحب کا صاف مطلب یہ ہے کہ امام وقت رسول اللہ ﷺ کا گدی نشین ہے اور دیگر تمام اہل اسلام بمعہ ارا کین خلافت سب اس کے حکم کے تابع ہیں یعنی امام وقت شریعت کے مطابق حکم کرے گا اور خلیفہ وتمام ارا کین خلافت اس کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ اب واقعات پر نظر ڈال کر دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر ؓ امام وقت وخلیفہ وقت تھے۔ جب انہوں نے مسند خلافت خالی کی تو دوسرے صحابہ کرام نے قدم رکھا۔ اسی طرح تیرہ سو (۱۳۰۰) سال گذرے تب مرزا صاحب پیدا ہی نہ ہوئے تھے تو پھر وہ ارکان سلطنت وخلافت کس کی تعظیم وتکریم کرتے جس سے اس دلیل کا مرزا صاحب پر وارد کرنا بالکل باطل ہے۔

قولہ: پھلواری پر خزاں۔

جواب: ان بازاری باتوں طعن تشنیع لب وشتم کا جواب یہی ہے کہ عطائے شماء بہ بقائے شما پھلواری صاحب کے چاند پر اگر کوئی تھوکتا ہے تو اسی کے منہ پر پڑے گا۔ آپ نے صرف لغویات سے کتاب کو بھرنا تھا سو بھر دیا۔ شرعی نص تو کوئی نہیں صرف اپنی رائے میں جو آتا ہے لکھ مارتے ہیں، نہ اللہ کا ڈر ہے نہ رسول کی عزت ہے۔ سچ ہے جب رسول الگ کر لیا محمدی کہلانے سے عار ہے تو پھر محمد ﷺ کی کلام کا مقابلہ کرنا کیا مشکل ہے۔ جب محمد ﷺ کے مقابلہ میں اپنے پیغمبر کو کھڑا کر دیا تو محمد ﷺ کی کلام کے سامنے اپنے ڈھکوسلے ضروری تھے۔

مگر افسوس کہ میر صاحب اپنے مرشد و پیر و پیغمبر قادیانی کی تحریر کو بھی بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ جن تحریروں میں وہ خود ختم نبوت کے قائل ہیں اور صرف ایک نامعقول دلیل تراش لی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ بیشک خاتم النّبیین تھے اب کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آئے گا۔ مگر مرزا صاحب بلا دلیل نبی تھے اور میر صاحب کے تمام دلائل کا جواب تو ان کا نبی خود دے رہا ہے اور یہ بقول مدعی ست گواہ چست، وہ تو نبی ناقص وظلی نبوت کا مدعی ہے اور اس کے مرید اس کو محمد ﷺ کا بیٹا اور نبوت وخلافت کا وارث کہتے ہیں۔ **پیراں نمی پرانند مریدان می پرانند** کا ثبوت خود دے رہے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کا کوئی پیر و مرشد نہیں اور نہ ان کا کوئی مذہب ہے۔ کاش مرزا صاحب کا کہنا ہی مانتے اور مرزا صاحب کو شاہزادہ و وارث خلافت سلطنت بعد محمد ﷺ قرار نہ دیتے۔ مگر نفسانیت اسی کا نام ہے۔

قولہ: خاتم النّبیین کے معنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ **قولوا انه خاتم النّبیین ولا تقولوا انه لا نبی بعده** یعنی ’’آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین تو کہو لیکن یہ مت کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں‘‘......الخ

جواب: افسوس مرزائیوں کے مذہب میں جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا ثواب ہے کہ ان کو کلام خدا اور رسول میں تحریف کرتے ہوئے کچھ خوف خدا نہیں۔ اس حدیث کا تھوڑا حصہ نقل کر کے باقی حدیث جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر تھا چھوڑ دیا ہے۔ پس دیکھو تمام قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (تکملہ مجمع البحار ص ۸۵) میں ہے: **وفی حدیث عیسیٰ انه یقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویزید فی الحلال ای یزید فی الحلال نفسه بان یتزوج ویولد له وکان لم یتزوج قبل رفعه الی السمآء فزاد بعد الهبوط فی الحلال فحینئذ یومن کل احد من اهل الکتٰب**

متیقن بانه بشره وقال عائشة قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا انه لانبی بعده لانه اراد لانبی ینسخ شرعه اس میں چندضروری باتیں بیان کرنے کے قابل ہیں۔

۱.....اول مصنف ''مجمع البحار'' کا اس قول کونقل کرنا یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کرنا اس واسطے ہمارے لئے سند نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے اس قول کا کوئی حوالہ نہیں دیا اور نہ اس کے راویوں کا پتہ اور نہ کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے۔اس لئے کسی شخص کے نزدیک یہ قابل اعتبار نہیں ہوسکتا۔

۲.....مصنف نے اس کتاب میں کلمہ یزیدُ کے معنی اور تفسیر بیان کرنے کے متعلق اس قول کونقل کیا ہے۔جس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نہ کہ کوئی ان کا مثیل) قیامت سے پہلے دنیا میں نازل ہونگے اور آکر خنزیر کوقتل کریں گے اور صلیب کوتوڑیں گے اور حلال میں زیادتی کریں گے یعنی آسمان پر جانے سے پہلے چونکہ انہوں نے بیوی نہیں کی اس لئے دوبارہ آسمان سے اتر کر بیوی کریں گے ان کے بال بچہ پیدا ہونگے۔اور اس زمانہ کے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے اور اس بات پر یقین کریں گے کہ وہ ایک بشر ہیں۔(خدا نہیں ہیں جیسا کہ نصاریٰ سمجھتے رہے ہیں)

اس پر یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا اس حدیث صحیح اور دیگر احادیث صحاح سے تشریف لانا ثابت تو حدیث لانبی بعدی کے کیا معنی ہیں؟ حالانکہ یہ حدیث بھی صحیح ہے۔اس شبہ کو دور کرنے کیلئے مصنف نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا محمد ﷺ کے بعد آنا خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے معارض نہیں' کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام محمد ﷺ کے بعد پیدا

نہیں ہوئے بلکہ پہلے پیدا ہوئے ہیں اور جب وہ دوبارہ نزول فرمائیں گے تو وہ نبی تو ضرور ہونگے مگر حضور علیہ السلام ہی کی شریعت پر عمل کریں گے ان کے پاس ان کی اپنی شریعت نہیں ہوگی جو حضور علیہ السلام کی شریعت کے معارض یا ناسخ ہو۔'' پس یہی اس کا مطلب ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

۳.....اگر یہ قول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مصنف 'مجمع البحار' کے لکھنے پر قابل سند ہے تو ان الفاظ کا جو مرزائی مطلب بیان کرتے ہیں وہ کیونکر درست ہوسکتا ہے؟ جبکہ مصنف خود اسی کتاب کے صفحہ ۳۲۹ پر ایک صحابی کا قول روایت کرتا ہے فنظرت الی خاتم النبوۃ ای شیء یدل علی انه لا نبی بعده. پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۲ میں لکھا ہے فبعث اللہ عیسیٰ علیہ السلام ای ینزله من السماء حاکمابشرعنا. پھر اسی تکملہ کے صفحہ ۱۷۹ پر لکھا ہے الذی فی زمن عیسی علیہ السلام ویصلی معه ویقتلان الدجال و یفتح القسطنطنیة جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ختم نبوت کی دلیل لا نبی بعدی ہے۔اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مبعوث ہونے سے مراد ان کا آسمان سے نازل ہونا ہے جو اتر کر ہماری شریعت کے مطابق فیصلہ دیں گے۔اور مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں مل کر نماز پڑھیں گے اور دونوں ملکر دجال کو قتل کریں گے اور قسطنطنیہ کو جو اس سے پہلے کافروں کے قبضہ میں ہوگا، فتح کریں گے۔

پس یہ معنی کرنا کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام نازل نہیں ہونگے بلکہ ایک مثیل عیسیٰ ہوگا جو نبی بھی ہوگا' بالکل غلط اور خلاف مجمع البحار کے ہے۔

۴.....قطع نظر اور روایات کے اگر اسی پر اکتفا کیا جائے کہ جس کے ضمن میں مصنف 'مجمع البحار' نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول بیان کیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس قول کو تو صحیح سمجھا

جائے اور اس کے پہلے حصہ کو چھوڑ دیا جائے' کہ جس میں صاف الفاظ سے **وکان لم یتزوج قبل رفعه الی السماء فزاد بعد الهبوط فی الحلال** موجود ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے آپ نے شادی نہیں کی تھی پس جب دوبارہ اتریں گے تو بیوی کریں گے ان کے بال بچے پیدا ہونگے۔ کیا **لا تقربوا الصلوٰۃ** پر عمل کرنا اور **وانتم سکاری** کو چھوڑ دینا کسی اور چیز کا نام ہے (العیاذ باللہ)۔ یہ محض مغالطہ اور دھوکہ ہے۔ نہ اس کا مطلب مصنف مجمع البحار کے نزدیک اور نہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک اور نہ کسی صاحب علم کے نزدیک یہ ہوسکتا ہے کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور شخص نبی ہوسکتا ہے۔ یہ محض مرزائیوں کی خانہ ساز تاویل ہے۔ جس سے وہ لوگوں کو دھوکہ اور مغالطہ میں ڈال کر مرزا صاحب کو نبی ورسول بنانا چاہتے ہیں۔

۵..... مصنف 'مجمع البحار' خود یہی رونا روتا ہے کہ لوگوں نے دین کو کھیل بنا رکھا ہے۔ خاتم النبیین کے بعد بعض آدمیوں کو نبی مان لیتے ہیں۔ چنانچہ اس قول کے آگے چل کر وہ خود ہی لکھتے ہیں **الی ان قال وبعض انبیاء هم جعلوا شخصا من سنده عیسیٰ علیہ السلام فهل هذا الا لعب الشیطان** یعنی اس زمانہ میں نبی بنانے والے لوگوں نے ایک شخص کو جو سندھ کا رہنے والا ہے عیسیٰ بنا رکھا ہے۔ یہ شیطانی کھیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسے فتنوں سے محفوظ رکھے۔

یہ بالکل غلط ہے اور صریح دھوکہ دینا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ مطلب تھا کہ خاتم النبیین کا مطلب اور تفسیر انہوں نے نص قرآنی وآنحضرت ﷺ کے برخلاف کی اور امکان وبعثت کسی اور نبی کے قائل تھیں۔ ان کا یہ مطلب ہے کہ نیا نبی تو بالکل محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ ہوگا مگر نبی اللہ جو عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کا بیٹا ہے وہ اس کے

بعد آئے گا۔ پہلے جملہ سے صاف ظاہر ہے کہ محمد ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی خاتم النبیین ہی یقین کرتی تھیں مگر چونکہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہوا تھا کہ آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام بیٹا مریم کا نبی اللہ جس کے اور محمد ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں قتل دجال کے واسطے آسمان سے اتریں گے کیونکہ وہ مرے نہیں' وہ زندہ اسی واسطے ہیں کہ بعد نزول میری امت میں سے ہو کر قتل دجال کر کے میرے دین کی اشاعت کریں گے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام وغیرہم کا یہی مذہب تھا کہ **ان عیسیٰ علیہ السلام لم یمت وانه راجع علیکم قبل یوم القیمة** یعنی 'عیسیٰ نہیں مرے اور تمہاری طرف واپس آنے والے ہیں دن قیامت سے پہلے۔' اب یہاں سوال یہ ہوسکتا ہے کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی خبر آنحضرت ﷺ نے دی تھی؟ جس کے جواب میں ہم وہ حدیث نقل کرتے ہیں جس سے مرزائیوں کا تمام طلسم ٹوٹ جاتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو بہتان باندھتے ہیں کہ وہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی جدید نبی کی بعثت کے قائل تھیں یا ان کا مذہب تھا کہ خاتم النبیین کے بعد ظلی وناقص نبی آئیں گے وہ غلط ثابت ہو۔ **عن عائشة قالت قلت یارسول اللہ ﷺ انی اری اعیش بعدکم فتاذن ادفن الی جنبک فقال وانی لی بذالک الموضع مافیه الا موضع قبری وقبر أبی بکر وعمر وعیسی علیہ السلام ابن مریم** ترجمہ: فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارک میں عرض کی کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی' اگر اجازت ہو تو میں آپ کے پاس مدفون ہوں۔ فرمایا آنحضرت ﷺ نے، میرے پاس تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مریم کی قبر کے سوا اور جگہ نہیں۔

ناظرین! اب تو آپ کو مرزائیوں کی ابلہ فریبی معلوم ہوگئی کہ

اول: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا کہ وہ خاتم النّبیین کے بعد جدید نبی کا مبعوث ہونا یقین کرتی تھیں حالانکہ ان کا مطلب عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مریم سے تھا۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہاں فرمایا ہے کہ جدید نبی امت محمدی میں سے مدعی نبوت ہو کر سچا ہوگا؟ اگر ایسا ہوتا تو سب سے پہلے دعویٰ نبوت مسلمانوں میں سے مسیلمہ کذاب واسود عنسی نے کیا اوران کو ترقی بھی اس قدر جلدی ہوئی کہ مرزا صاحب کو ہرگز نہیں ہوئی اوران کے پیروان پر جان و مال فدا کرتے تھے اور جنگ کرتے تھے اور عزیز جانیں ان پر قربان کرتے تھے۔ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے تو پھر مسیلمہ کذاب کو نبی کیوں نہ مانا حالانکہ اسوقت آنحضرت ﷺ کی وفات سے عہدہ نبوت بھی خالی تھا اور بقول میر صاحب محمد رسول اللہ ﷺ کی وصال سے عہدہ نبوت بھی خالی تھا۔ اور بقول میر صاحب محمد رسول اللہ ﷺ کا بڑا بیٹا اور ولی عہد تھا مگر چونکہ کسی نے صحابہ کرام میں کاذب مدعی نبوت کو نہ مانا اوران کا قلع قمع کیا۔ جس سے صاف صاف ثابت ہوگیا کہ سب صحابہ کرام وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہما کا مذہب یہی تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی نہیں۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نبی اللہ ناصری جس کی خبر مخبر صادق محمد رسول اللہ ﷺ نے دی ہے وہی نبی اللہ نزول فرمائے گا۔ اس کے سوا جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے، کاذب ہے اور یہی مذہب اسلاف مسلمانوں کا تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک چلا آیا ہے جیسا کہ پہلے ہم نے لکھ دیا ہے یہ بالکل غلط ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ مذہب تھا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی جدید نبی آنا ہوتا تو آنحضرت ﷺ یہ کیوں فرماتے کہ

پہلی امتوں میں ادب سکھانے والے غیر تشریعی نبی آیا کرتے تھے مگر چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اس لئے میرے امراء وقاضی اس کام کو سرانجام دیں گے۔

دوم: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے تو صاف صاف فرمادیا کہ میرے بعد کسی قسم کا نبی نہ ہوگا۔ بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے برخلاف فرمائیں اوران کا فرمانا قرآن وحدیث کے برخلاف کیونکر ہوسکتا ہے۔ پس مرزائیوں کا ڈھکوسلہ غلط ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب یہ تھا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی مبعوث ہوسکتا ہے قول کا آدھا حصہ نقل کر کے دھوکا دیا ہے۔

قولہ: خاتم اول اور تاخیر زمانی۔ خلاصہ اس تحریر کا یہ ہے کہ تاخیر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں ہے پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟

جواب: ۱...... حدیث شریف میں ہے **عن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ ﷺ لی خمسة اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللّٰہ الکفر به وانا الحاشر الذی یحشر الناس علیٰ قدمی وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی وقد سماہ اللہ رؤفا رحیما** ترجمہ: جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں۔ محمد ﷺ، احمد ﷺ، ماحی ﷺ، کفر مٹانیوالا، حاشر ﷺ عاقب ﷺ۔ (جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا)۔ اب کوئی مسلمان کسی شخص کے ڈھکوسلے رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں کیسے مان سکتا ہے۔ دوسری حدیث **عن أبی موسیٰ قال کان النّبی یسمّی لنا نفسه أسماء فقال انا محمد انا أحمد انا المقفی وانا الماحی ونبی التوبة ونبی الرحمة المقفی هو المولیٰ**

الذاهب یعنی اٰخر الانبیاء المتبع فلا نبی بعده ترجمہ: ابی موسیٰ ؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ اپنے کئی ایک نام ہمارے سامنے ذکر فرمایا کرتے ۔ محمد ﷺ، احمد ﷺ، مقفی یعنی آخرالانبیاء، ماحی نبی التوبہ، نبی الرحمۃ ﷺ۔ جب رسول اللہ ﷺ نے خود اس امر کا فیصلہ کر دیا ہے اب اس کا تدافع عقلی ڈھکوسلوں سے کرنا اور اپنی قیاسی بے سند دلیلیں دینا ایک مسلمان کا کام نہیں اور دوسرے مسلمان ان کی کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ کوئی شرعی سند امکان نبوت پر ہے تو بتاؤ فضول باتوں سے کیا فائدہ۔ جب رسول اللہ ﷺ باعث فضیلت فرماتے ہیں کہ لانبی بعدی تو پھر آپ کی اور مرزا صاحب کی کون سنتا ہے۔ مگر افسوس آپ تو مدعی قرآن سے امکان نبوت ثابت کرنے کے تھے لیکن من گھڑت باتیں پیش کر رہے ہیں۔ کیا اسی کا نام اتقا ہے۔ ان حدیثوں نے تو مرزا صاحب کے اس دعوی کی بھی تردید کر دی کہ میرا نام احمد ہے رسول اللہ ﷺ صرف محمد ہی تھے اب کوئی حدیث یا آیت آپ کے پاس ہے تو لاؤ اور دھوکہ دہی سے باز آؤ آخر مرنا ہے۔ یہ بات دل میں خوب بٹھا رکھو کہ آپ کی کوئی دلیل بغیر سند شرعی ہرگز کوئی مسلمان جو محمد ﷺ کو سچا رسول یقین کرتا ہے، نہ مانے گا کیونکہ رسول کے مقابلہ پر اگر لاکھوں کروڑوں جاہل اور بے دین ملکر شور مچائیں اور ایک ہی آواز نکالیں تب بھی رسول اللہ ﷺ کی بات کو ترجیح ہوگی اور مسلمان ایسے عقلی ڈھکوسلوں کی کچھ بھی قدر نہ کریں گے مگر ایمان شرط ہے ایمان چھوڑ کر جو کوئی کچھ چاہے مان لے۔ اس کا علاج تو اسلامی خلافت میں ہی ہوسکتا ہے۔ کیسا غضب ہے کہ خدا اور رسول تو فرمائیں کہ خاتم النّبیین فخر ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی خصوصیت دوسرے نبیوں پر بتائی کہ مجھ کو خدا نے خاتم الانبیاء کیا۔ مگر آپ اس کو ہتک جانتے ہیں یہ ایسی ہی لغویات ہے کہ کوئی کہے کہ مرزا غلام احمد کی ہتک ہے کہ ان کو مسیح موعود مانا جائے کیونکہ بغیر باپ کے

ہونا کچھ فخر کی بات نہیں اور مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوا تھا۔ حالانکہ مرزا صاحب مسیح موعود ہونا اپنا فخر جانتے ہیں۔ محمد ﷺ تو اپنا فخر خاتم النّبیین ہونا فرماتے ہیں مگر مرزا صاحب اور ان کے مرید رسول اللہ ﷺ کی تردید کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن درست نہیں سمجھا جب خدا کامل الصفات متکلم سمجھانیوالا اور افضل البشر محمد ﷺ سمجھنے والے تو خاتم النّبیین کے معنی (نعوذ باللہ) غلط سمجھے اور تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک تمام مفسرین وصحابہ کرام ومجتہدین وائمہ اربعہ تیئیس (۲۳) کروڑ مسلمان تمام دنیا کے جس میں اہل زبان بھی شامل ہیں وہ سب کے سب غلط سمجھے مگر ایک پنجابی ہندوستانی جو کسی اسلامی ملک کا سند یافتہ نہیں وہ صحیح سمجھے۔ یہ ڈھکوسلہ تو کوئی مخبوط الحواس ہی مان سکتا ہے کہ آیت خاتم النّبیین جس رسول پر نازل ہوئی وہ تو نہیں سمجھا اور نہ خدا ان کو سمجھا سکا۔ کیا اس میں خدا کی ہتک نہیں کہ وہ صحیح کلام مطابق مفہوم کے محمد ﷺ سے نہ کرسکا اور کیا اس میں محمد ﷺ کی ہتک نہیں ہے کہ جامع صفات انسان ہو کر خاتم النّبیین کے معنی نہ سمجھے اور ''لا نبی بعدی'' کہتے رہے اور اپنا نام عاقب بتایا یعنی سب کے پیچھے آنیوالا اور کیا اس میں مرزا صاحب کو محمد ﷺ پر شرف نہیں ہے اگر ہے اور ضرور ہے تو پھر یہ کیوں کفر نہیں کہ ایک امتی کو رسول اللہ ﷺ پر شرف دیا جائے۔ تقدم وتاخر حسب موقعہ وحسب شان ممدوح ہوتا ہے، نہ یہ کلیہ ہے کہ جو چیز یا وجود آخر آئے فضیلت رکھتا ہے اور نہ یہ کلیہ ہے کہ جو وجود مقدم آئے وہی فضیلت رکھتا ہے جب واقعات بتا رہے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے تقدم وتاخر میں تاخر باعث فضیلت ہے کیونکہ مشاہدہ سب دلیلوں اور ثبوتوں سے بہتر ہے۔ جب واقعات بتا رہے ہیں کہ حضرت آدم ؑ سب سے اول ہیں اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد دیگرے تشریف لائے مگر محمد ﷺ سب کے بعد تشریف لائے اگر آپ کا بلا دلیل منطق مان لیں کہ تاخر زمانی

باعث فضیلت نہیں تو پھر تمام انبیاء علیہم السلام محمد رسول اللہ ﷺ سے بسبب تقدم زمانی کے افضل ہونگے۔ حالانکہ یہ بالبداہت وبالاجماع ہر ایک مسلمان کا اعتقاد وایمان ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ افضل الانبیاء ہیں۔ پس آپ کی یہ دلیل باطل ہے کہ تاخر زمانی باعث فضیلت نہیں۔ کیونکہ جب نظیر موجود ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ افضل الانبیاء آخر تشریف لائے اور وہ افضل ہیں تو ضرور ہوا کہ تاخر زمانی باعث فضیلت ہو کیونکہ ہمارے پیغمبر سب انبیاء کے بعد تشریف لائے اور اپنی تشریف آوری سے اس زمانہ تاخر کو قدوم میمنت لزوم سے فضیلت دی جیسا کہ تمام ملکوں میں سے 'ملک عرب' کو شرف بخشا مگر یہ تو ایمان کے نور کی روشنی سے نظر آتا ہے۔ جس شخص کا ایمان ہی مکدر ہے۔ اس کو رسول اللہ ﷺ کی شان کیا نظر آتی ہے۔ ہمارا تو اعتقاد ہے کہ حضور محمد ﷺ کی تشریف آوری اور قدوم کی برکات سے زمانہ کو شرف حاصل ہوا، ملک کو شرف حاصل ہوا، اس زمین کو شرف حاصل ہوا جہاں آپ رونق افروز ہوئے، وہیں برکات نزول رحمت ہوا۔ یہ آپ نے کہاں سے نکال لیا کہ محمد ﷺ کو شرف کسی زمانہ میں پیدا ہونے یا ملک کے پیدا ہونے میں ہوسکتا ہے۔ فضیلت وشرف تو حضرت کی ذات کے ساتھ تھا جیسا کہ کلیہ قاعدہ ہے کہ صفت اپنے موصوف کے ساتھ ہوتی ہے۔ پس محمد ﷺ کے شرف سے دوسرے مشرف ہوئے، نہ کہ محمد ﷺ کے شرف کا باعث کوئی زمانہ یا ملک ہوسکتا تھا۔ لہٰذا آپ کا یہ فرمانا بالکل غلط ہے کہ خاتم النبیین ہونا کوئی بالذات فضیلت نہیں افضلیت اس واسطے ہے کہ جو نبی کے بعد آتا ہے وہ پہلے نبی کے احکام وشریعت کا ناسخ ہوتا ہے اور ناسخ منسوخ سے افضل ہوتا ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ جس نبی کی شریعت واحکام اکمل واتم ہوں گے وہ نبی بھی افضل ہوگا۔ مگر جب ہم بدقسمتی سے یہ مان لیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے گا تو ضرور یہ بھی مانیں گے کہ محمد ﷺ کے بعد

آنے والا محمد ﷺ سے کوئی افضل احکام واکمل شریعت لائے گا اور جب وہ افضل احکام لائے گا تو ضرور اسکو شرف محمد ﷺ پر ہوگا جیسا کہ محمد ﷺ کو دیگر انبیاء پر ہوا تھا، یہ بالکل لغو ہے کہ کوئی جدید شریعت واحکام نہ لائے گا۔ اگر کوئی جدید شریعت واحکام نہ لائے گا تو پھر اس کا آنا فضول وبے فائدہ ہے۔ اور (معاذاللہ) خدا کی طرف کسی عبث وفضول کام کا منسوب کرنا کفر ہے اور اگر جدید شریعت واحکام لائے گا تو ﴿اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ باطل ہوگا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد غلام احمد آیا اور محمد ﷺ کی شریعت کامل ہے اسی کا تابعدار آیا اور نئی چیز کوئی نہیں لایا تو اس کا آنا فضول ہے۔ جب غلام احمد کی نبوت مان کر بھی ہم کو وہی کرنا ہے جو تیرہ سو (۱۳۰۰) برس سے کر رہے ہیں تو میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ غلام احمد کو نبی ماننا بالکل فضول ہے۔ کیونکہ وہ کچھ ہم کو دیتا بھی نہیں اور کچھ جدید خدا کی طرف سے لایا بھی نہیں تو آپ لوگ غور سے سوچیں کہ نبی پیغمبر جس کی تعریف خدا کی طرف سے خبر اور پیغام لانیوالا ہے اور مرزا صاحب کوئی پیغام وکتاب خدا کی طرف سے نہیں لائے اور ہمارے واسطے محمد ﷺ کا ہی ہدایت نامہ دستور العمل یعنی قرآن شریف کافی ہے تو پھر غلام احمد کی نبوت ورسالت فضول ہے اور پھر ہمارے پاس محمد ﷺ کی نظیر موجود ہے کہ آپ تشریف لائے اور سابقہ احکام منسوخ ہوئے اور دین محمدی ﷺ پر سب کو چلایا اور تمام اہل کتاب کو اپنی پیروی کا حکم دیا بلکہ یہاں تک فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتا تو میری پیروی کرتا۔ میں نے اس تعلیم توریت وانجیل کو جدید قالب میں ڈھال کر پبلک کو پیش کیا اور ایسا اکمل واتم قانون سیاسی وتمدنی واخلاقی اپنے ساتھ لایا کہ اس سے بہتر اب ہو نہیں سکتا تو پھر جو اس کے بعد دعویٰ کرتا ہے کہ 'میں بھی نبی ہوں' کاذب ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یوں بھی فرمایا ہے کہ لانبی بعدی اور تمام اسلاف بھی یہی کہتے چلے

آئے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا تو پس جدید نبی کے آنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

خیر ہم بھی ایک منٹ کیلئے مان کر پوچھتے ہیں کہ مدعی نبوت کیا لایا؟ تو اس کا جواب ملتا ہے کہ لایا کچھ نہیں مگر ہے نبی۔ یہ کیسی لغو بات ہے کہ ہے تو لانے والا مگر لایا کچھ نہیں۔ پنجابی مثل مشہور ہے ؎

ع سخی سرور لاکھوں کا داتا ہے مگر دیتا کوڑی نہیں

۲......سنت اللہ یہی چلی آئی ہے کہ ہر ایک زمانہ کے مطابق عام خلائق کی عقول کے مطابق خدا تعالیٰ علیم وحکیم نبی ورسول بھیجتا رہا ہے۔ ایسا ہی سنت اللہ کے مطابق اس زمانہ میں جب علوم جدید کا زور ہے اور ہر ایک کے منہ پر سائنس اور فلسفہ کا لفظ ہے اور کوئی متنفس بغیر عقلی وفلسفی دلیل کے کسی کی بات نہیں مانتا اور فلسفہ الٰہی بالکل مفقود ہے۔ اس زمانہ میں تو ایک بڑا عالم علم فلسفہ وسائنس کا آنا چاہیے تھا جو اپنے لدنی فلسفہ اور سائنس سے سب کو تابع بنالیتا' نہ کہ ایک پرانا دقیانوسی خیالات کا آدمی جس کو یہ بھی خبر نہیں کہ اجتماع نقیضین جائز نہیں کبھی فلسفی کا پیرو ہو کر سرسید کے آگے سرتسلیم خم کر کے کہتا ہے کہ محال عقلی اس فلسفی زمانہ میں جائز نہیں۔ اور پھر خود ہی لکھتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی خاطر شق القمر ہوا اور ابراہیم علیہ السلام کی خاطر آگ سرد ہوگئی اور قانون قدرت ٹوٹا کبھی تو تخت رب العلمین پر ہنسی اڑائے اور کبھی قبر میں مُردوں کا زندہ ہو کر حشر بالاجساد کا قائل ہو۔ اور وہ وہ مسائل جن کو اہل اسلام نے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس میں مٹایا تھا از سرنو زندہ کرے۔ خود خدا کا بیٹا بنے اور خدا کے پانی سے اپنا ہونا بتائے جو کہ قرآن کے ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ نے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس کی کوشش سے مٹایا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب مقتول کر کے کفارہ کا مؤید ہوا اور

مسلمانوں کو گمراہ کرے۔ کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ آگے بھی کوئی نظیر ہے کہ کوئی نبی ایسا ہو جو دو ہزار برس کی گذری ہوئی تعلیم کو تازہ کر گیا ہو۔

پس ثابت ہوا کہ دعویٰ نبوت مرزا صاحب غلط ہے اور باعث کسر شان محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ اور بیشک اس کا خاتم النبیین ہونا باعث افضلیت ہے۔ جب تک اس کی تعلیم اکمل ہے اور آئندہ نسلوں کے واسطے کافی متصور ہے تب تک کسی جدید نبی کا وجود بھی باطل ہے۔

قولہ: **خاتم ثانی اور تاخر زمانی۔** یہاں قرآن مجید سے ہی دکھاتے ہیں کہ تاخر میں اور خاتمۃ الشیء میں فی نفسہ کوئی فضیلت نہیں۔ قرآن مجید میں سورہ فاتحہ پہلے ہے اور والناس اخیر ہے مگر حدیث میں فاتحہ افضل ہے اور اول ایمان لانے والے افضل ہیں۔...... الخ

جواب: حسب موقعہ تقدم وتاخر باعث فضیلت ہوتا ہے، نہ تمام جگہ اور مواقع پر تقدم باعث فضیلت ہے اور نہ سب جگہ تاخر باعث فضیلت ہے بحث انبیاء علیہم السلام میں ہے نہ کہ قرآن کی سورتوں اور مسلمانوں کے ایمان تقدم تاخر میں۔ اگر ایمان پر جاؤ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ میرے زمانہ کے گذرنے کے بعد مجھ پر ایمان لائیں گے ان کا ایمان لانا افضل ہے بہ نسبت ان لوگوں کے جنہوں نے مجھ کو دیکھا ہے۔ دیکھو تفسیر عزیزی ص۸۹ **عرض کردند کہ یارسول اللہ ﷺ پس بفرمائید کہ ایمان کدام فرقہ افضل است فرمودہ کہ ایمان فرقہ کہ ہنوز درپشت پدرانند وبعد از من خواہند آمد وبرمن ایمان خواہند آورد**...... الخ۔ اب تو تسلی ہوئی کہ ایمان کی رو سے جو رسول اللہ ﷺ پر آخر ایمان لائے اس کا ایمان افضل ہے۔ باقی سورہ فاتحہ کی بابت گذارش ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں افضلیت وناقصیت ہرگز نہیں

کیونکہ خدا کا کلام تمام افضل ہے۔ ناقص کلام خدا کا کلام نہیں ہوسکتا۔ مجھ کو اس وقت ایک بزرگ صوفی کا قول یاد آیا ہے کہ ان کے پاس ایک شخص نے جا کر عرض کی کہ حضرت مجھ کو اسم اعظم بتا دیں آپ نے فرمایا کہ تو ہم کو اسم ادنیٰ بتا دے ہم تجھ کو اسم اعظم بتاتے ہیں تو وہ شخص شرمندہ ہو کر بولا کہ حضرت خدا کا کبھی ادنیٰ نام بھی ہوتا ہے۔

پس ہم بھی میر صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ وہ کوئی خدا کا کلام ہم کو ادنیٰ بتا سکتے ہیں کہ ''سورۂ فاتحہ'' کو افضل کہتے ہیں۔ ہم سمجھاتے ہیں۔ سورۂ فاتحہ کی فضیلت فی نفسہٖ کلام خدا ہونے میں دوسرے کلام الٰہی پر نہیں ہے۔ اور ایسا خیال کرنا کہ خدا کے کلام میں فضل و نقص ہے، کفر ہے۔ صرف تلاوت کرنیوالے کے حق میں باعث فضیلت ہے جس کے یہ معنی کہ کلام ربانی تو سب برابر ہے اور احکام الٰہی بھی برابر ہیں مگر نماز کو فضیلت ہے کہ اسکی ہر ایک کو پڑھنے کی تحریص دی ہے اور کسی صورت میں معاف نہیں ہوسکتی اسی طرح سورہ فاتحہ کی فضیلت پڑھنے والے کے حق میں باعث فضیلت ہے، نہ کہ کلام ربانی ہونے میں افضل ہے اگر سورہ فاتحہ افضل ہے تو (نعوذ باللہ) دوسری کلام الٰہی ادنیٰ ہے ورنہ تقدم و تاخر زمانی ہے۔ افسوس جب مرزائیوں کے پاس کوئی شرعی دلیل نہیں ہوتی تو نص قرآنی کے مقابلہ میں عقلی ڈھکوسلے لگاتے ہیں جیسا کہ عیسائی عوام کو دھوکا دینے کے واسطے کہا کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام افضل ہے کیونکہ آسمان پر ہے اور انکو جواب بھی ویسا ہی دیا جاتا ہے کہ ترازو کا خالی پلہ اونچا ہوتا ہے پس ہم بھی جواب دینے کے لئے مجبور ہیں۔

قولہ: کیا تکمیل دین مانع نبوت ہے

جواب: بیشک تکمیل دین مانع نبوت ہے جیسا کہ ہم اوپر بدلائل قاطع ثابت کر آئے ہیں کہ جب دوسرا نبی آنا مانیں گے تو ضرور ہے کہ دین میں نقص مانیں کہ ہماری ضروریات کے

مطابق نہیں آپ نے جس قدر آیات لکھی ہیں صرف کتاب طول کرنے کے واسطے ورنہ ایک آیت بھی باموقعہ نہیں ہے یہ صرف جہلاء کو دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو ہم بھی آیات قرآن جانتے ہیں۔ جاہل بیچارے کیا جانیں کہ آیت بے محل استعمال کی ہے۔

قولہ: تکمیل دین مانع نبوت نہیں۔

جواب: یہ اوپر کا سوال الٹ دیا ہے جس کا جواب ہوچکا ہے اور یہ دعویٰ بلا دلیل ہے کہ تکمیل دین مانع نبوت نہیں اگر کوئی دلیل ہوتی تو پیش کی ہوتی۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کی سند مانیں تو غلط ہے کیونکہ وہ صرف فرعون کی طرف رسول آئے تھے وہ نور اور ہدایت صرف فرعون کی قوم تک محدود تھے اسی واسطے محمد رسول اللہ ﷺ جدید اور کامل شریعت کل عالم کے واسطے لائے اب ان کے بعد نہ نئی شریعت کی ضرورت ہے اور نہ نئے نبی کی خواہ کسی قسم کا ہو۔

قولہ: نبوت کے دو اجزاء ہیں۔ ایک اوامر ونواہی۔ حج، زکوٰۃ، نماز، روزہ اور طریق عبادات حق العباد، حلال و حرام وغیرہ جن کو احکام شریعت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسرے بشارات اور نذرات و معارف کلام ربانی وغیرہ وغیرہ...... الخ

جواب: یہ بالکل غلط اور غیر معقول بلا سند ہے کہ نبوت کے دو قسموں میں سے ایک تو بند ہو جائے اور دوسری جاری رہے اور جاری بھی ایسی کہ تیرہ سو (۱۳۰۰) سال تک تو بالکل بند ہو اور جو نبوت کا دعویٰ کرے کاذب سمجھا جائے اور خدا تعالیٰ اس کو برباد کرتا ہے مگر تیرہ سو (۱۳۰۰) سال کے بعد جو مدعی نبوت ہو اس کو سچا سمجھا جائے اور یہ غیر معقول ہے اور اگر امکان ہے تو سب کاذب سچے ہوئے۔ جن بشارات کو آپ دوسری جزو قرار دیتے ہیں وہ غلط ہے اس واسطے کہ قرآن کے سامنے آپ کا من گھڑت ڈھکوسلہ کون سنتا ہے محمد ﷺ بشیر

بھی تھے اور نذیر بھی تھے۔ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ﴾ فرماکر تو آپ ﷺ بشیر ہوئے اور کفار کو دوزخوں اور سزاؤں اور آگ کی زنجیروں کی خبر دے کر اور ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ فرماکر نذیر بھی آپ ہی ہوئے۔ اب کون عقلمند مان سکتا ہے کہ نذیری احکام کے بتانے والا تو محمد ﷺ ہو اور بشیر غلام احمد ہو۔ تیرہ سو (۱۳۰۰) برس کا زمانہ بلا بشیر چلا آیا۔ ذرا عقل کو کام میں لاؤ اور سوچو کہ جب محمد ﷺ سچا دین لایا اور اوامر و نواہی بتا کر فرمایا کہ یہ کرو اور اس کا بدلہ تم کو بہشت ملے گا جس کے نیچے نہریں ہونگی اور ہر طرح آرام ہوگا اور تم وہاں سے کبھی نہ نکالے جاؤ گے اور اگر تم کفر کرو گے اور خدا کا حکم نہ مانو گے اور فساد اور گناہ کرو گے تو تم کو سخت درد والا عذاب ہوگا۔ اب کوئی مخبوط الحواس ہی اس بات کو یقین کر سکتا ہے کہ ایک جز نبوت تو محمد ﷺ پر ختم ہوگئی اور ایک جز یعنی مبشرات جاری ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مبشرات جو حدیث میں آیا ہے یہ چھیالیسواں (۴۶) حصہ نبوت کا مبشرات ہیں جو رؤیا صالحہ کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں آپ اس پر پھسل رہے ہیں اور اس کے معنی آپ کی سمجھ میں نہیں آئے۔ جناب عالی عرض یہ ہے کہ مبشرات بشارتیں جو کہ خواب میں دی جاتی ہیں وہ سزا اور جزا کے متعلق نہیں وہ تو کسی شخص نے خواب میں گھوڑا دیکھا اور عزت افزائی ہوگئی یا اور خوشخبری تصور کرلی سو یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کے مبشر ہر ایک زمانہ میں ہوتے آئے ہیں کوئی شخص خوابوں کے ذریعہ سے نبی نہیں ہوسکتا جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کیا خواب ناموں اور فالناموں اور قرعہ اندازوں اور نجومیوں اور رمالوں جوتشیوں و کاہنوں وغیرہ کو بھی آپ نبی کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی مبشر ہیں اور ان کی بشارتیں مرزا صاحب کی بشارتوں سے زیادہ سچی نکلتی ہیں مگر یہ بھی غلط ہے مرزا صاحب مبشر ہر گز نہیں تھے ان کی تصنیف دیکھو تو ڈرانیوالے ہیں۔ فلاں مرجائے گا، فلاں کو

ذلت ہوگی، فلاں کو عذاب ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ مرزا صاحب تو ہمیشہ موت کی خبریں دیتے رہے کیونکہ جانتے تھے کہ سب نے مرنا ہے موت کی پیشگوئی ضرور پوری ہوگی۔

قولہٗ: عقائد کی بنا یقینیات پر ہے۔ اب ہم علماء کے اس باطل خیال پر کہ تکمیل دین مانع نبوت ہے ایک اور طریق سے نظر کرتے ہیں۔

جواب: آپ کی من گھڑت نامعقول بات کو نص قرآنی کے مقابل کون مانتا ہے اور اس کی کیا وقعت ہوسکتی ہے آپ کی منطق اور لیاقت تو اسی سے معلوم ہوگئی ہے کہ آپ کی مدعی امکان نبوت ہو کر قرآن کی آیت مخالفین سے طلب کرتے ہیں کہ مخالفین کوئی ایسی آیت دکھائیں کہ لکھا ہو لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ ناظرین اب تو میر صاحب کی لیاقت معلوم ہوگئی کہ مدعی تو آپ ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد نبی مبعوث ہوسکتا ہے لیکن قرآن کی کوئی آیت آپ کو نہ ملی جس میں لکھا ہو کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آئیگا۔ اپنے دعوی کے واسطے اپنے مخالفین سے ہی ثبوت طلب کرتے ہیں یہ ایسی مثال ہے کہ میر صاحب ایک شخص پر دعویٰ کریں کہ میں نے سو روپیہ اس سے لینا ہے مگر مخالف اس کا انکاری ہے اور عدالت نے ثبوت مانگا ہے کہ آپ تمسک نکالیں جس کے رو سے آپ کا دعویٰ سچا ہوسکے تو فرمائیں کہ مخالف تمسک یا تحریر پیش کرے کہ میں نے میر صاحب کا کوئی سو روپیہ نہیں دینا۔ میر صاحب حق حق ہے باطل باطل۔ بہت باتیں کرکے اگر کوئی غالب آسکتا ہے تو عورتیں اور ہندوستان کی بھٹیاریاں جن سے کوئی بازی نہیں لے سکتا مگر یہاں تو دین کا معاملہ ہے اور قرآن اور حدیث کے دونوں فریق پیرو اپنے آپ کو کہتے ہیں یہاں عقلی ڈھکوسلوں کا کیا کام۔ مخالفین تو آپ کو نص قرآنی بتا رہے ہیں کہ خاتم النّبیین عدم امکان وجود جدید نبی ثابت ہے اب آپ کا فرض ہے کہ کوئی

آیت دکھاؤ کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے بلکہ سنت اللہ کے مطابق جیسا کہ اللہ تعالیٰ پہلی کتابوں میں آنیوالے نبی کی خبر دیتا آیا ہے قرآن سے بھی نکالو کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے گا، فضول باتوں سے کیا فائدہ۔

قولہ: ختم نبوت کا عقیدہ ظنی ہے۔ ایک بھی دلیل ان مدعیان ختم نبوت کے پاس قطعی و یقینی نہیں ہے کہ اپنے مدلول کے مطابق ہو...... الخ۔ مصرعہ

ع دروغ گویم برروئے تو کہ یہی معنی ہیں

جواب: سچ ہے مرزا صاحب نے جیسا جہاد حرام کردیا ویسا ہی یہ بھی حرام کردیا ہے کہ کوئی مرزائی سچ نہ بولے نص قرآنی خاتم النّبیین اور نص نبوی **لا نبی بعدی** کو آپ دلیل نہیں سمجھتے بیشک جو منافق ہیں اوپر سے محمد ﷺ کو خاتم النّبیین کہتے ہیں لیکن دل میں کسی اور نبی کو مانتے ہیں ان کا عقیدہ ظنی ہے۔ سچے مسلمانوں کا تو ایمان ہے کہ محمد ﷺ کے بعد جو نبوت کا مدعی ہو کاذب ہے اور ان تیس (۳۰) کاذبوں سے ہے۔ جن کی خبر ہم کو رسول اللہ ﷺ نے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس پہلے دے رکھی ہے کہ وہ میری امت سے ہوکر دعوی نبوت کریں گے اور جن کے اندر نفاق اور مسیلمہ پرستی کا مادہ مخفی ہے وہ میری امت سے نکل کر کاذب کی نبوت مان کر میری امت سے الگ ہوجائیں گے چنانچہ وہ پیش گوئی پوری ہوئی کہ تیئیس (۲۳) کروڑ مسلمانوں سے مرزائیوں کی جماعت الگ ہوگئی ہے اور اس جاہل بے تمیز کی طرح جس کو برادری نے خارج کردیا تھا اور وہ کہتا تھا کہ میں نے برادری کو خارج کردیا ہے۔ مرزائی کہتے ہیں کہ ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر بنادیا۔

قولہ: خاتمہ نبوت بھی مانع نبوت نہیں۔ رہا لفظ خاتم جسکو نص صریح سمجھا گیا ہے وہ خود ان معنوں میں لغتاً و اصطلاحاً کہیں بولا گیا جس کے معنی خاتمہ کے ہوں...... الخ

جواب: اگر آپ کو علم نہ ہو تو کیا وہ واقعی نہیں اگر آپ نے لغت کی کتاب نہیں دیکھی یا عمداً بغرض مغالطہ دہی چھوڑ دیا ہے تو کیا یہ دلیل اس بات کی ہوسکتی ہے کہ واقعی لغت میں خاتم بمعنی ختم نہیں آئے۔ دیکھو منتہی الارب لغت کی کتاب ہے یا نہیں وہاں خاتم کے معنی خاتم القوم لکھے ہیں یا نہیں۔ جب آپ لغت دیکھیں گے تو اپنے آپکو ناحق پر پائیں گے۔ اصطلاح شرح میں اور عام بول چال میں بھی ختم کے معنی ختم کرنے والا بولا جاتا ہے۔ دیکھو انوری کہتا ہے۔

ختم شد بر تو سخاوت بر من مسکین سخن چوں ولایت برعلی و بر نبی پیغمبری

اگر کسی جاہل کو سمجھ میں نہ آئے تو کتابوں اور علم کا کیا قصور ہے اردو بھی سن لو ۔

ع مژدہ اے امت کہ ختم المرسلیں پیدا ہوا

ختم الانبیاء کی اصطلاح سے تو تمام کتب دین بھری ہوئی ہیں۔ ہاں دھوکہ دینا اور جھوٹ بول کر گمراہ کرنا آپ کا کرتب ہے ہم ابتداء کتاب میں لغت عرب کی اصل عبارت لکھ آئے ہیں وہاں سے دیکھو۔ اب ہم ذرا ان کی نوایجاد دلیل پر نظر ڈالتے ہیں کہ آپ نے ختم کے معنی تمام و پورا کرنے کے تو مان لئے مگر صرف ایک غلطی آپ کو لگی ہے۔ جس کو ہم ظاہر کرتے ہیں آپ لکھتے ہیں کہ قرآن کے تیس (۳۰) پارہ میں سے کسی نے دس پارے ختم کئے اور کسی نے تمام قرآن ختم کیا پس محمد ﷺ نے نبوت کی تمام منازل طے کی ہیں اب جو ان کے بعد اور نبی آئیں گے وہ ایسے ہونگے جیسا کسی نے دس سیپارے ختم کئے کسی نے دو تین ہی کئے۔ غرض تمام و کمال محمد ﷺ پر ختم ہوچکا باقی منازل نبوت کے محمد ﷺ کے بعد کوئی ختم نہیں کرے گا جیسا کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را برو شد اختتام

دوسرا شعر

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال ۔۔۔ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

قولہٗ: لہٰذا آپ کی مہر کے نیچے ہی ہر ایک نبی کی نبوت رہے گی۔

جواب: اول تو بسم اللہ ہی غلط ہے کہ ختم کے معنی تو مرشد بالکا دونوں ہی تمام کرنے اور پورا کرنے مان رہے ہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے کہ ختم کے معنی جو مہر انگشتری نگینہ وغیرہ کے کئے جاتے ہیں اس موقعہ پر غلط ہیں تمام اور پورا کرنے کے معنی اس جگہ درست ہیں سوان دونوں مرزا صاحب اور میر صاحب کی عبارت سے خود بخود ثابت ہوگیا کہ ختم کے معنی پورا کرنے اور تمام کرنے کے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب کا شعر خود ظاہر کر رہا ہے۔ شعر

ع ۔۔۔ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

''ہر'' کا لفظ عام ہے۔ جب مرزا صاحب مانتے ہیں کہ پیغمبر کے تمام کرنے والا ہے اور اگر ''ی'' کو معروف پڑھیں تو بھی ہر پیغمبری و رسالت و نبوت کے پورا کرنے والا ہوا تب بھی غیر تشریعی نبوت کے بھی ختم کرنے والا ہوا۔ جب محمد ﷺ ہر نبوت و پیغمبری کے ختم کرنیوالا ہوا تو پھر اس میں آپ کا کیا ثبوت ہوا یہ تو مخالفین کو فائدہ ہوا جیسا وہ کہتے ہیں کہ ہر نبوت و پیغمبری کا خاتم محمد رسول اللہ ﷺ ہے تم بھی خود مان گئے۔

۲...... یہ جو لکھا ہے کہ آپ کی مہر کے نیچے ہی ہر ایک کی نبوت آئے گی بالکل نامعقول ہے۔ آپ خود مانتے ہیں کہ مہر لگانے میں خاتم و مختوم کے درمیان ایک تیسری چیز ہوتی ہے جس پر مہر لگائی جاتی ہے۔ اگر یہ کہو کہ شریعت محمدی کی تصدیق کی مہر ہے تو بالکل غلط ہے کیونکہ مرزا صاحب کے کشوف و الہام بالکل محمد ﷺ کی تصدیق کے خلاف ہیں محمد ﷺ نے تو یہ تصدیق کی تھی کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام عبداللہ و نبی اللہ ہیں اور خدا کی شان اس سے پاک

تردید نبوت قادیانی

ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو یا وہ کوئی بیٹا پکڑے مگر مرزا صاحب اپنے آپ کو ابن اللہ کہتے ہیں خالق زمین و آسمان بنتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس چیز کا میں ارادہ کروں صرف یہ کہہ دوں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ غرض ہزار ہا مثالیں ہیں کہ محمد ﷺ کی تصدیق و شریعت کے برخلاف ہیں اس لئے یہ باطل ہوا کہ مرزا صاحب بہ سبب پیروی شریعت محمدی ﷺ نبی ہوسکتے ہیں یا محمد ﷺ نے اس کی تصدیق کی ہے۔

۳...... تصدیق کے واسطے ضروری ہے مصدق مصدوق کے موخر یا ہم عصر ہو یعنی کوئی وجود آنے والے وجود کی کبھی تصدیق نہیں کر سکتا اور نہ تصدیق کی مہر لگا سکتا ہے۔ جس کے سر میں دماغ ہو اور حواس درست ہوں وہ مان سکتا ہے کہ لاہور کے ڈپٹی کمشنر ہونے کا حکم تیرہ سو (۱۳۰۰) برس پہلے ہو چکا ہے۔ تصدیق کرنیوالا تو ہمیشہ اسی کی تصدیق کرتا ہے جس کو وہ خود ملاحظہ کرے یا اس کی کتابوں کو دیکھ کر تصدیق کرے۔ دیکھو محمد ﷺ نے تورات و انجیل کتب سماوی و انبیاء علیہم السلام وغیرہ کی تصدیق تو کر دی مگر وہ براہین احمدیہ کی تصدیق بسبب نہ ہونے اس وقت کے، تصدیق نہیں کی پھر کس طرح مانا جاتا ہے کہ محمد ﷺ کی مہر سے تصدیق ہوا کرتی ہے اور جدید نبی ہوسکتا ہے۔

۴...... محمد ﷺ نے تیرہ سو (۱۳۰۰) سال میں کس کس ناقص نبی کی تصدیق بذریعہ مہر نبوت کی۔

۵...... یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ اعلیٰ حاکم کے سامنے اگر کسی شخص کو منصب و عہدہ حاصل ہو تو یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے جیسا کسی دوسرے کو بنا دے پس جیسا خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی شریک ذات و صفات میں ہوا ایسا ہی رسول بھی نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی شریک ذات و صفات میں ہو تب ہی تو لانبی بعدی فرمایا۔ پس یہ غلط ہے کہ محمد ﷺ اپنی صفات کا کوئی

نبی بتاتے ہیں اور عقلاً بھی جائز نہیں کہ دو حکم کرنے والے ہوں اور نہ دو رسولوں کی محبت ایک امتی میں ہوسکتی ہے۔

۶..... اگر محمد ﷺ الف سے ی تک خاتم منازل و مدارج نبوت ہیں تو پھر مسلمان کس طرح ایک دوسرے مدعی نبوت کو جو صرف ایک سیپارہ کا مدعی ہے مان سکتے ہیں حالانکہ ایک سیپارہ میں بھی وہ کامل وخاتم نہ ہو یہ ایسی مثال ہے جیسا کہ ایک ایم۔اے ماسٹر کو چھوڑ کر ایک پرائمری کے لڑکے کی شاگردی کرے۔ پس کوئی عقل کا مارا ہی ایسا کام کرے گا ہرگز کوئی ذی شعور محمد ﷺ جیسے کامل نبی واتم مرسل کا دامن چھوڑ کر ایک ناقص نبی کے پیچھے نہیں لگ سکتا اور نہ ناقص نبی کی ناقص تعلیم کامل نبی کی کامل تعلیم کو چھوڑ کر قبول کرسکتا ہے۔

۷..... یہ سخت دھوکہ دیا جاتا ہے کہ محمد ﷺ خاتم مدارج نبوۃ ہیں حالانکہ بحث نبیوں میں ہے نہ کہ نبیوں کے درجوں میں اور نص قرآنی میں خاتم النّبیین ہے، نہ کہ خاتم مدارج النبوۃ۔ کس قدر دھوکہ اور ابلہ فریبی ہے کہ مسلمان تو کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین یعنی نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور آپ ثبوت دے رہے ہیں کہ محمد ﷺ نے مدارج نبوت الف سے ی تک ختم کئے ہوئے۔ تھے بحث نبیوں کے اختتام کی ہے نہ کہ مدارج نبوت کی۔ کیونکہ نبوت تو رسول اللہ ﷺ کی امت میں جاری ہے یعنی قرآن اور حدیث۔

۸..... بہر حال جب کہ ختم کے معنی پورا کرنے اور تمام کرنے کے مرزا صاحب اور میر صاحب نے بھی مان لئے تو اب ان کی غلط فہمی کو اگر دور کیا جائے کہ وہ ختم نبوت غلطی سے صفات نبوت محمد ﷺ برخلاف نص قرآنی کے بجائے ذات نبی کی مان رہے ہیں تو پھر فیصلہ ہمارے حق میں ہے کیونکہ باتفاق رائے ہر دو فریق یہ مسلم ہوگیا ہے کہ خاتم کے معنی پورا کرنے والا اور تمام کرنیوالا ہے اور محمد ﷺ صرف مدارج نبوت کے ختم کرنے والے تھے

بلکہ قرآن مجید میں صاف خاتم النّبیین ہے خواہ ''ت'' کی فتح ہو یا کسر، دونوں کے معنی ختم کرنیوالا ہے جیسا کہ لفظ عالم کے معنی ہیں پس نتیجہ یہ ہوا کہ محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، نہ صرف خاتم مدارج نبوت۔ **فهو المراد**

قولہ: لفظ خاتم نص قطعی نہیں۔

جواب: اگر نظر میں قصور ہے اور قرآن پر عمل نہیں تو قرآن کے سوا اگر کوئی اور کتاب مانتے ہو تو اس کو نص قطعی کہو مسلمان تو قرآن کی آیت کو نص قطعی یقین کرتے ہیں۔ خاتم النّبیین اگر آپ کے قرآن میں نہیں ہے تو کسی مسلمان کے قرآن میں دیکھ لو۔

قولہ: تکمیل دین پر عقیدہ کی بنا بالکل قیاسی ہے۔

جواب: قیاس کے موید جب قرآن اور حدیث ہیں تو پھر وہ نص قطعی ہے یہ آپ کی غلطی ہے کہ آپ نص قرآنی کو قیاس کہتے ہیں۔ بلکہ آپ کا قیاس غلط ہے کیا پہلے دین نامکمل تھے۔ دین کامل ہوا، بیشک شرائع سابقہ کاملہ نہ تھیں ایسا عالمگیر کوئی مکمل دین نہ تھا اگر آپ کے نزدیک کوئی اس سے بہتر دین ہے تو بتادیں۔

۲..... آیت مستدلہ میں ﴿اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی﴾ بھی ہے اور آپ مان چکے ہیں کہ نعمت رسالت ونبوت کا نام ہے جب نعمت ختم ہوئی تو نبوت بدرجہ اتم ختم ہوئی۔

۳..... بیشک نعمت نبوت ہے اور آپ مان چکے بلکہ امکان نبوت ﴿اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ﴾ پیش کیا کرتے ہیں تو ثابت ہوا کہ نعمت رسالت ونبوت ہے اور اس کا ختم ہونا مفہوم ومقصود ہے۔

جب سابق میں سے کسی کو خاتم النّبیین نہیں کہا اور صرف محمد ﷺ کو فرمایا تو ثابت ہوا کہ قانون قدرت وسنت الٰہی مقتضی تھی کہ سابق انبیاء علیهم السلام کے بعد نبی آئیں اور

محمد ﷺ اخیر میں تشریف لائے اوران کو خاتم النّبیین فرما کر ﴿اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ﴾ فرمایا۔ اگر کسی اور نبی کو فرمایا ہے تو آپ مدعی ہیں آپ پر بار ثبوت ہے نہ کہ ہم پر اور چونکہ آپ کوئی آیت نہیں دکھا سکتے جس میں لکھا ہو کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے گا یا کسی نبی کی بابت قرآن میں پیشگوئی ہے پس ثابت ہوا کہ محمد ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی نہ آئے گا اور مدعی کاذب ہوگا۔

قولہ: شیخ اکبر و ختم نبوت۔

جواب: شیخ اکبر کا یہ مذہب نہیں جو آپ لکھتے ہیں یا جو آپ کا عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب نبی ہیں اپنے حسب عادت خود و مرزا صاحب اپنے مطلب کے فقرا اخذ کر کے اصل مذہب وفیصلہ جو شیخ اکبر کا ہے چھوڑ دیا ہے اور عوام کو دھوکا دہی کی غرض سے ایسا کیا ہے۔ اصل عبارت شیخ کی ہم نقل کر کے ناظرین کو بتاتے ہیں کہ مرزائیوں کی ایمانداری کی داد دیں۔

وھوھذا:

وھی التی ابقی اللّٰہ علی المسلمین وھی من اخیر النبوة فما ارتفعت نبوة بالکنہ ولھذا قلنا انما ارتفعت نبوة التشریع وھذا معنی لانبی بعدہ فقد ادرجہ النبوة بین جنبہ فقد تامت بہ النبوة بلاشک فعلمنا ان قولہ لانبی بعدہ ای لامشرع خاصة لانہ لایکون بعدہ نبی فھذا مثل قولہ اذا ھلک کسری فلاکسری بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ ولم یکن کسری وقیصر الا ملک الروم والفارس ومازال الملک من الروم ولکن ارتفع ھذا الاسم مع وجود الملک فیھم وتسمی ملکھم باسم اٰخر بعد ھلاک قیصر وکسری کذالک اسم النبی زال بعد رسول اللّٰہ ﷺ (الخ)

یعنی نبی کی شریعت وتعلیم واُسوہ حسنہ وتمام حسنات وغیرہ مسلمانوں میں اجزائے نبوت موجود ہیں یعنی جب تک قرآن مسلمانوں میں ہے تب تک نبوت مسلمانوں میں ہے اور جب تک شرعی احکام ان میں موجود رہیں گے نبوت محمدی ہے۔ جس طرح قیصر وکسریٰ کے مرجانے سے ملک فارس وروم موجود ہیں۔ اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کے وصال ہوجانے سے شریعت ونبوت مسلمانوں سے نہیں اٹھ گئی صرف نام نبوت کا اٹھ گیا ہے یعنی محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں کہلا سکتا۔ سو یہ تو تمام اہل اسلام کا مذہب ہے کہ اجزائے نبوت قرآن وحدیث وشریعت مسلمانوں میں ہیں اور بذریعہ علماء ومجتہدین تمام عالم میں پہنچتی رہتی ہیں اور علمائے دین تبلیغ دین میں بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں مگر نبی نہ کہلائیں گے یہ شیخ اکبر کی کونسی عبارت سے نکال لیا کہ امت محمدی ﷺ میں سے ہوکر کوئی نبی کہلا سکتا ہے۔

شیخ اکبر کا فیصلہ منظور کرو کسی طرح خدا آپ کو ہدایت بخشے دیکھو شیخ اکبر کا کیا فیصلہ ہے۔ پس وہ محمد ﷺ قطب جس پر احکام عالم کا دارومدار ہے اور ازل سے ابد تک دائرہ وجود کا مرکز ہے وہ ایک ہی حقیقت محمدیہ ﷺ ہے اور باعتبار کثرت کے حکم کے وہ متعدد ہے اور نبوت انقطاع سے پیشتر کبھی مرتبہ قطبیت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تھے اور کبھی کوئی چھپا ہوا ولی ہوتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ یہ قطب اس وقت تھے جب موسیٰ علیہ السلام اس خلعت قطبیت سے مشرف نہیں ہوئے تھے اور نبوت تشریع کے منقطع اور دائرہ نبوت کے پورا ہونے اور باطن سے ظاہر کی طرف ولایت منتقل ہونے کے وقت قطبیت مطلقہ اولیاؤں کی طرف منتقل ہوگی اب اس مرتبہ میں ان لوگوں سے ایک شخص ہمیشہ اس کی جگہ میں رہے گا۔ تا کہ یہ ترتیب اور یہ نظام

اس کے سبب سے باقی رہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ ہر قوم کا ایک ہادی ورہبر ہے (دیکھو مقدمہ فصوص الحکم، مصنفہ شیخ اکبر، ص ۶۵، حقیقت محمدیہ علیہ السلام)۔

ناظرین! شیخ اکبر کا مذہب تو یہ ہے مگر میر قاسم علی نے بغرض دھوکہ دہی غلط لکھ دیا کہ شیخ اکبر کا فیصلہ ہے کہ محمد ﷺ کے بعد نبی ہوسکتا ہے اللہ ان پر رحم کرے۔

خاتمہ

ناظرین! خیر ہم ظاہر کرتے ہیں کہ تمام ''کتاب النبوۃ'' میں صرف ایک دلیل ہے جو کہ کچھ معقولیت رکھتی تھی اور وہ یہ تھی کہ چونکہ ابتدائی آفرینش سے ہمیشہ نبی ورسول مبعوث ہوتے آئے تو اب کیا وجہ ہے کہ رسولوں کا آنا بعد محمد ﷺ بند ہوجائے اور خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیج کر سلسلۂ نبوت ختم کردے۔

۲.....نبوت ورسالت نعمت الٰہی ہے تو پھر تمام جہان اور کل عالم کو رحمت رسالت سے کیوں محروم رکھا جائے اور ہم نے کیا قصور کیا ہے کہ ہماری طرف ماسبق امتوں کی مانند رسول ونبی نہ بھیجے جائیں یہ ہے لب لباب تمام ''کتاب النبوۃ فی خیر الامت'' کا۔

مگر افسوس میر قاسم علی صاحب مصنفہ کتاب نے اور مرزا صاحب نے خود ہی اپنے دعاوی اور دلائل کی تردید کردی کہ تشریعی نبوت ووحی رسالت بند ہوچکا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ وحی رسالت آسکتی ہے اور نہ کوئی جدید شریعت ہوسکتی ہے۔ پس ہمارا جواب یہ ہے کہ جس دلیل سے آپ پینتالیس (۴۵) جز و نبوت کو مسدود تسلیم کرچکے ہیں اُسی دلیل سے بالکل باب نبوت بند ہے یہ بالکل نامعقول دلیل ہے کہ کوئی شخص امتی بہ سبب پیروی ومتابعت رسول اللہ ﷺ نبی ورسول ہوسکتا ہے کیونکہ نبوت ورسالت کسبی نہیں کہ متابعت سے حاصل ہو۔ مرزا صاحب اور ان کے مرید مانتے ہیں کہ نبوت ورسالت

وہبی ہے۔ جب نبوت وہبی ہے تو یہ باطل ہوا کہ محمد ﷺ کی پیروی سے کوئی امتی نبی ہوسکتا ہے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی متابعت سے نبی ہوا تھا؟ ہرگز نہیں، کیونکہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے حضرت مریم کو کہ تم کو بیٹا دیا جائے گا اور وہ رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف ﴿وَرَسُوْلاً اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ﴾ ترجمہ: اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف (دیکھو سورۂ عمران)۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام کی متابعت سے نبی نہ ہوئے تھے۔ اگر کوئی شخص کسی نبی کی متابعت سے نبی ہوا ہو تو پھر نبوت ورسالت کسبی ہوئی وہبی نہیں رہتی اور یہ باطل ہے کہ رسالت ونبوت کسبی ہو لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ ڈھکوسلہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی متابعت سے کوئی امتی نبی ہوسکتا ہے باطل ہے۔

دوم: واقعات نے بھی ثابت کردیا کہ جب صحابہ کرام میں سے جن کی متابعت کے مقابل مرزا صاحب کی متابعت کچھ بھی نہیں وہ نبی ورسول نہ ہوئے تو مرزا صاحب کا دعویٰ بالکل باطل ہے۔

کیا محمد ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی متابعت سے نبی ورسول ہوئے تھے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر یہ ڈھکوسلہ کس طرح درست ہوسکتا ہے کہ اب محمد رسول اللہ ﷺ کی متابعت سے نبی ہوسکتے ہیں کیا اب سنت اللہ بدل گئی ہے ہرگز نہیں، تو پھر یہ باطل ہے کہ محمد ﷺ کی متابعت سے کوئی نبی ہو۔

ایک ڈھکوسلہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں جب نبی ہوسکتے ہیں تو امت محمدی میں کیوں نبی نہ ہوں اس میں امت محمدی ﷺ کی ہتک ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو خاتم النبیین نہیں کہا گیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کی امت کو خیر الامت کا لقب عطا نہ ہوا کیونکہ وہ امت ایسی کچی تھی کہ جھٹ بے ایمان

ہوجاتی تھی صرف چالیس روز کے واسطے موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو پیچھے گوسالہ پرستی شروع کردی اس واسطے ان کے ایمان کی حفاظت کے واسطے پے در پے نبی آتے رہے۔

اور چونکہ خدا کے علم میں پہلے ہی سے تھا کہ یہ امت موسوی اس قابل نہیں کہ اس کی حفاظت کے واسطے پے در پے نبی نہ بھیجے جائیں اس واسطے فرمایا ﴿وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ﴾ مگر محمد رسول اللہ ﷺ پر خدا تعالیٰ کو بھروسہ تھا کہ خاتم النبیین کی امت سچی وفادار اور فرماں بردار امت ہے اور اپنے نبی کے دین کی پیروی ہر زمانہ میں اسی طرح کرے گی جس طرح اس کی زندگی میں۔ اس واسطے خدا تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ﴿وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ﴾ نہ فرمایا بلکہ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾، ﴿وَاَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾ فرمایا اور تیرہ سو (۱۳۰۰) برس تک اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا کہ جب کبھی کسی کاذب مدعی نبوت ورسالت نے سر اٹھایا تو اس کو اگرچہ پہلے سنت اللہ کے مطابق مہلت دی اور ترقی بھی دی مگر آخر اس کو صفحہ ہستی سے محو کرتا رہا اور کرتا رہے گا یہ صرف کذابوں کو خدا پہلے مہلت دیتا ہے اور ترقی بھی دیتا ہے جیسا کہ پہلے کاذبوں کا ہم نے حال لکھا ہے وہ سب مرزا صاحب کی طرح اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور ان کے مرید بھی ان کو سچا نبی ورسول مانتے تھے اور عزیز جانیں قربان کرتے تھے ایک لڑائی میں ستر ہزار ایک کاذب کے مرید قتل ہوئے۔ مرزا صاحب کا صرف ایک مرید قتل ہوا تو آپ نے اپنی صداقت کی دلیل بنائی کہ دیکھو کابل میں عبداللطیف نے ہماری خاطر جان دیدی اگر ہم سچے نہ ہوتے تو وہ ہماری خاطر جان کیوں دیتا۔ ہم پوچھتے ہیں جس کے پیچھے ستر ہزار نے جان دی وہ تو بدرجہا آپ سے صادق ہوا پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اس کو تو کافر اور کاذب کہتے ہیں اور اپنے آپ کو صادق۔ یہ کس قدر غضب ہے کہ خود ہی معیار صداقت قرار دیتے ہیں اور جب اسی معیار صداقت

مقررہ خود سے جھوٹے ہوتے ہیں تو تاویلات باطلہ کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

خود ہی مرزا صاحب نے عوام اہل اسلام کو ہدایت کی کہ میری نسبت اللہ تعالیٰ سے بذریعہ دعا دریافت کریں کہ میں کاذب ہوں یا صادق۔ جب لوگوں نے خوابوں اور الہاموں میں مرزا صاحب کی بری حالت دیکھی اور ان کو مرزا صاحب کے کاذب ہونے کی اطلاع خدا نے دی تو جھٹ پہلو بدل دیا کہ خواب بھی انسان کی فطرت کے مطابق ہی آتا ہے۔ جن لوگوں کو میری بری حالت معلوم ہوئی ہے ان کی بری فطرت ہوگی۔ جس کا جواب یہ ہے کہ اگر خواب حسب فطرت ہوتی ہے تو جن جن لوگوں نے آپ کی اچھی حالت دیکھی ہے وہ بھی ان کا اپنا نفس ہی ہے تو پھر آپ کی صداقت کا معیار ان کا خواب کیونکر ہوا وہ تو دونوں کے واسطے حجت نہیں۔ بقول آپ کے اچھا آدمی اچھے خواب دیکھے گا اور برا آدمی برے خواب دیکھے گا تو پھر آپ کی کرامت کیا ہوئی اور معیار کیسے ہو سکتی ہے۔ پس خواب ایک طبیعت کا فعل ہوا پھر آپ کو جن لوگوں نے صادق دیکھا وہ بھی ان کی طبیعت کا فعل ہے آپ کی صداقت کے واسطے حجت نہ ہوئی۔ ہم نیچے جن جن شخصوں نے مرزا صاحب کی نسبت استخارے کئے اور خدا تعالیٰ نے ان کو مرزا صاحب کے کاذب ہونے کی خبر دی نیچے لکھتے ہیں تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں وھو ھذا: (ماخوذ از ذکر الحکیم نمبر۶ ص۱۱۹)

۱..... مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو الہام ہوا کہ ملعون ابن ملعون۔

۲..... مولوی عبدالرحمٰن لکھو کے والے کو الہامات ہوئے وما یعدھم الشیطان الا غرورا واتخذوا اٰیتی ورسلی ھزوا. اولئک ھم الکفرون حقا. ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہٗ فرطا.

۳..... مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے الہامات وما کید الکفرین الا فی تباب.

۴.....مولوی الٰہی بخش صاحب اکونٹینٹ کے الہامات ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب.

۵.....قاضی محمد سلیمان صاحب سفید بوری کے خوابات۔

۶.....قاضی فضل احمد کے خوابات۔

۷.....ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے خوابات والہامات۔

۸.....مرزا مسرف کذاب ہے اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہوگا۔ الہام ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء۔

ناظرین! یہ الہام سچ نکلا کہ مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو عبدالحکیم خان کی موجودگی میں فوت ہوگئے۔ جب ایک جزالہام کی خدا نے سچی کردی یعنی مرزا صاحب کو موت دی اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نہ مرا تو ثابت ہوا کہ عبدالحکیم جو مرزا صاحب کو کاذب کہتا تھا صادق ہے اور مرزا صاحب ضرور کاذب تھے اللہ تعالیٰ کے غالب ہاتھ نے فیصلہ سچے جھوٹے کا کیا۔ حالانکہ مرزا صاحب نے بھی اپنا الہام شائع کیا تھا کہ میں صادق ہوں میرے سامنے عبدالحکیم فوت ہوگا مگر خدا نے اپنے فعل سے دنیا کو اطلاع دیدی کہ کاذب پہلے فوت ہوا یعنی مرزا صاحب ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے مقابلہ میں پہلے فوت ہوگئے لیکن معیار صداقت یہی رکھی تھی کہ اگر عبدالحکیم خاں میرے مقابلہ میں زندہ رہا اور میں پہلے مرگیا تو کاذب ہوں گا۔ پس اب مرزا صاحب کے کاذب ہونے میں ان کی اپنی کلام ہی کافی ہے۔

۲.....معیار صداقت مرزا صاحب نے اپنی پیش گوئیاں عبداللہ آتھم ومنکوحہ آسمانی والی قرار دی تھیں جو کہ وہ بھی پوری نہ ہوئیں اور جھوٹی نکلیں۔ اس معیار مقرر کردہ خود سے بھی مرزا صاحب صادق نہ تھے۔

۳.....معیار صداقت مرزا صاحب نے عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنا معیار صداقت قرار دیا تھا اور لکھا تھا کہ اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور عیسیٰ پرستی کا ستون نہ توڑ دوں اور مرجاؤں تو تمام گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ پس مرزا صاحب مر بھی گئے اور عیسیٰ پرستی کا زور ترقی پر ہے جس سے وہ کاذب ثابت ہوئے۔

۴.....معیار صداقت مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ امرتسری سے قرار دی تھی کہ جھوٹا سچے کے سامنے فوت ہوگا اگر میں کاذب ہوں تو مولوی ثناء اللہ کے سامنے فوت ہوں گا۔ پس خدا نے ایسا ہی کیا کہ مرزا صاحب فوت ہوگئے جس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کاذب تھے۔

۵.....معیار صداقت جس نے تمام پہلے کاذبوں کو کاذب ثابت کیا وہ شریعت محمدی ﷺ ہے۔ جس کے رو سے کاذب وصادق میں فرق ہوسکتا ہے کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ صادق پیغمبر ورسول اللہ تھے اس کی شریعت کے برخلاف جو شخص تعلیم دے یا کوئی نئی بات نکالے وہ کاذب ہے اس لحاظ سے مرزا صاحب نے اول تو اصل اسلام کے برخلاف تمام اسلاف کو جنہوں نے جہاد فی سبیل اللہ دین کا رکن قرار دیا ہوا تھا ان کو خونی ووحشی کہا اور آئندہ کے واسطے جہاد حرام کردیا۔ دوم ابن اللہ کا مسئلہ برخلاف قرآن وشریعت محمدی ﷺ جس کو اہل اسلام نے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس کی کوشش سے مٹایا تھا پھر جاری کیا اور (نعوذ باللہ) خود خدا کا بیٹا بنے اور ''اربعین'' میں لکھا کہ خدا مجھ کو فرماتا ہے کہ تو میرے پانی سے ہے اور لوگ خشکی سے۔ یہ بالکل کفر ہے۔ خدا تعالیٰ پانی سے پاک ہے اور نطفہ اور تولید سے خدا تعالیٰ کی ذات منزہ ہے۔ پس ایسے ایسے کفریات خلاف قرآن وشریعت ثابت کررہے ہیں کہ مرزا

صاحب کاذب تھے مسیح موعود کی ایک بات بھی ان میں نہ تھی پس مسلمان ہوش کریں اور اس ٹھوکر اور فتنہ عظیم سے بچیں۔ وما علینا الا البلاغ.

تمت بالخیر

☆☆☆☆☆

مُجَدِّدِ وَقت کون ہو سکتا ہے؟

(سنِ تصنیف: ــــہ بمطابق ــــء)

تصنیفِ لطیف

قاطع فتنۂ قادیان

جناب بابو پیر بخش لاہوری

(بانی انجمن تائید الاسلام، ساکن بھاٹی دروازہ، مکان ذیلدار، لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجدد کون ہوسکتا ہے؟

برادران اسلام! مرزائی لاہوری جماعت کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت نے ایک چھوٹا سا رسالہ بنام ''بعثت مجددِ دین'' شائع کیا ہے۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب صرف مجددِ دین محمدی تھے۔ اور رسالت ونبوت کا الزام ان پر جھوٹا ہے۔ وہ ایک امتی محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔ اور جس طرح خدا تعالیٰ دوسرے مجددِ دین امت محمدی کے ساتھ ہم کلام ہوتا رہا ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب سے بھی خدا تعالیٰ ہم کلام ہوا۔ اور ان کو اس چودھویں صدی کا مجدد مقرر کیا۔ پس مرزا صاحب صرف ایک مجدد دوسرے مجددوں کی طرح تجدید دین کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ نبوت اور رسالت کا ان کو ہرگز دعویٰ نہ تھا۔ مولوی صاحب نے مجدد کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے مگر وہ بات جو ایک مجدد کو ان لوگوں سے ممیز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا خاص تعلق اللہ تعالیٰ سے ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس سے ہم کلام ہو۔ اور بعض غلطیوں کی اصلاح کے لئے مامور کرے۔ (دیکھو صفحہ نمبر ۳) مضمون بہت طویل ہے اصل مطلب کی بات اسی قدر ہے کہ ''مجدد تجدید دین کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے اس کو شرف ہم کلام ہوتا ہے''۔ مولوی محمد علی صاحب کے مسلمان مشکور ہیں کہ انہوں نے خود ہی فیصلہ حق کا اصول بیان فرمادیا کہ ''مجدد وہ ہے جو تجدید دین کرے اور غلطیوں کو دور کرے۔ اور خدا تعالیٰ سے شرف ہم کلامی رکھتا ہو''۔ پس اگر مرزا صاحب یا کسی اور شخص میں جب یہ حقیقت تجدد دین کی ہو تو وہ بیشک مجدد ہے۔ اور اگر تجدید نہ کرے اور شرک وکفر والحاد ونیچریت ودہریت سکھلادے تو وہ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک

مجدد نہیں۔ پس مولوی صاحب براہ مہربانی وہمدردی واخوت اسلامی اپنے اسی اصول پر قائم رہیں۔ بلا دلیل مرزا صاحب قادیانی کو مجدد منوانے کی کوشش نہ فرمائیں۔ پہلے ثبوت پیش کریں کہ مرزا صاحب نے یہ تجدید دین محمدی کی اور اس سنت نبوی کو جو مردہ تھی تازہ کیا۔ تو ہم ماننے کو تیار ہیں اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مرزا صاحب نے بجائے تجدید اسلامی مسائل کے، تجدید مسائل عیسایت کی، تجدید دین یہودیت کی، تجدید مذہب آریہ واہل ہنود کے مسائل کی، کی۔ تو پھر وہ مولوی صاحب کے اقرار سے مجدد ہونے کے اہل نہیں۔ اور نہ مسلمان ان کو مجدد مان سکتے ہیں۔ کیونکہ حضرت خلاصہ موجودات خاتم النّبیین محمد ﷺ نے اپنی امت کو اس فتنہ قادیانی سے بچانے کے واسطے صاف صاف تیرہ سو برس پہلے ہی سے فرما دیا ہے: **ان بين يدى الساعة الدجال وبين يدى الدجال كذابون ثلاثون أو أكثر قيل ما آيتهم قال أن ياتوكم بسنة لم تكونوا عليها يغيرون بها سنتكم ودينكم فاذا رأيتموهم فاجتنبوهم وعادوهم** (رواہ الطبرانی عن ابن عمر)۔ یعنی طبرانی نے عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے دجال ہوگا۔ اور دجال سے پہلے تیس یا زیادہ کذاب یعنی مدعیان نبوت ہوں گے۔ پوچھا گیا کہ ان کی کیا نشانی ہے؟ فرمایا کہ وہ تمہارے پاس ایسا طریقہ لے کر آئیں گے جو ہمارے طریقہ کے برخلاف ہوگا، جس کے ذریعہ سے وہ تمہارا دین وطریقہ کو بدل ڈالیں گے۔ جب تم ایسا دیکھو تو تم ان سے پرہیز کرو۔ اور عداوت کرو۔ (دیکھو کنز العمال، جلد ۷ صفحہ ۱۷۱)

اس حدیث نبوی میں پیشگوئی ہے کہ جھوٹے تیس آئیں گے اور نبوت ورسالت کے دعوے کریں گے، اور وہ دجال ہوں گے۔ ان دنوں میری امت کو چاہئے کہ ان سے پرہیز کرے، بلکہ ان سے عداوت رکھے۔

اب مسلمانوں کا فرض ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات اور کشوف اور تحریرات کو

دیکھیں، اگر وہ طریقہ رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام ومجددین عظام کے مطابق ہو، تو بیشک مرزا صاحب کی پیروی کریں۔ اور اگر مرزا صاحب کے الہامات وکشوف وتحریرات رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے برخلاف ہوں، تو پھر حسب فرمودہ حضور علیہ السلام جھوٹے مدعی نبوت ورسالت کی پیروی سے پرہیز کریں اور عداوت رکھیں۔ ہم ذیل میں مرزا صاحب کے الہامات وکشوف جن سے صاف صاف پایا جاتا ہے کہ یہ چال جو مرزا صاحب چلے ہیں کذابوں ودجالوں کی ہے، جن سے پرہیز کا حکم ہے۔ اور عداوت رکھنے کا ارشاد نبوی ہے۔ جو شخص رسول اللہ ﷺ کا فرمودہ نہ مانے اور مرزائیوں سے میل جول رکھے، وہ اس حدیث کے رو سے دجال کا گروہ ہے۔ اور اگر مرزا صاحب طریقہ محمدی پر قائم وثابت ہوں تو سب کا فرض ہے کہ مرزا صاحب کو مانیں۔ ذیل میں مرزا صاحب کے الہام **مشتے نمونہ از خروارے** لکھے جاتے ہیں:

پہلا الہام مرزا صاحب: ہے کہ کرشن رُدور گوپال تیری مہا گیتا میں لکھی گئی ہے۔ (لیکچر سیالکوٹ مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء)

دوسرا الہام مرزا صاحب: تو ہی آریوں کا بادشاہ۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، صفحہ نمبر ۸۵)

تیسرا الہام مرزا صاحب: برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۹۷)

چوتھا الہام مرزا صاحب: یا قمر یا شمس انت منی وانا منک۔ اے چاند اے سورج تو مجھ سے ظاہر ہوا، اور میں تجھ سے۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۷۴)

مرزا صاحب کے یہ چاروں الہام اس خدا کی طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتے جو قرآن شریف اور محمد رسول اللہ کا خدا ہے۔ کیونکہ ابن اللہ، اوتار کا مسئلہ باطل ہے۔ جس کی تردید آج کل آریہ خود کر رہے ہیں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور اس کی امت تیرہ سو برس سے اس مسئلہ اوتار کی تردید کرتے چلی آئی ہے۔ اوتار کے معنی خدا تعالیٰ کا انسانی شکل

میں ظہور کرنے کے ہیں۔ چنانچہ ''گیتا'' میں لکھا ہے ؎

چو بنیاد دیں سست گرد وبسے نائیم خود را بہ شکل کسے

یعنی خدا تعالیٰ خلقت کی ہدایت کے واسطے اوتار لے کر انسان بن کر آتا ہے۔ اور گمراہوں کو ہدایت کرتا ہے۔ مرزا صاحب نے خود اپنے اس الہام کی تشریح میں لکھا ہے کہ میں یعنی مرزا صاحب، راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ حقیقت روحانی کے رو سے میں وہی ہوں۔ (دیکھو مؤرخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء)۔ جو مرزا صاحب نے شاکرٹ میں دیا تھا۔ مرزا صاحب کا یہ فرمانا صریح قرآن شریف کے برخلاف ہے، قرآن شریف فرماتا ہے کہ جو شخص کفر و اسلام کے درمیان راستہ اختیار کرے، وہ کافر ہے: ﴿وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا﴾ ترجمہ: اور چاہتے ہیں کفر اور ایمان کے بیچ بیچ میں راستہ اختیار کریں۔ تو ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں۔ (النساء، رکوع ۲۰)۔ اس حکم قرآنی سے ثابت ہے کہ کفر اور اسلام کے درمیان راستہ اختیار کرنے والے اسلام سے خارج ہیں۔ پس مرزا صاحب نے کفر و اسلام کے درمیان راستہ اختیار کیا کہ اوتار کا مسئلہ مانا اور خود کرشن اوتار بنے، اور کرشن کا روحانی بروز یعنی اوتار ہونے کے مدعی ہوئے، اور برہمن اوتار بنے۔ اور آریہ قوم کے روحانی بادشاہ ہوئے۔ تو اسلام سے خارج ہوئے کیونکہ کفر و اسلام کے درمیان راستہ اختیار کیا۔ اور حضرت خلاصہ موجودات محمد ﷺ اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کو جو کہ توحید کے قائل اور یوم الحساب اور حشر بالاجساد کے معتقد اور تعلیم دینے والے تھے، ان کے ساتھ اوتاران اہل ہنود کو جو کہ تناسخ آواگون کے قائل، قیامت کے منکر اور حلول اور اوتار کے معتقد تھے، ملایا۔ اور سب کو نبی و رسول کا لقب دیا۔ اور اس طرح کفر و اسلام کو ملایا۔ اور قرآن کی صریح

مخالفت کی اور خود ہی اقرار کرتے ہیں کہ ہندو مذہب کے راجہ کرشن کا بھی اوتار ہوں۔ اور حقیقت روحانی کے رو سے وہی ہوں۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ اہل ہنود جن کے آباؤ اجداد ہزاروں برسوں سے اوتار کا مسئلہ مانتے آتے تھے وہ تو اسلام کی روشنی سے منور ہو کر اس لغو مسئلہ اوتار کی تردید کریں۔ اور مرزا صاحب جن کے آباؤ اجداد اس مسئلہ اوتار کو باطل قرار دیتے آئے تھے۔ وہ اس باطل مسئلہ کو اسلام میں داخل کریں۔ اور پھر اس پر مولوی صاحب کا دعویٰ کہ مجدد ہے اور غلطیاں دور کرنے آیا ہے۔

ع بر عکس نہند نام زنگی کافور

نہیں تو اور کیا ہے۔ کیونکہ غلطی نکالنے کے عوض غلطی کو اسلام میں داخل کیا۔ مسلمان غور فرمائیں کہ ایک ہندو آریہ صاحب کس طرح معقول طریق سے مسئلہ اوتار کی تردید کرتے ہیں:

سب پرایشور کو ماننے والے آستک لوگ اس کو سرو یک یعنی سب جگہ حاضر و ناظر، سروشکتی مان یعنی قادر مطلق، اجما یعنی پیدائش سے بری، امر یعنی ناقابل فنا، انادی یعنی ہمیشہ سے موجود، انیت یعنی بے حد وغیرہ صفات سے موصوف مانتے ہے۔ پھر ایسی صورت میں یہ مسئلہ اوتار کس طرح درست ہوسکتا ہے کہ قادر مطلق پر ماتما خدا کو اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انسان کا جسم اختیار کرنے کی ضرورت پڑے۔ انسانی جسم میں آنے سے تو وہ محدود ہو جاتا ہے۔ اور سب جگہ حاضر و ناظر نہیں رہتا۔

(دیکھو صفحہ ۲۲۷، فصل ۳۴۔ سوانح عمری کرشن جی مصنفہ لالہ لاجپت رائے وکیل لاہور)

مولوی محمد علی صاحب غور فرمائیں اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنے قلب سلیم سے دریافت کر کے جواب دیں کہ یہ مجدد کا کام ہے جو مرزا صاحب نے کیا کہ شرک وکفر

کے مسئلہ اوتار کو جس کو اہل ہنود بھی باطل قرار دے رہے ہیں اسلام میں داخل کریں۔ اور پھر اس تخریبِ اسلام کا نام تجدید اسلام رکھیں۔ اور چشمۂ صافی توحید میں شرک کی نجاست ڈالیں اور انسان کو خدا بنادیں' اور اس کا نام خدمت اسلام رکھیں اور غلطی نکالنا فرمائیں۔ اور خود مجدد اسلام کہلائیں۔ مولانا روم نے سچ فرمایا ہے ؎

کار شیطان میکنند نامش ولی گر ولی این است لعنت بر ولی

مولانا روم فرماتے ہیں کہ جو شخص کام کرے شیطان کا اور اپنا نام ولی رکھے۔ اگر اسی کا نام ولی ہے' تو ایسے ولی پر لعنت ہے۔ پس اگر مرزا صاحب وہ کام کریں جو کہ کسی ایک نے صحابہ کرام سے لے کر آج تک نہیں کیا۔ یعنی مسئلہ اوتار اسلام میں داخل نہیں کیا۔ اور تیرہ سو برس تک اس مسئلہ اوتار کی تردید کرتے آئے ہیں۔ تو مرزا صاحب مجدد کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ ان کے طفیل اہل اسلام کو کس طرح اس گرداب مصائب سے بچا سکتا ہے۔ بلکہ مرزا صاحب کے ایسے کاموں نے غیرت الٰہی کو جوش دلایا ہے۔ اور اہل اسلام پر چاروں طرف سے وہ مصیبت رونما ہوئی ہے کہ کسی کاذب مدعی نبوت ورسالت ومسیحیت ومہدیت کے وقت نہ ہوئی تھی۔ مرزا صاحب سے پہلے کئی ایک مسیح موعود ہوئے۔ تیس کے قریب مدعیان نبوت گزرے مگر کسی ایک کی قدوم کی برکت سے یہ غضب الٰہی نازل نہ ہوا تھا جو کہ مرزا صاحب کے وقت اہل اسلام پر نازل ہوا۔ جس کی وجہ سوائے اس کے اور ہرگز نہیں کہ خدا نے اپنے فعل سے ثابت کر دیا ہے کہ مرزا صاحب نہ سچے مسیح موعود تھے' نہ سچے مہدی۔ کیونکہ سچے مسیح اور مہدی کے وقت اسلام کا غلبہ ہونا ضروری تھا اور کسر صلیب ہونی تھی۔ ورنہ حدیثوں کی تکذیب ہوتی ہے' جن میں لکھا ہے کہ مسیح صلیب توڑے گا۔ مگر اب واقعات نے بتادیا ہے کہ مرزا صاحب کے وقت میں بجائے کسر صلیب کے کسر اسلام ہوا۔

مُجدّدِ وقت کون؟

اور بجائے غلبۂ اسلام کے غلبہ صلیب وتثلیث ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کی آتش غضب اس قدر بھڑکی ہوئی ہے کہ مرزا صاحب کے مرنے کے بعد بھی سرد نہیں ہوئی۔ اور وہ وقت قریب ہے کہ مسجدیں گرجے بنائے جائیں گے اور بجائے اسلام کے عیسائیت ہوگی۔ اور جس جگہ توحید کے نعرے بلند ہوتے تھے وہ عیسیٰ عیسیٰ بول تیرا کیا لگے گا۔ مول کی صدا سنائی دے گی۔

مولوی محمد علی صاحب کو مرزا صاحب کی تحریر دکھائی جاتی ہے' جس میں انہوں نے خود لکھا تھا کہ اگر میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو نہ توڑوں اور مر جاؤں تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں' وھو ھذا:

''طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں۔ اور آنحضرت ﷺ کی شان عظمت اور جلالت دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئی' تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود ومہدی موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور کچھ نہ ہوا اور مر گیا' تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام غلام احمد۔

(دیکھو اخبار بدر' ۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء)

اب مولوی محمد علی صاحب فرمائیں کہ عیسیٰ پرستی کا ستون ٹوٹا یا اہل اسلام کا ستون ٹوٹا۔ کون نہیں جانتا کہ مذہب کا ستون حکومت ہوتی ہے۔

اب مولوی صاحب جواب دیں کہ مرزا صاحب سچے مسیح ومہدی ثابت ہوئے یا

جھوٹے؟ آپ پر انصاف ہے۔ مگر آپ صاحبان نے واقعات کو دیکھ کر مرزا صاحب کے نبی و رسول و مسیح ہونے کا خود ہی پہلو بدل دیا ہے اور اب مرزا صاحب کو دوسرے مجددوں کی طرح ایک مجدد منوانا چاہتے ہیں۔ مگر واضح رہے کہ جس طرح مرزا صاحب سچے مسیح و مہدی ثابت نہیں ہوئے۔ اسی طرح ان کے الہامات وکشوف اور تحریرات خلاف شرع محمدی ایک مجدد کیا' ایک مسلمان بھی ثابت نہیں ہونے دیتے۔

مرزائی اس جگہ ایک بھاری مغالطہ دیا کرتے ہیں کہ کرشن مسلمان تھا اور نبی تھا۔ اس لئے ضروری ہے کہ کرشن جی کا مذہب بھی لکھا جائے' تاکہ مسلمان جواب دے سکیں کہ کرشن جی ہرگز مسلمان نہ تھے۔ اور اگر وہ مسلمان اور نبی ہوتے' تو دوسرے نبیوں اور رسولوں کی طرح قیامت کے قائل ہوتے۔ اگر کرشن جی نبی ہوتے تو بت پرستی کے حامی نہ ہوتے۔ مگر کرشن جی فرماتے ہیں: ''ہمارا بھی کرم ہے کہ کھیتی بنج کریں' گئو برہمن کی سیوا میں رہیں۔ سب پکوان مٹھائی لے چلو اور گئو برہمن کی پوجا کرو''۔ (دیکھو پریم ساگر' مطبوعہ نولکشور' صفحہ۴۲)۔ ''مہابھارت'' میں لکھا ہے کہ ''کرشن جی نے دس سال تک تپ کیا کرشن اپنے زمانہ کا پرم وددان تھا۔ ویدوشاستر سے خوب واقفیت رکھتا تھا''۔

(دیکھو سوانح عمری کرشن جی' مصنفہ لالہ لاجپت رائے ص ۹۸،۹۹)

مولوی محمد علی صاحب ثابت کریں کہ مرزا صاحب وید شاستر جانتے تھے۔ اور اہل ہنود کی طرح تپ کرتے تھے' اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ بلکہ شاستری زبان سنسکرت کا ایک حرف بھی نہ جانتے تھے' تو پھر مرزا صاحب کا اوتار کرشن ہونا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ ''بھاگوت گیتا'' میں لکھا ہے کہ ''کرشن جی قیامت کے منکر اور تناسخ آواگوان کے قائل تھے''۔ چنانچہ ارجن کو فرماتے ہیں:

۱...... جس طرح انسان پوشاک بدلتا ہے۔ آتما بھی ایک قالب سے دوسرے قالب کو قبول کر لیتی ہے۔ (اشلوک ۲۲، ادھائے ۲)

۲...... جو صاحب کمال ہوگئے' جنہوں نے فضیلتیں حاصل کرلیں اور میری ذات میں مل گئے' ان کو مرنے جینے کی تکلیفات سے پھر سابقہ نہیں ہوتا۔ (اشلوک ۱۲۶ ادھائے)

برادران اسلام! کرشن جی کا یہی مذہب تھا جو آج کل آریوں کا ہے۔ کرشن جی کا مذہب تھا کہ آواگون یعنی تناسخ سے تب نجات ہوتی ہے جب انسان خدا میں مل جاتا ہے۔ انسان کا خدا میں مل جانا کفر و شرک ہے۔

جب مرزا صاحب مخاطب ہیں اور خدا تعالیٰ متکلم اور بقول مولوی محمد علی صاحب' مرزا صاحب کو مکالمہ الٰہی ہوتا تھا اور خدا تعالیٰ ان کو فرماتا ہے کہ ''اے مرزا تو راجہ کرشن آریوں کا بادشاہ ہے''۔ مرزا صاحب خود اپنے اس الہام کی تشریح کرتے ہیں کہ بادشاہت سے مراد آسمانی بادشاہت ہے۔ تو ثابت ہوا کہ مرزا صاحب آریوں کے روحانی اور مذہبی بادشاہ ہیں۔ جب مذہبی بادشاہ ہیں' تو بڑے آریہ ہوئے۔ اور جب آریہ ہوئے تو اسلام سے خارج ہوئے۔ مولوی محمد علی صاحب فرمائیں کہ کون مجدد آریوں کا بادشاہ خدا کی طرف سے مقرر ہوا تھا۔ پس یا تو یہ الہامات اس خدا کی طرف سے نہیں جو کہ محمد ﷺ کے ساتھ ہم کلام ہوا تھا۔ کیونکہ قرآن کے برخلاف ہیں۔ اور یا مرزا صاحب آریہ ہو کر اسلام سے خارج ہیں' کیونکہ قیامت کا منکر' تناسخ کا قائل کبھی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ جب مرزا صاحب مسلمان ہی ثابت نہیں ہوئے' تو مجدد ہونا بالکل باطل ہے۔ اگر مولوی صاحب کوئی دوسری تحریر پیش کریں کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

ما مسلمانیم از فضل خدا مصطفیٰ مارا امام و پیشوا

تو قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ کثیر حصہ پاک کو تھوڑا حصہ پلیدی کا تمام باقی حصہ پانی کو پلید اور نجس کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایک دو کلمات کفر سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ ہاں مرزا صاحب نے توبہ کی ہو تو دکھا دیں۔

دوسری بدعت کے الہامات

الف...... اسمع ولدی. ترجمہ: اے میرے بیٹے سن۔ (البشریٰ جلد ۱، صفحہ ۴۹)

ب...... انت منی بمنزلة ولدی. ترجمہ: اے مرزا تو میرے بیٹے کی جا بجا ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۸۶)

ج...... انت منی بمنزلة اولادی. ترجمہ: یعنی اے مرزا تو میری اولاد کے جا بجا ہے۔

(اخبار الحکم جلد ۲، صفحہ ۶، مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء)

د...... انت من مائنا وهم من فشل. ترجمہ: اے مرزا تو میرے پانی سے ہے اور وہ لوگ خشکی سے۔ (اربعین ۳، ص ۳۴، مصنفہ مرزا صاحب)

یہ سب الہام مرزا صاحب کے مسئلہ ابن اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں جو کہ بالکل قرآن شریف کے برخلاف ہے۔ دیکھو قرآن شریف فرماتا ہے: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللهِ ذَلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ﴾ ترجمہ: ''یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔ ان کی منہ کی باتیں ہیں بلکہ ان کافروں کی باتیں ہیں جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں''۔ (التوبہ، رکوع ۴) پھر قرآن شریف فرماتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ﴾ ترجمہ: یعنی اللہ وہ ہے جو کسی کو اپنا بیٹا نہیں بناتا۔ اور نہ کوئی اس کا شریک ہے ملک میں۔ پھر فرمایا:

﴿وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا﴾ ترجمہ: ''پھٹ جائے زمین اور گر پڑیں پہاڑ کانپ کر کہ دعویٰ کیا واسطے رحمٰن کے اولاد کا''۔

ابن اللہ کے مسئلہ کی تردید قرآن میں بہت جگہ کی گئی ہے جو شخص خلاف قرآن ابن اللہ کا مسئلہ اسلام میں تیرہ سو برس کے بعد پھر داخل کرے جو کہ صریح کفر و شرک ہے وہ مجدد دین ہے یا کہ مخرب دین۔ انصاف مولوی محمد علی صاحب پر ہے مجدد کی تعریف تو رسول اللہ ﷺ نے خود اس حدیث میں فرما دی ہے: ومن یجدد لها دینها. یعنی ''وہ مجدد ہے جو دین کو تازہ کرے''۔ کیا دین کے تازہ کرنے کے یہی معنی ہیں کہ جو شخص کفر و شرک کے مسائل اہل ہنود اور عیسائیوں اور یہودیوں کے اسلام میں داخل کرے، وہ مجدد ہے؟ اگر ایسا شخص مجدد ہے تو پھر بتاؤ دشمن اسلام کون ہے۔ اور اگر ایسے ایسے شرک و کفر کے الہامات و کشوف خدا کی طرف سے ہیں، تو پھر شیطانی الہامات کون سے ہوں گے۔ کیونکہ کل امت کا اجماع اس پر ہے کہ جو الہام شرک و کفر کی تائید کریں اور قرآن شریف و حدیث کے برخلاف ہوں، وہ شیطانی القا ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ﴾ ترجمہ: اور شیاطین اپنے ڈھب کے لوگوں کو وحی کرتے رہتے ہیں تا کہ تمہارے ساتھ کج بحثی کریں (الانعام رکوع ۱۴)۔ جب قرآن کریم سے ثابت ہے کہ وحی شیطان کی طرف سے بھی ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی وحی ہوتی ہے، تو ضرور ہے کہ شیطانی وحی اور رحمانی وحی میں کوئی ایسا نشان تمیز کا ہو کہ جس سے وحی شیطانی اور رحمانی میں فرق ہو سکے۔ اسی واسطے سلف صالحین نے اصول مقرر کیا ہوا ہے کہ جو وحی قرآن شریف اور حدیث نبوی بلکہ قیاس مجتہد کے بھی خلاف ہو تو وہ شیطانی القا الہام ہے، نہ کہ رحمانی وحی۔ اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے جب مرزا صاحب کے الہامات

دیکھتے ہیں تو صاف صاف شیطانی وساوس ثابت ہوتے ہیں۔ بھلا جس الہام سے خدا کی اولاد خدا کے بیٹے ثابت ہوں اور صریح قرآن کے برخلاف ہو۔ وہ شیطانی الہام نہیں؟ تو مولوی محمد علی صاحب خود ہی فرمائیں کہ پھر شیطانی الہام کس کا نام ہے' تا کہ اس معیار پر مرزا صاحب کے الہامات وکشوف کو پرکھیں۔ مولوی غلام رسول صاحب فاضل قادیانی نے تو شہر قصور کے مباحثہ پر تسلیم کرلیا ہے کہ جس طرح خواب میں انسان ماں بہن سے محتلم ہو جائے اور اس پر حد شرعی نہیں اور گناہ نہیں' اسی طرح مرزا صاحب کے کشوف خلاف قرآن قابل مواخذہ نہیں۔ مولوی غلام رسول کے اس جواب سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کے کشوف احتلام کا حکم رکھتے ہیں۔ اور ظاہر ہے احتلام شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ تو اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کے الہامات وکشوف دخل شیطان سے پاک نہ تھے۔

اب مولوی علی صاحب جواب دیں کہ وہ مرزا صاحب کے کشوف کو کیا یقین کرتے ہیں؟

تیسری بدعت

یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے خوابوں اور کشفوں کو وحی الٰہی کا مرتبہ دے کر خود نبوت ورسالت کا رتبہ حاصل کیا۔ اور صریح قرآن وحدیث کی مخالفت کر کے مسلمانوں کی ایک جماعت کو اپنی نبوت ورسالت منوائی جو کہ قادیانی جماعت ہے اور وہ الہامات اکثر قرآن مجید کی وہی آیات ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو نبی ورسول مقرر فرمایا۔ اور حضرت خاتم النبیین ﷺ کامل نبی اور رسول ہوئے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ مرزا صاحب کامل نبی ورسول نہ ہوں۔

الف)......﴿قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا﴾ ترجمہ: کہو اے مرزا

کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوکر آیا ہوں۔

ب)......﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ﴾ ترجمہ: کہو اے مرزا میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں' جو کہ وحی کی جاتی ہے میری طرف۔

یہ الہام مرزا صاحب کی کتابوں ''اخبار الاخیار'' کے صفحہ ۳ و''حقیقۃ الوحی'' کے صفحہ ۸۱ پر درج ہیں۔ اور مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میری وحی قرآن کی مانند خطا سے پاک ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں ؎

آنچہ من بشنوم زوحی خدا بخدا پاک دانمش ز خطاء
ہمچو قرآن منزہ اش دانم از خطاہا ہمین است ایمانم

یعنی جو کچھ میں وحی خدا سے سنتا ہوں' خدا کی قسم ہے کہ اس کو قرآن کی مانند خطا سے پاک جانتا ہوں۔ (دیکھو درثمین مصنفہ مرزا صاحب)۔ پھر ''اربعین'' میں لکھتے ہیں: ''اور میرا ایمان اس بات پر ہے کہ مجھ کو وحی ہوتی ہے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن' انجیل' تورات وغیرہ آسمانی کتابوں پر۔ (دیکھو اربعین نمبر۴' صفحہ ۱۵' مصنفہ مرزا صاحب)

اب مولوی محمد علی صاحب فرمائیں کہ جب مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو اللہ کا رسول ہے تمام لوگوں کی طرف اور اس الہام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی یقین کرتے ہیں۔ اور مرزا صاحب قسم کھا کر کہتے ہیں کہ میرا ایمان اس الہام پر ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن' انجیل اور تورات پر۔ تو پھر آپ کا مسلمانوں کو یہ کہنا کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے' کہاں تک درست ہے۔ اگر مرزا صاحب کو دعویٰ وحی والہام میں سچا سمجھتے ہو' اور ان کا وحی والہام بھی وساوس شیطانی سے پاک یقین کرتے ہو۔ اور ''الہام'' میں صاف لکھا ہے کہ اے مرزا تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں' تو

پھر آپ مرزا صاحب کے مرید ہو کر کیوں ان کو رسول نہ مانو۔ ظلی و بروزی غیر حقیقی کا کوئی لفظ اس الہام میں نہیں۔ پس یا تو مرزا صاحب کو رسول مانو یا صاف کہو کہ ہم مرزا صاحب کو اس الہام کے تراشنے میں مفتری سمجھتے ہیں کیونکہ یہ صریح قرآن کریم کی آیت خاتم النّبیین کے برخلاف اور حدیث لا نبی بعدی کے برعکس ہے۔ یا خدا سے ڈرو اور مسلمانوں کو دھوکہ مت دو اور چندہ لینے کے واسطے مت کہو کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے اور نہ مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں‘ کیونکہ یہ صریح جھوٹ ہے۔ مرزا صاحب کا تو دعویٰ ہے کہ وہ صاحب شریعت نبی ہیں۔ غور سے سنو کہ وہ کیا فرماتے ہیں:

دیکھو اربعین ۴ صفحہ ۶: پر لکھتے ہیں: شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے۔ اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ اور میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی...... (الخ)۔

یہ مرزا صاحب کی عبارت صاف ہے کہ میری وحی چونکہ امر بھی ہے اور نہی بھی ہے۔ اور جس کی وحی میں امر و نہی ہو وہ صاحب شریعت نبی ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب باشریعت نبی تھے۔ قادیانی جماعت کی بھی کمزوری ہے کہ وہ مرزا صاحب کو باشریعت نبی کہتے ہوئے جھجکتی ہے۔ جب مرزا صاحب کی وحی پر ان کو ایمان ہے اور ان کے امر کے مطابق مسلمانوں کے ساتھ نمازیں ملکر نہیں پڑھتے۔ مسلمانوں کے جنازہ میں شامل نہیں ہوتے۔ ان سے رشتے ناطے نہیں کرتے۔ ان کو صدقہ خیرات اور چندے نہیں دیتے۔ جہاد کو حرام سمجھتے ہیں۔ اور قرآن کی آیت: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ﴾ کو منسوخ کرتے ہیں۔ قادیانی اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ کرشن جی و رام چندر جی وغیرہ بزرگان اہل ہنود کو مسلمان اور نبی یقین کرتے ہیں‘ تو پھر نبی اور رسول ماننے کے سر پر کوئی سینگ ہوتے

ہیں؟ بلکہ دلیل کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ بلکہ بلا دلیل کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت و رسالت کا ہرگز نہ تھا۔ مگر اتنا نہیں سوچتے کہ اگر مرزا صاحب کو نبوت کا دعویٰ نہ تھا اور صرف مجدد ہونے کا دعویٰ تھا‘ تو پھر انہوں نے یہ کیوں لکھا کہ اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے ابدال‘ اولیاء اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں‘ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس لئے میں نبی کا نام پانے کیلئے مخصوص کیا گیا۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی‘ ص۳۹۱)۔ جب مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں نبی ہوں اور الہام ہے کہ ان لوگوں کو کہہ دے میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں‘ تو پھر آپ نبی کیوں نہیں مانتے؟

ب)...... مرزا صاحب اپنی فضیلت سب نبیوں پر بتاتے ہیں‘ چنانچہ لکھتے ہیں ؎

آنچہ دادست ہر نبی راجام — دادآں جام را مرا بہ تمام

یعنی جو نعمت کا جام ہر ایک نبی کو دیا گیا ہے وہ تمام جمع کر کے مجھ اکیلے کو دیا گیا ہے۔ اب مولوی محمد علی صاحب فرمائیں کہ آپ کس طرح کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے‘ حالانکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ ”کل نبیوں کا مجموعہ ہوں“ اور یہ ظاہر ہے کہ اس لحاظ سے مرزا صاحب افضل الرسل ہوئے۔ لاہوری جماعت کا کہنا کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے‘ کیا معنی رکھتا ہے اور لاہوری جماعت کس اسلام کی تبلیغ کرتی ہے۔ یہی قادیانی اسلام جس کا نمونہ بتایا گیا ہے۔ جب ان کا اپنا اسلام درست نہیں تو دوسروں کو کیا تبلیغ کریں گے۔

ج)...... مرزا صاحب اپنی فضیلت تو حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے بھی اوپر بتاتے ہیں۔ سنو! کیا کہتے ہیں:

له خسف القمر وان لی خسف القمران المشرقان

(النکر اعجاز احمدی ص۷۱)

یعنی ''محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے تو صرف چاند کو گہن لگا تھا اور میرے واسطے چاند اور سورج دونوں کو گہن لگا ہے''۔ پس تو کیا انکار کریگا مرزا صاحب نے معجزہ شق القمر سے انکار کر کے اس کو ایک معمولی گہن بتایا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب شق اور خسف میں فرق نہیں کرتے اور اپنی فضیلت جتاتے ہیں کہ آ کر محمد ﷺ کے واسطے چاند پھٹا۔ تو میرے واسطے چاند سورج دونوں پھٹے۔

پھر لکھتے ہیں کہ محمد کا تین ہزار معجزہ ہے اور میرا تین لاکھ نشان ہے۔ پس اس سے بھی محمد ﷺ پر مرزا صاحب کو فضیلت ہے۔ اور ایسی فضیلت جو ہزار اور لاکھ میں ہے یعنی جو فضیلت لاکھ کو ہزار پر ہے وہی فضیلت مرزا صاحب' محمد رسول اللہ ﷺ پر رکھتے ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک) (دیکھو حقیقۃ الوحی ۶۷، وتحفہ گولڑویہ ص۴۰)

د)......مرزا صاحب اپنے زمانہ کو کامل اور رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کو ناقص کہتے ہیں۔

سنو!

روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل ابتلک میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ وبار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

ب)......ہم مولوی صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ اقوال اور الہامات جو اوپر مذکور ہوئے' کسی مجدد کے ایسے ہیں؟ ہرگز نہیں' البتہ مدعیان کذابوں کی چالیں ہیں جو مرزا صاحب چلے ہیں۔ صحابہ کرام سے تابعین وتبع تابعین میں سے کوئی نہیں' اگر کوئی ہے تو کوئی صاحب بتادے۔ کذابوں کی چالیں سن لو:

۱......چال مرزا صاحب: کہ قرآن کی آیات مجھ پر دوبارہ نازل ہوتی ہیں۔ یہ چال یحییٰ بن ذکرویہ کاذب مدعی کی ہے۔ جس نے بغداد میں دعویٰ نبوت کیا تھا اور کہتا تھا کہ قرآن کی آیات مجھ پر دوبارہ نازل ہوتی ہیں سید محمد جونپوری بھی کہتا تھا کہ: ﴿وَاللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ سے سینہ اخوندسیر مراد ہے۔ (دیکھو ہدیہ مہدویہ)

۲......چال مرزا صاحب: کہ میری عربی کلام معجزہ ہے اور میری عربی جیسی فصیح عربی کوئی نہیں لکھ سکتا۔ یہ چال بھی کاذب مدعیان نبوت کی ہے' چنانچہ مسیلمہ کذاب نے قرآن کی مانند فاروق اوّل و فاروق ثانی بنائے اور ان کو قرآن کی مانند بے مثل کلام کہتا تھا۔ صالح بن طریف نے بھی ایک قرآن بنایا تھا اور اس کے مرید اسی قرآن کی آیات نمازوں میں پڑھتے تھے۔ متنبّی شاعر اپنے عربی شعروں کو بے مثل کہتا تھا۔ غرض یہ چال بھی کذابوں کی ہے کہ مرزا صاحب ''اعجاز احمدی'' وغیرہ کو معجزہ کہتے تھے۔ اور علماء کو للکار کر کہتے ہیں کہ ایسے عربی شعر بنا لاؤ۔ حالانکہ مرزا صاحب کے اشعار میں علماء اسلام نے بہت سی غلطیاں نکال کر دندان شکن جواب دیا کہ غلط کلام کبھی معجزہ نہیں ہوسکتا۔ جس طرح پہلے کذابوں مدعیان کی عربی غلط تھی۔ آپ کی بھی ہے۔ حتیٰ کہ غلطیوں کی فہرستیں موجود ہیں۔

۳......مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ جو مجھ کو نہیں مانتا' خدا اور رسول کو نہیں مانتا اور کافر ہے۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی ص۱۶۳)۔ یہ چال بھی کذابوں کی ہے۔ سید محمد جونپوری مہدی نے اپنا چمڑا دو انگلیوں میں پکڑ کر کہا کہ جو شخص اس ذات سے مہدویت کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ اسحاق اخرس کذاب کہتا تھا کہ مجھ کو جو شخص نہیں مانتا وہ خدا اور محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور اس کی نجات نہ ہوگی۔ مرزا صاحب بھی کہتے ہیں کہ جو مجھ کو نہیں مانتا' وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔

(دیکھو حقیقۃ الوحی ص۱۶۴)

۴...... یہ بھی چال کذابوں کی ہے احکام قرآنی کی تنسیخ کرنی۔ جیسا کہ قتال کو مرزا صاحب نے حرام کردیا۔ مسیلمہ کذاب نے ایک نماز معاف کر کے صرف چار نمازیں رکھی تھیں۔ عیسیٰ بن مہرویہ نے بہت سے مسائل کی تنسیخ کردی تھی۔ ملائکہ کو قوائے انسانی کہتا تھا۔

۵...... مرزا صاحب کا وفات مسیح کا قائل ہونا اور بروزی رنگ میں مسیح موعود کے آنے کا عقیدہ رکھنا' یہ بھی کذابوں کی چال ہے۔ ابراہیم بزلہ کہتا تھا کہ میں عیسیٰ بن مریم مسیح موعود ہوں۔ فارس بن یحییٰ نے مصر میں دعویٰ مسیح موعود ہونے کا کیا۔ اور بروزی رنگ میں ظہور ہونا معنی کرتا تھا۔

۶...... مرزا صاحب کا متعدد دعاوی کرنا کہ میں مثیل عیسیٰ' مثل موسیٰ' مسیح موعود مریم' آدم' ابراہیم' مجدد' مصلح' مہدی' رسول' نبی' محمد رسول اللہ' علی' رجل فارسی وغیرہ وغیرہ ہوں۔ یہ چال بھی کاذب مدعی کرمتیہ کی ہے جو کہ کہتا تھا کہ میں عیسیٰ ہوں، داعیہ ہوں، حجت ہوں، ناقہ ہوں، روح القدس ہوں، یحییٰ بن ذکریا ہوں، مسیح ہوں، کلمہ ہوں، مہدی ہوں، محمد بن حنفیہ ہوں، جبرائیل ہوں، (دیکھو ضرر الخصائص صفحہ ۱۷۵)

۷...... رمضان میں چاند سورج کا گہن دیکھ کر مہدی ہونے کا دعویٰ کرنا۔ یہ بھی کذابوں کی چال ہے۔ ۵۰۹ھ و ۵۰۸ھ ہجری میں چاند و سورج کو گہن رمضان میں لگا' اس وقت محمد بن تومرت مدعی مہدویت ہوا۔ ۱۲۶۷ھ ہجری میں چاند و سورج کو رمضان میں گہن لگا تو محمد علی باب مدعی ہوا۔ ۶۷۷ھ ہجری میں چاند و سورج کو گرہن لگا تو عباس کاذب مدعی ہوا۔ مرزا صاحب نے بھی رمضان میں چاند و سورج کا گرہن دیکھ کر مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔

۸...... مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ نبوت دو قسم کی ہے۔ تشریعی اور غیر تشریعی اور تشریعی نبوت کا صرف دروازہ بند ہے۔ غیر تشریعی نبی ہمیشہ آتے رہیں گے۔ یہ چال بھی کذابوں کی ہے۔

حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے خاتم النبیین کے معنی اور تفسیر خود فرمادی کہ **لا نبی بعدی** یعنی کسی قسم کا نبی میرے بعد نہ آئے گا۔ سید محمد جونپوری مہدی متبع نبی ہونے کا مدعی تھا اور کہتا تھا کہ متابعت نامہ محمد ﷺ سے تابع محمد نبی ہوں۔ (دیکھو ہدیہ مہدویہ)

۹...... مرزا کا اپنی رائے سے قرآن شریف کے معانی و تفسیر کرنا اور اس کا نام حقائق و معارف رکھنا جیسا کہ ﴿أَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا﴾ کے معنی کرتے ہیں کہ زمین اپنے بوجھوں کو نکال دیگی۔ یعنی انسانوں کے دل اپنی تمام مخفی استعدادات بمنصۂ ظہور لائیں گے۔ اور جو کچھ ان کے اندر علوم و فنون کا ذخیرہ ہے۔ جو کچھ عمدہ عمدہ دلی و دماغی طاقتیں ولیاقتیں ان میں مخفی ہیں' سب کی سب ظاہر ہو جائیں گی۔ اور انسانی قوتوں کا آخری نچوڑ باہر نکل آئے گا۔ (دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۱۱۴' جلد ۱)

اس تفسیر سے قیامت کا انکار ہے۔ یہ بھی کذابوں کی چال ہے۔ ابومنصور کاذب مدعی بھی اسی طرح مرزا صاحب کی مانند عقلی ڈھکوسلے لگایا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ﴾ یعنی خدا تعالیٰ نے تم پر مردہ، خون اور سور کا گوشت حرام کردیا ہے (سورۂ بقرہ)۔ اس کا یہ مطلب ہے: یہ چند اشخاص کے نام ہیں جن سے محبت کرنی حرام ہے۔ (دیکھو منہاج السنۃ)

۱۰...... مرزا صاحب کا مہدی ہونے کا دعویٰ یہ بھی کذابوں کی چال ہے۔ مہدی تو اس قدر ہوئے ہیں کہ جن کا شمار ساٹھ' ستر سے بھی زیادہ ہے اور ہر ایک مدعی ہوا کہ میں اسلام کو غالب کروں گا' مگر کسی ایک کے وقت اسلام کا غلبہ نہ ہوا اور وہ جھوٹے مہدی سمجھے گئے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ جب مرزا صاحب کے وقت بھی اسلام کا غلبہ تو درکنار الٹا اسلام مغلوب ہوا۔ حتیٰ کہ مقامات مقدسہ بھی مرزا صاحب کے وقت اسلامیوں کے قبضہ سے نکل گئے اور

مسلمان نشانہ ظلم وستم اور قتل عام نصاریٰ بنے۔ اگر کوئی شخص مرزا صاحب کو مہدی و مسیح موعود مانے تو صریح حضرت محمد رسول اللہ مخبر صادق ﷺ کو جھٹلانے والا ہوگا۔ کیونکہ مہدی کے وقت اسلام کا غلبہ ہونا تھا۔ اور اب بجائے غلبہ کے الٹا اسلام مغلوب ہوا۔ تو صاف ثابت ہے کہ یا مرزا صاحب وہ مہدی نہیں۔ یا (نعوذ باللہ) رسول ﷺ کا فرمان غلط ہے۔ کوئی مسلمان محمد ﷺ کا کلمہ پڑھنے والا مرزا صاحب کو مہدی تسلیم کر کے رسول اللہ ﷺ کو نہیں جھٹلا سکتا۔ (اعوذ بک ربی)

پھر مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی مجددیت ثابت کرنے کی طرف توجہ کی ہے اور قرآن کریم کی ایک آیت لکھی ہے اور وہ آیت یہ ہے: ﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ اس آیت کو پیش کر کے مولوی صاحب نے خود ہی اپنے دعویٰ کی تردید کر دی، کیونکہ اس آیت میں يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ یعنی "نیکی کی طرف بلانا" اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر شرط ہے۔ جب مرزا صاحب نے مسائل اوتار اور ابن اللہ کی طرف بلایا، اور تمام مرزائی، مرزا صاحب کو راجہ کرشن مانتے ہیں جو کہ قیامت کا منکر اور تناسخ کا قائل تھا، تو پھر اس آیت کے رو سے تو مرزا صاحب مجدد ہرگز نہیں ہو سکتے۔

مولوی صاحب نے ایک سوال کیا ہے کہ اس صدی کا مجدد کون ہے؟ اور اس کا جواب خود ہی دیتے ہیں کہ گو ایک صدی میں کئی مجدد ہو سکتے ہیں، مگر چونکہ اس صدی کے سر پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے ساری دنیا کے واسطے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ مجدد ہیں۔ اور اگر کوئی اور شخص بھی مجدد ہونے کا دعویٰ کرتا تو شاید کہا جاتا کہ ہم خاص مدعی کو نہیں مانتے۔ مگر مصلحت الٰہی نے یہی چاہا کہ اس صدی کے سر پر ایک ہی مجدد ہو۔ اس لئے ان

کے سوا کسی نے دعویٰ مجدد نہیں کیا...... (الخ)۔

مولوی صاحب کا یہ لکھنا بالکل غلط ہے کہ اس صدی میں صرف مرزا صاحب نے ہی مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ہم پہلے مولوی صاحب کے سوال پر جوانہوں نے فیروز پور کے جلسہ میں بیس سوال کئے تھے، رسالہ تائید الاسلام بابت ماہ فروری ۱۹۱۹ء میں جوابات لکھے گئے ہیں۔

مرزا صاحب نے جو مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے، اس سے بھی ان کی مراد نبوت و رسالت ہی ہے۔ کیونکہ وہ اپنی کتاب "ضرورت الامام" کے ص۶۴ پر لکھتے ہیں کہ امام زمان و مجدد نبی و رسول کے ایک ہی معنی ہیں۔ اصل عبارت مرزا صاحب کی یہ ہے: "یاد رہے کہ امام زمان کے لفظ میں نبی و رسول محدث و مجدد سب شامل ہیں"۔ اور اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "امام زماں میں ہوں اور محمد ﷺ بھی امام زمان تھا"۔ اس قسم کا دعویٰ تو بیشک مرزا صاحب نے ہی کیا ہے یا مسیلمہ کذاب و اسود عنسی وغیرہ کذابوں مدعیان نے کیا تھا۔ ہاں جائز دعویٰ مجدد ہونے کا مخبر صادق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اسلامی مجددوں نے کیا ہے اور بعض مجددوں نے دعویٰ نہیں کیا۔ علماء اسلام نے ان کو مجدد مانا ہے۔ اگر آپ کو اس کا علم نہیں تو یہ عدم وجود مجدد کی دلیل نہیں۔ کیونکہ عدم علم شئے عدم وجود شئے کی دلیل نہیں۔ سنو! ہم آپ کو بتاتے ہیں سوڈان میں محمد احمد سوڈانی نے مرزا صاحب سے پہلے بموجب حدیث کے صدی کے سر پر ماہ مئی ۱۸۸۱ء میں دعویٰ مجدد ہونے کا کیا۔ دیکھو "مذاہب اسلام" ص۷۹۶ "اخبار پانیر" میں لکھا تھا کہ "محمد احمد نے مجدد ہونے کا دعویٰ ۱۸۸۱ء میں کیا"۔ "عسل مصفی" میں بھی لکھا ہے۔ اصل عبارت عسل مصفی جو کہ مرزائیوں کی کتاب ہے، اس کی نقل کی جاتی ہے تاکہ حجت ہو: "محمد سعید یعنی محمد احمد نامی ایک شخص ذلقہ

ملک سوڈان میں پیدا ہوا۔ اس نے ۱۸۸۱ء میں دعویٰ کیا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ میں مجددِ دین اسلام ہوں' میں اسلام کو حالت اولیٰ پر لاؤں گا...... (الخ)۔

(عسل مصفّٰی، صفحہ ۵۰۱۔ اڈیشن اول' مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور)

اور مرزا صاحب نے ۱۸۸۱ء میں بیعت کرنے کا اشتہار دیا۔ (دیکھو اصل مصفّٰی' صفحہ ۵۱۸' مؤلفہ حکیم خدا بخش مرزائی لاہوری جماعت)۔ اور محمد احمد سوڈانی کا کام بھی عین مطابق رسول اللہ ﷺ کے تھا۔ اور ۱۵ سال غار میں عبادت کرتا رہا۔ اور وہ باوجود جنگ وجدال کے اپنی موت سے مرض چیچک سے فوت ہوا تھا۔ اور کامیاب بھی ایسا کہ سلطنت قائم کرلی تھی۔ اگر کہا جائے کہ ہندوستان میں جو مجدد ہوا ہے' بتاؤ...... تو وہ بھی سنو۔

اوّل نواب سید صدیق الحسن خان والی بھوپال کو مجدد مانا گیا تھا کیونکہ اس نے احیائے سنت اور تجدید دین محمدی میں وہ کوشش کی کہ کئی سو کتاب لکھی اور تقسیم کرائی۔

دوسرے مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مجدد چودھویں صدی ہیں ان کی ہر ایک کتاب کے سرورق پر لکھا جاتا تھا کہ مجدد مائۃ حاضرہ۔ اور دو سو کتاب ان کی تردید مذاہب باطلہ میں شائع ہوئیں۔

تیسرے مجدد صاحب حضرت ابو الرحمانی مولوی محمد علی صاحب مونگیری جنہوں نے آریوں عیسائیوں کے رد میں کتابیں لکھیں اور مفت تقسیم کیں۔

''مجالس الابرار'' میں لکھا ہے کہ علمائے زمان جس کو ناقد احادیث نبوی سمجھیں اور جس کا علم وفضل علمائے زمانہ سے بڑھ کر ہو۔ علماء اس کو مجدد تسلیم کرتے ہیں ہر ایک مجدد کا دعویٰ کرنا ضروری نہیں ہے۔

مرزا صاحب کے زمانہ میں محمد احمد سوڈانی، ملاسامی لینڈ امام یحییٰ، شیخ ادریس یحییٰ

عین اللہ وجہ الدین دکنی مدعیان مہدویت ومجددیت تھے اور ان کے مرید اس قدر جوشیلے اور راسخ الاعتقاد تھے کہ جانیں قربان کرتے تھے۔ پس یہ غلط ہے کہ مرزا صاحب کے سوا چونکہ کسی نے دعویٰ نہیں کیا' ان کو ہی مجدد مان لو۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ مدعی لائق بھی ہے یا نہیں۔ چونکہ مرزا صاحب کے کام مجدد کے عہدہ کے برخلاف تھے' اس لئے اس کو کوئی مسلمان مجدد تسلیم نہیں کرسکتا

کس نیائد بزیر سایۂ بوم در ہما از جہاں شود معدوم

ہم ذیل میں اس ایک مجدد کا مقابلہ مرزا صاحب سے کرتے ہیں جس کا نام نامی واسم گرامی مولوی محمد علی صاحب نے خود ہی لیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی سب مجددوں سے کامل ہیں کیونکہ جو فرق سواد وہزار میں ہے وہی فرق دوسرے مجددوں اور مجدد الف ثانی میں ہے۔ پہلے ہم مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ لکھیں گے اور بعد میں مرزا صاحب کا۔ تاکہ مولوی صاحب اور دوسرے مرزائی صاحبان انصاف کریں اور سچے اور جھوٹے مجدد میں فرق کرکے باطل پرستی سے توبہ کریں۔

(دیکھو مجدد صاحب کا مکتوب ۱۶۷' مندرجہ دفتر اول' حصہ سوم مکتوبات امام ربانی' ص ۵۰، ۵۱)

خلاصہ مضمون درج کیا جاتا ہے اصل عبارت اصل کتاب سے جس کو شک ہو دیکھ سکتا ہے۔

۱...... **عقیدہ حضرت مجدد صاحب:** سب عالموں کا خدا ایک ہی ہے کیا آسمان' کیا زمین' کیا علیین اور سفلین۔

عقیدہ مرزا صاحب قادیانی: الہام مرزا صاحب: انت منی وانا منک۔ یعنی اے مرزا تو ہم سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے۔

جب خدا مرزا صاحب سے ظاہر ہوا تو مرزا صاحب بڑا خدا ہوئے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ''میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا کہ وہی ہوں پھر میں نے آسمان وزمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا اور پھر میں نے منشاء حق کے مطابق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کی خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے اور کہا ﴿اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ﴾...... (الخ)۔ یہ خلاصہ ہے کامل عبارت مرزا صاحب کی کتاب ''کتاب البریہ'' ص۷۹ پر دیکھو۔

۲...... **عقیدہ مجدد صاحب:** خدا کی ذات بیچون وبیچگون ہے تشبہ اور مانند سے پاک ہے۔

عقیدہ مرزا صاحب: خدا تیندوے کی طرح ہے اور اس کے بیشمار اعضاء اور تاریں ہیں جو کہ معمورہ عالم میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے انہیں تاروں کے ذریعہ سے تمام کام کرتا ہے۔ (توضیح المرام ص۳۴)

۳...... **عقیدہ مجدد صاحب:** خدا شکل ومثال سے مبرا ہے۔

عقیدہ مرزا صاحب: مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کر دیئے۔ اور دستخط کرتے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو قلم کو جھاڑ دیتے ہیں۔ اور پھر دستخط کر دیئے۔ اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری

مسجد میں میرے پاؤں دبا رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے۔ اور عجب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا۔ ایک سیکنڈ کا فرق بھی نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کیونکہ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا' مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے...... (الخ)۔

(دیکھو حقیقۃ الوحی' ص۲۵۵' نشان ۱۰۶)

برادران اسلام! مرزا صاحب اس زیارت خدا کو حقیقی سمجھتے ہیں اور جو شخص یہ یقین نہ کرے' وہ غیر آدمی ہے اور راز سے ناواقف ہے۔ اسی طرح کا کشف حضرت سید الطائفہ پیران پیر حضرت عبدالقادر جیلانی نے دیکھا تھا' مگر انہوں نے فرمایا کہ شیطان دور ہو۔ مگر مرزا صاحب اس کو کشف حقیقی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی زیارت حقیقی تمثیلی شکل میں یقین کرتے ہیں' حالانکہ مجدد صاحب کے مذہب میں خدا کی ذات شکل ومثال سے مبرا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب بتا سکتے ہیں کہ سرخی کس کارخانہ کی تھی۔ اس سے تو مسیح کا آسمان پر رہنا اور کھانا پینا وغیرہ ثابت ہوگیا' کیونکہ سرخی کے رنگ کے کارخانے خدا کے پاس ہیں' تو کارخانہ میں آدمی بھی ہوں گے۔ بس جس طرح خدا ان سب کو روٹی دیتا ہوگا' مسیح کو بھی دیتا ہوگا۔ کیونکہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ اپنے رنگساز اسٹاف کو تو روٹی دے اور مسیح کو روٹی نہ دے اور بول وبراز کے واسطے اپنے رنگسازوں کو تو جگہ دے اور مسیح کو نہ دے۔ اگر کوئی یہ جواب دے کہ یہ خواب کا معاملہ ہے اور خیالی ہے حقیقی نہیں۔ تو اس کا رد مرزا صاحب نے خود کر دیا ہے کہ سرخی کے قطرے مرزا صاحب کے کرتہ اور عبداللہ کی ٹوپی پر پڑے اور کرتہ موجود ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ قلم ودوات لے کر مرزا صاحب کے حجرے میں

آیا تھا۔ جب کرتا مرزا صاحب کا سرخی سے رنگا گیا' تو ثابت ہوا کہ یہ تمثیل وتشکل خدا' سرخی کے وجود کی طرح حقیقی شکل تھی' اور یہ باطل ہے کہ خدا کی شکل ہو۔ مرزا صاحب اس کشف کو شیطانی وساوس سے پاک سمجھتے ہیں' تو حقیقی کشف ہوا۔ مرزا صاحب کا ہر ایک کشف دخل شیطانی سے پاک ہے تو پھر مرزا صاحب کا عورت بننا اور خدا تعالیٰ کا ان سے طاقت رجولیت کا اظہار کرنا جو کہ مولوی یار محمد صاحب وکیل نے اپنے 'ٹریکٹ نمبر۳۴' اسلامی قربانی کے صفحہ۱۲ پر لکھا ہے' درست ہوا۔ اور مرزا صاحب خدا کی بیوی ثابت ہوئے جن سے عالم کشف میں خدا تعالیٰ نے طاقت رجولیت کا اظہار کیا۔ مجدد صاحب الف ثانی کا خدا تو ایسے مضحکہ خیز الزام سے پاک ہے۔ مولوی غلام رسول صاحب تو ایسے کشف کو شیطانی کہہ کر مرزا صاحب کو الزام سے بری کرتے ہیں' دیکھئے مولوی صاحب 'ایم اے' کیا جواب دیتے ہیں؟ ان کے نزدیک بھی اگر مرزا صاحب کے کشوف احتلامی ہیں اور قابل مواخذہ نہیں' تو پھر ہم با آواز بلند کہتے ہیں کہ احتلامی کشوف کو ہم ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں اور نہ مدعی ایسے فحش کشوف کو مجدد تسلیم کر سکتے ہیں۔

۴..... **عقیدہ مجدد صاحب:** نسبت پدری وفرزندی خدا کی ذات حق میں محال ہے۔

عقیدہ مرزا صاحب: خدا نے مرزا صاحب کو اپنا فرزند کہا ہے۔ دیکھو الہام مرزا صاحب: اسمع ولدی سن میرے بیٹے۔ (دیکھو البشریٰ' ص۴۹' جلد۱' مصنفہ مرزا صاحب)

دوم: انت من ماء نا وھم من فشل. ترجمہ: اے مرزا تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ خشکی سے۔ (دیکھو اربعین نمبر۳' صفحہ۳۴' مصنفہ مرزا صاحب)

۵..... **عقیدہ مجدد صاحب:** خدا تعالیٰ کسی کی کفو میں سے نہیں۔

عقیدہ مرزا صاحب: خدا کی کفو مغل ہے کیونکہ خدا تعالیٰ مرزا صاحب کو فرماتا ہے کہ انا منک یعنی اے مرزا' میرا ظہور تجھ سے ہوا ہے۔ جب خدا کا ظہور مرزا صاحب سے ہوا' تو خدا تعالیٰ مغل بچہ ہوا۔ اور تمام مرزائی خاندان قادیانی خدا کے ہم کفو ہوا۔

۶..... **عقیدہ مجدد صاحب:** اتحاد اور حلول خدا کی ذات میں عیب ہے۔

عقیدہ مرزا صاحب: مرزا صاحب اپنے ایک کشف کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی۔ اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہا کر لیا۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا۔ اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کے اعضا' میری آنکھ اس کی آنکھ' میرے کان اس کے کان' میری زبان اس کی زبان بن گئی..... (الخ)۔

(دیکھو آئینہ کمالات اسلام' مصنفہ مرزا صاحب ص۷۶۵،۵۶۴)

مرزا صاحب کی اس عبارت سے اتحاد وحلول ثابت ہے۔ کیونکہ ان صفحات میں صاف لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور یہی حلول ہے جو کہ اہل اسلام کے مذہب میں باطل ہے۔ مگر قادیانی مجدد کے وجود میں خدا کا حلول ہے۔ اب مولوی صاحب فرمائیں کہ کون مجدد حق پر ہے اور کون جھوٹا ہے۔

۷..... **عقیدہ مجدد صاحب:** بروز وتکون خدا کی جناب میں عیب ومکروہ ہے۔

عقیدہ مرزا صاحب: مسئلہ بروز پر تو مرزا صاحب کی مشین نبوت و رسالت کی تمام کلوں و پرزوں کا مدار ہے۔ بروزی رنگ میں محمد ﷺ بنتے ہیں اور اپنے آپ کو نبی و رسول ہونے کا زعم کرتے ہیں۔ (دیکھو ایک غلطی کا ازالہ' مصنفہ مرزا صاحب)۔ کرشن جی

مہاراج ہونے کا بھی بروزی رنگ میں دعویٰ کرتے ہیں' بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بروز ہونے کا دعویٰ ہے' مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

آدم نیز و احمد و مختار در برم جامۂ ہمہ ابرار

یعنی آدم سے لے کر احمد مختار تک جس قدر نبی ہوئے ہیں میں سب کا بروز ہوں۔

۸...... **عقیدہ حضرت مجدد صاحب:** خدا کے پیدا یعنی ظاہر ہونے کا کوئی زمانہ نہیں۔

عقیدہ مرزا صاحب: خدا تعالیٰ کے ظہور کا زمانہ میرا زمانہ ہے۔ یعنی چودھویں صدی ہجری و ۱۸۸۸ء بموجب الہام **انت منی وانا منک** یعنی جب خدا نے مرزا صاحب کو مبعوث کیا' تب سے خدا کا ظہور بھی ہوا۔

۹...... **عقیدہ مجدد صاحب:** کوئی خاص مکان خدا کے رہنے کا نہیں۔

عقیدہ مرزا صاحب: الہام مرزا صاحب **الارض والسماء معک کما ھو معی**. ترجمہ: آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ (حقیقۃ الوحی' صفحہ ۷۵)۔ مرزا صاحب جب قادیان کے رہنے والے تھے۔ اور خدا بھی ان کے ساتھ تھا تو خدا کا مکان قادیان میں ہوا۔ کیونکہ دوسرے الہام میں خدا فرماتا ہے **انت منی بمنزلت توحیدی تفریدی**. ترجمہ: اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ جب مرزا صاحب خدا کی توحید اور تفرید ہے تو جس جگہ مرزا صاحب کی سکونت ہوگی' وہیں خدا کی سکونت ہوگی۔ کیونکہ موصوف اپنی صفت سے الگ نہیں رہتا۔

(حقیقۃ الوحی' ص ۸۶)

پھر الہام مرزا صاحب **انت منی بمنزلة عرشی**. ترجمہ: تو مجھ سے بمنزلہ

میرے عرش کے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۶)

اس الہام سے صاف ظاہر ہے کہ قادیانی خدا کا عرش ہے اور عرش پر خدا رہتا ہے۔ **ثم استوی علی العرش الجدد**۔ (رکوع ۳)۔ پس مرزا صاحب اور قادیان خدا کا مکان ہوا۔

۱۰...... **عقیدہ مجدد صاحب:** اس کے وجود پاک میں نقص وعیب نہیں۔

عقیدہ مرزا صاحب: خدا تعالیٰ غلطی کرتا ہے جیسا کہ اس نے قلم دوات میں ڈال کر زرا لگانے میں غلطی کی اور جب اس کی غلطی سے قلم پر زیادہ سیاہی یعنی سرخی زیادہ ہوگئی' تو اپنی غلطی کو قلم جھاڑ کر درست کیا اور پھر یہ غلطی کی کہ قلم کو جھاڑتے وقت یہ نہ دیکھا کہ مرزا صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب کے کپڑے خراب ہوتے ہیں۔ ایسی بے تمیزی سے قلم جھاڑا کہ کرتہ' ٹوپی پر سرخی کے قطرے جا گرے۔ ایسی غلطی تو انسان بھی نہیں کرتا کہ دوسروں پر قلم جھاڑ کر کپڑے خراب کردے' جگہ دیکھ کر قلم جھاڑتا ہے۔

۱۱...... **عقیدہ مجدد صاحب:** راجہ کرشن ورام پسر جسرت نبی ورسول نہ تھے۔

عقیدہ مرزا صاحب: کرشن ورامچند ومہادیو وغیرہ بزرگان اہل ہنود سب نبی تھے۔ اور' وید' گیتا' آسمانی کتابیں ہیں۔ جیسا کہ لکھتے ہیں: کہ ہر ایک نبی کا نام مجھے دیا گیا ہے' چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے' جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا۔ اس کا نام بھی مجھ کو دیا گیا ہے...... (الخ)۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵)

افسوس مرزا صاحب فنا کرنے والے اور پرورش کرنے والے تھے' مگر مولوی ثناء اللہ صاحب' مولوی محمد حسین بٹالوی اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کو فنا نہ کرسکے اور خود ہی ان کے

مقابلہ میں فوت ہوگئے۔ افسوس فنا کرنے اور پرورش کرنے میں مرزا صاحب رب العالمین بھی بن گئے، مگر چندے تو اب تک بھی مانگے جاتے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب غور فرمائیں کہ مجدد الف ثانی جس کی نسبت آپ کا اقرار ہے کہ الف کا مجدد صدی کے مجدد سے افضل ہوتا ہے۔ الف کا مجدد تو کرشن کو نبی ورسول نہیں کہتا۔ اور نہ خدا تعالیٰ نے اس کو بذریعہ وحی الہام کرشن جی کے پیغمبر ہونے کی خبر دی۔ مگر مرزا صاحب کرشن جی کو نبی کہتے ہیں۔ اب دو مجددوں میں اختلاف ہے، تو اب فیصلہ کے واسطے کدھر جانا چاہئے اور کس اصول پر چل کر ہم کو حق نظر آسکتا ہے۔ پس مسلمانوں کے نزدیک مسلمہ اصول یہ ہے کہ مجدد کا الہام خدا کے کلام کے جو محمد پر نازل ہوا برخلاف ہو، وہ جھوٹا کلام ہے۔ مجدد صاحب الف ثانی نے تو کرشن کو پیغمبر و نبی و رسول اس واسطے نہیں مانا کہ کرشن نے اپنی پرستش کرائی۔ چنانچہ لکھتے ہیں: الٰہ (معبودان) ہندو نبی و رسول نہیں۔ کرشن و رام نے چونکہ اپنی طرف مخلوق کو بلایا۔ اور ہمارے پیغمبر ورسول جو کہ قریب ایک لاکھ چوبیس ہزار کے ہو گزرے ہیں کسی ایک نے مخلوق کو اپنی پرستش کے واسطے ترغیب نہیں دی اور نہ خود معبود بنے۔ اہل ہنود کے بزرگوں نے اپنے آپ میں حلول ذات باری تعالیٰ جائز رکھا اور مخلوق کو اپنی عبادت کی طرف لگایا۔ اور ممنوع چیزوں کو اپنے واسطے جائز قرار دیا۔ اس دلیل سے کہ خدا کے مظہر ہیں یعنی ان میں خدا ہے۔ اس لئے وہ پیغمبر نہیں ہوسکتے۔ یہ مجدد صاحب کا فرمانا قرآن شریف کے مطابق ہے کہ خدا تعالیٰ جس کو نبوت دیتا ہے، وہ مخلوق کو اپنی عبادت کی طرف نہیں بلاتا۔ اور کرشن نے مخلوق سے اپنی عبادت کرائی اور خدا بنا، چنانچہ ''گیتا'' میں لکھا ہے:

من از ہرسہ عالم جدا گشتہ ام ۔۔۔ تہی گشتہ از خود خدا گشتہ ام

کیا یہ شرک نہیں؟ معجزات مسیح کو کس منہ سے شرک کہہ کر انکار کرتے ہیں۔

دیکھو سورۃ آل عمران رکوع ۸: ﴿مَاكَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللّٰهِ﴾ ترجمہ: ''کسی انسان کو لائق نہیں کہ خدا اس کو کتاب اور عقل اور نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں کو کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بنو''۔ اس نص قرآنی سے ثابت ہے کہ مشرک کو خدا نبوت و رسالت نہیں دیتا۔ پس مجدد صاحب کا عقیدہ درست ہے۔ اور مرزا صاحب کا عقیدہ کہ کفار کے راجے اور بادشاہ اور رہبر بھی نبی و پیغمبر ہیں، غلط ہے۔ اور ہندوؤں کے اصول کے بموجب کرشن جی پرمیشور کا اوتار ہیں جو کہ اہل ہنود کے اعتقاد کے مطابق عہدہ نبوت سے بڑھ کر ہے، یعنی اوتار تو (نعوذ باللہ) خود خدا ہی ہوتا ہے۔ اور رسول مخلوق ہوتا ہے اس لئے اوتار کرشن کو رسول کہنا غلطی اور اس کی ہتک ہے کہ خدا کے مرتبہ سے گرا کر رسول بنایا۔ علاوہ ازیں اس طرح تو کفر اسلام کا فرق نہ رہا۔

دوم: اگر بقول مرزا صاحب اہل ہنود و اہل اسلام میں کچھ فرق نہیں تو کرشن کا بروز سوامی دیانند تھا جس نے کرشن جی کی تعلیم تناسخ اور انکار قیامت کو ترقی دی۔ یہ کیوں کر ہوسکتا ہے کہ کرشن جیسا دھرم کا حامی مسلمانوں کے گھر جنم لے کر مرزا غلام احمد بن کر خود اپنے ہاتھ سے وید مقدس وشاستر اور مذہب اہل ہنود کا رد کرے۔ جب کہ پہلے کرشن جی نے باسدیو اور دیوکی کے گھر میں جنم لیا تھا۔ تو راجہ کنس کو مارا اور ۷ اجدھ یعنی دھرم کی خاطر جہاد یعنی جنگ کی۔ عقل تسلیم کرسکتی ہے کہ ایسا بہادر شخص اور خلاف اصول اہل ہنود مسلمانوں کے گھر پیدا ہو۔ اور پھر رقیق القلب ایسا ہو کہ تلوار کا نام سن کر غش کھا جائے۔ اور ڈپٹی کمشنر کے سامنے اقرار کرے کہ پھر ایسے الہام شائع نہ کروں گا۔

۱۲...... **عقیدہ مجدد صاحب:** جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ حضرت خاتم النبیین ﷺ کی شریعت کی متابعت کریں گے۔

(دیکھو مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی' صفحہ ۳۶۔ مکتوبات ۱۷۔ دفتر سوم ترجمہ اردو)

عقیدہ مرزا صاحب: عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ وہ ہرگز نہیں آسکتے مسیح کے نازل ہونے کی حقیقت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو نہ بتائی گئی تھی' وہ مجھ کو بتائی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنے والا مسیح میں ہوں۔ دمشق سے مراد قادیان ہے۔ ابن مریم کے معنی مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ہے۔ اور حدیثوں میں جو نزول کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کے معنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے ہیں۔

اب مولوی محمد علی صاحب ایم اے' فرمائیں کہ دونوں مجددوں میں سے کس کو سچا سمجھیں۔ اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو مجدد الف ثانی صاحب سچے نہیں۔ اور اگر مجدد الف ثانی صاحب سچے ہیں تو پھر مرزا صاحب سچے نہیں۔ یہ فیصلہ تو ہو چکا ہے کہ آپ نے اور ہم نے مجدد الف ثانی صاحب کو سچا مجدد مانا ہوا ہے۔ مگر مرزا صاحب چونکہ خلاف قرآن شریف وخلاف حدیث نبوی وخلاف اجماع امت وخلاف مجدد الف ثانی صاحب وخلاف کل اولیائے امت مسلک اختیار کرتے ہیں۔ تو پھر روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ مرزا صاحب ہی حق پر نہیں۔ کوئی ایک مسلمان کسی طبقہ کے صحابہ کرام سے لے کر تبع تابعین تک بتاؤ' جس کا یہ اعتقاد ہو کہ مسیح فوت ہو گیا۔ اس کا اصالتاً نزول نہ ہوگا۔ اور امت محمدی میں سے ایک شخص محمد ﷺ کی متابعت چھوڑ کر عیسیٰ بن مریم بن کر آئے گا۔ مگر ہم با آواز بلند دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کوئی شخص پیش نہ کر سکو گے۔ جب کسی مجدد نے ایسا نہیں کیا تو پھر مرزا صاحب کل امت محمدیہ کے برخلاف جا کر کس طرح مجدد ہو سکتے ہیں۔

مُجَدِّدِ وَقت کون؟

اخیر میں مولوی محمد علی صاحب نے مسلمانوں کو ایک عظیم الشان مغالطہ دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم نے جو ''براہین احمدیہ'' پر ''ریویو'' لکھا تھا' نقل کر کے مرزا صاحب کا مجدد ہونا بتاتے ہیں۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کی دھوکہ دہی دیکھئے کہ یہ ریویو اس وقت کا لکھا ہوا ہے جب کہ مرزا صاحب کی ابتدائی حالت تھی اور اس وقت ان کا کوئی دعوئے نبوت ورسالت ومسیحیت کا نہ تھا' بلکہ مرزا صاحب کا اعتقاد عام اہل اسلام کی مانند تھا۔ اسی کتاب میں جس کا ریویو مولوی محمد حسین صاحب مرحوم نے کیا تھا' صاف صاف لکھا ہوا تھا۔ اصل عبارت مرزا صاحب نقل کی جاتی ہے' وھو ھذا:

''جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے' تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا''۔

(دیکھو براہین احمدیہ ص ۴۹۸'۴۹۹' مصنفہ مرزا صاحب)

یہ ریویو اس وقت کا لکھا ہوا ہے جب کہ مرزا صاحب مسلمان تھے۔ اور مسیح کو زندہ آسمان پر یقین کرتے تھے۔ یعنی یہ ریویو ۱۸۸۴ء کا لکھا ہوا ہے۔ اور مرزا صاحب اس وقت مولوی محمد حسین صاحب کے ہم اعتقاد تھے۔ اس واسطے مولوی محمد حسین صاحب نے مرزا صاحب کی درخواست پر ریویو کیا اور یہ قاعدہ ہے کہ تعریف کرنے میں مبالغہ کا ضرور استعمال ہوتا ہے۔ مولوی صاحب نے مبالغہ کے طور پر مرزا صاحب کی تعریف کر دی۔ جیسا کہ ہر ایک ریویو نویس کرتا ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم نے ''براہین احمدیہ'' کے ریویو لکھنے میں مبالغہ کے طور پر مرزا صاحب کی تعریف کر دی تو کون سی بات ہے مرزا صاحب کی تحریریں جب بتا رہی ہیں کہ اس ریویو لکھنے کے بعد مرزا نے خلاف شرع دعاوی کئے اور ''فتح اسلام وتوضیح المرام وازالہ اوہام'' میں اپنے کفریات درج کئے۔ تب مولوی محمد

حسین صاحب بٹالوی نے اپنا ریویو واپس لے کر مرتے دم تک مرزا صاحب کی مخالفت کی ان پر کفر کے فتوے لگائے سب سے اخیر کا فتویٰ ان کا ''اخبار اہل سنت والجماعت امرتسر'' میں چھپا تھا کہ مرزائیوں کو احمدی کہنا گناہ، چونکہ یہ غلام احمد کے مرید ہیں، اس واسطے ان کو مرزائی کہنا چاہئے۔ یا غلام احمدی کہنا چاہئے، صرف احمدی کہنا غلط ہے۔ کیونکہ احمدی مسلمان ہیں اور غلام احمدی قادیانی نبی کی امت ہونے کے باعث غلام احمدی یا مرزائی ہیں۔ پس ایسی تحریر کو پیش کرنا جو کہ مرزا صاحب کے دعاوی خلاف شرع والہامات وکشوف پہ شرک اور کفر سے پہلے لکھا تھا، سخت دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے۔ جب اخیر میں انہوں نے تردید کردی اور مرزا صاحب کا کفروشرک تمام دنیا پر ظاہر کردیا، تو وہ ریویو جو پہلے لکھا تھا۔ ردّی ہوگیا۔ ردّی مضمون کو پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینا ایک امیر قوم کے مدعی کی شان سے بعید ہے۔

اخیر میں مولوی صاحب نے اشاعت اسلام کا مسئلہ چھیڑا ہے جس کا جواب دینا ضروری ہے۔ لہٰذا ہم اخیر میں جواب عرض کرتے ہیں۔ مسلمان غور سے پڑھیں اور جواب کے واسطے تیار ہوجائیں تاکہ مرزائی دھوکہ سے ان کی جیبوں سے اشاعت اسلام کے بہانہ سے روپیہ نہ نکال لیں اور یہی روپیہ مرزائیت کی اشاعت میں خرچ ہو۔

اشاعت اسلام

مولوی صاحب صفحہ ۲۹ پر لکھتے ہیں اس زمانہ میں دعوت الٰہی اسلام کے کام کی طرف سے مسلمان غافل ہو رہے تھے اللہ تعالیٰ نے اس صدی کے مجدد کو اپنی جناب سے یہ الہام کیا کہ وہ ایک جماعت اس غرض سے تیار کرے۔ کیونکہ زمانہ کی ضرورت کے مطابق کام مجدد کے سپرد کیا جاتا ہے اور یہ زمانہ ایسا آ گیا تھا کہ اسلام ہر ایک طرف سے دوسرے

مذہب کے حملوں کا شکار ہونے لگا۔ ایسے وقت میں اگر اللہ تعالیٰ بانی دین کی تائید نہ کرتا تو دنیا میں اس کا وجود باقی رہنا مشکل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے صدی کے مجدد کے سپرد یہ کام کیا، اور اسے حکم دیا کہ وہ اسلام کے منور چہرہ کو دنیا پر ظاہر کرے۔ چنانچہ آپ نے آخر تک یہی کام اشاعت اسلام کیا...... (الخ)۔

الجواب: مولوی محمد علی صاحب نے جو اس عبارت میں لکھا ہے کہ مسلمان دعوت الٰہی اسلام کی طرف سے غافل تھے، غلط ہے۔ سب سے پہلے اس کی فکر سرسید کو ہوئی۔ مرزا صاحب سے پہلے سرسید مرحوم نے اسلام کا منور چہرہ دکھلایا اور بہت سے مسائل اسلام کی الٹ پلٹ کر کے مخالفین پادریوں کو دندان شکن جواب دیئے اور ''خطبات احمدیہ'' کتاب لکھی اور انگریزی میں شائع کی، جس کی وجہ سے اسلام ولایت میں پھیلنا شروع ہوا اور 'عبداللہ کوئیلم' شیخ الاسلام بنا۔ اگر یہی تجدید ہے کہ مخالفین کے اعتراض سے ڈر کر مسائل اسلام کی تاویل کی جائے جو کہ ایک قسم کا انکار ہے تو یہ تجدید سرسید بدرجہ اعلیٰ کر چکا اور وہی اکبر مجدد ہے۔ مرزا صاحب نے بھی سرسید کی پیروی کی اور وفات مسیح اور محالات عقلی اور قانون قدرت کے الفاظ سیکھے۔ مگر فرق یہ ہے کہ سرسید کی غرض ٹکے کمانے کی نہ تھی اس نے معقول طریقہ حضرت مسیح کے بارے میں بحث کی اور مسیح کی خصوصیات کی تردید کی۔ مسیح کی خصوصیات یہ ہیں:

۱...... **مسیح کا بلا باپ پیدا ہونا**: چونکہ یہ عیسائیوں کی ٹھوکر کا باعث ہوا۔ کیونکہ خدا کا بیٹا خدا ہوتا ہے اس لئے سرسید نے مسیح کے بغیر باپ کے پیدا ہونے سے انکار کیا اور انجیلوں سے ثابت کیا کہ مسیح یوسف نجار کا بیٹا تھا۔

۲...... خصوصیت مسیح کے دوبارہ آنے کی تھی۔ جس کے واسطے حیات مسیح لازمی تھی سرسید نے

نزول مسیح و آمد مہدی سے بھی انکار کیا‘ کیونکہ طبعی مردے کبھی واپس دوبارہ دنیا میں نہیں آتے۔

۳......خصوصیت معجزات مسیح مردوں کا زندہ کرنا اور مادرزاد اندھوں کو شفا دینا۔ جانور مٹی کے بنا کر ان میں روح پھونکنا۔ سرسید نے ان معجزات سے بھی انکار کیا اور تاویل کی۔ مرزا صاحب بھی سرسید کے پیرو ہوئے‘ معجزات مسیح سے انکار کیا اور تاویل کی اور مسمریزم کہا اور مسیح کی خصوصیات کی تردید کی۔ اور مولوی چراغ علی صاحب کی کتاب حالات صلیب دیکھ کر وفات مسیح کو اپنی مسیحیت کی بنیاد بنایا۔ چونکہ مرزا صاحب غرض رکھتے تھے اور پیری مریدی کی دوکان کھولنا چاہتے تھے‘ اس لئے انہوں نے مسیح کے رفع جسمانی و نزول جسمانی سے تو انکار کیا مگر غرض نے ان کو مجبور کر دیا کہ نزول مسیح کو مانا جائے۔ کیونکہ حدیثوں میں نزول مسیح کا ذکر ہے اور مسلمانوں کو انتظار ہے۔ اس لئے مرزا صاحب نے سوچا کہ حدیثوں کا نام سن کر مسلمان پھنس جائیں گے۔ پس نزول مسیح کو مانا اور رفع مسیح سے انکار کیا۔ چونکہ یہ دعویٰ نامعقول تھا کہ نزول بغیر رفع کے ثابت ہو۔ کیونکہ جب شملہ سے کسی شخص کا آنا تسلیم کیا جائے تو اس شخص کا شملہ جانا خود بخود ثابت ہو جاتا ہے۔ اس لئے مرزا صاحب نے اہل ہنود کے باطل مسائل حلول و بروز کا سہارا لیا۔ اور تاویل نزول کی اس طرح کی کہ روحانی نزول ہوگا۔ یعنی امت محمدی میں سے کوئی شخص مسیح ہوگا جو کہ ماں کے پیٹ سے پیدا شدہ ہوگا۔ جیسا کہ انبیاء کا ظہور ہوا تھا۔ نزول کے معنی پیدا ہونے کے کئے۔ مگر مرزا صاحب یہ نہ سمجھے کہ اس قسم کے مسیح تو امت محمدی میں پہلے کئی ایک ہو چکے ہیں۔ جب وہ سچے نہ تھے تو میں کس طرح سچا مسیح ہوسکتا ہوں۔

۱......فارس بن یحییٰ نے مصر کے علاقہ میں عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔ (دیکھو کتاب المختار)

مُجَدِّدِ وَقت کون؟

۲......ابراہیم بزلہ نے عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔ (دیکھو ہدیہ مہدویہ)

۳......شیخ محمد خراسانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ (دیکھو ہدیہ مہدویہ)

مدعی مسیحیت تو بہت ہیں صرف اختصار کی غرض سے تین لکھے ہیں۔ جب یہ مدعیان اپنے دعویٰ مسیحیت میں جھوٹے سمجھے گئے‘ تو مرزا صاحب‘ عیسیٰ بن مریم کس طرح سچے ہو سکتے ہیں۔ جب کہ ان سے بھی مسیح کے کام نہ ہوئے‘ بلکہ اسلام ایسا مغلوب ہوا کہ کسی کے وقت نہ ہوا تھا‘ تو پھر یہ کیوں کر سچے مسیح موعود ہو سکتے ہیں۔ مرزا صاحب نے نہ صرف مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کیا‘ بلکہ بہت پریشان دعوے کئے‘ چنانچہ لکھتے ہیں: ”میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں‘ آخر کرشن آریوں کا بادشاہ ہوں۔ (دیکھو تتمہ حقیقۃ الوحی‘ ص۸۴ و ص۸۵ مصنفہ مرزا صاحب)

حالانکہ کسی حدیث میں نہیں لکھا کہ آنے والے مسیح کے اس قدر دعاوی ہوں گے اور وہ کرشن بھی ہوگا۔ اب سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے مرید کس اسلام کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں‘ آیا سرسید کا اسلام جو مرزا صاحب الفاظ تبدیل کر کے پیش کرتے ہیں جو کہ اصل میں نیچریوں اور معتزلہ کی باتیں ہیں۔ یا اصلی اسلام جو کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین اور اولیاء اور مجددین کا ہے۔ جب تک اس بات کا فیصلہ نہ ہو لے کہ کس اسلام کی اشاعت مرزا صاحب اور ان کے مرید کرتے ہیں اور کریں گے‘ تب تک مسلمان ہرگز ہرگز چندہ نہیں دے سکتے۔ مرزا صاحب نے جو اسلامی مسائل کی اولٹ پلٹ کی ہے اور شرک اور کفر کے الہامات اور کشوف جو اسلام میں داخل کئے‘ اس سے تو مرزا صاحب نے بجائے منور چہرہ اسلام کے‘ مکدر اور سیاہ داغدار چہرہ اسلام کا دکھایا۔

چنانچہ ”توضیح المرام ص۲۹“ پر لکھتے ہیں: ”اس کے (انسان) کے فنا فی اللہ

ہونے کی حالت میں خدا تعالیٰ اپنی پاک تجلی کے ساتھ اس پر یعنی انسان پر سوار ہوتا ہے''۔ یہ ہے قادیان کا اسلام' اور پھر جو عقائد عیسائیوں اور آریوں کے تھے اسلام میں داخل کئے۔ ایک عیسائی اگر مسلمان ہو تو اس کو کیا فائدہ ہوا' پہلے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتا تھا۔ مگر اب مرزائیوں کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے الہامات کے بموجب ان کو خدا کا صلبی بیٹا اور خدا کے پانی سے پیدا شدہ خدا کا بیٹا تسلیم کرے گا۔ دیکھو الہام مرزا صاحب: اسمع ولدی، انت منی بمنزلة ولدی، انت منی منزلة اولادی، انت من ماء نا وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر کوئی آریہ مسلمان ہو اور قادیانی عقائد اسلام کے مطابق مرزا صاحب کو کرشن جی کا اوتار مانے۔ اور باطل مسائل اوتار اور حلول اور تناسخ' جس کا نام مرزا صاحب نے بروز رکھا ہے۔

دیکھو توضیح المرام' ص ۱۳ میں لکھتے ہیں: ''اس جگہ خدا تعالیٰ کے آنے سے مراد حضرت محمد کا آنا ہے''۔ تو وہ حیران ہوگا کہ اسلام میں بھی وہی باتیں اور فاسدہ عقائد و باطل مسائل ہیں' جن کو میں چھوڑنا چاہتا ہوں' وہی مسائل یہاں بھی ہیں تو مسلمان ہونے کا کیا فائدہ۔

آریہ لوگ روح اور مادہ کو قدیم مانتے ہیں۔ مگر مرزا صاحب نے بھی اپنی کتاب ''مرام'' میں روح اور مادہ کی قدامت لکھی ہے۔ تو پھر کس منہ سے آریوں پر شرک کا الزام دیا جاتا ہے کہ وہ روح اور مادہ کو انادی مانتے ہیں اور مشرک ہیں۔ دیکھو مرزا صاحب کیا لکھتے ہیں: ''اب جب کہ یہ قانون الٰہی معلوم ہو چکا کہ یہ عالم اپنے جمیع قوائے ظاہری و باطنی کے ساتھ حضرت واجب الوجود سے بطور اعضا کے واقعہ ہے اور ہر ایک چیز اپنے محل اور موقعہ پر اعضا ہی کا کام دے رہی ہے اور ہر ایک ارادہ خدا تعالیٰ کا انہیں اعضاء کے

ادارہ تحفظ عقائد اسلام کی جانب سے عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا کی ایک سے چودہ تک جلدوں کی تفصیل

نمبر شمار	کتاب اور مصنف کا نام	جلد	صفحات	سنِ تصنیف
①	تحقیقات دستگریہ (جلد اول) علامہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ	نمبر1	84	1883ء
②	رَجم الشیاطین علامہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ	نمبر1	63	1886ء
③	فتح رحمانی علامہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ	نمبر1	37	1896ء
④	الالهام الصحیح (عربی) مولانا غلام رسول امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	نمبر1	61	1893ء
⑤	آفتاب صداقت (اردو) مترجمہ: پیر غلام مصطفیٰ نقشبندی حنفی امرتسری	نمبر1	81	
⑥	کلمه فضل رحمانی قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر1	194	1896ء
⑦	جمعیت خاطر قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر2	146	1915ء
⑧	جزاء الله عدوہ بابائه ختم النبوة امام اہلسنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر2	144	1899ء
⑨	السوء والعقاب علی المسیح الکذاب امام اہلسنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر2	30	1902ء

نمبر شمار	کتاب اور مصنف کا نام	جلد	صفحات	سنِ تصنیف
10	قهر الديان علىٰ مرتد بقاديان امام اہلسنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر2	25	1905ء
11	المبين ختم النبيين امام اہلسنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر2	32	1908ء
12	الجبل الثانوی علی كلية التهانوی امام اہلسنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر2	13	1918ء
13	الجراز الديانی علی المرتد القاديانی امام اہلسنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر2	22	1921ء
14	الصارم الربانی علی اسراف القاديانی حجۃ الاسلام محمد حامد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر2	61	1898ء
15	درة الدرانی علىٰ ردة القاديانی علامہ مولانا محمد حیدر اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ	نمبر3	385	1901ء
16	مرزائی حقیقت کا اظہار مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر3	86	1929ء
17	هدية الرسول فاتح قادیان پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر3	101	1899ء
18	شمس الهداية فی اثبات حياة المسيح فاتح قادیان پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر4	149	1899ء
19	سیف چشتیائی فاتح قادیان پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر4	423	1902ء
20	مفاتيح الاعلام علامہ انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکن	نمبر5	67	
21	افادة الافهام (حصه اول) علامہ انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکن	نمبر5	332	
22	افادة الافهام (حصه دوم) علامہ انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکن	نمبر6	325	
23	انوار الحق علامہ انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکن	نمبر6	123	
24	معيار المسيح مولانا حافظ ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر6	57	
25	تیغ غلام گیلانی بر گردن قادیانی علامہ قاضی غلام گیلانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر7	183	1911ء
26	جواب حقانی در ردِ بنگالی قادیانی علامہ قاضی غلام گیلانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر7	159	
27	رساله بیان مقبول و رد قادیانی مجهول علامہ قاضی غلام گیلانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر7	94	
28	مرزا کی غلطیاں علامہ قاضی غلام ربانی چشتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر7	12	
29	رساله رد قادیانی علامہ قاضی غلام ربانی چشتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر7	10	
30	قهر یزدانی برجان دجال قادیانی مولانا حافظ سید پیر ظہور شاہ قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر7	60	1912ء
31	الظفر الرحمانی فی كسف القاديانی مناظر الاسلام مفتی غلام مرتضیٰ ساکن میانی	نمبر8	198	1924ء
32	ختم النبوة مناظر الاسلام مفتی غلام مرتضیٰ ساکن میانی	نمبر8	20	
33	اکرام الحق کی کھلی چٹھی کا جواب حضرت علامہ حکیم ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ	نمبر8	58	1932ء

نمبر شمار	کتاب اور مصنف کا نام	جلد	صفحات	سنِ تصنیف
34	البرزشکن گرز عرف مرزائی نامه مولانا مرتضی احمد خان میکش	نمبر8	186	1936ء
35	پاکستان میں مرزائیت کا مستقبل مولانا مرتضی احمد خان میکش	نمبر8	44	1950ء
36	قادیانی سیاست مولانا مرتضی احمد خان میکش	نمبر8	8	1951ء
37	کیا پاکستان میں مرزائی حکومت قائم ہو گی مولانا مرتضی احمد خان میکش	نمبر8	11	1952ء
38	تازیانه عبرت ابوالفضل محمد کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ	نمبر9	285	1932ء
39	السیوف الکلامیه لقطع الدعاوی الغلامیه مفتی آگرہ عبدالحفیظ حقانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر9	146	1934ء
40	قهر یزدانی برقلعه قادیانی مولانا ابومنظور محمد نظام الدین قادری ملتانی	نمبر9	38	
41	برق آسمانی بر خرمن قادیانی مناظر الاسلام ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر10	248	1932ء
42	تحریک قادیان فدائے ملت مولانا سید حبیب رحمۃ اللہ علیہ	نمبر10	180	1933ء
43	الحق المبین حکیم مولوی عبدالغنی ناظم رحمۃ اللہ علیہ	نمبر10	104	1934ء
44	الکاویه علی الغاویه (جلد اول) حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	نمبر11	573	1931ء
45	الکاویه علی الغاویه (جلد دوم) حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	نمبر12	304	1934ء

ذریعہ سے ظہور میں آتا ہے کوئی ارادہ بغیر ان کے توسط کے ظہور میں نہیں آتا''......(الخ)

(ص ۳۵'توضیح المرام' مصنفہ مرزا صاحب)

ناظرین کرام: پہلے مرزا صاحب 'صفحہ ۳۴' پر لکھ آئے ہیں کہ ''قیوم عالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض اور طول رکھتا ہے''......(الخ)۔ اب مزید براں لکھتے ہیں کہ ''جیسے قوائے اس عالم کے حضرت واجب الوجود کے لئے بطور اعضاء کے کام دیتے ہیں''۔ جس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب اس مسئلہ میں آریوں کے ہم خیال ہیں' کیونکہ آریہ بھی یہی کہتے ہیں کہ روح اور مادہ کو خدا نے نہیں بنایا' یہ انادی ہیں۔ مرزا صاحب بھی فرماتے ہیں کہ عالم کے جمیع قوائے خدا تعالیٰ کے اعضاء ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جس وجود کے اعضاء ہوں' وہ وجود اور اس کے اعضاء ایک ہی وقت کی ساخت ہوتے ہیں۔ پس جب سے خدا' تب سے اس کے اعضاء اور تمام عالموں کی پیدائش امتزاج و آمیزش وحرکت مادہ اور روح سے ہوتی ہے جو مرزا صاحب کے مذہب میں خدا تعالیٰ کے اعضاء ہیں تو قدیم ثابت ہوئے' کیونکہ خدا کی ذات سے اس کے اعضاء جدا نہیں ہو سکتے۔ **افسوس**! یہی اسلام مرزائی پیش کرتے ہیں اور اسی واسطے مسلمانوں سے چندہ لیتے ہیں۔ ایسا کون بیوقوف ہوگا کہ اپنے ہاتھ سے اسلام کی ہتک وہنسی کرائے۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ نے مجدد کو ایک جماعت دی جو اس کے دین کی اشاعت کرتی ہے''۔ مولوی صاحب کو واضح ہو کہ مرزا صاحب سے بڑھ کر کاذب مدعیان کو جماعتیں ملتی رہی ہیں۔ مسیلمہ کذاب کو پانچ ہفتہ کے قلیل عرصہ میں ایک لاکھ سے اوپر جماعت مل گئی تھی جو کہ اس کے باطل عقائد کی ترویج وتحریک وتائید واشاعت کرتی تھی۔ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس فتنہ کو فرو نہ کرتے اور مسیلمہ مارا نہ جاتا' تو اس کی جماعت

ایک کو بھی مسلمان نہ رہنے دیتی۔ اور لطف یہ ہے کہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کی طرح مسیلمہ اور اس کے پیرو بھی یہی کہتے تھے کہ حقیقی اسلام یہ ہے جو مسیلمہ پیش کرتا ہے۔ خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہنا شرک ہے۔ میں محمد ﷺ کا نائب ہوں جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون تھا۔ مرغ کو حرام کر دیا۔ ایک نماز معاف کر دی اور حقیقی اسلام کا مدعی تھا۔ بہبود زنگی کاذب مدعی کی جماعت پانچ کروڑ پانچ لاکھ تھی' وہ بھی اشاعت کے واسطے خدا نے اس کو دی تھی۔ (تذکرۃ المذاہب' ص ۱۲۳)

حسن بن صباح کو بھی خدا تعالیٰ نے ایسی ہی زبردست جماعت دی تھی کہ دنیا بھر کی سلطنتیں اس سے کانپتی تھیں' اور وہ اپنے اسلام کی اشاعت کرتے تھے۔ علی محمد باب کی جماعت تو اب تک کام کر رہی ہے اور لاکھوں کی تعداد میں ہے۔ اور اپنے اسلام کی اشاعت کرتی ہے۔ جناب مولوی صاحب! یہ سوانگ جو مرزا صاحب نے بھرا ہے' کوئی نرالا نہیں اور نہ ان کی جماعت نرالا کام کر رہی ہے۔ سب کاذب مدعی ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔

سید محمد جونپوری کی جماعت ایسی جوشیلی تھی کہ جو ان کے عقائد کی مخالفت کرتا' اس کو قتل کر دیتے۔

یہ مولوی محمد علی صاحب نے بالکل غلط لکھا ہے کہ مسلمان اشاعت کی طرف سے بالکل غافل تھے۔ اشاعت اسلام تو ہمیشہ سے مسلمان علماء و تاجر کرتے آئے۔ مگر خدا کے فضل سے ان کو شیطان نے یہ دھوکہ نہیں دیا کہ تم نبی و رسول و محدث و مجدد ہو۔ وہ خدا کے واسطے خدمت اسلام کرتے رہے اور کر رہے ہیں چند نمونے پیش کرتا ہوں۔

۱.....اسلام کی حقیقی روح عرب کے سوداگروں اور واعظوں نے مجمع الجزائر' لایا' روس' تاتار' چین' بڑغاسکر اور افریقہ میں بلا کسی ملکی امداد کے اسلام پھیلایا۔ (ص ۱۱۲' النبی والسلام)

۲.....قادریہ اور سنوسیہ فرقہ کا نمونہ مسلمانوں کے واسطے قابل تقلید ہے جنہوں نے نہ تو دوسروں کو کافر بنایا اور نہ اپنے لئے کذابوں اور خود پرستوں کی طرح نبوت و مہدویت کا منصب تجویز کیا اور نہ اپنے منکروں کو لعنتی اور جہنمی قرار دیا۔ (ص ۱۱۷)

۳.....۱۹۰۶ء میں جاپان میں سلطنت حقانیہ کی طرف سے علماء گئے اور ۱۸ ہزار جاپانیوں کو مسلمان کیا۔ (دیکھو ص ۱۲۴' مقاصد اسلام بحوالہ سفرنامہ جاپان علی احمد جرجاوی مصری ایڈیٹر اخبار الارشاد)

۴.....چہارم ہندوستان میں علمائے بنگال کی انجمن اشاعت اسلام کام کر رہی ہے اور ان کو بہت کامیابی ہوئی ہے۔ ۱۳' وظیفہ خوار اور ۱۴ آنریزی مبلغین کام اشاعت اسلام کا کر رہی ہیں۔ اور مبلغین کی کوشش سے ۲۶ ہزار مسلمان رسومات قبیحہ چھوڑ کر پکے مسلمان بنائے گئے۔ ۳۵۶ بد دین بھنگڑ خانوں سے نکال کر راہ راست پر لائے گئے۔ ۱۶۵ عیسائی ۵۲ بدھ ۱۶۹ ہندو مسلمان کئے گئے۔ (دیکھو رپورٹ انجمن علمائے بنگال از ۱۹۱۳ء تا ۱۹۱۷ء)۔ غرض یہ مولوی صاحب کا لکھنا بالکل غلط ہے کہ سوائے مرزا صاحب کی جماعت کے کوئی اور دوسرا اشاعت اسلام نہیں کرتا۔ باہر غیر ممالک میں تو اسلام کے پاک اصولوں کو دیکھ کر لاکھوں کی تعداد میں اسلام قبول کر رہے ہیں۔ شیخ سنوسی کی متبرک ذات سیتیونس وغیرہ ممالک میں اسلام بہت تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ 'اسلام محمدی' کی تو اشاعت ہوتی ہے اور کوئی جگہ اور شہر خالی نہیں کہ علمائے اسلام تھوڑی بہت نصیحت نہ کرتے ہوں۔ ہاں 'مرزائی اسلام' کی جس میں مرزا صاحب نے کفر و شرک کے مسائل اوتار' ابن اللہ' تجسم خدا روح اور مادہ انادی ماننا اور دیگر کفریات جن کا ذکر پہلے آ چکا ہے' اشاعت نہ مسلمانوں پر ضروری ہے اور نہ کرتے ہیں' بلکہ مسلمانوں کا حسب الارشاد رسول اللہ ﷺ مرزائیوں کے فتنہ سے بچنا فرض ہے۔ جب مرزائیوں کا اپنا اسلام درست نہیں ہے تو دوسروں کو کیا تبلیغ کر سکتے ہیں۔

والسلام' پیر بخش سکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور۔

ضروری نوٹ: رسالہ انجمن تائید الاسلام ماہ جنوری ۱۹۲۰ء میں علمائے اسلام کی طرف سے سات سوال لکھے گئے تھے۔ جن کا جواب آج تک لاہوری جماعت نے نہیں دیا۔ لہٰذا پھر لکھے جاتے ہیں۔ جب تک ان سوالات کے جواب نہ دیئے جائیں گے کوئی مسلمان چندہ نہ دے گا‘ تاکہ مسلمانوں کے چندہ سے اشاعت مرزائیت وکفریات نہ ہو۔

سوال یہ ہیں:

۱...... مرزا صاحب آپ کے اعتقاد میں سچے صاحب وحی تھے۔ یعنی ان کی وحی تورات، انجیل وقرآن کی مانند تھی کہ جس کا منکر جہنمی ہو؟

۲...... جو جو الہام مرزا صاحب کو ہوئے‘ آپ ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یقین کرتے ہیں؟

۳...... مرزا صاحب کے الہاموں کو وساوس شیطانی سے پاک یقین کرتے ہیں؟

۴...... مرزا صاحب کے کشوف منجانب اللہ تھے؟

۵...... شیطانی الہامات اور شیطانی کشوف کی کیا علامات ہیں؟

۶...... مرزا صاحب نے جو حقیقۃ الوحی کے ’ص ۲۱۱‘ پر لکھا ہے کہ ’’میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر‘‘۔ کیا آپ کا بھی یہی ایمان ہے؟

۷...... اگر مرزا صاحب کے عقائد اہل سنت والجماعت کے تھے اور آپ کے بھی ہیں‘ تو مسلمان کے ساتھ مل کر نمازیں کیوں نہیں پڑھتے؟

تمام شد

☆☆☆☆☆

نمبر شمار	کتاب اور مصنف کا نام	جلد	صفحات	سنِ تصنیف
46	اَلْکَاوِیَۃُ عَلَی الْغَاوِیَۃِ (جلد دوم، حصہ دوم) حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری	نمبر13	342	1934ء
47	اَلْمَکْتُوْبَاتُ الطَّیِّبَاتُ سید پیر مہر علی شاہ چشتی حنفی گولڑوی علیہ الرحمہ	نمبر13	40	1904ء
48	خُلَاصَۃُ الْعَقَائِدْ حضرت علامہ عبد الماجد قادری بدایونی	نمبر13	26	1909ء
49	مرزائیوں کی دھوکے بازیاں حضرت علامہ غلام احمد اخگر امرتسری	نمبر13	24	1911ء
50	اَلتَّقْرِیْرُ الْفَصِیْحُ فِیْ نُزُوْلِ الْمَسِیْحِ حضرت علامہ مشتاق احمد انبیٹھوی	نمبر13	12	1315ھ
51	مِرْزَائِیَتْ کا جَال ابو الفضل محمد کرم الدین دبیر	نمبر13	16	1931ء
52	لِیَاقَتِ مِرْزَا حضرت علامہ قاضی عبد الغفور پنجہ	نمبر13	32	
53	عُمْدَۃُ الْبَیَانْ حضرت علامہ قاضی عبد الغفور پنجہ	نمبر13	24	
54	تَھْذِیْبِ قَادِیَانِیْ حضرت علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی	نمبر13	24	
55	مِیْنَارَۂ قَادِیَانِیْ حکیم مولوی عبد الغنی ناظم نقشبندی	نمبر13	08	شمس الاسلام بھیرہ شمارہ جولائی، ۱۹۳۳ء
56	مِعْیَارِ عَقَائِدِ قَادِیَانِیْ جناب بابو پیر بخش لاہوری	نمبر14	112	1331ھ 1912ء
57	بَشَارَتِ مُحَمَّدِیْ جناب بابو پیر بخش لاہوری	نمبر14	125	1337ھ 1918ء
58	اَلْاِسْتِدْلَالُ الصَّحِیْحُ جناب بابو پیر بخش لاہوری	نمبر14	350	1343ھ 1924ء

کتاب ''عقیدہ ختم نبوت'' ان مکتبوں پر دستیاب ہے

◇ 1۔ مکتبہ برکات المدینہ

بہار شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی۔ فون نمبر: 021-34219324

◇ 2۔ مکتبہ سخی سلطان

نزد ڈی آر، ہارون ولی گلی چھوٹی گھٹی، حیدر آباد، سندھ۔ فون نمبر: 0300-3019290

◇ 3۔ فیض گنج بخش بک سینٹر

دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون نمبر: 0321-4021314

◇ 4۔ زاویہ پبلشرز

دکان نمبر 6، مرکز الاولیس، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون نمبر: 042-37248657

◇ 5۔ دار النور

دکان نمبر 4، مرکز الاولیس، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون نمبر: 042-37247702

◇ 6۔ دار السلام

دکان نمبر 5، جیلانی سینٹر، اردو بازار، لاہور۔ فون نمبر: 042-37361230

◇ 7۔ مکتبہ جمال کرم

دکان نمبر 9، مرکز الاولیس، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون نمبر: 042-37324948

◇ 8۔ مکتبہ مہریہ کاظمیہ

نزد جامعہ انوار العلوم، ٹی بلاک، نیو بلاک نیو ملتان۔ فون نمبر: 061-6560699
0314-6123162

◇ 9۔ مکتبہ فیض رضا پبلیکیشنز

جامعہ قادریہ رضویہ ٹرسٹ، مصطفیٰ آباد، سرگودھا روڈ فیصل آباد۔ فون نمبر: 041-8860777

◇ 10۔ رضائے مصطفیٰ

چوک دار السلام، گجرانوالہ۔ فون نمبر: 055-4217986